قرآن و حدیث، انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرام علیہم الرضوان، اہل بیت اطہار
بزرگان دین، اولیائے کرام اور مسلمان حکمرانوں کے ایمان افروز، باطل سوز،
وجد آفرین، اور انتہائی دلنشین ۲۰۰

بے نظیر واقعات

تصنیف لطیف
الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

Scanned with CamScanner

[illegible]ات
۱۔ حضرت ہیر ص ۱۳
۲۔ دو کردار کی خرم ص ۲۱
۳۔ نعرہ کی حقیقت ص ۳۰
۴۔ میلاد کا جلوس ص ۶۴
۵۔ غم قرار ابت ص ۷۸، ۹۴
۶۔ امت کے لیے دعا ص ۱۱۶
۷۔ امت کی یاد ص ۱۳۷
۸۔ کفار مکہ کی اذیت ص ۱۵۱
۹۔ رسول کا خواب ص ۱۶۳
۱۰۔ جنگ بدر کی بارش ص ۱۶۶
۱۱۔ بدر کا کنواں ہیرا ہو ص ۱۵۳
۱۱۔ خبیب کی شہادت ص ۱۸۶
۱۲۔ جس نے حبیب کو دیکھا
وہ ہیرا ص ۱۹۲
۱۳۔ آدم کی بیٹے کو وصیت ص ۲۲۵
۱۴۔ افضل کنکریوں کا کلمہ پڑھنا ص ۲۵۵
۱۵۔ شان صدیق ص ۲۷۲
۱۶۔ شان عمر ص ۲۸۱
۱۷۔ حضرت عمر کا رونا ص ۲۸۵
۱۸۔ شان عثمان ص ۳۱۲
۱۹۔ شان علی ص ۳۲۳
۲۰۔ امیر حمزہ ص ۳۵۲
۲۱۔ کربلا والا حسین ص ۳۶۷
۲۲۔ شان رسالت ص ۳۷۹
۔ فاتح جن
۲۳۔ قبر رسول پر ص ۴۱۱
۲۴۔ سورۃ یوسف ص ۴۱۳
۲۵۔ دجلہ پر جادو ص ۴۲۴
۲۶۔ صحابی کی عبد ص ۴۲۶
۲۷۔ محبت رسول ص ۴۵۲
۲۸۔ سونے کا پہاڑ ص ۴۵۴
۲۹۔ صحابہ کی محبت رسول
کی بات ص ۴۵۹، ۴۶۶
۳۰۔ تمام عمر کا معمول
درود شریف ص ۴۸۳
۳۱۔ گستاخ کا ساتھ ص ۴۸۹
۳۲۔ حبیب سے ملنے والے ص ۵۱۵
۳۳۔ سر کے مبارک ص ۵۲۰

ایک سو
ایک بکری کا لقمہ ص ۵۱۸
حضور کی شفاعت ص ۵۲۲
حضور کا علم ص ۵۲۵
درود شریف ص ۵۲۸
شان صدیق ص ۵۳۴
شان عمر ص ۵۵۹
شان مصطفی نہ بیان ہو سکی ص ۵۶۳
بیٹیوں کی پرورش ص ۵۶۷
انگور پر برکت کی ڈیوٹی ص ۵۷۱
بنی پاک کا دفن کرنا ص ۵۷۴
قرآن کی حفاظت ص ۵۸۵
مصحف قرآنی ص ۶۰۳
امت کے بارے میں مشورہ ص ۶۰۴
امام مالک ص ۶۰۶
شیخ کی خاطر ص ۶۱۰
یادگاری امت ص ۶۱۶
بے وضو نام لینا ص ۶۲۰
سر میں نماز کا حل ص ۶۲۴
حضرت عائشہ ص ۶۲۶
محدثین کا احترام ص ۶۰۱
زندہ شخص کو دفن کرنا ص ۸۲
ہارون الرشید کے حلق ص ۹۳
حدیث پر حضرت علی کا عمل ص ۱۴۹
جنت کے اعمال ص ۱۵۳

شب یادگار
۱۔ حجر اسود بولا ص ۲۲
۲۔ ہاتھ جالنے کو حجر دن میں جان ص ۵۵
۳۔ غیبی پیالہ ص ۸۴
۴۔ سوالات کے جواب ص ۱۴
۵۔ حضرت علی کا رونا ص ۲۶۱
۶۔ ابن مسعود کا رونا ص ۳۵۷
۷۔ ابن عمر و ابن عباس کا رونا ص ۳۷۱
۸۔ ابوہریرہ کا رونا ص ۳۹۵
۹۔ اللہ کی رحمت ص ۴۰۲
۱۰۔ حجر رونا ہے اس کا کام ص ۴۰۶
۱۱۔ معاذ بن جبل ص ۴۱۶
۱۲۔ شعبہ کا پیار ص ۴۲۰
۱۳۔ سیدنا امیر معاویہ ص ۴۴۲
۱۴۔ سفیان ثوری کی وصیت ص ۴۷۵
۱۵۔ امام غزالی ص ۴۹۳
۱۶۔ حضرت اسامہ ص ۴۹۵
۱۷۔ حضرت عکاشہ ص ۵۴۶
امام اعظم
خدا نظر کیوں نہیں ص ۴۵۷
معصومین کا کردار ص ۵۳۹
خوف خدا ص ۴۶ خاص
بارش مانگنا ص ۴۰ ظلم کا انجام ص ۷۳
دعا قبول کی ص ۴۷۱ رونا ص ۵۸۹

۱۔ جمع اخلاق ص ۲۳
شیطان کا جال ص ۲۸
حادثہ دمشق الایمان ص ۴۲
زبان کی حفاظت ص ۵۹
راستے کی حفاظت ص ۸۰
نیکیوں کی لوٹ ص ۸۴
حسن سلوک ص ۹۵
بیت المقدس ص ۱۱۰
بیوہ عورت کی فریاد ص ۱۱۵
تین آدمیوں کا ص ۱۲۴
قاضی شریک ص ۱۳۲
زمانہ جاہلیت کے بت ص ۱۵۷
بادشاہ نوجوان ص ۱۶۰
نیک اور بدکار ص ۱۶۹
باکردار ملکہ ص ۱۷۰
شام میں دمشق کا انجام ص ۱۷۸
جنگ احد ص ۱۸۰
بدر کا کنواں ہیرا بنا کر ص ۱۸۳
حق گوئی ص ۲۰۱
اچھا مشورہ ص ۲۰۳
میلاد آدم ص ۲۰۸
شداد کی جنت ص ۲۱۲
جادو کی سزا ص ۲۳۲
فرشتوں کی پیدائش ص ۲۴۴
معافی کیسے شروع ہوئی ص ۲۵۲
کنجوس کی خودکشی کا عمل ص ۳۰
مسلمان عورتوں کا شہید ص ۳۳۲
آب زمزم سے علاج ص ۳۴۳
دریا کی نشانی ص ۳۵۵
دھوکے کا برا انجام ص ۳۶۳
محتاج کی تعظیم ص ۴۰۴
حجاج بن یوسف ص ۴۰۵
عجیب بچے کا انجام ص ۴۲۹
غیبت کے اسباب ص ۴۶۰
بھوک پیاس ص ۴۸۶

شان علم ص ۴۵۶
شاہ عبدالعزیز اور پادری کا
مناظرہ ص ۵۰۹
بتوں کی پرستش ص ۵۲۵
عبادت گزار کی ملاقات ص ۵۲۸
فتح بیت المقدس ص ۵۳۰
دانش مند المراجع ص ۵۳۷
دنیا کی بڑی کتاب ص ۵۵۰
مسیح کی شان ص ۵۵۴
اللہ والوں کی بارش ص ۵۵۵
امام شافعی کی بشارت ص ۵۸۷
بادشاہ حضور سے ملا ص ۹۹۱
یہودیوں کا قتل ص ۵۹۳
امام شافعی ص ۵۹۵
حضرت خدیجہ ص ۵۹۷
جس کی خدا حفاظت ص ۵۹۹
ایک سال ایک ماہ کے برابر ص ۶۰۲
شان صدیقہ ص ۶۱۷
ظہور مہدی ص ۶۴۲
نزول عیسیٰ ص ۶۴۵

جب فرشتے رو رہے ص ۵۹۹
عمدہ قیامت ص ۶۱۳
علامات قیامت ص ۶۳۵
عذاب سے نجات ص ۶۳۹
موت کا منظر
سانپ کے ذریعے موت ص ۱۳۶
قیامت کا منظر ص ۱۸۹
قیامت کی علامت ص ۲۰۴
قیامت کی چھوٹی علامات ص ۲۲۱
ص ۲۲۷ مساجد پر فخر ص ۲۴۹
موت کی پیدائش ص ۲۶۳
بستی کا انتقال ص ۲۶۷
جان کیسے نکلتی ہے ص ۳۲۶
کفن کیسا ہو ص ۳۶۰
قیامت جب آئی سورج ص ۳۶۹
امتحان دکھائے میں ص ۳۷۴
خوشخبری ص ۳۷۷
جنت کے دروازے ص ۲۹۲
آخری وقت میں ص ۳۹۹
روح ص ۴۰۹
قبر کی آباد ص ۱۱۸
ایصال ثواب ص ۴۲۲

مال کا احترام ص ۱۳
غم خوار نبی ص ۶۳
عمل دشمن ختم ص ۱۶۹
جسم سے روح کا نکلنا ص ۴۳۲
اڑنے والا تخت ص ۴۳۷
مرنے والا امت رسول ص ۴۳۸
قیامت کی علامات ص ۴۴۰
ایصال ثواب کا فائدہ ص ۴۴۸
بیٹے کا فائدہ ص ۷۷
(علامات قیامت ص ۴۸۹)
میت پر رونا ص ۵۳۱
قیامت سے پہلے ص ۵۴۲
کلمہ شہادت ابد قرار دو ص ۵۴۴
صبر کرنا ص ۵۵۳
اللہ سے ڈرنے والے کی ص ۵۶۹
آخرت فرشتے ص ۵۷۱

۳۰-۹-۲۰۱۷
۲۸-۱۲-۱۴۳۸

عثمان کتاب گھر
ریل بازار بورے والا 067-3772352

قرآن و حدیث، انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرام علیہم الرضوان، اہل بیت اطہار
بزرگان دین، اولیائے کرام اور مسلمان حکمرانوں کے ایمان افروز، باطل سوز،
وجد آفرین، اور انتہائی دلنشین ۲۰۰

بے نظیر واقعات

تصنیف لطیف

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

Scanned with CamScanner

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب	....	۲۰۰ بے نظیر واقعات
مؤلف	....	الحافظ القاری مفتی غلام حسن قادری
		مفتی دار العلوم حزب الاحناف' لاہور
پروف ریڈنگ	....	مولانا قاری محمد اصغر نورانی
خصوصی دعا	....	پیر سیّد طاہر حسین شاہ کاظمی' پاک پتن شریف
حسب فرمائش	....	پیر حافظ محمد عثمان نوشاہی قادری
		الحافظ القاری محمد اختر سیالوی' گڑھی شاہو' لاہور
صفحات	....	648
تعداد	....	600
کمپوزنگ	....	عبدالسلام' قمر الزمان
اشاعت	....	جون 2015ء
ناشر	....	محمد اکبر قادری
قیمت	....	450 روپے

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور

الانتساب

پیکر محبت ومودّت' سراپائے شفقت وشرافت' فخر السادات محترم المقام' واجب الاحترام حضرت پیر سیّد صداقت علی شاہ کرمانی بن حضرت پیر سیّد اصغر علی شاہ کرمانی کے جدِ اعلیٰ وامجد سلطان المشائخ' سیّد الاولیاء' قدوۃ السالکین' زبدۃ العارفین' حجۃ الکاملین' امام الواصلین سیّد السادات حضرت سیّد داؤد بندگی حسینی کرمانی رحمۃ اللہ علیہ (شیر گڑھ شریف) کے نام نامی اسم گرامی کی طرف اس پیغام کے ساتھ کہ

بے حبّ اہل بیت عبادت حرام ہے
زاہد تیری نماز کو میرا سلام ہے

اور

بے ادب گستاخ فرقہ کو سنا دے اے حسن
لعنۃ اللہ علیکم دشمنانِ اہلِ بیت

اور

اہلِ سنت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

الاھداء

غازیٔ کشمیر، قائد تحریک ختم نبوت، مجاہد و محسن اہل سنت،
مشہور زماں، مفسر قرآن الحافظ القاری
علامہ ابوالحسنات

سیّد محمد احمد قادری نوّر اللہ مرقدہ

صابر و شاکر، مفسر، عالم دین متین
بے نظیر و بے مثال ولا جواب ولا کلام
فکر تھی تاریخ کی آتی ندا احمد لکھو
واصل حق ہو گئے وہ ہادیٔ ذی الاحترام

فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
الانتساب	۳	ہے	۷۳
الاھداء	۴	(16) نبی e کا اپنی امت کے لیے رونا	۷۸
(1) پہاڑ بھی جن کی استقامت کو جھک کر سلام کریں	۱۳	(17) راستوں سے تکلیفوں کو دور کرنا	۸۰
(2) بروزِ حشر نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا!	۲۱	(18) زندہ شخص کا جنت کی سیر کرنا	۸۲
(3) حجرِ اسود بول پڑا	۲۲	(19) انمول غیبی پیالہ	۸۴
(4) اچھے اخلاق کی اہمیت	۲۳	(20) اپنے حصے کی کوئی شمع جلاتے جائیں	۸۶
(5) عقل بہترین عطیۂ خداوندی ہے	۲۶	(21) دستِ قدرت کا شاہکار	۹۳
(6) اسرائیلی عابد اور شیطان کا جال	۲۸	(22) جس کو امت کا غم ہی ستاتا رہا	۹۴
(7) صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نعرے	۳۰	(23) لوگوں سے حسن سلوک اور اچھی عادات	۹۵
(8) شریعت پر عمل ہو تو ایسا ہو	۴۲	(24) بیت المقدس کے فضائل	۱۱۰
(9) خدا کا خوف ہو تو ایسا ہو	۴۶	(25) قیمتی خزانہ اور ایک مردِ درویش	۱۱۳
(10) اولیاء اللہ کی شان کہ بے جان اشیاء میں جان	۵۵	(26) بیوہ عورت کی فریاد	۱۱۵
(11) زبان و شرمگاہ کی حفاظت	۵۹	(27) راتیں حضور (e) کی	۱۱۷
(12) کام کی باتیں	۶۰	(28) اندھے بہرے اور کوڑھی کی کہانی	۱۲۴
(13) بچوں کی فریاد	۶۲	پیارے نبی علیہ السلام کی زبانی	۱۲۴
(14) میلاد النبی e کا جلوس	۶۴	(29) دعائے گنج العرش کے فضائل	۱۲۷
(15) ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا		(30) قاضی شریک کی جرأت و بہادری	۱۳۲
		(31) ماں کا احترام اور مشاہیرِ اُمت	۱۳۵
		(32) جبریل امین کی بارگاہِ رسالت	

Scanned with CamScanner

عنوان	صفحہ
میں حاضری	۱۳۷
(33) یہودی علماء کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عجیب سوالات	۱۴۰
(34) سانپ کے ذریعے مدد	۱۴۶
(35) حدیث کے بارے میں صحابی کی غیرت	۱۴۹
(36) تم جفا کرتے رہے اور ہم وفا کرتے رہے	۱۵۱
(37) جنت میں لے جانے والے اعمال	۱۵۳
(38) زمانہ جاہلیت اور اہل عرب	۱۵۷
(39) حضرت سوارنا بینا نوجوان	۱۶۰
(40) مجاہدین اسلام کی پہلی بحری مہم	۱۶۳
(41) جب کرم ہوتا ہے	۱۶۶
(42) عجیب وغریب اور حیرت انگیز	۱۶۹
(43) پاکدامن ملکہ	۱۷۰
(44) شادی میں رقص کا انجام	۱۷۸
(45) ایک دردناک واقعہ	۱۸۰
(46) ہمارے پیارے نبی (ﷺ) کا ایک عظیم معجزہ	۱۸۳
(47) صحابہ کرام کی شہادت پر حضور (ﷺ) کے آنسو	۱۸۶
(48) قیامت کا بیان	۱۸۹
(49) ایک ستارہ عرش کی تعمیر سے پہلے بھی تھا	۱۹۲

عنوان	صفحہ
(50) حق گوئی و بے باکی	۲۰۱
(51) اچھا مشورہ	۲۰۳
(52) قیامت کبریٰ کی علامات	۲۰۴
(53) آقا وغلام کی آہ وزاری	۲۰۷
(54) سیدنا آدم علیہ السلام کو کیسے بنایا گیا؟	۲۰۸
(55) شداد اور اس کی جنت کا حال	۲۱۲
(56) فراخدالی کی فتح	۲۱۹
(57) قیامت کی چھ علامات	۲۲۱
(58) حضرت آدم علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو وصیت	۲۲۵
(59) ایک ایسا وقت بھی آئے گا	۲۲۷
(60) ایک سوال کا جواب مطلوب ہے	۲۳۲
(61) فرشتوں کی پیدائش	۲۴۴
(62) سونے کا محل	۲۴۷
(63) مساجد پر فخر اور امام کا قتل	۲۴۹
(64) معافی کے لئے ایک شرط	۲۵۲
(65) میں حضرت عثمانؓ کو برا کیسے کہہ سکتا ہوں؟	۲۵۵
(66) ایک ولیہ کا عارفانہ کلام	۲۵۸
(67) وہ روتے تھے تو ساری کائنات آنسو بہاتی تھی	۲۶۱
(68) موت کی پیدائش کا حال	۲۶۳
(69) پاکیزہ روشنی	۲۶۷

عنوان	صفحہ
(70) صدیق تیری صداقت کو سلام ہے سلام ہے	۲۷۰
(71) عمر تیری عدالت کو سلام ہے سلام	۲۸۱
(72) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آنسو	۲۸۵
(73) شیخین کریمین عتیق وعمر رضی اللہ عنہما	۳۱۲
(74) عثمان تیری سخاوت کو سلام ہے سلام ہے	۳۲۰
(75) علی رضی اللہ عنہ تیری شجاعت کو سلام ہے سلام ہے	۳۲۳
(76) کمینوں کی خوشحالی اور علماء کا قتل	۳۳۰
(77) انوکھی رسیاں اور بادشاہ کی درویشی	۳۳۱
(78) جان کیسے نکلتی ہے	۳۳۶
(79) آسمانی ہسپتال میں	۳۴۳
(80) خداو مصطفی ﷺ کا شیر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ	۳۵۲
(81) دین سے نکل جانے والی قوم	۳۵۵
(82) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ رو پڑے	۳۵۷
(83) روح کیا کہتی ہے؟	۳۵۹
(84) کون بادشاہ اور کون مسکین؟	۳۶۰
(85) دھوکے کا برا انجام	۳۶۳
(86) کربلا والا الحسین رضی اللہ عنہ	۳۶۷
(87) جب حجر اسود اکھاڑا جائے گا اور تارے گر جائینگے	۳۶۹
(88) ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن عمر رضی اللہ عنہما رونے گئے	۳۷۱

عنوان	صفحہ
(89) اعضاء کیا کہتے ہیں؟	۳۷۴
(90) خوف خدا اور شرم وحیاء	۳۷۷
(91) وہ خاتون جس نے نو کافروں کو جہنم رسید کیا	۳۷۹
(92) خوشی کی انتہا	۳۹۱
(93) کیا یہ زمانہ آنہیں گیا؟	۳۹۳
(94) حضرت ابو ہریرہؓ کی آہ وبکا	۳۹۵
(95) شیطان کیسے ایمان چھینتا ہے؟	۳۹۹
(96) رحمت حق بہانہ ڈھونڈتی ہے	۴۰۲
(97) ایمان لانے کے بعد سب سے بڑی خوشی	۴۰۳
(98) ایک کذاب اور ایک مہلک	۴۰۴
(99) جو روتا ہے اسی کا کام ہوتا ہے	۴۰۶
(100) روح کا ذکر خیر	۴۰۹
(101) بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے	۴۱۱
(102) جو انگوٹھی حضور ﷺ نے پہنائی ہے	۴۱۳
(103) تلواریں جہاد سے معطل	۴۱۵
(104) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے مبارک آنسو	۴۱۶
(105) زمین اور قبر کا ندا کرنا	۴۱۸
(106) طلب کے باوجود شربت کیوں	

Scanned with CamScanner

عنوان	صفحہ
نہ پیا؟	۴۲۰
(107) ایک ہی عمل جنت میں لے گیا	۴۲۲
(108) دجلہ کے پل پر جنگ عظیم	۴۲۴
(109) صحابہ وہ جن کی ہر صبح، صبح عید ہوتی تھی	۴۲۶
(110) روح نکلنے کے بعد آواز دیتی ہے	۴۳۳
(111) اڑنے والا تخت اور ایک عبادت گذار	۴۳۷
(112) اپنے غلام کے وصال پُر ملال پر	۴۳۸
(113) حجاز کی آگ اور ریگستان میں باغ	۴۴۰
(114) حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	۴۴۲
(115) مرحومین کو ایصال ثواب کرنے کا فائدہ	۴۴۷
(116) مجاہدین کے لئے عظیم انعام	۴۴۹
(117) رسول اللہ ﷺ پہ صدقے جان ہماری	۴۵۲
(118) جب سونے کے پہاڑ ظاہر ہوں گے	۴۵۴
(119) ایک ہی سوال کے دس الگ الگ جواب	۴۵۶
(120) اگر خدا ہے تو نظر کیوں نہیں آرہا؟	۴۵۷
(121) تمہارا عذر قبول ہے	۴۵۹

عنوان	صفحہ
(122) غیبت کے اسباب	۴۶۰
(123) مجھے تو ان کے مقدر پہ رشک آتا ہے	۴۶۶
(124) دعاؤں کے قبول نہ ہونے کی وجہ	۴۷۱
(125) ملک الموت علیہ السلام کو دیکھ کر کپکپی	۴۷۳
(126) سب سے بڑا احسان	۴۷۴
(127) حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی وصیتیں	۴۷۵
(128) تمام غموں کا علاج	۴۸۳
(129) تم ہمارے نبی کی گستاخی کرو اور ہم معاہدہ پورا کریں؟	۴۸۴
(130) حضرت یحییٰ علیہ السلام کو پانچ باتوں کا حکم	۴۸۶
(131) علامات قیامت	۴۸۹
(132) علم وہ نہیں جسے لوٹ لیا جائے	۴۹۳
(133) حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی زندگی کا رقت انگیز پہلو	۴۹۵
(134) سب سے بڑی بدبختی	۵۰۲
(135) حسن ظن کا انمول واقعہ	۵۰۴
(136) مصیبت کے وقت بے صبری کرنا	۵۰۵
(137) ساری زمین اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی ہے	۵۰۶

عنوان	صفحہ
(138) قرب قیامت بندے کی بے قراری	۵۰۷
(139) کاش میں ایسا ہوتا	۵۰۸
(140) حقانیت اسلام پہ مباہلہ	۵۰۹
(141) حقانیت اسلام پر ایک ہندو لڑکی کی نظم	۵۱۱
(142) یہ لوگ کیا تھے جو حبیب کبریا ﷺ سے ملے	۵۱۵
(143) موئے مبارک کی برکت	۵۲۰
(144) ایک بکری کی کلیجی اور ایک سو تیس کھانے والے	۵۲۱
(145) جب دنیا بن رہی تھی حضور ﷺ اسے دیکھ رہے تھے	۵۲۲
(146) لٹھ باز بادشاہ	۵۲۴
(147) پتوں پر قرآن مجید	۵۲۵
(148) عبادت گذار کی دُعا اور ثرید کا پیالہ	۵۲۷
(149) محبت ہو تو ایسی ہو	۵۲۸
(150) فتح بیت المقدس	۵۳۰
(151) ڈھونڈا ہے آسمان نے انہیں خاک چھان کر	۵۳۲
(152) میت پر رونے والوں سے ملک الموت کا سوال	۵۳۵
(153) دانش مند اعرابی	۵۳۷

عنوان	صفحہ
(154) چند مسلم مصنفین اور ان کے کارنامے	۵۳۸
(155) اور قیامت سے پہلے	۵۴۲
(156) کلمۂ شہادت اور گناہوں کے ننانوے رجسٹر	۵۴۴
(157) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا انداز محبت	۵۴۶
(158) ولی کو ولی کی نصیحت	۵۴۸
(159) دنیا کی سب سے بڑی کتاب	۵۵۰
(160) مسخ کے تین واقعات	۵۵۱
(161) مصیبت کے وقت صبر کرنا	۵۵۳
(162) باتیں اللہ والوں کی	۵۵۵
(163) وہ عمر جس کے اعداء پہ شدید اسقر	۵۵۹
(164) شانِ مصطفیٰ بزبانِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۵۶۳
(165) پتھروں کی بارش	۵۶۷
(166) اللہ سے ڈرنے والے کی موت	۵۶۹
(167) شیطان کا علاج	۵۷۱
(168) صحابہ کرام y کی بے قراری	۵۷۴
(169) اور حضور ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں	۵۸۰
(170) جان کنی کا وقت اور پانچ فرشتے	۵۸۱
(171) مسجد العشار کے شہداء	۵۸۳
(172) قرآنی حفاظت کا ایک بے مثال واقعہ	۵۸۴
(173) احسان فراموش	۵۸۵

Scanned with CamScanner

عنوان	صفحہ
(174) پاکیزہ رزق کا اثر	۵۸۷
(175) ہم اپنے خدا سے راضی ہیں	۵۸۹
(176) ہر وقت باوضو رہنے والے لوگ	۵۹۱
(177) یہودیوں کا قتل عام	۵۹۳
(178) توحید و رسالت	۵۹۴
(179) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت	۵۹۵
(180) جب فرشتے روح لے کر چڑھتے ہیں	۵۹۶
(181) قابل رشک خاتون	۵۹۷
(182) جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے	۵۹۹
(183) ایک منفرد قبرستان	۶۰۱
(184) ایک سال ایک مہینے کے برابر ہوگا	۶۰۲
(185) مصحف عثمانی کی زیارت	۶۰۳
(186) ''ان کے'' سجدے پہ روز اول سے درود	۶۰۴
(187) حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ	۶۰۷
(188) شمع منیر قصر رسالت ﷺ ہے فاطمہ رضی اللہ عنہا	۶۱۰
(189) آثار قیامت میں سے	۶۱۳
(190) یادگاریٔ امت پہ لاکھوں سلام	۶۱۶
(191) بلاؤں کو ٹالنے کا طریقہ	۶۱۷
(192) جب پوری کلاس پر سکتہ طاری ہوگیا	۶۲۰
(193) سو میں سے ننانوے مقتول	۶۲۴
(194) محبوبۂ محبوب رب العالمین	۶۲۶
(195) ایک بابرکت دعا	۶۲۹
(196) جس کو امت کا غم ہی ستاتا رہا	۶۳۰
(197) علامات قیامت	۶۳۵
(198) دوست کو کھانا کھلانے کی برکت	۶۳۸
(199) عذاب سے نجات	۶۳۹
(200) ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام	۶۴۲
(201) نزول عیسیٰ علیہ السلام کی تفصیل	۶۴۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ دَبَّرَ الْاَكْوَانَ بِحِكْمَتِهِ الْجَلِيَّةِ، وَجَدَّدَ الْاَعْوَامَ فَكَانَتْ لِمَنْ تَدَبَّرَ مِنَ الْاَنَامِ عِبَرًا جَلِيَّةً، وَافْتَتَحَهَا بِالْمُحَرَّمِ الْحَرَامِ الْمُعَظَّمِ فِى الْاِسْلَامِ وَالْجَاهِلِيَّةِ، وَجَعَلَ مُرُوْرَ الْاَيَّامِ دَلِيْلَ الْفَنَاءِ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ، اَحْمَدُهُ وَاَشْكُرُهُ عَلٰى تَعَاقُبِ الْاَيَّامِ وَالْاَعْوَامِ۔ وَاَسْتَغْفِرُهُ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ، وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَفْوَةُ الْاَنَامِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ عَدَدَ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ۔ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِىِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِىْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

Scanned with CamScanner

(1)

پہاڑ بھی جن کی استقامت کو جھک کر سلام کریں

آج سے چودہ سو سال پہلے رسالت کی ضیاپاش کرنیں مدینہ منورہ کے افق پر نمودار ہوئیں۔ لوگ ظلمت وضلالت کے عمیق گڑھوں میں ڈوبے ہوئے تھے' لیکن دیکھتے ہی دیکھتے ایک قلیل سی مدت میں اسلام کی پُرنور شعاعوں سے پورا مدینہ روشن ہو گیا اور اہل مدینہ کا ایمان اس قدر مضبوط ہو گیا کہ مضبوط اور بھاری چٹان آندھی اور طوفان سے اپنی جگہ سے ہل جائے تو ہل جائے مگر ان کے ایمان کے اپنی جگہ سے ڈگمگانے کا احتمال نہ تھا اور نہ ان کا تقویٰ کبھی متزلزل ہوتا تھا!!

رسول اکرم ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ مسجد نبوی شریف میں تشریف فرما ہیں' چاروں طرف سے صحابہ کرام آپ کو گھیرے ہوئے ہیں' اور آپ ﷺ ان کے درمیان تشریف فرما ہیں' بالکل ایسے جیسے رات کی تاریکی میں ستاروں کے درمیان خوبصورت چاند سجا ہے۔ آپ ﷺ اپنے ساتھیوں کو اسلام کی تعلیم دے رہے ہیں' ادب وسلیقہ سکھلا رہے ہیں' ان کا تزکیہ فرما رہے ہیں کیونکہ وہ پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔ مجلس کے اندر بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں' انصار کے سردار ہیں' علماء اور اولیائے کرام ہیں۔ مجلس بدستور قائم ہے' لوگ آپ ﷺ سے مسائل پر استفسار کر رہے ہیں کہ اتنے میں ایک باپردہ خاتون مسجد کے دروازے سے داخل ہوتی ہے۔ رسول کریم ﷺ خاتون کو دیکھتے ہی خاموش ہو جاتے ہیں' صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی بالکل خاموش ہو جاتے ہیں۔ خاتون چھوٹے چھوٹے قدموں سے آگے بڑھتے ہوئے اور شرم وحیا کی پیکر بنے ہوئے رسول اکرم ﷺ کے پاس پہنچتی ہے اور آپ کے سامنے کھڑی ہو

Scanned with CamScanner

کرعرض کرتی ہے: اے اللہ کے رسول! مجھ سے زنا سرزد ہوگیا ہے، آپ مجھے پاک کر دیں!!

ایک جرأت منداور بہادر خاتون

خوف الٰہی سے معمور اس خاتون کے اقرار جرم کو سن کر رسول کریم ﷺ نے کیا طرز عمل اپنایا؟ کیا آپ ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا: اس پر گواہ رہو؟ کیا آپ نے اس اقرار جرم کے سبب کسی قسم کی خوشی کا اظہار کیا کہ خاتون نے خود آ کر غلطی کا اعتراف کرلیا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں! بلکہ یہ سن کر رسول اکرم ﷺ کا چہرۂ انور سرخ ہوگیا، ایسا لگتا تھا کہ چہرۂ انور سے خون ٹپکے گا پھر آپ ﷺ نے اپنا چہرہ داہنی طرف پھیر لیا اور خاموش ہوگئے جیسے آپ نے کوئی بات سنی ہی نہ ہو!!

اس خاتون کی پہاڑوں جیسی بلند ہمت پر نگاہ دوڑایئے! کس قدر نیک و پاکباز ہے، کس قدر حریص ہے، اس کا ایمان کتنا مضبوط اور راسخ ہے! اس کے جسم کی رگ رگ میں اور خون کے قطرے قطرے میں ایمان کی خوشبو رچی بسی ہے!!

کیا اس خاتون کو یہ گمان تھا کہ چند پند و نصائح پر مبنی کلمات اس کی پاکیزگی و طہارت کے لئے کفایت کر جائیں گے؟ یا چند کوڑے برداشت کرنے پر معاملہ رفع دفع ہو جائے گا؟ نہیں ہرگز نہیں! اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ پاکیزگی و طہارت حاصل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ پتھروں کی بارش سے اس کا جسم چھلنی ہو جائے گا، اس کی چمڑی ادھڑ جائے گی، جسم سے خون کے فوارے نکلیں گے اور درد و الم کی تیز لہریں اس کے بدن کے تمام اعضاء کو ایک ایک کر کے توڑ ڈالیں گی۔ اس کا دماغ، آنکھیں، قلب و جگر، اس کی شریانیں اور وریدیں پتھروں سے کچل دی جائیں گی، گوشت جگہ جگہ سے پھٹ جائے گا، ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی اور اس بھیانک تکلیف کا سامنا کرتے ہوئے موت کو گلے سے لگانا ہوگا جس کے تصور ہی سے پتھر دل انسان کے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں!! اللہ اکبر...... کس قدر جرأت منداور بہادر ہے یہ خاتون!!

سچی بات تو یہ ہے کہ ہمارے اسلاف میں سے جو نفس امارہ کے اکسانے پر غلطیوں

کا ارتکاب کر بیٹھے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کر بیٹھے، اس کے باوجود وہ ایمان کے اس قدر اعلیٰ مراتب پر فائز تھے کہ ان کا ایمان آج کے عبادت گزاروں اور زاہدوں سے کہیں زیادہ عظیم اور مضبوط تھا۔

کسی کے عیوب تلاش نہ کرو

بہرحال ذکر یہ ہو رہا تھا کہ رسول اکرم ﷺ نے اس خاتون کے ساتھ کیا طرز عمل اختیار کیا؟ رسول اکرم ﷺ نے یہ کوشش فرمائی کہ خاتون اپنی بات سے رجوع کر لے، کیونکہ آپ ﷺ نے صرف اس کے ایک بار کے اعتراف کی بنیاد پر اسے سزا کی مستحق نہیں سمجھا۔ اس کا ایک بار کا اعتراف ایک شہادت کے مترادف تھا جبکہ حد زنا کے قیام کے لئے کم از کم چار شہادات کی ضرورت ہوتی ہے، حتیٰ کہ اگر تین آدمی شہادت دے دیں اور چوتھا انکار کر دے یا اپنا بیان بدل لے تو حد ساقط ہو جاتی ہے لیکن اگر زنا کے نتیجے میں عورت کو حمل ہو جائے تو حد جاری کرنے کے لئے یہ دلیل کافی ہے۔

شریعت اسلامیہ نے عملی طور پر تجسس کرنے، کسی کی ٹوہ میں لگنے، کان لگا کر کسی کی خفیہ باتیں سننے اور مسلمانوں کے عیوب تلاش کرنے سے منع فرمایا ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

(يَامَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يَدْخُلِ الْإِيمَانُ قَلْبَهُ، لَا تَغْتَابُوْ لِـمُسْلِمِيْنَ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ، فَإِنَّهُ مَنِ اتَّبَعَ عَوْرَاتِهِمْ يَتَّبِعُ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ وَمَنْ يَّتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ فِيْ بَيْتِهِ)

"اے زبانی ایمان کا دعویٰ کرنے والو! جن کا دل نور ایمان سے خالی ہے! مسلمانوں کی غیبت مت کیا کرو اور نہ ان کے عیوب کی ٹوہ میں پڑا کرو، کیونکہ جو مسلمانوں کے عیوب کی ٹوہ میں پڑے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کی ٹوہ میں لگ جائے گا، اور جس کے عیوب کی ٹوہ میں اللہ تعالیٰ لگ جائے، ایسے آدمی کو اللہ تعالیٰ رسوا کر دے گا خواہ وہ گھر کی چار دیواری کے اندر بند ہی کیوں نہ ہو۔" (حسن صحیح، ابوداود: 4880، ترمذی: 2032)

Scanned with CamScanner

اور نبی کریم ﷺ نے حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا:

(اِنَّكَ اِنِ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ النَّاسِ اَفْسَدْتَّهُمْ اَوْ كِدْتَّ اَنْ تُفْسِدَهُمْ)

''اگر تم لوگوں کے عیوب کی ٹوہ میں لگو گے تو انہیں خراب کردو گے یا خرابی کے قریب کردو گے (کیونکہ جب ان کے عیوب ظاہر ہوں جائیں گے تو وہ کھلم کھلا برائی کریں گے)'' (صحیح ابوداؤد:4888)

اس عورت نے جس کا تعلق غامدیہ قبیلے سے تھا، عرض کی: اللہ کے رسول! میری غلطی کی وجہ سے ایک نئی روح دنیا میں آنے والی ہے، میں حاملہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

(اذْهَبِيْ حَتّٰى تَضَعِيْ طِفْلَكِ ثُمَّ ارْجِعِيْ)

''جاؤ، جب تمہارے بچے کی ولادت ہوجائے تب آنا۔''

نبی کریم ﷺ کتنے مہربان ہیں، آپ جانتے ہیں کہ اس بچے کا کیا قصور؟ اس لئے خاتون کو واپس جانے کا حکم دیا۔ وہ خاتون چلی گئی، جب بچے کی ولادت ہوگئی تو رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئی۔

واقعہ سے حاصل شدہ امور

اوپر بیان کردہ واقعے میں چند باتیں بطور خاص قابل توجہ ہیں:

1۔ جنین (رحم مادر کے بچے) کی جان کا تحفظ: زانیہ کے پیٹ میں موجود بچے کو اس کی ماں کے ساتھ قتل نہیں کیا جائے گا، کیونکہ وہ بچہ بے قصور ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ کا حکم ہے اور آپ ﷺ حقوق انسانی کو سب سے بڑھ کر جاننے والے اور ان کا تحفظ کرنے والے ہیں۔

2۔ خاتون کا کمال صبر، کہ وہ ہرگز ہرگز اپنے موقف سے دستبردار نہیں ہوئی۔ وہ اتنا عرصہ صبر وتحمل کے ساتھ اجر وثواب کی امید میں اپنی بات پر قائم رہی۔ غم اور ندامت اس

کے قلب وجگر کو کھائے جارہے تھے۔ پشیمانی کے گرم آنسو اس کے رخساروں پر بہہ رہے تھے اور اس کا دل آتش افسوس سے جھلس رہا تھا۔ اس کی صرف ایک خواہش تھی کہ کسی طرح سے گناہ سے پاک ہوجائے اور جنت کی مستحق بن سکے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ڞ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ)

''اور جب ان (اہل جنت) سے کوئی ناشائستہ کام ہوجائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں پر استغفار کرتے ہیں۔ فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا کون ہے جو گناہوں کو بخش سکے؟ اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے'' (آل عمران:135) مومنین کہتے ہیں:

اہل ایمان کا شیوہ

فَاغْفِرِ اللّٰهُمَّ رَبِّيْ ذَنْبَنَا
ثُمَّ زِدْنَا مِنْ عَطَايَاكَ الْجِسَامِ

اے پروردگار! ہمارے گناہ معاف فرمادے، اور اپنی عظیم الشان عنایات سے ہمیں مزید نوازدے۔

لَا تُعَاقِبْنَا فَقَدْ عَاقَبَنَا
قَلَقٌ اَسْهَرَنَا جُنْحَ الظَّلَامِ

ہمیں سزا مت دے، کیونکہ ہمارے گناہوں کے قلق واضطراب نے ہماری رات کی نیند اڑا کر پہلے ہی ہمیں سزا سے دوچار کردیا ہے۔

وہ خاتون نو ماہ تک بچے کا بوجھ اٹھائے رہی۔ جونہی ولادت کے بعد وہ چلنے کے قابل ہوئی، پہلی فرصت میں اپنے بچے کو کپڑے کے ایک ٹکڑے میں لپیٹے دنیا کے سب سے بڑے امام وقاضی کی خدمت میں حاضر ہوگئی اور جو اقرار پہلے کر چکی تھی اس میں تھوڑا سا بھی ردوبدل نہیں کیا بلکہ اسی پر برقرار رہی۔ علاوہ ازیں رسول اکرم ﷺ نے اسے

Scanned with CamScanner

بلانے کے لئے کسی کو بھیجا نہ کوئی فوجی دستہ ارسال کیا جو اس خاتون کو اس کے گھر سے گھسیٹ کر دربار نبوی میں حاضر کرتا بلکہ رسول اکرم ﷺ نے اسے چھوڑ رکھا تھا' وہ خود ہی اپنے نوزائیدہ بچے کو اٹھائے ہوئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگئی اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے زنا کے گناہ سے پاک کردیجئے۔

رسول اکرم ﷺ نے اس خاتون کے بچے کی طرف دیکھا۔ آپ ﷺ کا دل اس بچے کو دیکھ کر رنج وغم سے تڑپ اٹھا' کیونکہ آپ نہ صرف انسانیت کے لئے سراپا رحمت تھے بلکہ چرند وپرند پر بھی رحیم تھے۔ یہی نہیں بلکہ اہل علم کے قول کے مطابق کافروں کے لئے بھی آپ سراپا رحمت تھے کہ آپ ﷺ انہیں عذاب الٰہی سے بچانے کے لئے تشریف لائے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ○

''ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے۔'' (الانبیاء:107)

خطا کار سے درگزر کرنے والا ﷺ

رسول اکرم ﷺ کو یہ فکر دامن گیر تھی کہ جب اس خاتون کو سنگسار کردیا جائے گا تو پھر اس کے بعد اس بچے کو دودھ کون پلائے گا؟ جب یہ خاتون دنیا سے رخصت کردی جائے گی تو اس کی ذمہ داریاں کون سنبھالے گا؟ چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(ارْجِعِيْ وَارْضِعِيْهِ، فَإِذَا فَطَمْتِيْهِ فَعُوْدِيْ إِلَيَّ)

''واپس جاؤ اور اس بچے کو دودھ پلاتی رہو۔ جب اس کا دودھ چھڑا دو تو میرے پاس آنا۔''

وہ خاتون اپنے بچے کو گود میں اٹھائے اپنے گھر واپس چلی گئی اور اسے دودھ پلاتی رہی۔ اس دوران اس کے ایمان کا عالم یہ تھا کہ روز بروز اس میں اضافہ ہی ہوتا چلا جارہا تھا۔ اس کے دل میں ایمان مضبوط پہاڑ کی طرح مستحکم ہوچکا تھا' وہ شوق دیدار الٰہی میں سرشار تھی اور روز بروز اپنے پروردگار کے قریب ہوتی جارہی تھی۔ وہ اس جنت کی جستجو میں طاعت وبندگی کا مجسمہ بن چکی تھی جو متقین کے لئے تیار کی گئی ہے اور جس کے دروازے

خالص توبہ کرنے والوں کے لئے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں۔

جب بچے نے دودھ چھوڑ دیا تو خاتون نے کم از کم وقت میں اسے روٹی کھانا سکھا دیا پھر اس کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھمایا اور اسے لے کر خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوگئی اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے پاک کردیجئے۔

رسول اکرم ﷺ نے خاتون سے بچے کو لے لیا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے آپ اس کے بچے کو لے کر اس کے دل کو کھینچ رہے ہیں' لیکن کیا ہوسکتا تھا' اللہ کا حکم تھا' نبوی عدالت تھی۔ وہی حق پیش نظر تھا جس پر زندگی کی عمارت استوار ہے۔ حکومت اسلامیہ کا یہی دستور تھا' جس نے تمام لوگوں کو مساوی قرار دیا ہے' خواہ عقوبت وسزا کا باب ہو یا گردن زدنی اور حبس وقید خانہ پھر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

(مَنْ يَكْفُلُ هٰذَا وَهُوَ رَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ)

''کون اس بچے کی کفالت اپنے ذمہ لے گا' وہ جنت میں ان دونوں انگلیوں کی طرح میرے ساتھ ہوگا۔''

خاتون کی قابل رشک توبہ

ایک انصاری نے بچے کی کفالت کی ذمہ داری قبول کرلی۔

پھر نبی کریم ﷺ کے حکم سے اس خاتون کے سینے کے برابر گڑھا کھودا گیا اور خاتون کو اس میں کھڑا کرکے گڑھے میں مٹی ڈال دی گئی پھر لوگوں نے اس پر ہر طرف سے پتھروں کی بارش کی۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے بھی ایک پتھر اس کے سر پر مارا! جس سے خون کا چھینٹا ان کے چہرے پر آپڑا۔ حضرت خالد نے اس خاتون کو برا بھلا کہا۔ جب رسول اکرم ﷺ نے ان کی بات سنی تو فوراً بولے:

(مَهْلًا يَا خَالِدُ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ، لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهٗ)

''چپ رہو اے خالد! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان

ہے' اس خاتون نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ناجائز ٹیکس وصول کرنے والا بھی ایسی توبہ کرتا تو اس کی بھی مغفرت ہو جاتی۔" (مسلم:1695)

جان دی دی ہوئی اس کی تھی

ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے حکم سے اس عورت (غامدیہ رضی اللہ عنہا) کے اوپر اس کا کپڑا اچھی طرح باندھ دیا گیا' پھر آپ ﷺ کے حکم سے اس کو سنگسار کر دیا گیا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

(تُصَلِّي عَلَيْهَا يَا نَبِيَّ اللهِ وَقَدْ زَنَتْ)

"اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ اس پر نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں' حالانکہ اس نے زنا کا ارتکاب کیا تھا؟"

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَوَسِعَتْهُمْ، وَهَلْ وَجَدْتَ تَوْبَةً أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ تَعَالٰى)

"اس نے ایسی (خالص) توبہ کی ہے کہ اگر اسے ستر باشندگان مدینہ پر تقسیم کر دیا جائے تو ان سب کی بخشش ہو جائے۔ کیا تو نے اس عورت سے بڑھ کر کسی کی توبہ دیکھی ہے' جس نے اپنی جان خوشی کے ساتھ اللہ کے لئے قربان کر دی ہو؟" (مسلم:1696)

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

(یہ واقعہ کتب حدیث اور کتب سیرت میں صحیح اسناد کے ساتھ مذکور ہے۔)

(2)

بروزِ حشر نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا!

ایک روز رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف فرما تھے کہ بھوک نے بے قرار کر دیا۔ عین دوپہر کے وقت آپ ﷺ گھر سے نکلے۔ سرِراہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو گئی۔ نبی ﷺ نے دونوں جاں نثاروں سے دوپہر کے وقت گھر سے نکلنے کا سبب دریافت فرمایا تو عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول ﷺ بھوک نے گھر سے نکلنے پر مجبور کیا تو (آپ ﷺ سے ملاقات ہو گئی) آپ ﷺ ان جاں نثاروں کو ساتھ لے کر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر آ گئے۔ اس وقت حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں تھے ان کی بیوی کو خبر ہوئی تو باہر نکل کر عرض کی اللہ کے رسول (ﷺ) کا آنا مبارک ہو۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: "ابوایوب کہاں ہے؟"

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ جو گھر کے نزدیک ہی اپنے باغ میں تھے۔ آپ ﷺ کی آواز سن کر دوڑے ہوئے آئے اور مرحبا کہہ کر عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ یہ وقت آپ ﷺ کے آنے کا نہیں تھا' آج خلاف معمول کیسے تشریف آوری ہوئی؟۔ آپ ﷺ نے وجہ بیان کی تو یہ فوراً باغ سے کھجوروں کا خوشہ توڑ لائے اور عرض کی آپ ﷺ یہ کھالیں۔ میں گوشت تیار کرواتا ہوں۔ میزبان رسول ﷺ نے جلدی سے بکری ذبح کر کے سالن اور روٹیاں پکوا کر پیش خدمت کیں۔ آپ ﷺ نے تھوڑا سا گوشت ایک روٹی پر رکھ کر فرمایا: یہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھجوا دو۔ وہ بھی کئی روز سے بھوکی ہے پھر خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر کھانا کھانے لگے اور جب متعدد قسم کے کھانے سامنے دیکھے تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے پھر ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے ناں کہ:

"قیامت کے دن نعمت کے بارے میں تم سے سوال ہوگا وہ یہی چیزیں ہیں۔"

(ترغیب وترہیب)

Scanned with CamScanner

(3)

حجر اسود بول پڑا

سید الشہداء حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا:

میں تمہارا چچا ہوں اور تم سے عمر میں بھی بڑا ہوں اس لئے امامت کا زیادہ حقدار میں ہوں۔ آپ حضور ﷺ کے سلاح مجھے دے دیں۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

خدا سے ڈرو اور جس چیز کے تم حقدار نہیں ہو اس کا دعویٰ نہ کرو۔

دوسری مرتبہ حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے مبالغہ سے کام لیا تو آپ نے فرمایا: اے چچا آؤ حاکم کے پاس چلیں جو ہمارے مابین فیصلہ صادر کرے۔

حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ کون سا حاکم ہے؟۔

آپ نے فرمایا: وہ حجر اسود ہے۔

چنانچہ وہ دونوں وہاں پہنچے تو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے کہا:

اے چچا بات کرو!۔ انہوں نے بات کی تو کوئی جواب نہ ملا۔ بعد ازاں آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور اللہ تعالیٰ کو اس کے صفاتی ناموں سے پکارا جس سے حجر اسود آپ سے باتیں کرنے لگا پھر آپ نے اپنا چہرہ حجر الاسود کی طرف کر کے کہا:

تجھے اس پروردگار کی قسم ہے جس نے اپنے بندوں کے وعدے تجھ پر رکھے ہوئے ہیں، ہمیں اطلاع دو کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد امامت ووصایت کا کسے حق ہے؟ حجر اسود کانپ اٹھا قریب تھا کہ اپنی جگہ سے گر پڑے، لیکن پھر فصیح وبلیغ زبان میں کہا:

محمد بن حنفیہ! یہ چیز مسلمہ ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد امامت ووصایت کا حق علی بن حسین رضی اللہ عنہما کو حاصل ہے۔ (شواہد النبوۃ (جامی) صفحہ نمبر 315)

(4)

اچھے اخلاق کی اہمیت

دونوں جہان میں مسلمان کی نیک نامی کا بہترین سامان اس کے اچھے اخلاق ہیں۔ اچھے اخلاق والا دنیا میں جس طرح ہر دل عزیز اور سب کا پیارا ہوتا ہے اسی طرح آخرت میں بھی وہ بڑے بڑے درجات ومراتب سے سرفراز ہو کر جنت کا مہمان بنتا ہے اس عنوان پر چند حدیثوں سے ہم روشنی ڈال رہے ہیں۔

حدیث نمبر 1:۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: نیکی کیا ہے اور گناہ کیا ہے؟ تو ارشاد فرمایا: نیکی ''اچھے اخلاق'' ہیں اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو اس کو برا سمجھے کہ لوگ اس پر مطلع ہوں۔ (مشکوۃ جلد 2 صفہ 431)

حدیث نمبر 2:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: تم لوگوں میں سب سے زیادہ میرا محبوب وہ ہے، جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔ (مشکوۃ جلد 2 صفحہ 431)

حدیث نمبر 3:۔ قبیلہ مزینہ کے ایک آدمی سے مروی ہے کہ لوگوں نے حضور ﷺ سے کہا: یارسول اللہ ﷺ! سب سے بہترین چیز جو انسان کو دی گئی ہے وہ کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ''اچھے اخلاق''۔ (مشکوۃ جلد 2 صفحہ 431)

حدیث نمبر 4:۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن مومن کے میزان عمل میں سب سے زیادہ بھاری عمل ''اچھے اخلاق'' ہوں گے اور اللہ تعالیٰ فحش کلامی کرنے والے بے حیا آدمی کو بہت ناپسند فرماتا ہے۔ (مشکوۃ جلد 2 صفحہ 431)

حدیث نمبر 5:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ

Scanned with CamScanner

فرماتے ہوئے سنا کہ مومن اپنے اچھے اخلاق کی بدولت اس مسلمان کے مرتبہ کو پالے گا جو رات بھر نماز میں کھڑا رہتا ہو اور دن بھر روزہ دار رہتا ہو۔ (مشکوۃ جلد 2 صفحہ 432)

حدیث نمبر 6:۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے (نصیحت فرماتے ہوئے) مجھ سے یہ فرمایا:

1 ..... کہ تم جہاں بھی رہو خدا سے ڈرتے رہو۔

2 ..... اور ہر بدی کے بعد کوئی نیکی کرلو تو یہ نیکی اس بدی کو مٹادے گی۔

3 ..... اور تم لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے ملو۔ (مشکوۃ جلد 2 صفحہ 432)

قریب مصطفیٰ ہے کوئی کوئی

حدیث نمبر 7:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم لوگوں کو خبر نہ دے دوں کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ میرا محبوب اور سب سے زیادہ میرا مقرب کون ہوگا؟ فرمایا وہ کہ تم لوگوں میں جس کا ''اخلاق'' سب سے زیادہ اچھا ہوگا۔ (کنز العمال جلد 3 صفحہ 10)

حدیث نمبر 8:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین باتیں جس شخص میں ہوں گی اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس کا حساب بہت آسان طریقے سے لے گا اور اس کو اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا۔

1 ..... جو تمہیں محروم کرے تم اس کو عطا کرو۔

2 ..... اور جو تم پر ظلم کرے تم اس کو معاف کردو۔

3 ..... اور جو تم سے قطع تعلق کرے تم اس سے ملاپ کرو۔ (کنز العمال جلد 2 صفحہ 267)

حدیث نمبر 9:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم لوگ جانتے ہو کہ سب سے زیادہ کونسی چیز لوگوں کو جنت میں داخل کرے گی؟ وہ یہ ہے:

1 ..... اللہ تعالیٰ سے ڈرنا۔ 2 ..... اور اچھے اخلاق۔

اور کیا تم لوگ جانتے ہو کہ کون سی چیز سب سے زیادہ لوگوں کو جہنم میں داخل کرے گی؟ وہ یہ ہے:

1 ..... منہ۔ 2 ..... اور شرم گاہ۔ (مشکوۃ جلد 2 صفحہ 412)

حدیث نمبر 10:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لوگ اچھے اخلاق کو لازم پکڑو کیونکہ یہ یقیناً جنت میں جائے گا۔ (کنز العمال جلد 3 صفحہ ۱۱)

اس عنوان کی مذکورہ بالا دسوں حدیثوں کا حاصل یہی ہے کہ ''اخلاق حسنہ'' جنت میں لے جانے والے اعمال ہیں اور اچھے اخلاق والے مسلمان ''جنتی'' ہیں۔

اس لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے کو ''اخلاق حسنہ'' کے ساتھ آراستہ کرے اور ہمیشہ اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرتا رہے اور واضح رہے کہ اخلاق حسنہ وہی ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی شریعت وسنت کے مطابق ہوں۔ دنیا کے لوگ کسی عادت کو لاکھ پسند کریں لیکن اگر وہ اخلاق نبوت کے خلاف ہے تو ہرگز وہ اچھے اخلاق میں شمار نہ ہوگی اور اگر دنیا والے کسی عادت کو لاکھ برا سمجھیں لیکن اگر وہ اخلاق نبوت کے مطابق ہو تو یقیناً وہ اچھے اخلاق میں شمار کی جائے گی کیونکہ ہر اچھائی اور برائی کا معیار شریعت مطہرہ اور سنت مبارکہ ہی ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

دوزخ کی چابیاں

اس عنوان کی حدیث نمبر 9 میں جو یہ آیا ہے کہ سب سے زیادہ جو چیز جہنم میں داخل کرے گی وہ دو چیزیں ہیں:

1 ..... منہ۔ 2 ..... شرمگاہ۔

ظاہر بات ہے کہ دونوں اعضاء سے اکثر گناہ ہوتے ہیں مثلاً لقمۂ حرام کھانا، کفر وشرک کی بولیاں، جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، جھوٹی گواہی، چغلی، بہتان، گالی گلوچ یہ سارے گناہ منہ سے ہوتے ہیں۔ اسی طرح زنا کاری، بدنگاہی وغیرہ گناہوں کا سرچشمہ شرمگاہ ہی تو ہے۔

حدیث کا حاصل مطلب یہ ہے کہ مومن کو لازم ہے کہ اپنے ان دونوں اعضاء پر کنٹرول رکھے اور ہر وقت ان کی حفاظت کرتا رہے کہ ان دونوں سے کوئی گناہ نہ ہونے پائے ورنہ اگر ذرا بھی ان دونوں کی لگام ڈھیلی ہوگئی تو یہ دونوں اعضاء شریر گھوڑے کی طرح سرپٹ دوڑ کر تمہیں جہنم میں گرادیں گے! (بہشت کی کنجیاں)

Scanned with CamScanner

(5)

عقل بہترین عطیہ خداوندی ہے

بعض علماء سے پوچھا گیا کہ جو چیزیں انسان کو دی گئی ہیں ان میں سے سب سے بہتر کونسی چیز ہے؟ انہوں نے کہا: عقل کامل' پوچھا گیا کہ اگر عقل کامل نہ ہو تو فرمایا: عمدہ ادب' کہا گیا کہ اگر عمدہ ادب بھی نہ ہو۔ جواب دیا کہ طویل سکوت' پوچھا گیا کہ اگر یہ بھی نہ ہو تو فرمایا: اپنے نیک بھائی سے مشورہ لے۔ دریافت کیا گیا کہ اگر یہ بھی نہ ہو تو کہا: فوری موت اس کے لئے سب سے بہتر ہے۔ اسی وجہ سے کہا گیا کہ لوگ تین قسم کے ہیں۔ ایک مرد کامل ہے اور وہ عقلمند ہے اور دوسرا آدھا مرد ہے اور وہ ایسا شخص ہے کہ اسے عقل تو نہ ہو لیکن اپنے عزیز سے مشورہ لیتا ہو اور تیسر مرد لاش ہے اور وہ ایسا آدمی ہے کہ نہ تو اسے عقل ہو اور نہ اپنے غیر سے مشورہ لیتا ہو اور یہ تیسرا شخص وہ ہے جو اس حکایت سے ثابت ہوتا ہے اور وہ حکایت یہ ہے کہ ایک بادشاہ نے ایک پچھنا لینے والے کے پاس ایک آدمی بھیجا تا کہ وہ بادشاہ کی فصد لے چنانچہ بادشاہ کے چچازاد بھائی نے اس حجام سے ملاقات کی اور اس سے کہا: بادشاہ کی ایسے مقام سے فصد لے کہ اس میں اس کی ہلاکت ہو جس کے معاوضہ میں تجھے ایک ہزار اشرفیاں دی جائیں گی' پس جب حجام بادشاہ کے پاس آیا تو اس نے اپنی عقل کے ذریعہ سے اس کام کے انجام پہنچانے پر غور کیا' چنانچہ بادشاہ نے اس کو فکرمند دیکھا' پس اس سے پوچھا تو اس نے بادشاہ کو قصہ کی خبر دی (یہ قصہ سن کر) بادشاہ نے حجام کو دس ہزار اشرفیاں دیں اور اپنے چچازاد بھائی کی گردن اڑا دی کیونکہ نہ تو اس کو عقل تھی اور نہ مشورہ تھا اور جب حضرت آدم علیہ السلام زمین میں اتارے گئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام عقل اور مروت اور دین لے کران

کے پاس آئے اور حضرت آدم علیہ السلام سے کہا: تمہارا رب تم سے فرمایا ہے: ان میں سے جس کو چاہو اختیار کر لو' چنانچہ انہوں نے عقل کو اختیار کیا' پس حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مروت اور دین سے کہا: تم دونوں آسمان پر چڑھ جاؤ۔ ان دونوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم عقل سے جدا نہ ہوں۔

(انوار محبوبی ترجمہ نوادر قلیوبی)

(6)

اسرائیلی عابد اور شیطان کا جال

حضرت سیدنا سعید بن فضل بن معبد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یہ ارشاد فرماتے سنا: میں نے بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ ایک مرتبہ شیطان لعین ایک اسرائیلی عابد کے پاس بہت سے جال لے کر آیا۔ اسرائیلی عابد نے پوچھا: ''اے اللہ کے بندے! یہ جال کیسے ہیں؟'' شیطان ملعون بولا: ''اے شخص! میں مفلس ہوں، نہ تو میرے پاس کھانا وغیرہ ہے اور نہ ہی کوئی ذریعہ معاش۔ میں گھوم پھر کر معاش تلاش کرتا ہوں۔ جب بھوک لگتی ہے تو ان جالوں میں سے ایک جال نصب کر دیتا ہوں اور پرندے شکار کر کے کھا لیتا ہوں۔ اسی طرح گزر بسر ہو رہی ہے۔''

عابد نے کہا: ''اگر واقعی ایسا ہے تو مجھے بھی ایک جال بنا دے میں اس کا زیادہ محتاج ہوں۔'' شیطان نے کہا: ''ٹھیک ہے میں تمہارے لئے ایک عمدہ جال بناؤں گا۔'' یہ کہہ کر شیطان لعین چلا گیا۔ راستے میں عابد کو ایک گھر کے قریب حسین و جمیل عورت نظر آئی۔ اس نے عابد سے کہا: ''مجھ پر احسان کرو، مجھے میرے شوہر کا یہ خط پڑھ کر سنا دو۔'' عابد نے کہا: ''لاؤ، خط مجھے دو۔'' عورت نے کہا: ''اس طرح دروازے پر کھڑا ہونا مناسب نہیں، اندر آ کر سکون سے بیٹھو پھر خط سناؤ۔'' عابد جیسے ہی گھر میں داخل ہوا عورت نے دروازہ بند کر دیا اور اسے گناہ کی دعوت دی۔ اس نے خوب منت سماجت کی اور قسم وغیرہ دے کر عورت کو گناہ سے باز رکھنا چاہا لیکن اس پر شہوت غالب تھی۔ وہ اسے مسلسل گناہ کی دعوت دیتی رہی۔ بالآخر عابد کو اس گناہ سے بچنے کی تدبیر سوجھی کہ اس نے اپنے آپ کو پاگل ظاہر کیا اور عجیب وغریب حرکتیں کرنے لگا۔ عورت نے پاگل سمجھ کر فوراً

دروازہ کھول دیا اور سمجھدار عابد فوراً وہاں سے بھاگ نکلا۔

راستے میں شیطان لعین نظر آیا عابد نے کہا: ''اس جال کا کیا ہوا جس کا تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔'' کہا: ''میں نے تو تیرے لئے بہت مضبوط جال تیار کیا تھا مگر تیرے جنون اور انداز دیوانگی نے تجھے اس میں پھنسنے نہ دیا۔'' جب عابد نے یہ سنا تو گناہ سے بچنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوا اپنے گھر کی جانب چل دیا۔

(عیون الحکایات)

Scanned with CamScanner

(7)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نعرے

کتاب فطرت کے سرورق پر جو نام احمد رقم نہ ہو
تو نقش ہستی ابھر نہ سکتا، وجود لوح و قلم نہ ہوتا
یہ محفل کن فکاں نہ ہوتی جو وہ امام امم نہ ہوتا
زمیں نہ ہوتی، فلک نہ ہوتا عرب نہ ہوتا، عجم نہ ہوتا

ماہ مقدس ربیع الاول شریف کا مہینہ شروع ہوتے ہی عاشقان مصطفیٰ ﷺ کے دینی جوش و خروش کا اظہار بڑھ جاتا ہے اور اس سلسلہ میں منعقد محفل، مجالس، جلوس اور جلسوں کا منظر قابل دید اور روح پرور ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہئے کہ یہ مہینہ مقصود کائنات اور باعث کائنات کی آمد با کرامت کا ہے۔

چونکہ عاشقوں کی ادائیں نام نہاد عقلمندوں کی سمجھ میں آنے والی نہیں ہوتیں اس لئے وہ ان کی بعض عاشقانہ اور وفادارانہ اداؤں پر اپنی محدود عقل کے مطابق اعتراض جڑ دیتے ہیں۔

اور ان اعتراضات میں سے ایک اہم اعتراض محافل میلاد اور جلوس میلاد میں میلاد مصطفیٰ ﷺ میں نعروں پر ہے۔ ہم نے نعرے کی شرعی حیثیت اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ماخوذ ہے جو انہوں نے مختلف مواقع پر لگائے ہیں انہیں ایک واقعہ کی شکل میں بیان کیا ہے جس کو پڑھ کر کم از کم انصاف پسند شخص تو مروجہ نعروں کا انکار نہ کر سکے گا جو نعرے چودہ سو سال سے پوری امت محافل میلاد اور مختلف مواقع پر یہ نعرے لگاتی آئی ہے۔ سب سے پہلے نعرے کی تعریف اور اس کی شرعی حیثیت ملاحظہ ہو۔

نعرہ کا معنیٰ و مفہوم

علامہ ابن منظور افریقی رحمۃ اللہ علیہ اس کا معنی اور تعریف کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"نعر الرجل، ینعر وینعر، ونعارا: صاح و صوت بخیشومہ وھو من الصوت" (لسان العرب، جلد 5صفحہ 220)

"نعرہ کا معنی شور مچانا اور آواز کو بلند کرنا ہے اور خصوصاً ناک کے بانسے سے غنغنانے کی آواز نکالنا ہے۔"

علامہ عبدالحفیظ بلیاوی استاد ندوۃ العلماء لکھنو اس کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

"نعر القوم" "قوم نے جوش و خروش کا مظاہرہ کیا۔" (مصباح اللغات صفحہ 888)

مذکورہ بالا معانی اور تعریفات کو ملانے سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ جب کوئی قوم اپنے جوش و خروش اور جذبہ کے اظہار کے لئے کوئی آواز نکالے تو اسے "نعرہ" کہا جائے گا۔

اس کی شرعی حیثیت کے بارے میں مندرجہ ذیل حقائق ملاحظہ ہوں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالضُّحٰی ○ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی ○ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَ مَا قَلٰی ○

"قسم ہے (اے محبوب تیرے) چہرۂ تابدار کی اور قسم ہے زلف سیہ دار کی، نہ ہی تیرے رب نے تجھے چھوڑا اور نہ ہی بیزار ہوا"

علامہ احمد صاوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں: بعض اسباب کے تحت کئی دنوں تک وحی کا نزول نہ ہوا، تو مکہ کے کافروں نے یہ مشہور کر دیا کہ:

"ودع محمد اربہ وقلی"

"محمد ﷺ کو ان کے رب نے چھوڑ دیا اور ان سے بیزار ہو گیا" (معاذ اللہ)

حضور علیہ السلام نے نعرہ بلند فرمایا

تو اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ "والضحیٰ" نازل فرمائی اس کے نزول کے بعد حضور نبی

Scanned with CamScanner

کریم ﷺ نے بآواز بلند نعرہ تکبیر لگایا: آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ اکبر او لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اولا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد"

"اللہ سب سے بڑا ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی معبود برحق نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اور ساری تعریفیں اسی کے لئے ہیں۔"

اس کے بعد علامہ احمد صاوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"وحكمة تكبيره تذكره عظمة نعمة الله تعالىٰ عليه فشكر ربه على ذالك ولم تشغله النعم عن المنعم"

"اور آپ ﷺ کے نعرہ تکبیر میں حکمت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر جو نعمت بھیجی ہے وہ بہت بڑی ہے۔ اس بات پر آپ ﷺ نے اپنے ربّ کا شکر یہ ادا کیا اور خدا کی نعمتوں نے آپ کو اس انعام دینے والے سے بے خبر نہیں کیا۔" (صاوی علی الجلالین، جلد 4، صفحہ 276)

حضور نبی کریم ﷺ کے نعرہ مبارک اور علامہ احمد صاوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی اس وضاحت سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ ربّ العزت کے عطیہ اور انعام اور پھر اس انعام کے تذکرے پر جب بے حد خوشی اور جوش پیدا ہوتا ہے تو اس وقت خوشی میں جو آواز بلند ہوتی ہے اسے نعرہ کہا جاتا ہے اور نعرہ لگانا بالکل جائز اور حضور نبی پاک ﷺ کی سنت مبارکہ ہے آپ ﷺ نے خود نعرہ لگا کر انعامات خداوندی کے موقع پر اپنے غلاموں کو نعرہ لگانے کا طریقہ بتلایا۔

صحابہ کرام یارسول اللہ کا نعرہ لگاتے ہیں

اور پھر آقا علیہ السلام کے جانثار غلاموں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خوشی و مسرت کے موقع پر نعرہ لگا کر رسول اللہ ﷺ کی سنت کو بھی پورا کیا اور آئندہ آنے والی نسلوں تک بھی اس پیغام کو پہنچایا۔

چونکہ ہمارا موضوع ہے "آمد مصطفیٰ ﷺ کی خوشی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نعرے"

تو آیئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نعروں کو اپنی آنکھوں سے بوسے دیجئے اور اپنے جوش ایمانی میں اضافہ کیجئے۔

☆...... جس دن حضور نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے اس دن لوگ ایک عظیم الشان جلوس کی شکل میں آپ ﷺ کے استقبال کے لئے دیدہ و دل فرش راہ کئے جمع ہو گئے۔ حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ اس کی منظر کشائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"انجفل الناس و كنت فيمن اتى"

"لوگ امڈ آئے اور میں بھی آنے والوں میں شامل تھا۔" (الوفا صفحہ 253)

اور جب حضور نبی رحمت ﷺ مدینہ طیبہ تشریف فرما ہو گئے اس وقت اہل مدینہ کی خوشی دیدنی تھی۔ شہر مدینہ کے گلی کوچوں میں ایک عظیم الشان جلوس کا سماں نظر آ رہا تھا۔

مسلم شریف کی حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں:

"فصعد الرجال والنساء فوق البيوت و تفرق الغلمان والخدم في الطرق ينادون يا محمد يا رسول الله يا محمد يارسول"

"پس (رسول اللہ ﷺ کا استقبال کرتے ہوئے) مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور نوجوان اور خدام راستوں میں پھیل گئے اور وہ بلند آواز سے یہ پکار (نعرے لگا) رہے تھے یا محمد یارسول اللہ یا محمد یارسول اللہ (ﷺ)۔"

(صحیح مسلم جلد 2، صفحہ 419، رقم الحدیث: 2009، صحیح ابن حبان، جلد 15، صفحہ 289، رقم الحدیث 68970، مسند ابویعلیٰ، جلد 1، صفحہ 289، رقم الحدیث 116، مسند ابی بکر للامام مروزی، صفحہ 129)

آ گئے سرکار (ع)

اب آگے ان عاشقان مصطفیٰ ﷺ کے استقبالیہ جلوس کے نعرے اور استقبالیہ کلمات سنیئے اور اپنی مشام جاں کو معطر کیجئے گویا کہ اس وقت ہر چیز پکار رہی تھی:

آ گئے سرکار ﷺ میں بسم اللہ کراں
کھل گئے نے گلزار میں بسم اللہ کراں

☆......اس وقت مدینہ کی بچیوں نے اپنے کریم محبوب ﷺ کی بارگاہ ناز میں یہ استقبالیہ کلمات کہہ کر خوش آمدید کہا:

طلع البدر علینا	من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا	ما دعا للہ داع
ایھا المبعوث فینا	جئت بالامر المطاع
انت شرفت المدینہ	مرحبا یاخیر داع
فلبسنا ثوب یمن	بعد تلفیق الرقاع
فعلیک اللہ صلی	ماسعی للہ ساع

"وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر چودھویں کا چاند نکل آیا' جب تک ایک بھی خدا کی دعوت دینے والا مسلمان باقی ہے آپ ﷺ کا شکر ہم پر واجب ہے۔ اے ہمارے درمیان بھیجے گئے (محبوب) آپ ﷺ ایسے امر کے ساتھ تشریف لائے ہیں جس کی اطاعت کی جائے گی۔ آپ ﷺ نے مدینہ کو شرف بخشا۔

خوش آمدید! اے خیر کی دعوت دینے والے' پس ہم نے یمن (برکت) کا لباس پہن لیا ہے۔ پھٹے کپڑوں کو چپکانے کے بعد' پس خدا آپ ﷺ پر صلوٰۃ بھیجے' جب تک اللہ کے لئے کوئی کوشش کرنے والا کوشش کرے"۔

(دلائل النبوۃ' جلد 2' صفحہ 507' الوفاء صفحہ 252' البدایہ والنھایۃ' جلد 3' صفحہ 195' التمہید لا بن عبدالبر' جلد 14' صفحہ 82' المعجم لابوعبید اندلسی' جلد 4' صفحہ 1373' الریاض النضرہ' جلد 1' صفحہ 480' فتح الباری' جلد 8' صفحہ 129' المواہب لدنیہ' جلد 7' صفحہ 261' السیرۃ النبویہ للدحلان' جلد 1' صفحہ 333' نشر الطیب' صفحہ 82' مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندی' الشمامۃ العنبریہ' صفحہ 37' علامہ نواب صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد)

یہ چھوٹی بچیاں نجار کے عالی گھرانے کی

☆......بنی نجار کی بچیوں نے یہ استقبالیہ کلمات بھی کہے:

نحن جوار من بنی النجار
وحبذا محمد من جار

"ہم بنونجار کی بچیاں ہیں (مبارک ہو!) ہمیں کس قدر بہتر نجات دہندہ پڑوسی نصیب ہوئے"۔ (الوفاء صفحہ 252) گویا وہ کہہ رہی تھیں:

ہم ہیں بچیاں نجار کے عالی گھرانے کی
خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی

☆......اس وقت اہل مدینہ جلوس کی شکل میں یہ نعرے لگا رہے تھے:

جاء محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم

"اللہ کے رسول ﷺ تشریف لے آئے ہیں"۔

(مسند الصحابہ طبرانی' جلد 1' صفحہ 138)

☆......حضور مصطفیٰ جان رحمت ﷺ نے جب حرہ کی طرف تشریف لا کر انصار کو پیغام بھیجا تو وہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو مدینہ میں ہر طرف یہ گونج پڑ گئی:

"جاء نبی اللہ جاء نبی اللہ اشرفو اینظرون ویقولو ن جاء نبی اللہ جاء نبی اللہ"

"اللہ کے نبی آ گئے' اللہ کے نبی آ گئے' لوگ گھاٹیوں پر چڑھتے آپ ﷺ کی زیارت کرتے اور یہ نعرے لگاتے: (صحیح بخاری' جلد 1' صفحہ 556)

"آ گئے آ گئے مصطفیٰ ﷺ آ گئے" گویا وہ کہہ رہے تھے:

آمد مصطفیٰ ﷺ مرحبا مرحبا

اہل مدینہ کی خوشی انتہا کو پہنچ گئی

☆......اس وقت اہل مدینہ نے یہ نعرہ بھی لگایا:

Scanned with CamScanner

جاء رسول الله جاء رسول الله

''اللہ کے محبوب ﷺ تشریف لے آئے''۔ (دلائل النبوۃ، جلد 2، صفحہ 499)

☆......حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے تھے تو اہل مدینہ اس قدر خوش ہوئے کہ اس سے پہلے کسی چیز پر اتنے خوش نہیں ہوئے تھے حتیٰ کہ باندیوں نے یہ نعرے لگانے شروع کر دیئے: قدم رسول اللہ ﷺ ''رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔'' (صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 558)

☆......حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''لوگ نکل آئے حتیٰ کہ ہم راستے میں تھے کہ عورتیں، خدام اور نوجوان زور زور سے یہ نعرے لگانے لگے:

''جاء محمد رسول الله جاء محمد رسول الله الله اكبر جاء محمد رسول الله جاء محمد رسول الله''

(البدایہ والنھایہ، جلد 3، صفحہ 195)

گویا اس وقت ہر طرف جوش و خروش کے ساتھ آمد مصطفیٰ ﷺ مرحبا مرحبا کے فلک شگاف نعرے بلند ہو رہے تھے۔

☆......بچے اور بچیاں ایک دوسرے کو کہہ رہے تھے۔

هذا رسول الله قد جاء

''یہ رسول اللہ ﷺ ہیں جو آ گئے ہیں''۔ (مشکوٰۃ، صفحہ 546)

☆......اس وقت عورتیں چھتوں پر چڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف محبت سے اشارے کر کے کہہ رہی تھیں۔

ايهم هو ايهم هو

''وہ دیکھو! کون ہے، وہ دیکھو، کون ہے؟'' (البدایہ والنھایہ، جلد 3، صفحہ 195)

مدینہ شریف کے حبشی خوشی سے وجد کناں ہیں

یہ وہ نعرے ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے اور ہمارے محبوب کریم ﷺ کے

سامنے لگائے اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو منع نہیں فرمایا: بلکہ ان پر مہر تصدیق ثبت فرمائی اور اصول حدیث کا یہ قاعدہ ہے کہ جو کام رسول اللہ ﷺ کے سامنے کیا جائے اور آپ ﷺ اس پر رضا کا اظہار کریں منع نہ فرمائیں تو وہ کام حدیث تقریری بن جاتا ہے گویا کہ یہ سارے کہ سارے نعرے حدیث تقریری کے مقام پر فائز ہیں۔

پھر اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ نعرے لگانے والا بعض دفعہ اچھلتا ہے، بعض دفعہ لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں، ہاتھ بلند کرتے ہیں، ایک جشن کا سماں بن جاتا ہے تو اس کا سب سے پہلا جواب یہ ہے کہ عقلمند آدمی جانتا ہے جوش و خروش کا مظاہرہ کھل کھلا کر اور چہرے سے مسکرا کر اور بازوؤں اور ہاتھوں وغیرہ کو بلند کر کے ہی ہوتا ہے نہ کہ گم سم بیٹھے رہنے سے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

لعبت الحبشة اى رقصت

''آپ ﷺ کی آمد پر مدینہ کے حبشوں نے رقص کیا۔''

(مرقاۃ، جلد 10، صفحہ 241)

اور یہاں رقص سے مراد آجکل ہمارے ہاں جو رقص کیا جاتا ہے وہ نہیں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ حبشیوں نے نیزوں سے کھیلتے ہوئے اچھل کود کا مظاہرہ کیا اور یہ سب کچھ آمد مصطفیٰ ﷺ کی خوشی میں ہی تھا اور آمد مصطفیٰ ﷺ کے نعرے لگاتے وقت جو جوش و خروش کا مظاہرہ کیا جاتا ہے وہ بھی خوشی کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب کا حوالہ

اب آخر میں ہم عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی کی گواہی سے اس گفتگو کو سمیٹتے ہیں۔ انہوں نے مدینہ منورہ کے اس وقت کے ماحول کی بڑے خوبصورت الفاظ میں منظر کشی کی چنانچہ لکھتے ہیں:

''مسلمانوں نے آپ ﷺ کی آمد پر فرحت کا اظہار کرتے ہوئے اللہ اکبر کہا۔ حتیٰ کہ دھماکے اور نعرے بنو عمرو بن عوف کے محلے سے سنے گئے۔''

(مختصر سیرت الرسول، صفحہ 173)

Scanned with CamScanner

جانثاران مصطفیٰ ﷺ کی حیات طیبہ میں بھی اور آپ ﷺ کے اس ظاہری دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد بھی مختلف مواقع پر آپ ﷺ کی رسالت اور شان میں دیگر نعرے لگاتے رہے۔ چند ایک نعرے ملاحظہ فرمائیں:

☆......جنگ یمامہ میں جب مسیلمہ کذاب اور مسلمانوں کے درمیان گھمسان کی لڑائی ہوئی تو اس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے (دشمن کو) للکارا اور للکارنے والوں کو دعوت (جنگ) دی پھر آپ نے مسلمانوں کے معمول کے مطابق **یا محمداہ**' (یعنی یارسول اللہ ﷺ مدد کیجئے) کا نعرہ لگایا۔

(الکامل فی التاریخ' جلد 2' صفحہ 246' تاریخ طبری' جلد 3' صفحہ 250)

ابن کثیر وابن قیم ودیگر غیر مقلدین کے حوالے

علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں کا معمول **یا محمداہ**' (یا رسول اللہ ﷺ مدد کیجئے) کا نعرہ تھا: (البدایہ والنھایہ' جلد 2' صفحہ 324)

☆......علامہ ابن قیم نے لکھا ہے کہ مسلمان ہمیشہ یارسول اللہ ﷺ پکارتے رہے ہیں: (جلاء الافہام' صفحہ 88' الصلوٰۃ والسلام' صفحہ 81)

☆......جنگ یرموک میں تمام مسلمانوں کی زبان پر ایک ہی نعرہ تھا:

یا محمد یا منصور امتك

''یارسول اللہ ﷺ! اے فتح والے! اپنی امت کی خبر لیجئے۔''

(فتوح الشام' جلد 1' صفحہ 120)

☆......سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا تو آپ نے نعرہ لگایا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(نسیم الریاض' جلد 3' صفحہ 355۔ حصن حصین' صفحہ 30' کتاب الاذکار' صفحہ 411۔ عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی' صفحہ 67' تحفۃ الذاکرین للشوکانی' کتاب التعویزات' صفحہ 47' نواب صدیق حسن غیر مقلد)

☆......حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پاؤں سن ہو گیا تو انہوں نے پکارا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(لغات الحدیث' جلد 2' صفحہ 19' وحید الزماں حیدرآبادی غیر مقلد)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا نعرہ

☆......حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا تو ان سے ایک آدمی نے کہا جو تم کو سب سے زیادہ محبوب ہے اس کو یاد کرو انہوں نے نعرہ لگایا:

یامحمد صلی اللہ علیہ وسلم

(الادب المفرد' صفحہ 250' حصن حصین' صفحہ 30' شرح شفا' جلد 2' صفحہ 18۔ مناہل الصفا' صفحہ 63' کتاب الاذکار' صفحہ 478' الشفاء جلد 2' صفحہ 18۔ فتاویٰ عزیزیہ' صفحہ 329۔ القول البدیع' صفحہ 225۔ عمل الیوم واللیلہ لابن سنی' صفحہ 67۔ تحفۃ الذاکرین للشوکانی' صفحہ 206۔ ہدایۃ المہدی' صفحہ 23۔ نزل الابرار' صفحہ 373۔ لغات الحدیث' جلد 1' صفحہ 19' وحید الزمان حیدرآبادی غیر مقلد)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آپ نے مدد مانگنے کے لئے یارسول اللہ ﷺ کا نعرہ لگایا تھا۔ (شرح الشفاء' جلد 3' صفحہ 355)

☆......حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب قحط پڑا تو آپ نے پکارا ''**یا محمداہ' یا رسول اللہ** ﷺ'' مدد کیجئے۔

(البدایہ والنھایہ' جلد 5' صفحہ 167' الکامل فی التاریخ' جلد 2' صفحہ 189۔ الکامل لابن اثیر' جلد 2' صفحہ 235)

کربلا والوں کا نعرہ

☆......میدان کربلا میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے پکارا:

''**یا محمداہ یا محمداہ یا محمداہ**'' (البدایہ والنھایہ' جلد 8' صفحہ 195)

☆......جنگ بہنسا میں صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی زبان پر یہ نعرہ تھا:

یا محمد یا محمد یا نصر اللہ انزل

''یارسول اللہ! یارسول اللہ! اے اللہ کی طرف سے مددگار آ پہنچئے''

(فتوح الشام' جلد 2' صفحہ 177)

Scanned with CamScanner

☆......بطلیموس نے دس ہزار سوار لے کر اہل اسلام پر شب خون مارا' لوگ پریشان ہو گئے' ایک ہنگامہ برپا تھا' حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نعرہ لگایا:

واغوثاه وامحمداه واسلاماه كيدقومي ورب الكعبة

''اے ہمارے مددگار' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدد' رب کعبہ کی قسم میری قوم سے مکر کیا گیا' فریاد کو پہنچیں (تاکہ ہم بچ جائیں):

☆......حضرت عمر بن سالم رضی اللہ عنہ نے مکہ سے نکلتے وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مدد کے لئے پکارا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان کیا کہ:

راجز يستصرخني اغثني يارسول الله صلى الله عليه وسلم

''یہ راجز ہے جو مجھے پکار رہا ہے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری مدد فرمائیں''

(طبرانی صغیر' جلد 2' صفحہ 72' الاصابہ' جلد 2' صفحہ 538۔ الاستعاب علی ہامش الاصابہ' جلد 2' صفحہ 540' زرقانی' جلد 2' صفحہ 290' بیہقی' جلد 9' صفحہ 233)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ قضاء کے موقع پر مکہ مکرمہ داخل ہوئے تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے چلتے ہوئے بلند آواز سے شعروں کی شکل میں یہ نعرے لگا رہے تھے:

خلوا بني الكفار عن سبيله
اليوم نضربكم على تنزيله
ضربا يزيل الهام عن مقيله
ويذهل الخليل عن خليله

''اے اولاد کفار! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ چھوڑ دو' آج ہم تمہیں حکم قرآن کی مار ماریں گے۔ ایسی مار جو کھوپڑی کو اپنی جگہ سے دور کر دے اور دوست کو دوست جدا کر دے''

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

''اے ابن رواحہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور اللہ کے حرم میں یہ شعر کہہ رہے ہو؟''

تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سوال سن کر فرمایا:

خل عنه يا عمر! فلهي اسرع فيهم من نضع النبل

''اے عمر! اسے کہنے دو' یہ اشعار ان کفار (کے دلوں) پر تیر برسانے سے بھی زیادہ تیز ہیں''۔

(جامع ترمذی' رقم الحدیث 2847۔ سنن نسائی' رقم الحدیث 2873)

اس حدیث مبارکہ سے مسجد میں شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکروں کے سامنے شان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے نعرے مارنے اور نعت خوانی کا ثبوت ملتا ہے۔

ہے جب تک اہل سنت کا کوئی اک فرد بھی زندہ
فضاؤں میں سدا گونجے گا نعرہ یا رسول اللہ

وصلى الله تعالىٰ عليه رسول خلقه محمد وعلىٰ اٰله واصحابه وبارك وسلم

ورحمتي وسعت كل شيء ١٤٣٠

(8)

شریعت پر عمل ہو تو ایسا ہو

ایک صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ دفتر کے کسی اہم کام کے پیش نظر میں جدہ جا رہا تھا۔ راستے میں ایک گاڑی کا حادثہ دیکھ کر میں بری طرح گھبرا اٹھا...... معلوم ہو رہا تھا کہ اس گاڑی کا ابھی ابھی حادثہ ہوا ہے...... میں اس جائے حادثہ پر پہنچنے والا پہلا شخص تھا۔ میں نے اپنی کار روکی اور جلدی سے اس گاڑی کی طرف گیا جو اس حادثہ فاجعہ سے دو چار ہوئی تھی۔ میرا خیال تھا کہ گاڑی کے اندر ضرور کوئی نقصان ہوا ہوگا۔

میں نے گاڑی کے اندر جھانک کر دیکھا تو میری دھڑکنیں تیز ہوگئیں۔ ہاتھ تھر تھر کانپنے لگے...... پاؤں ڈگمگانے لگے اور نگاہ عبرت سے سانس رکنے لگی۔ میری آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور قریب تھا کہ میں چلا کر رونے لگوں۔

یہ عجیب منظر تھا...... رنج وغم کا منظر...... گاڑی چلانے والا اسٹیرنگ ہی پر مردہ پڑا تھا۔ اس کی نگاہ آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھی، شہادت کی انگلی کھڑی تھی، چہرے پر مسکراہٹ کے آثار تھے...... اس پر گھنی داڑھی تھی، اور ایسا نور نمایاں تھا جیسے سورج اپنی شعاعیں بکھیر رہا ہو یا چاند جگمگا رہا ہو!!

عجیب منظر تھا کہ اس کی ننھی سی بچی اس کی پیٹھ پر پڑی تھی...... اس نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے باپ کی گردن پکڑی ہوئی تھی...... اور وہ بھی دنیا کو الوداع کہہ کر اپنی جان جان آفرین کے حوالے کر چکی تھی!!

لا الٰہ الا اللہ! میں نے کبھی ایسی موت نہیں دیکھی تھی...... پاکیزہ موت! پرسکون موت...... پروقار موت...... اس کی صورت بتلا رہی تھی کہ اس کی زندگی انتہائی

استقامت کے ساتھ رواں دواں تھی...... اس کی شہادت کی انگلی اس بات کا پتہ دے رہی تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوا ہے...... مسکراتے ہوئے زندگی کی آخری سانس لینا اس بات کی علامت تھی کہ اس کی موت بڑی اطمینان کے عالم میں ہوئی ہے۔

میرا خاتمہ کس حال میں ہوگا؟

میں اس خاتمہ بالخیر کو دیکھ کر گہرے غور وفکر کی وادیوں میں اتر گیا۔ میرے دماغ میں افکار کا ازدحام ہوگیا...... ایک سوال میرے دل ودماغ کو بار بار جھنجھوڑ رہا تھا اور میں بار بار سوچ رہا تھا: (کیف سیکون رحیلی؟) ''میرا خاتمہ کس حالت میں ہوگا؟''

یہ سوال میرے ذہن کو شدت کے ساتھ کرید رہا تھا اور میری غفلت کا پردہ چاک کر رہا تھا...... خوف وخشیت کے باعث میری آنکھوں سے آنسوؤں کا سیل رواں جاری تھا اور میری سسکیوں کی آواز آہستہ آہستہ تیز ہو رہی تھی۔ وہاں اگر کوئی مجھے دیکھتا تو وہ سمجھتا کہ میں اس میت کا کوئی قریبی رشتہ دار ہوں۔

میں اس قدر زور زور سے رو رہا تھا جیسے کوئی ماں اپنے بچے کی موت پر رو رہی ہو...... مجھے احساس تک نہیں ہو رہا تھا کہ میرے اردگرد کون ہے؟

اتنے میں میرے کانوں سے ایک عورت کی آواز ٹکرائی جو بہت ہی اطمینان اور یقین کے ساتھ بول رہی تھی۔ اس کی آواز نے میرے شعور وآگہی کو واپس کر دیا۔ وہ کہہ رہی تھی: بھائی صاحب! آپ میت پر آنسو نہ بہائیں...... یہ ایک صالح اور نیک آدمی تھے۔ ہمیں گاڑی کے اندر سے نکالنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے...... میں آواز کی طرف متوجہ ہوا، دیکھا تو کار کی پچھلی سیٹ پر ایک خاتون دو چھوٹے چھوٹے بچوں کو اپنے سینے سے لگائے بیٹھی ہے جنہیں کوئی زخم نہیں لگا تھا۔ وہ سب صحیح سلامت تھے!!

وہ خاتون پورے طور پر پردہ کیے ہوئی تھی اور جاں گداز حادثے کے باوجود پوری طرح اطمینان کی حالت میں تھی۔ کوئی رونا دھونا تھا نہ چیخ پکار اور نہ کوئی آہ وبکا اور گریہ

Scanned with CamScanner

وزاری تھی!!

ہم نے گاڑی کے اندر موجود اس خاتون اور اس کے دونوں بچوں کو نکالا...... جو کوئی مجھے اور اس خاتون کو دیکھتا' وہ سمجھتا کہ خاتون نہیں بلکہ میں مصیبت زدہ ہوں!!

جانکاہ حادثے سے بچ جانے والی خاتون

خاتون اپنے پردے کو سمیٹتے اور پورے جسم کو ڈھانپتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر پہ راضی اور ثابت قدم رہتے ہوئے ہم سے گویا ہوئی: اگر آپ لوگ دشواری نہ سمجھیں تو میرے شوہر اور بچی کو کسی قریبی ہسپتال میں پہنچانے کی زحمت کریں...... غسل اور کفن میں جلدی کریں اور مجھے میرے دونوں بچوں کے ساتھ ہمارے گھر پہنچا دیں...... اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

چند لوگوں نے جلدی سے خاتون کے شوہر اور اس کی بچی کو قریبی ہسپتال پہنچایا اور ضروری کارروائی کے بعد قریبی قبرستان لے گئے۔ دیگر حاضرین نے اس خاتون سے کہا: وہ ہم میں سے کسی کے ساتھ گاڑی میں سوار ہو جائے تاکہ اسے اس کے گھر تک پہنچایا جا سکے...... لیکن اس خاتون نے انتہائی شرم و حیا اور عزم کے ساتھ انکار کرتے ہوئے کہا:

(لَا وَاللهِ! لَا اَرْكَبُ اِلَّا فِي سَيَّارَةٍ فِيهَا نِسَاءٌ)

''میں صرف اسی گاڑی میں سوار ہو سکتی ہوں جس میں کچھ عورتیں بھی ہوں۔''

پھر وہ خاتون اپنے دونوں بچوں کو لے کر ایک طرف ہو گئی۔ ہم اس وقت اس خاتون کی خواہش کی تکمیل کیسے کر سکتے تھے' اس کی خواہش کے مطابق عورتوں والی گاڑی کہاں سے لاتے؟ بہرحال ہم نے اس کے جذبات کا خیال رکھا...... اور اس کے موقف کی تعظیم کی۔

خاصا وقت گزر گیا اور ہم اس پریشان کن گھڑی میں...... اس بیابان جگہ دو گھنٹے مسلسل انتظار کرتے رہے۔ اتنے میں ہمارے پاس سے ایک گاڑی کا گزر ہوا جس میں ایک آدمی اور اس کی پوری فیملی سوار تھی۔ ہم نے گاڑی رکوائی اور اس کے مالک کو خاتون

کے ساتھ پیش آمدہ حادثے سے آگاہ کیا اور اس سے گزارش کی کہ براہ کرم اس خاتون کو اس کے بچوں سمیت اس کے گھر پہنچا دیں۔ وہ آدمی راضی ہو گیا اور اس خاتون کو اس کے بچوں سمیت لے کر اس کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

تلاطم خیز طوفانوں سے گھبرایا نہیں کرتے

پھر میں اپنی گاڑی کی طرف واپس آیا اور اپنی منزل کو روانہ ہوا۔ میں اس خاتون کی عظیم ثابت قدمی پر بہت تعجب کر رہا تھا۔ آخری لمحات میں اس کے شوہر کی استقامت اور ایمان کی شہادت اور ایسی پریشان کن گھڑی میں اس کی بیوی کا مکمل پردے کی حالت میں ایمانی جذبے سے بات کرنا اور اسلامی تعلیمات پر بھرپور عمل کرنا!!

اسی کا نام ایمان ہے!!...... اسی کا نام ایمان ہے!!...... اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۝

(ابراہیم:27)

''ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ پکی بات کے ساتھ ثابت قدم رکھتا ہے' دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت کی زندگی میں بھی۔ ہاں' ناانصاف لوگوں کو اللہ بہکا دیتا ہے' اور اللہ جو چاہے کر گزرے۔'' (المرفأ یحیٰی سعد آل شلوان)

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز طوفانوں سے گھبرایا نہیں کرتے

Scanned with CamScanner

(9)

خدا کا خوف ہو تو ایسا ہو

رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے تھے۔ باوجود اس کے کہ آپ ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار، خاتم النبیین اور اللہ تعالیٰ کے محبوب خاص تھے، خشیت الٰہی کی وجہ سے اکثر آپ ﷺ پر رقت طاری ہو جاتی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ خشیت الٰہی کا آپ ﷺ پر یہ اثر تھا کہ آپ ﷺ فرماتے (لوگو) اللہ کی قسم مجھے علم نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا؟ (حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں) (بخاری)

☆......حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب دو ثلث رات گزر جاتی تو رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے: لوگو! خدا کو یاد کرو، زلزلہ آ رہا ہے۔ اس کے پیچھے آنے والا آ رہا ہے، موت اپنے سامان کے ساتھ آ پہنچی ہے۔ (مشکوٰۃ)

☆......ایک مرتبہ رات کو ارشاد فرمایا: من یوقظ صواحب الحجرات ''کوئی ہے جو ان حجرے والیوں کو بھی جگا دے۔'' ''لیصلین'' تاکہ یہ نماز پڑھ لیں (تہجد کی نماز) بہت ساریاں دنیا میں کپڑے پہننے والیاں قیامت کے دن برہنہ اٹھائی جائیں گی۔

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: ''لوگو! جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے ہوتے تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔'' (بخاری، مسلم)

☆......سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: ''اللہ کے رسول! آپ کے بال کیوں سفید ہو گئے ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن مجید

کی پانچ سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے' (شیبتنی ھود) مجھے سورہ ہود نے بوڑھا کر دیا، مجھے مرسلات، سورہ واقعہ، سورہ عم یتساءلون اور سورہ کورت نے بوڑھا کر دیا ہے۔ (ان سورتوں میں قیامت کی سختیوں کا ذکر ہے۔) (شمائل ترمذی)

محبوب باری کی خشیت الٰہی

☆......ایک دفعہ آپ ﷺ نے بڑا ہی مؤثر خطبہ ارشاد فرمایا: خطبہ میں لوگوں سے فرمایا: اے معشر قریش! اپنے آپ کی خبر لو میں تم کو خدا سے نہیں بچا سکتا اے بنی عبد مناف! میں تم کو بھی خدا سے نہیں بچا سکتا۔ اے صفیہ رضی اللہ عنہا! (رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی ہیں) میں تم کو بھی خدا سے نہیں بچا سکتا۔ اے محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا! میں تجھ کو بھی خدا سے نہیں بچا سکتا۔ (بخاری، مسلم)

☆......رسول اللہ ﷺ خود بھی خشیت الٰہی کی وجہ سے روتے اور لوگوں کو بھی ارشاد فرماتے: ''لوگو! روؤ رونا نہ آئے تو زبردستی روؤ، جہنمی روئیں گے تو ان کے رخساروں پر نہروں جیسے گڑھے پڑ جائیں گے۔ آخر آنسو ختم ہو جائیں گے اور آنکھیں خون برسانے لگیں گی۔ ان کی آنکھوں سے اسی قدر آنسو نکلے ہوں گے کہ اگر ان میں کوئی کشتی چلانی چاہئے تو چلا سکے گا۔ (ابن کثیر)

☆......ابوداؤد شریف میں حضرت مطرف رضی اللہ عنہ کا بیان ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ آپ ﷺ کے سینے سے رونے کی وجہ سے چکی چلنے اور ہانڈی پکنے کی آواز کی طرح آواز آ رہی تھی رسول اللہ ﷺ کی نمازوں میں خشیت الٰہی کا یہ حال ہوتا کہ جب تلاوت کرتے ہوئے کوئی عذاب کی آیت آتی تو دیر تک بڑے تضرع کے ساتھ عذاب سے پناہ مانگتے رہتے اور جب کوئی رحمت کی آیت آتی تو اللہ تعالیٰ سے رحمت طلب کرتے۔ زیادہ قیام کی وجہ سے آپ ﷺ کے پاؤں متورم ہو جاتے۔

شمائل ترمذی میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ اتنی لمبی نفلی نماز پڑھتے تھے کہ آپ ﷺ کے قدم مبارک ورم کر گئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا

Scanned with CamScanner

اللہ کے رسول ﷺ آپ اس قدر مشقت برداشت کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اول و آخر کے سب گناہ بخش دیئے ہیں۔ آپ ﷺ فرماتے: ''جب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ انعام کیا ہے تو میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کبھی کبھی ساری ساری رات قیام میں رہتے۔ قیام میں قرآن کی سب سے بڑی سورتیں بقرہ' آل عمران' نساء پڑھتے۔

☆...... **عن عبداللہ بن شخیر عن ابیه قال اتیت رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو یصلی ولجوغته ازيد كا زيد المرجل من البکاء......الخ**

حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے' یہاں تک کہ آپ ﷺ کی ہچکی بندھ گئی اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے چکی چل رہی ہو یا ہنڈیا ابل رہی ہو۔

(ترمذی' ابوداؤد)

ہر نبی علیہ السلام کی ایک دُعا

زاد المعاد میں ہے:

ایک مرتبہ سورج گرہن ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فوراً نماز کسوف پڑھنی شروع کر دی۔ نماز میں آپ ﷺ پر سخت گریہ طاری تھا اور آپ ﷺ رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے:

رب الم تعدنی ان لاتعذبهم وانا فيهم ليتعذون و نحن نستغفرك

اے اللہ تو نے وعدہ کیا ہے کہ ان لوگوں کو دو صورتوں میں عذاب نہیں دیا جائے گا۔ جب تک کہ میں (محمد ﷺ) ان میں ہوں۔ جب تک کہ یہ

استغفار کرتے ہیں۔

اے پروردگار! اب میں بھی ان میں موجود ہوں اور سب استغفار بھی کر رہے ہیں۔

پھر ارشاد فرمایا:

لكل نبی دعوة يدعوا بها فاستجب لها فجعلت دعوتی شفاعة لامتی يوم القيمة ۔

(اے پروردگا) ہر نبی کے لئے ایک دعا تھی وہ مانگتے رہے اور ان کی دعا قبول ہوتی رہی۔ میں نے اپنی دعا کو اپنی امت کی شفاعت کے واسطے قیامت کے دن کے لئے محفوظ رکھا ہے۔ (بخاری)

وہ تھے کس منزل میں

☆...... حضرت نوح علیہ السلام کا نام نوح اس لئے پڑا کہ آپ کثرت سے نوحہ کرتے تھے' روتے تھے' حضرت یحییٰ علیہ السلام روتے روتے بے ہوش ہو جایا کرتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام چالیس روز تک سجدہ میں پڑے گڑگڑاتے رہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مکہ میں گھر کے باہر رو رو کر قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور یہ اتنا رقت انگیز منظر ہوتا کہ مسلمانوں کے علاوہ کافر و مشرک سامعین میں سے بھی ہر ایک کا دامن آنسوؤں سے تر ہو جاتا۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سفر و حضر کے ساتھی تھے۔ آج مزار کے ساتھی اور کل حشر میں اور جنت میں بھی آپ ﷺ کے ساتھی ہوں گے۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد اگر سب سے زیادہ کسی کا مرتبہ ہے تو وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں باوجود اتنی فضیلت کے آپ کی خشیت الٰہی کا یہ عالم تھا۔ فرمایا کرتے تھے کاش! میں ایک درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔

حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ مجھ میں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں کچھ تکرار ہو گیا آپ نے مجھے کچھ سخت الفاظ کہہ دیئے جو مجھے ناگوار گزرے۔ کچھ

Scanned with CamScanner

توقف کے بعد فرمانے لگے: ربیعہ رضی اللہ عنہ تو بھی مجھ کو ویسا ہی کہہ لے تاکہ بدلہ ہو جائے۔ میں نے انکار کیا تو فرمانے لگے: بدلہ لو ورنہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کروں گا۔ میں نے پھر انکار کر دیا تو آپ اٹھ کر چلے گئے اسی اثناء میں بنو اسلم کے کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے یہ بڑی عجیب بات ہے خود ہی زیادتی کی اور خود ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت۔ ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے بنو اسلم کے لوگوں سے کہا: تم جانتے بھی ہو یہ کون تھے؟ یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اگر یہ ناراض ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خفا ہو جائیں گے اگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے گا تو ایسے میں کیا ربیع ہلاک نہ ہو جائے گا؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دنیا میں ہی کہے سنے کا حساب چکانا چاہتے تھے تاکہ قیامت کے دن باز پرس نہ ہو۔ یہ تھا اس ہستی کا خوف خدا' جس کے بارے میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وقت فرمایا تھا: ''میں سب کے احسانات کا بدلہ دے چکا ہوں لیکن صدیق رضی اللہ عنہ کے احسانات کا بدلہ دنیا میں نہیں دے سکا۔ اس کے احسانات کا بدلہ آخرت کو ہی چکاؤں گا۔

ہے اللہ کی تلوار فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

☆......ابن ابی دنیا فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کو شہر کے گشت کے لئے نکلے تو ایک مکان سے آواز آئی کوئی مسلمان درد دل سے سورۂ طور کی تلاوت کر رہا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً سواری روک لی اور کھڑے ہو گئے۔ قرآن سننے لگے۔ جب قاری ان آیات پر پہنچا:

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ○ مَالَهٗ مِنْ دَافِعٍ ○

''بلاشبہ تیرے ربّ کا عذاب واقع ہو کر رہے گا۔ اسے کوئی روکنے والا نہیں ہے۔''

فوراً زبان سے نکلا: ''رب کعبہ کی قسم! یہ سچ ہے۔'' پھر اپنی سواری سے اترے اور دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور دیر تک روتے رہے کافی دیر بعد جب ہوش وحواس کچھ سنبھلے تو گھر لوٹے مگر ان آیات نے دل میں کچھ ایسا خوف پیدا کیا کہ ایک ماہ تک

بیمار پڑے رہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خود تلاوت کرتے ہوئے جب اس آیت پر پہنچے۔ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ○ تو روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ (ابن کثیر)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ تہجد کی نماز میں کبھی کبھی اتنا روتے کہ روتے روتے گر جاتے اور بیمار ہو جاتے۔ آپ صبح کی نماز میں اکثر سورۃ کہف' سورۃ طٰہٰ وغیرہ بڑی سورتیں تلاوت فرماتے' نماز میں تلاوت کرتے کرتے اتنا روتے کہ کئی کئی صفوں تک آواز جاتی۔ ایک مرتبہ سورۂ یوسف پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے:

اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ

تو اتنا روئے کہ آواز نکلنا بند ہو گئی یہ اس شخص کا خوف خدا ہے جس کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں اور جس کے متعلق سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيًّا لَكَانَ عُمَرُ ۔

''اگر میرے بعد کوئی نبی ہونا ہوتا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہوتے۔''

لیکن: اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔

''میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

حضرت عثمان غنی اور مولیٰ علی رضی اللہ عنہما

☆......داماد رسول' سفیر رسول' جامع القرآن سیّدنا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ جن کو کئی مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی' ان کے خوف خدا اور فکر آخرت کا یہ حال تھا کہ جب کبھی آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے قبر کا ذکر چھڑتا تو خدا کی طرف سے قبر میں ہونے والے دردناک قسم کے عذابوں کا جان کر رنگ زرد پڑ جاتا اور رو رو کر ڈاڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔

☆......خلیفۂ چہارم حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم' کو کسی نے عید کے دن دیکھا کہ خشک روٹی پانی میں ڈبو ڈبو کر کھا رہے ہیں' دیکھنے والے نے کہا:

''اے ابوتراب رضی اللہ عنہ! آج عید ہے اور آپ خشک روٹی کھا رہے ہیں؟''

Scanned with CamScanner

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہماری عید تو اس دن ہوتی ہے جس دن گناہ کوئی نہ ہو۔''

☆......حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو عید کے دن کسی نے متفکر و پریشان دیکھ کر وجہ دریافت کی، تو آپ نے فرمایا: ''لوگ عید میں مشغول ہو کر خدا کی وعید کو بھول گئے۔''

☆......مفسر قرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ کے خوف سے اس قدر روتے تھے کہ چہرے پر آنسوؤں کے ہر وقت بہنے سے دو نالیاں سی بن گئی تھیں۔

اور تو کون سی منزل میں ہے

☆......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ خلیل رسول ﷺ پر خشیت الٰہی کا یہ اثر تھا، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے: ''کاش! میں ایک درخت ہوتا کہ کاٹ دیا جاتا۔''

☆......حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بہت رویا کرتے تھے حتیٰ کہ روتے روتے آنکھیں بھی بے کار ہو گئیں تھیں۔ کسی شخص نے ایک مرتبہ دیکھ لیا تو فرمانے لگے: میرے رونے پر تعجب کرتے ہو، اللہ کے خوف سے سورج روتا ہے۔ ایک مرتبہ ایسا ہی قصہ آیا تو فرمایا: اللہ کے خوف سے چاند روتا ہے۔

☆......ایک نوجوان صحابی رضی اللہ عنہ پر حضور ﷺ کا گزر ہوا وہ قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے جب فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ۝ پر پہنچے تو بدن کے بال کھڑے ہو گئے۔ روتے روتے دم گھٹنے لگا اور کہنے لگے آہ! جس دن آسمان پھٹ جائیں گے (قیامت کے دن) میرا کیا حال ہوگا؟ ہائے میری بربادی، حضور ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے اس رونے کی وجہ سے فرشتے بھی رونے لگے ہیں۔''

☆......ایک انصاری رضی اللہ عنہ نماز تہجد سے فارغ ہو کر بیٹھ کر بہت روئے، کہتے تھے اللہ تعالیٰ ہی سے فریاد کرتا ہوں جہنم کی سخت آگ سے بچائے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے آج فرشتوں کو رلا دیا۔

☆......حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی تھے، ایک دن رونے لگے۔ بیوی بھی ان کی حالت کو دیکھ کر رونے لگی۔ پوچھا کہ تم کیوں روتی ہو؟ کہنے لگیں کہ جس وجہ سے آپ روتے ہیں۔ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس

وجہ سے رو رہا ہوں کہ جہنم پر تو گزرنا ہی ہے، نہ معلوم نجات ہو سکے گی یا وہیں رہ جاؤں گا۔

☆......زرارہ بن اوفیٰ ایک مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے جب اس آیت ''فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ'' پر پہنچے تو فوراً گر گئے اور انتقال ہو گیا، لوگ اٹھا کر گھر تک لائے۔

☆......حضرت خلید رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے جب اس آیت ''كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ'' پر پہنچے تو اس کو بار بار پڑھنے لگے تھوڑی دیر بعد گھر کے ایک کونے سے آواز آئی کہ کتنی مرتبہ اس کو پڑھو گے؟ تمہارے اس بار بار پڑھنے سے چار جن مر چکے ہیں۔

☆......ایک بزرگ کا واقعہ ہے کہ تلاوت کرتے ہوئے جب اس آیت ''وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ'' پر پہنچے تو ایک چیخ ماری اور تڑپ تڑپ کر مر گئے۔

خشیت الٰہی انعام الٰہی

☆......حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ (مشہور بزرگ ہیں) کہتے ہیں کہ اللہ کا خوف ہر چیز کی طرف رہبری کرتا ہے۔

☆......حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے سب ہی واقف ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ''جب بھی میں اللہ سے ڈرا ہوں اس کی وجہ سے مجھ پر حکمت اور عبرت کا دروازہ کھلا ہے جو اس سے پہلے نہیں کھلا۔''

☆......حدیث شریف میں آیا ہے اللہ جل شانہ، فرماتا ہے: میں اپنے بندے پر دو خوف جمع نہیں کرتا اور دو بے فکریاں نہیں دیتا اگر دنیا میں مجھ سے بے فکر رہے تو قیامت سے ڈراتا ہوں اور اگر دنیا میں ڈرتا ہے تو آخرت میں بے فکری عطا کرتا ہوں۔''

☆......حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''جو اللہ سے ڈرتا ہے ہر چیز اس سے ڈرتی ہے اور جو غیر اللہ سے ڈرتا ہے اس کو ہر چیز ڈراتی ہے۔''

☆......یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ: ''آدمی اگر جہنم سے اتنا ڈرنے لگے جتنا تنگ دستی سے ڈرتا ہے تو سیدھا جنت میں جائے۔''

☆......حضرت ابوسلیمان درانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس دل سے اللہ کا خوف جاتا

Scanned with CamScanner

رہتا ہے وہ برباد ہو جاتا ہے۔

☆......رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''جس آنکھ سے اللہ کے خوف کی وجہ سے ذرا سا آنسو نکل آئے۔ خواہ مکھی کے سر کے برابر ہی کیوں نہ ہو' اللہ تعالیٰ اس چہرہ پر جہنم کی آگ کو حرام فرما دیتا ہے۔''

شرم سے گڑ جا اگر احساس تیرے دل میں ہے

☆......رسول اللہ ﷺ کا ایک اور ارشاد ہے کہ جب مسلمان کا دل اللہ کے خوف سے کانپتا ہے تو اس کے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے سوکھے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔

☆......رسول اللہ ﷺ کا ایک اور شاد ہے کہ: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئے اس کا آگ میں جانا ایسا ہی مشکل ہے جیسے دودھ کا تھنوں میں واپس جانا۔''

☆......حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں دکھنے لگیں۔ حکیم نے کہا ایک بات کا وعدہ کر لو آنکھیں اچھی ہو جائیں گی کہ رویا نہ کرو' کہنے لگے: ''آنکھ میں کوئی خوبی نہیں اگر وہ روئے نہیں۔''

☆......رسول اللہ ﷺ خوف خدا اور فکر آخرت سے بعض دفعہ ساری ساری رات روتے رہتے۔

(مختلف کتب احادیث' تاریخ اور سیر)

(10)

اولیاء اللہ کی شان کہ بے جان اشیاء میں جان

ایک روای بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اللہ تعالیٰ پر بندے کا کیا حق ہے؟۔

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ پھیر لیا۔ میں نے تین بار یہ سوال دہرایا۔

تیسری مرتبہ حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ پر میرا حق یہ ہے کہ اگر میں اس کھجوروں کے جھنڈ کو کہوں کہ ادھر آ' تو وہ آ جائے۔

آپ نے جوں ہی اس جھنڈ کی طرف اشارہ کیا تو میں نے دیکھا کہ وہ جھنڈ حرکت میں آ گیا تا کہ آپ کی طرف آ جائے' لیکن آپ نے اشارہ فرمایا: وہ اپنی جگہ پر قائم رہے کیوں کہ آپ نے اسے اس طرح آنے کے لئے نہیں کہا۔ (شواہد النبوۃ (جامی) صفحہ نمبر 331)

☆......حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ منیٰ پہاڑی پر تشریف فرما تھے۔

آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا کوئی ولی اگر اس پہاڑ کو یہ کہے کہ تو حرکت کر تو وہ پہاڑ حرکت کرنے لگے۔

آپ کے اتنا کہنے پر منیٰ پہاڑ فوراً حرکت میں آ گیا۔

آپ نے پہاڑی سے فرمایا: رک جا!

میں نے تجھے تھوڑا ہی کہا تھا میں تو مثال دے رہا تھا۔ یہ سن کر وہ پہاڑی ٹھہر گئی۔

(الروض الریاحین (یافعی) صفحہ نمبر 351)

☆......حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے ایک مرتبہ عہد کیا کہ حلال کے علاوہ نہیں کھاؤں گا۔ میں صحرا میں گھوم رہا

Scanned with CamScanner

تھا وہاں مجھے انجیر کا درخت نظر آیا۔

میں نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تا کہ اس کا پھل توڑ کر کھاؤں۔ اتنے میں درخت سے آواز آئی:

اپنے عہد پر قائم رہو اور مجھ سے پھل نہ کھاؤ۔ کیوں کہ میں یہودی کی ملکیت ہوں۔

(الروض الریاحین (امام یافعی) صفحہ نمبر 347)

ولی اللہ کی ترقی

☆......حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ میں ملتان گیا وہاں اپنے بھائی بہاؤ الدین ذکریا ملتانی (رحمۃ اللہ علیہ) کی زیارت کی۔ مصافحہ کے بعد انہوں نے مجھ سے پوچھا: کام میں کہاں تک ترقی کی ہے؟

میں نے کہا: یہاں تک کہ اگر اس کرسی کو جس پر آپ بیٹھے ہیں' کہوں کہ ہوا میں معلق ہو جا تو وہ معلق ہو جائے۔

ابھی یہ بات اچھی طرح کہنے بھی نہ پائے تھے کہ وہ کرسی ہوا میں معلق ہو گئی۔

حضرت بہاؤالدین زکریا نے کرسی کو ہاتھ مارا تو وہ نیچے آ گئی۔

حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خوب ترقی کی ہے۔

(واضح رہے کہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت آپ کے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہونے سے پہلے کی ہے۔ آج کل کے نام نہاد پیروں کے لئے سبق ہے کہ اپنا برتن خالی ہوتا ہے اور دوسروں کے لئے فیض رساں بننے کی کوشش میں لگے ہوتے ہیں۔) (راحت القلوب (ملفوظات بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ) صفحہ نمبر 13)

☆......حضرت ابوالعباس احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیر و سیاحت کے بعض مراحل میں مجھے پتھروں سے استنجاء کرنا پڑتا تھا۔ ایک روز ایک پتھر اٹھایا تو اس پتھر میں سے آواز آئی: خدا کے لئے میں چاہتا ہوں کہ مجھ سے استنجاء نہ کریں۔

میں نے وہ پتھر رکھ دیا اور دوسرا پتھر اٹھا لیا تو اس میں سے بھی ویسی ہی آواز آ رہی تھی۔ اس وقت مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یاد آ گیا پھر میں نے ایک پتھر کو اٹھا کر کہا:

مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ تجھ سے پاکی حاصل کروں اور یہ تیرے لئے بھی بہتر ہے۔

(الروض الریاحین (یافعی) صفحہ نمبر 467)

مولانا اشرف علی تھانوی کا حوالہ

حضرت محمد الشربینی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ان کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں۔

آپ اپنی لاٹھی کو فرماتے کہ ایک بہادر انسان کی صورت ہو جاؤ!

وہ فوراً اسی صورت میں ہو جاتی اور آپ اس کو کاموں میں بھیج دیتے اور وہ پھر لاٹھی کی لاٹھی بن جاتی۔ (جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 241۔)

(جمال الاولیاء (تھانوی) صفحہ نمبر 218)

☆......بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ امیر ابراہیم المہرانی صاحب القاحۃ الجراحیہ صوفیائے کرام کی ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے امیر موصوف صوفیائے کرام سے عموماً اور خصوصاً آپ سے نہایت محبت رکھتے تھے۔ امیر موصوف کے ساتھ جو فقراء و مشائخ آئے ہوئے تھے ان میں سے آپ جیسے مقام والا کوئی نہ تھا ان کے سامنے کئی دفعہ امیر موصوف نے آپ کے بہت فضائل و مناقب بیان کئے تھے تو فقرائے موصوف نے کہا:

آپ سے ضرور ہمیں نیاز حاصل کروائیے۔ ہم لوگ امتحاناً آپ سے کچھ سوال بھی کریں گے۔ غرض جب فقرائے موصوف آپ کی خدمت میں آ کر بیٹھ گئے تو ان میں سے ایک بزرگ نے آپ سے گفتگو کی اور آپ خاموش رہے۔

اس بزرگ نے آپ کے اس سکوت کو آپ کی عاجزی خیال کیا اور آپ کو بھی ان کے اس خیال کا علم ہو گیا اس کے بعد آپ نے ان کی طرف التفات کر کے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے ایسے بھی ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ان دونوں پہاڑوں کو کہہ دے کہ تم مل کر ایک ہو جاؤ تو یہ دونوں پہاڑ مل کر ایک ہو جائیں۔ یہ لوگ ان دونوں پہاڑوں کی طرف دیکھ رہے تھے اور انہوں نے دیکھا کہ دونوں پہاڑ مل کے ایک ہو گئے۔

Scanned with CamScanner

چنانچہ یہ سب کے سب آپ کے قدموں میں آ کے گر پڑے اور آپ اپنے حال میں مستغرق تھے پھر آپ نے ان دونوں پہاڑوں کو فرمایا:

تم اپنی اپنی جگہ ہٹ جاؤ تو یہ دونوں الگ الگ ہو گئے پھر ان سب نے آپ کے دست مبارک پر توبہ کی اور آپ کے تلامذہ میں شامل ہو کر واپس ہوئے۔

(قلائد الجواہر (محمد بن یحییٰ تاذنی) صفحہ نمبر 249)

دو ولیوں کا انار

☆......حضرت محمد بن مبارک الصوری ؒ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں حضرت ابراہیم بن ادھم ؒ کے ساتھ بیت المقدس کے راستے پر تھا۔ دوران سفر قیلولہ کی غرض سے ہم نے ایک جگہ پر انار کے ایک درخت کے نیچے قیام کیا۔ آرام سے قبل ہم نے کچھ نوافل ادا کیے پھر میں نے اس درخت کی جڑوں سے ایک آواز سنی:

اے ابواسحاق مجھ سے کچھ پھل تناول فرما کر ہماری عزت افزائی کر دو۔

حضرت ابراہیم بن ادھم ؒ نے اپنا سر جھکایا ہوا تھا۔ یہ آواز تین مرتبہ آئی پھر مجھے آواز آئی: اے محمد بن مبارک تم ہی سفارش کر دو تا کہ ابراہیم بن ادھم ہم سے کچھ پھل تناول کر لیں۔ میں نے کہا: اے ابواسحاق آپ نے کچھ سنا؟۔

چنانچہ میرے عرض کرنے پر انہوں نے اس سے دو پھل لئے۔ ایک خود کھایا اور دوسرا مجھے دے دیا۔ میں نے بھی وہ پھل کھا لیا' وہ پھل کچھ ترش تھا۔

وہ درخت بھی ابھی چھوٹا تھا' چنانچہ ہم بیت المقدس گئے وہاں سے واپس آئے تو وہ درخت بہت بڑا ہو چکا تھا اور اس کا پھل بھی بہت ہی میٹھا ہو چکا تھا۔

اس کے بعد وہ درخت سال میں دو مرتبہ پھل دینے لگا۔ اس درخت کا نام ہی دو ولیوں کا انار پڑ گیا اور اس کے بعد لوگ خصوصاً اولیائے کرام اس درخت کے سائے کے نیچے حصول برکت کے لئے آرام ضرور کرتے تھے۔

(الرسالۃ (قشیریہ) الجزاء الثانی باب الولی' الروض الریاحین (امام یافعی) صفحہ نمبر 467' جامع کرامات الاولیاء (نبہانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 313' الطبقات الشافعیۃ الکبریٰ (سبکی) جزء نمبر 2 صفحہ نمبر 256)

(11)

زبان وشرمگاہ کی حفاظت

زبان وشرمگاہ کی حفاظت بھی اعمال جنت میں سے ایک اہم عمل ہے۔ اس بارے میں حدیثوں کا مقدس فرمان پڑھیے اور ہدایت کا نور حاصل کیجئے:

1......حدیث: حضرت سہل بن سعد ؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے دونوں کلوں (جبڑوں) اور اپنی دونوں ٹانگوں کے درمیان والی چیز کا میرے لئے ضامن ہو جائے تو میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔ (ترمذی' جلد 2 صفحہ 63)

مطلب یہ ہے کہ دونوں جبڑوں کے درمیان کی چیز یعنی زبان کی خلاف شرع باتوں سے حفاظت کرے اور دونوں ٹانگوں کے درمیان کی چیز یعنی اپنی شرمگاہ کی بدکاری سے حفاظت کرے۔

2......حدیث: حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو آدمی جنت میں جائیں گے ایک وہ جو اپنے دونوں کلوں کے درمیان کی چیز (یعنی زبان) کی حفاظت کرے دوسرا وہ جو اپنے دونوں پیروں کے درمیان کی چیز (یعنی شرم گاہ) کی حفاظت کرے۔ (کنز العمال جلد 2 صفحہ 63)

یاد رہے! بظاہر آدمی کو احساس نہیں ہوتا' مگر درحقیقت زبان بہت سے گناہوں کا ذریعہ ہے۔ کفر وشرک' غیبت وچغلی' بہتان' فحش کلامی' جھوٹ وغیرہ سب گناہ زبان ہی سے ہوتے ہیں۔ الہٰذ جو زبان کی حفاظت کرے گا وہ ان سب گناہوں سے محفوظ رہے گا اسی طرح جو شرمگاہ کی حفاظت کرے گا وہ زنا کاری اور اس کے لوازم کے گناہوں سے بچا رہے گا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

Scanned with CamScanner

(12)

کام کی باتیں

روایت کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم بنی اسرائیل میں طلب باراں کے واسطے تین مرتبہ نکلے لیکن بارش نہ ہوئی' پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے ربّ تیرے بندوں نے تین مرتبہ باران رحمت کو طلب کیا۔ لیکن تو نے پانی نہ برسایا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے موسیٰ بلاشک ان میں ایک چغل خور ہے اور وہ چغل خوری پر جما ہوا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے پروردگار وہ کون ہے تا کہ ہم اس کو اپنے درمیان سے نکال دیں۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی جانب وحی بھیجی کہ اے موسیٰ میں چغلی سے منع کرتا ہوں اور میں خود ہی ایسا بنوں؟ چنانچہ سب نے توبہ کی پس اللہ تعالیٰ نے ان پر باران رحمت نازل فرمایا۔

☆......علماء نے کبیرہ گناہوں کی تعداد میں اختلاف کیا ہے چنانچہ بعض نے کہا گناہ کبیرہ وہ ہے جو حد شرعی واجب کرے اور بعض نے کہا: گناہ کبیرہ وہ ہے جس کے کرنے والے کو وعید شدید لاحق ہو اور بعض نے اس کے علاوہ کہا ہے اور کبیرہ گناہوں کو ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیا ہے' چنانچہ انہوں نے فرمایا: ان میں سے چار گناہ دل میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا' معصیت پر اصرار کرنا' اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا' امر مکروہ سے نہ بچنا اور تین شکم میں ہیں۔ شراب پینا' سود کھانا' یتیم کا مال کھانا اور دو شرمگاہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ زنا اور اغلام اور دو گناہ ہاتھ سے تعلق رکھتے ہیں۔ چوری اور قتل اور ایک پاؤں سے جنگ سے بھاگنا اور چار زبان سے جھوٹی گواہی اور پارسا و پاک عورتوں کو زنا کی تہمت لگانا' جادو اور جھوٹی قسم اور ایک گناہ تمام بدن میں ہے

وہ ماں باپ کی اذیت اور نافرمانی ہے اور روضہ میں ایک بات زیادہ ہے یعنی وہ جھوٹ جس میں ضرر ہے یا بی بی کا اپنے میاں کے بلانے پر انکار کرنا ہے اور نیز اہل اصلاح کے بارے میں چغلی اور غیبت کرنا ہے۔

☆......حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تاریکیاں پانچ ہیں اور ان کے چراغ بھی ایسے ہی ہیں گناہ تاریکی ہے ان کا چراغ توبہ ہے۔ قبر اندھیری ہے اور اس کا چراغ نماز ہے۔ ترازوئے عمل اندھیری اور اس کا چراغ توحید ہے۔ قیامت تاریکی ہے اور اس کا چراغ عمل صالح ہے پل صراط اندھیری ہے اور اس کا چراغ یقین ہے۔

(نوادر قلیوبی)

Scanned with CamScanner

(13)

بچوں کی فریاد

حضرت سیّدنا عبیداللہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں حضرت سیّدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں حاضر تھا۔ اتنے میں حضرت سیّدنا ابوحفص نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے پرتپاک طریقے سے استقبال کرتے ہوئے گلے ملے۔ حضرت سیّدنا ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اے جنید رحمۃ اللہ علیہ بتاؤ! کیا تمہارے پاس کوئی ایسی چیز ہے جو مجھے کھلا سکو؟'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''آپ جو حکم فرمائیں گے وہی چیز پکا دی جائے گی۔'' یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اے ابن زیری! تم نے شیخ کی بات سنی ہے' اب جلدی سے کھانے کا انتظام کرو۔ حکم پاتے ہی ابن زیری چلے گئے اور کچھ دیر بعد مطلوبہ اشیاء خوردونوش لے کر حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیّدنا ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: ''جو چیزیں آپ نے طلب کی تھیں وہ حاضر خدمت ہیں۔'' فرمایا: ''اے میرے بھائی! میں چاہتا ہوں کہ یہ سارا کھانا ایثار کردوں تم اس معاملے میں میری مدد کرو۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''جو آپ کی پسند وہی میری پسند۔'' اے ابن زیری! تم نے شیخ کا کلام تو سن ہی لیا ہے۔ جاؤ! یہ کھانا کسی مستحق فقیر کو دے آؤ۔'' ابن زیری نے مزدور سے سامان اٹھوایا اور کہا: ''میرے ساتھ ساتھ چلو' جہاں تھک جاؤ وہیں رک جانا' مزدور سامان اٹھا کر چل دیا اور کچھ دور دو گھروں کے قریب رک گیا۔ ابن زیری نے قریبی مکان پر دستک دی۔ اندر سے آواز آئی: ''اگر تمہارے پاس کھانے کی فلاں فلاں چیزیں موجود ہیں تو اندر آجاؤ۔'' یہ کہہ کر اس نے ان تمام اشیاء کا نام گنوا دیا جو ہم لے کر آئے تھے۔ جب بتایا گیا کہ تمہاری بتائی ہوئی ہر ہر شئے ہمارے پاس

موجود ہے تو دروازہ کھل گیا۔

بوڑھے کا توکل

دروازے پر بوری سے بنا ہوا پردہ تھا اور سامنے ایک بوڑھا موجود تھا۔ ابن زیری کہتے ہیں کہ ''میں نے آگے بڑھ کر سامان اتروایا اور مزدور کو اجرت دے کر روانہ کردیا۔ بوڑھے نے مجھ سے کہا: ''اس پردے کے پیچھے چھوٹے بچے اور بچیاں ہیں' جنہیں اسی کھانے کی حاجت ہے جو تم لے کر آئے ہو۔'' میں نے کہا: ''اے بزرگ! میں اس وقت تک یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک آپ حقیقت سے آگاہ نہ کردیں۔'' کہا: ''میرے یہ بچے عرصۂ دراز سے کھانے کی چیزیں مانگ رہے ہیں لیکن میرا ضمیر اس معاملے میں دعا کرنے کے لئے میری موافقت نہ کرتا تھا۔ لہٰذا میں نے اللہ تعالیٰ سے ان اشیاء کا سوال نہیں کیا۔ آج رات میرا دل اس کھانے کی دعا کرنے پر راضی ہوگیا' میں نے جان لیا کہ میرے دل کی موافقت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اگر میں دعا کروں تو ضرور قبول ہوگی۔ لہٰذا امید واثق کے ساتھ میں نے بارگاہ خداوندی میں دعا کردی۔ جب دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو میں سمجھ گیا کہ میری دعا قبول ہوگئی ہے اور ہمیں وہی چیزیں ملیں گی جن کی خواہش میرے بچے کررہے تھے۔ اسی لئے دروازہ کھولنے سے پہلے میں نے ان چیزوں کا نام گنوایا تھا جو تم لے کر آئے ہو۔'' (عیون الحکایات)

Scanned with CamScanner

(14)

میلا النبی ﷺ کا جلوس

برادران اسلام! یہ بات ازل سے ہی انسانی فطرت میں شامل ہے کہ جب اسے کوئی خوشی ملے......کوئی مشکل حل ہو جائے......کوئی دکھ دور ہو......اس پر کوئی احسان و اکرام کیا جائے تو اس کے چہرے پر فرحت و مسرت اور خوشی و انبساط کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں تو پھر انسان خوشی سے پھولا نہیں سماتا اور یہ خوشی اس سے چھپائے نہیں چھپتی، آنکھوں سے ٹپکتی ہے......رخساروں سے چھلکتی ہے......اور ماتھے پہ بکھرتی ہے اور اس سے ایسی عادات کا ظہور ہوتا ہے کہ جن سے اس کی خوشی کا اظہار ہوتا ہے اور پھر وہ خود بخود ہی اس خوشی کا تذکرہ کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یوں اس کو ملنے والی خوشی کا چرچہ اور شہرہ عام ہو جاتا ہے۔

اور اگر وہ بندہ اس خوشی کا اظہار نہ کرے تو لوگ بھی اس سے ناراض ہوتے ہیں اور خود خالق کائنات اللہ ربّ العزت بھی اس سے ناراضگی کا اظہار فرماتا ہے۔ اس کی سادہ سی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ اگر کسی کو بیٹے کی نعمت سے نوازا جائے اور وہ اس نعمت پر بجائے خوشی منانے کے رونے لگ جائے......واہ ویلا شروع کر دے......نوحہ و ماتم بپا کر دے اور اپنی بساط اور طاقت کے مطابق اسی پر خوشی کا اظہار نہ کرے تو لوگ اس کے متعلق یوں گویا ہوتے ہیں: یہ شخص تو اس نعمت کے قابل ہی نہیں تھا......یہ تو بدنصیب اور ناقدرا شخص ہے......اس کو خدا کی نعمت پر خوشی ہی نہیں ہوئی......اور ہر کوئی اس کی طرف عجیب نگاہ سے دیکھے گا۔ ہر کسی کو اس کی اس ناقدری......ناسپاسی......اور عدم شکر گزاری کا گلہ ہوگا اور دوسری طرف وہ اپنے ربّ کی بارگاہ میں ناشکرہ......ناپسندیدہ......اور شدید عذاب کا

مستحق قرار پائے گا۔ میری اس بات پر سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 243 سورۃ زمر کی آیت نمبر 7 اور سورۃ ابراہیم کی آیت نمبر 7 وغیرہ آیات بطور دلیل موجود ہیں۔

نعمت ملنے پر شکر بجالانا

لیکن اس کے برعکس نعمت پر شکر بجالانے اور اس کا چرچا کرنے کا ہمیں ہمارے ربّ العزت نے بھی تاکیدی حکم دیا ہے اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بھی۔

آیئے! اس کے متعلق دو قرآنی آیات اور دو احادیث مبارکہ کا مطالعہ فرمالیجئے۔

1......اللہ ربّ العزت نے ارشاد فرمایا: وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ:11)

''اور آپ اپنے ربّ کی نعمت کا خوب چرچا (تذکرہ) کرو۔''

2......اللہ ربّ العزت نے ایک مقام پر اپنی عطا کردہ نعمتوں پر شکر گزاری کا فائدہ اور اپنی نعمتوں پر ناشکری کا نقصان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ۝ (ابراہیم:7)

''اگر تم (پہلے احسانات پر) شکر ادا کرو گے تو میں مزید دوں گا اگر تم نے ناشکری کی (تو جان لو) میرا عذاب شدید''۔

1......حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: من ابلی بلاء (علی بناء المفعول ای من اعطی اعطاء) فذکرہ فقد شکرہ و ان کتمہ فقد کفرہ۔ ''جس شخص کو کوئی تحفہ یا نعمت دی گئی تو اگر اس نے اسے یاد رکھا تو یہ شکر گزاری ہے اور اگر اس نے اسے چھپایا اور بیان نہ کیا تو اس نعمت کی ناشکری ہوگی۔'' (سنن ابوداؤد جلد 2، صفحہ 307)

2......حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: التحدث بنعمة الله شکر و ترکھا کفر۔ ''اللہ کی نعمت کا چرچا کرنا شکر ہے اور چرچا نہ کرنا کفر (ناشکری) ہے۔''

(مسند احمد، جلد 4، صفحہ 278)

اللہ کی سب سے بڑی نعمت

برادرانِ اسلام! جب آپ قرآن و حدیث کے روشن دلائل کا مطالعہ فرمانے کے

Scanned with CamScanner

بعد اس نکتہ پر پہنچ چکے ہیں کہ جب کسی پر اللہ کی نعمت ہو......اس پر اللہ کا احسان ہو...... اسے کوئی ہدیہ دیا جائے......کوئی عطیہ دیا جائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس کا چرچہ کرے اور دینے والے کا شکریہ ادا کرے۔ یہی شریعت اسلامیہ کا ہم سے مطالبہ اور فطرت انسانیت ہے تو پھر آیئے......ذرا اپنے دماغ کو حاضر کر لیجئے......اس کے دریچوں کو کھول لیجئے......اپنے دل کو کشادہ کر لیجئے اور اپنے خالق و مالک اللہ رب العزت سے پوچھ لیجئے کہ اے ہمارے مالک و مولیٰ ذرا تو ہی بتا دے ہم پر کیا گیا تیرا سب سے بڑا احسان...... سب سے بڑی نعمت......اور سب سے بڑا فضل کیا ہے؟ تو بارگاہ خداوندی سے آواز آتی ہے: لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا ......الآیۃ: ''یقیناً بڑا احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب اس نے بھیجا ان میں ایک رسول''۔

(آل عمران: 164)

دم میں جب تک دم ہے

تو جب خدا تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرما دیا کہ اپنے بندوں پر میرا سب سے بڑا فضل...... سب سے بڑی نعمت......اور سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ میں نے ان کو اپنا محبوب و مطلوب ﷺ عطا فرما دیا تو آپ ذرا ٹھنڈے دل سے مجھے یہ سوچ کر بتا دیجئے کہ اگر ایک چھوٹی نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرنے......اس کا چرچا کرنے......اس پر شادیانے بجانے......اور اس پر خوشی منانے کا اتنا تاکیدی حکم ہے تو پھر اس احسان عظیم اور فضل کبیر پر خوشی منانے......چرچا کرنے......اور شکر ادا کرنے کا حکم کتنا تاکیدی ہوگا؟......اور عام نعمت کی نسبت اس خاص اور بڑی نعمت کا چرچا کرنے کے لئے ہمیں کس قدر انتظام و انصرام اور جوش و خروش سے خوشی منانی ہوگی اسے لئے تو ہم کہتے ہیں:

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولا کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

تو پھر ظاہر ہے کہ جب ہم اپنے بیٹوں، بھائیوں، بھانجوں اور بھتیجوں کی پیدائشوں، شادیوں اور دیگر دعوتوں، پروگراموں اور خوشی کی مختلف محفلوں پر خوب سے خوب تر انتظامات کرتے ہیں تو پھر اس عظیم اور بلند مرتبہ نعمت کی خوشی پر اس سے بھی بڑھ کر حسین، پاکیزہ اور نفیس پروگرام بنانے چاہئیں جن میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بھی ہو اور اس محبوب نعمت (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کا ذکر پاک اور چرچا و شہرہ بھی ہو اور دنیا والوں کو بھی معلوم ہو جائے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص نعمت کا چرچا اور تذکرہ ہو رہا ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی ذہن کے دریچوں میں محفوظ کر لیجئے کہ اس موقع پر جتنے بھی پروگرام ہوں وہ شریعت مطہرہ کے مطابق ہونے چاہئیں۔

جلوس میلاد کا اہتمام

آج ہم اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت کا چرچا کرنے کے لئے ربیع الاول شریف کے مہینے میں بالعموم اور بارہ ربیع الاول کو بالخصوص جشن میلاد النبی ﷺ کا ''اظہار'' درود و سلام کی مہکی ہوئی فضاؤں میں ''جلوس'' نکال کر کرتے ہیں اور اس کا مقصد صرف اور صرف حضور نبی کریم ﷺ کے میلاد مبارک پر خوشی اور مسرت کا اظہار ہے۔ میلاد النبی ﷺ کے اس جلوس میں تلاوت قرآن، نعت خوانی، ذکر و اذکار، درود و سلام اور فضائل و محامد مصطفیٰ ﷺ کا بیان ہوتا ہے۔ ہاں جو غیر ذمہ دار لوگ اس بابرکت جلوس میں غیر شرعی قسم کی حرکات کرتے ہیں ہم ہرگز ان کی تائید نہیں کرتے بلکہ ان کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں، لیکن ہمارے کچھ کرم فرما حضرات ایسے بھی ہیں جو اس بابرکت جلوس پر اعتراضات کی بوچھاڑ کرتے ہیں اور سادہ لوح مگر مخلص اور محبت مصطفیٰ ﷺ سے سرشار اہل ایمان کو مختلف طریقوں اور غلط دلائل سے ورغلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ انہیں اپنے آپ کو مسلمان کہلوا کر یہ کام بالکل زیب نہیں دیتا، لیکن مجھے امید واثق ہے کہ اگر ہمارے یہ محترم حضرات جلوس میلاد کے مفہوم اور ان کے جواز پر دیے جانے والے دلائل کا بنظر غائر اور غیر جانبدار ہو کر مطالعہ فرمائیں گے تو یقیناً صحیح نکتہ پر پہنچ جائیں گے۔

Scanned with CamScanner

برادران اسلام! جلوس میلاد کا قرآن وسنت کی روشنی میں جواز تو آپ نے پڑھ لیا تو اب آیئے! پہلے جلوس کا مفہوم سمجھتے ہیں پھر احادیث مبارکہ اور عمل صحابہ رضی اللہ عنہم سے ''جشن میلاد'' اور ''شان رسالت'' کے مختلف جلوسوں کا نظارہ کر کے اپنی آنکھیں روشن اور سینے منور کرتے ہیں۔

جلوس کا عرفی مفہوم یہ ہے کہ بہت سے لوگوں اور افراد کا کسی خاص موقع پر اکٹھے ہو کر گزرگاہوں میں آنا جانا اور بازاروں یا راہوں سے گزرنا'' اور اس میں جو کچھ ہوتا ہے اس کی وضاحت او پر گزر چکی ہے۔

مستحب عمل کون سا ہوتا ہے؟

برادران اسلام! یہ بات یاد رکھ لیجئے کہ جلوس میلاد مصطفیٰ ﷺ کا اہتمام کرنا شرعاً مستحب ہے اور کسی مستحب کام کے لئے قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت نص کا پایا جانا ضروری نہیں ہوتا کیونکہ قطعیت کے ساتھ ثابت ہونے والا حکم تو فرض ہوتا ہے۔ مستحب کام کے لئے قرآن کا سرسری حکم اور اشارہ ہی کافی ہوتا ہے اور اگر قرآن وسنت میں کوئی ثبوت نہ مل رہا ہو تو اس کے لئے محض علماء ومشائخ کا اس کو اچھا سمجھنا ہی کافی ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

مَنْ رَّآهُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ

''جس کام کو مومن اچھا سمجھیں وہ اللہ کو بھی اچھا لگتا ہے''۔

(الموطا لامام محمد' صفحہ 144' جواز الاحتفال' صفحہ 3)

نبی کریم ﷺ کی ولادت شریف کے وقت فرشتوں نے ٹولیوں کی شکل میں جلوس نکالا چنانچہ:

☆......سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا ولادت کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ:
''اور اچانک ایک کہنے والا کہہ رہا تھا (فرشتو!) انہیں (محمد ﷺ) کو پکڑ کر لوگوں کی آنکھوں سے دور لے جاؤ' آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کچھ لوگ (فرشتے اور حوریں) دیکھے کہ ہوا میں (تعظیم کے لئے) کھڑے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں چاندی کی

صراحیاں ہیں۔''

(زرقانی علی المواہب' جلد ا' صفحہ 31' مدارج النبوۃ' جلد 2 صفحہ 16' التاریخ الخمیس' جلد ا صفحہ 202' الشمامۃ العنبریہ' صفحہ 9' از نواب صدیق حسن خان صاحب اہلحدیث)

☆......علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ ایک لاکھ فرشتوں کو لے کر زمین پر اتریئے اور زمین کے تمام گوشوں' پہاڑوں' جزیروں' سمندروں اور تمام اطراف واکناف عالم میں پھیل جائیں اور وہاں کے رہنے والوں کو آپ ﷺ کی آمد کی بشارت دیجئے۔ (النعمۃ الکبریٰ' صفحہ 30)

مدینہ شریف میں جلوس

جب ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ 12 ربیع الاول بروز سوموار (الوفاء لابن جوزی صفحہ 249) مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے تو تمام اہل مدینہ نے آپ ﷺ کی آمد کی خوشی میں نہایت ہی تزک واحتشام اور اہتمام وانصرام کے ساتھ ایک منظم جلوس کا انعقاد کیا' جس میں بہت بڑا اجتماع...... پرچم کشائی...... نعت خوانی...... خوشی کے ترانے اور محبوب مکرم ﷺ کی آمد وتشریف آوری کے نعرے سبھی کچھ تھا۔ اس پر چند حوالہ جات نوٹ فرمالیجئے۔

1......حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس وقت لوگ امڈ آئے۔

(الوفاء صفحہ 253)

2......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ ﷺ سواری پر سوار لشکر کی صورت میں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر داخل ہوئے۔ (صحیح بخاری' جلد 1' صفحہ 560)

3......بخاری شریف کی حدیث میں ہے: مدینہ میں گونج پڑ گئی۔ لوگ گھاٹیوں پر چڑھ کر آپ کی زیارت کر رہے تھے۔ (صحیح بخاری' جلد 1' صفحہ 556)

4......مسلم شریف کی حدیث میں ہے: مرد اور عورتیں مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور نوجوان اور خدام راستوں میں پھیل گئے۔ (صحیح مسلم' جلد 2' صفحہ 419)

1......اس وقت لوگ یہ نعرے لگا رہے تھے: یا محمد یا رسول اللہ یا

Scanned with CamScanner

محمد یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔(صحیح مسلم جلد 2 صفحہ 419)

2......انہوں نے یہ نعرہ بھی لگایا: جاء نبی اللہ جاء نبی اللہ۔

(صحیح بخاری جلد 1 صفحہ 556)

3......انہوں نے اس وقت جلوس میں یہ نعرہ بھی لگایا: جاء رسول اللہ جاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔(دلائل النبوۃ جلد 2 صفحہ 499)

4......ان کی باندیوں نے یہ نعرے لگائے: قدم رسول اللہ ﷺ۔

(صحیح بخاری جلد 1 صفحہ 557)

جھنڈے اور نعت خوانی

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اس وقت اپنے ستر ساتھیوں کے ہمراہ تھے انہوں نے اپنی دستار کھول کر اسے نیزے سے باندھ کر جھنڈا بنالیا اور (اسے لہراتے ہوئے) آپ ﷺ (کی سواری) کے آگے آگے چلنے لگے۔(الوفاء صفحہ 247)

اہل مدینہ نے اس موقع پر نہ صرف نعرے لگانے پر اکتفا کیا بلکہ الگ سے نعت خوانی بھی فرمائی اور اس وقت چھوٹے بچوں، بچیوں اور عورتوں نے مل کر یہ نعت بھی پڑھی تھی۔

طلع البدر علینا — من ثنیات الوداع
ہم پر چودھویں کا چاند نکلا — مکہ کے بارڈر والی پہاڑی سے
وجب الشکر علینا — ما دعا للہ داع
ہم پر شکر ادا کرنا واجب ہے — داعی الی اللہ کی دعوت پر
ایھا المبعوث فینا — جئت بالامر المطاع
اے ہماری طرف مبعوث ہونیوالے — تو اطاعت کے قابل حکم لایا ہے
انت شرفت المدینۃ — مرحبا یا خیر داع
تو نے مدینہ کو شرف بخشا ہے — اے اچھی دعوت والے خوش آمدید

(دلائل النبوۃ للبیہقی جلد 2 صفحہ 507، فتح الباری جلد 7 صفحہ 261)

بارہ ربیع الاول ہی میلاد النبی کا دن ہے

برادرانِ اسلام! آپ نے مختلف حوالہ جات ملاحظہ فرمالیے جن سے یہ بات کھل کر آپ کے سامنے آ گئی کہ یہ جلوس جو ہم نکالتے ہیں یہ صرف ہمارا ہی طریقہ نہیں بلکہ آمد مصطفی ﷺ کی خوشی میں اس طرح کے جلوس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خدا کے حکم پر فرشتوں نے بھی نکالے اور اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کی آمد مبارک کی خوشی میں یہ جلوس قیامت تک نکلتے رہیں گے اور اپنے آقا ﷺ کی غلامی کا حق ادا کرتے رہیں گے۔(ان شاء اللہ)

برادران اسلام! آخر میں دو اہم باتیں ذہن نشین کر لیجیے۔

1......کبھی بھی آپ کو کوئی دوسرا آدمی اس شک وشبہ میں مبتلا نہ کر دے کہ ولادت نبوی ﷺ کی تاریخ تو 9 یا 1 ربیع الاول ہے اور تم تو جلوس 12 کو نکالتے ہو؟ اور 12 کو تو وفات نبوی ﷺ کا دن ہے؟

تو آپ یاد رکھ لیجیے کہ ولادت کی تاریخ 12 ربیع الاول ہی ہے یہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جمہور علماء کا موقف ہے۔ اس پر بطور حوالہ دیکھ لیجیے۔

(سیرت ابن کثیر جلد 1 صفحہ 199، البدایۃ والنھایۃ جلد 2 صفحہ 260، سیرت ابن ہشام جلد 1 صفحہ 195، المستدرک جلد 1 صفحہ 603، سیرت حلبیہ جلد 1 صفحہ 57، دلائل النبوۃ جلد 1 صفحہ 74، الشمامۃ العنبریہ صفحہ 7 از نواب صدیق حسن اہلحدیث، سیرت خاتم الانبیاء صفحہ 10 از مفتی محمد شفیع دیوبندی)

اور وفات کی تاریخ 12 نہیں ہے بلکہ 1 یا 2 ربیع الاول ہے۔ اس پر بھی دیکھ لیجیے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 2 صفحہ 208، دلائل النبوۃ جلد 7 صفحہ 387، عمدۃ القاری جلد 18 صفحہ 60)

2......ہماری یہ تحریر پڑھنے کے بعد یقیناً اس حوالے سے کسی کا کوئی اعتراض باقی نہیں رہے گا۔(ان شاء اللہ) مگر پھر بھی اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو اور وہ آپ سے اس حوالے سے گفتگو کرے تو آپ شش و پنج میں مبتلا ہونے کے بجائے فوراً معتبر علماء اہلسنّت سے رابطہ فرمائیں یا ڈائریکٹ ہم سے رابطہ کرلیں۔ ان شاء اللہ معترض صاحب کو

Scanned with CamScanner

اپنے سارے اعتراضات کا شافی جواب مل جائے گا۔

وہ حضرات جو جلوس میلاد پر اعتراضات کرتے ہیں اور اسے خلاف شرع قرار دیتے ہیں ان کی خدمت میں ہماری گزارش ہے کہ وہ ہمیں کوئی ایسی قرآنی آیت یا رسول اللہ ﷺ کی کوئی مرفوع اور صحیح حدیث دکھادیں جس میں لکھا ہو کہ ''میلاد النبی ﷺ کے موقع پر جلوس نکالنا ناجائز ہے۔'' تو ہم آپ کی بات مان لیں گے اور جلوس نکالنے کے ذریعے خوشی منانا چھوڑ دیں گے اگر کسی بھی قرآنی آیت یا صحیح اور مرفوع حدیث میں ایسا نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو پھر ہم آپ کو بڑے پیار، احترام اور پر خلوص جذبات کے ساتھ دعوت دیتے ہیں کہ آؤ اور آپ بھی ہمارے ساتھ مل کر وہ جلوس نکال کر اپنے آقا ﷺ کو خوش کر لو اور ان کے حق غلامی کو ادا کر لو، جس کی درجنوں قرآنی آیت اور سینکڑوں احادیث تائید کرتی ہیں۔

(15)

ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے

وہ بوڑھی عورت جس کے سات بچے تھے۔ شوہر کچھ ہی دن قبل اسے داغ مفارقت دے چکا تھا۔ خاتون اور اس کے بچے اب بے سہارا ہو چکے تھے، اس لئے والدہ اور بھائیوں کی پرورش کی ذمہ داری نبھانے کے لئے بڑے لڑکے کو اپنا تعلیمی سلسلہ منقطع کرنا پڑا، چنانچہ وہ اپنے والد کی دکان میں کام کرنے لگا اور خاصی محنت اور مشقت سے زیادہ آمدنی حاصل کرنے کی تگ ودو میں لگ گیا...... لیکن تین سالوں کے بعد اسے حکومت کی جانب سے لازمی فوجی ٹریننگ کے لئے بلوا لیا گیا، جس کی وجہ سے ان کی مشکلات میں اور اضافہ ہو گیا۔ گھر میں ایک ہی بحث تھی کہ اگر وہ ٹریننگ کے لئے چلا جاتا ہے تو گھر کے اخراجات کون پورے کرے گا کیونکہ دکان بند کرنی پڑے گی۔ اب یا تو بڑے سے چھوٹا تعلیم کو خیر باد کہہ دے یا پھر......؟ مگر ایک مرتبہ تعلیم چھوٹ جائے تو پھر دوبارہ کون پڑھتا ہے، ادھر اُدھر سے مشورے لئے گئے۔ عراقی گورنمنٹ کا ایک نظام ہے جس کے تحت اگر حکومت کے خزانے میں 400 دینار جمع کروا دیئے جائیں تو لازمی ٹریننگ سے چھٹی مل سکتی ہے۔ اب یہ رقم کہاں سے آئے، اتنی بڑی رقم؟ گھر کے افراد ایک مرتبہ پھر سنجیدگی سے غور کرنے بیٹھے۔ خاصے بحث مباحثے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ گھر کو گروی رکھ دیا جائے اور سرکاری خزانے میں 400 دینار جمع کروا کر لازمی فوجی ٹریننگ سے استثناء حاصل کیا جائے۔

چنانچہ گورنمنٹ کو درخواست دی گئی کہ ہم رقم جمع کروا دیتے ہیں۔ وہاں سے منظوری آ گئی کہ فلاں تاریخ تک رقم خزانے میں جمع کروا دیں، بصورت دیگر بیٹے کو لازما

Scanned with CamScanner

بھیجنا ہوگا۔ اب گھر کو گروی رکھنے کا معاملہ تھا۔ پیسے ملنے میں خاصا وقت لگ گیا' ادھر تاریخ قریب آ گئی۔ رقم جمع کروانے کے لئے قریبی شہر جانا تھا جو کم و بیش 240 کلومیٹر کی مسافت پر تھا۔ آخر وہ دن آ ہی گیا جب 400 دینا بوڑھی اماں کی جیب میں تھے۔ رقم جمع کروانے کی مہلت میں صرف ایک دن باقی تھا۔ عصر ہو چکی تھی کہ وہ اکیلی ہی بسوں کے اڈے پر گئی۔ معلوم ہوا کہ آخری بس روانہ ہو چکی ہے اگر مزید مسافر آ جائیں تو نئی بس روانہ ہوگی ورنہ اگلے دن جائے گی۔ اب بوڑھی عورت پریشان کہ مجھے تو ہر حالت میں آج شام وہاں پہنچنا ہے۔ کل آخری دن ہے۔ وہ خاصی دیر تک مزید مسافروں کا انتظار کرتی رہی' مگر اس روز کوئی مسافر نہ آیا۔ اڈے پر موجود لوگوں نے مشورہ دیا کہ وہ ٹیکسی سے چلی جائے۔ مسئلے کا یہی ایک حل ہے۔

بوڑھی اماں پہ ظلم کا پہاڑ ٹوٹ گیا

چنانچہ اس نے ایک ٹیکسی والے سے کرایہ طے کیا اور ٹیکسی پر متعلقہ شہر کو چل دی۔ ڈرائیور نے بڑھیا سے اپنا پورا کرایہ وصول کر لیا تھا۔ گاڑی جانب منزل چل رہی تھی' اور دونوں شہروں کا درمیانی راستہ پہاڑوں اور وادیوں کے درمیان سے گزرتا تھا۔ جب گاڑی رہائشی علاقے سے بہت دور نکل چکی اور صحرائی علاقے میں داخل ہونے لگی تو ڈرائیور نے بوڑھی عورت کے ساتھ گفتگو شروع کی اور پوچھا: اس کو کیا مجبوری تھی کہ وہ ٹیکسی پر خاصی رقم خرچ کر کے اس شہر کو جا رہی ہے۔ بوڑھی عورت نے ساری داستان سنا دی۔ جب ڈرائیور نے سنا کہ اس عورت کے پاس 400 دینار ہیں تو اس کی نیت خراب ہوگئی۔ یہ بوڑھی عورت ہے' کسی کو پتہ نہیں چلے گا۔ میں راستے میں اس کا خاتمہ کر دیتا ہوں۔ پہاڑوں کے درمیان ٹیکسی چلی جا رہی تھی کہ اچانک ایک جھٹکے سے رک گئی۔ بوڑھی اماں نے آنکھیں کھولیں۔ کیا ہوا ہے؟ غالباً گاڑی میں خرابی ہوگئی ہے۔ اچھا میں دیکھتا ہوں۔ ڈرائیور نیچے اترا' اس نے بونٹ اوپر اٹھایا۔ شام ہو رہی تھی' سڑک بالکل سنسان تھی۔ اس نے ڈگی سے ایک سریا نکالا۔ اماں ذرا باہر نکلو' گاڑی کو دھکا دینا ہے۔ اچھا اللہ خیر کرے' شام ہو رہی ہے۔ یہ گاڑی کیسے خراب ہوگئی؟ خوف کی ایک لہر

سنسناتی ہوئی اس کے جسم سے گزر گئی۔ جب وہ باہر نکلی تو وہ بدبخت اس پر حملہ آور ہو گیا' اس کے ہاتھ میں سریا تھا۔ وہ کہاں تک برداشت کرتی' کیسے سہتی' ڈرائیور نے دینار چھین لئے۔

بوڑھی عورت خون میں نہائی ہوئی زمین پر گری پڑی ہے' سانس چل رہی ہے' سڑک سے ذرا دور اپنی زندگی کے غالباً آخری سانس لے رہی ہے' خون مسلسل بہہ رہا ہے اور پھر وہ بے ہوش ہوگئی۔ ادھر ٹیکسی ڈرائیور نے سوچا کہ مجھے جلد ہی یہاں سے بھاگنا چاہئے' کہیں کوئی گاڑی نہ آ جائے' میں پکڑا نہ جاؤں۔ اس کی منزل وہی شہر تھی جہاں وہ عورت جا رہی تھی جیسے ہی اڈے میں پہنچا' سواریاں اس کی منتظر تھیں۔ واپس نہیں جاؤ گے؟ انہوں نے سوال کیا۔ کیوں نہیں؟ وہ بول اٹھا۔ چند منٹ میں ٹیکسی بھر چکی تھی۔ اس نے واپسی کا رخ کیا۔ اب رات ہو چکی تھی' سڑک پر اندھیرا تھا جو آہستہ آہستہ گہرا ہوتا جا رہا تھا۔ قاتل جتنا بھی قوی اعصاب کا مالک ہو اس کے اندرونی احساسات اسے مسلسل زک پہنچاتے رہتے ہیں۔ یہ تم نے کیا کر دیا! اس کا ضمیر اسے ملامت کر رہا تھا۔ جب وہ اس مقام پر پہنچا جہاں اس نے بوڑھی عورت کو قتل کیا تھا اور رقم چھینی تھی تو ایک غیر مرئی طاقت نے اسے مجبور کر دیا کہ گاڑی روک کر اس عورت کو دیکھے کہ وہ مر گئی ہے یا زندہ ہے؟ اور پھر اچانک جائے وقوعہ کے قریب اس نے بریکیں لگا دیں۔ ٹیکسی کے مسافر کچھ نیند کی وادی میں تھے' اندر اندھیرا تھا۔ اس نے گاڑی کی لائٹیں عورت پر ڈالیں تو وہ ابھی تک ہل رہی تھی۔ مسافروں نے سمجھا کہ ڈرائیور حوائج ضروریہ کے لئے نیچے اترا ہے۔ جب قریب گیا تو وہ آہستہ آہستہ کراہ رہی تھی۔ ملعون عورت' تم ابھی تک زندہ ہو۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا' ایک بڑا پتھر نظر آیا۔ ابھی دیکھتا ہوں تم کب تک زندہ رہتی ہو۔ بوڑھی عورت نے ایک حسرت بھری نگاہ سے اسے دیکھا' رحم کی اپیل کی' مگر اس پر شیطان مکمل طور پر سوار تھا۔ وہ پیچھے ہٹا اور بڑھیا کو مارنے کے لئے اس نے پوری قوت سے پتھر اٹھایا۔ لمحات کی دیر تھی' ابھی پتھر اس کے ہاتھوں میں تھا کہ اس نے زوردار چیخ ماری۔ پوری وادی گونج اٹھی' ٹیکسی کے مسافر بھی گھبرا کر باہر نکلے۔ گاڑی کی لائٹ میں عجب منظر

Scanned with CamScanner

دکھائی دیا۔ ڈرائیور زمین پر گرا تڑپ رہا تھا' ایک خوفناک اژدھا تیزی سے پہاڑ کے اوپر چڑھ رہا تھا۔

قاتل مر گیا اور مقتولہ بچ گئی

دراصل جب اس نے پتھر اٹھایا تو اس کے ساتھ ہی اژدھا تھا جس نے اسے آناً فاناً ڈس لیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ڈرائیور مر چکا تھا۔ مسافر جلدی سے بوڑھی عورت کی طرف گئے' اس میں جان باقی تھی۔ اس کو پانی پلایا' اٹھا کر گاڑی میں لائے۔ ایک مسافر نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔ قریبی ہسپتال لے جا کر اس عورت کو داخل کروا دیا گیا۔ پولیس آئی اور اس نے تحقیقات شروع کر دی۔

دوسرے دن بوڑھی عورت کو جب کچھ افاقہ ہوا تو پولیس نے اس سے حقیقت حال دریافت کی' اور پھر مجرم کے کپڑوں سے اس کے دینار برآمد ہو گئے۔ بڑھیا نے اپنے بیٹے سے بے ہوشی کے عالم میں کہا کہ یہ مال لے کر اپنا عوض فوراً ادا کر دو...... پھر اس کی آنکھیں بند ہو گئیں اور دوسری مرتبہ ایک طویل غشی طاری ہو گئی...... لیکن اس کی وفات نہیں ہوئی...... اور ایک دن ایسا بھی آیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو صحت عنایت کی' اسے مادی استحکام بخشا اور اس کے حالات بہت بہتر ہو گئے۔

قارئین کرام! یہ قصہ بیان کرنے والا کوئی عام آدمی نہیں' جس نے سنی سنائی باتوں کو بغیر جانچ پڑتال کے لکھ دیا ہو' بلکہ ''محمود شیث خطاب'' ہیں جنہوں نے خود جا کر اس بوڑھی عورت سے حقیقت حال دریافت کی ہے...... وہ اس بوڑھی خاتون کے نئے گھر گئے جس کو اس نے اس آفت کے بعد آباد کیا تھا اور پوچھا: اے خاتون! جب تو وادی میں زمین پر ڈھیر ہو گئی تھی اس وقت تیری زبان سے کیا دعا نکل رہی تھی؟ اس نے بتایا کہ میں یہ دعا پڑھتی رہی:

اے اللہ! تو ہی پکار سنتا ہے

(یَا جَبَّارَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ اَعْلَمُ بِحَالِیْ فَهَيِّئْ لِیْ

بِقُدْرَتِكَ الْقَادِرَةِ اَسْبَابَ دَفْعِ الْبَدَلِ النَّقْدِيِّ عَنْ وَّلَدِيْ' لِيَعُوْدَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَيُعِيْلَهُمْ...... يَارَبِّ)

''اے آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے! تو میری حالت کو زیادہ بہتر جانتا ہے' اس لئے تو اپنی قدرت کاملہ سے میرے بیٹے کی طرف سے بدل نقدی ادا کرنے کے اسباب مہیا فرما دے تاکہ وہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر ان کے نان و نفقہ کی ذمہ داریاں سنبھال لے اور ان کی پرورش و پرداخت کر سکے...... اے میرے پروردگار! تو ہی میری پکار سن سکتا ہے۔''

دیکھئے! ماں کی ممتا

ماں کی اس عظیم قربانی پر غور کیجئے...... اس نے اپنے جسم سے بہتے خون کی قطعاً کوئی پروا نہیں کی۔ اسے اس بات کی چنداں فکر نہیں ہوئی کہ اب تھوڑے ہی وقفہ میں اس کی زندگی کا چراغ گل ہونے والا ہے اور وہ اس دنیا سے کوچ کرنے والی ہے' بلکہ اگر اسے کسی بات کی فکر دامن گیر تھی' اگر اسے کوئی غم ستائے جا رہا تھا تو وہ صرف یہ کہ اس کی اولاد کی پرورش کیسے ہو گی؟ ان کی زندگی کے لئے نان و نفقہ کا بندوبست کون کرے گا؟ اس کی دعا و مناجات کے بعد آسمانوں اور زمین کے پروردگار کی طرف سے کشادگی کا فیصلہ ہوتا ہے:

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ (النمل: 62)

''کون ہے جو بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے' قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے؟ تم لوگ بہت کم نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہو۔''

(عدالۃ السماء' از محمود شیث خطاب' معمولی تصرف کے ساتھ)

Scanned with CamScanner

(16)

نبی ﷺ کا اپنی امت کے لئے رونا

صحیح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا:

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ○

"اے پروردگار انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے ان میں سے جس نے میری پیروی کی وہ میری جماعت سے ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو تو بہت بخشنے والا رحم کرنیوالا ہے۔"

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد نبی ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول تلاوت کرتے جاتے اور روتے جاتے:

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ○

"(اے اللہ) اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اگر معاف کر دے تو تو غالب اور دانا ہے۔"

راوی فرماتے ہیں: یہ پڑھ کر رسول اللہ ﷺ دونوں ہاتھ اٹھا کر 'اللھم امتی اللھم امتی' فرمانے لگے جب آپ ﷺ نے رو رو کر اپنی امت کو یاد کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جاؤ جا کر میرے نبی ﷺ سے دریافت کرو کہ وہ کیوں رو رہے ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور رسول اللہ ﷺ سے آنسو

بہانے کی وجہ پوچھی۔ نبی ﷺ نے سبب بیان کیا تو اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام سے کہا جاؤ جا کر میری طرف سے آپ ﷺ کو یہ خوش خبری سنا دو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں خوش کر دیں گے۔ (صحیح مسلم)

محمد ﷺ کی نسبت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ نعمت بڑی چیز ہے

Scanned with CamScanner

(17)

راستوں سے تکلیفوں کو دور کرنا

1 . عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ یَمْشِیْ فِی الطَّرِیْقِ اِذْ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ فَاَخَّرَهٗ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ .(ترمذی جلد 2صفحہ 17)

حضرت ابو ہریرہ ؓ نبی ﷺ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس درمیان میں کہ ایک آدمی راستے میں چل رہا تھا اس نے ایک کانٹے کی شاخ کو پایا تو اس کو راستے سے ہٹا دیا تو اللہ تعالیٰ نے خوش ہو کر اس کو بخش دیا۔

2: . عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ رَجُلٌ بِغُصْنِ شَجَرَةٍ عَلٰی ظَهْرِ طَرِیْقٍ فَقَالَ لَاُنَحِّیَنَّ هٰذَا عَنْ طَرِیْقِ الْمُسْلِمِیْنَ لَا یُؤْذِیْهِمْ فَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ .(متفق علیه)

(مشکوۃ جلد ۱ صفحہ 168)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی ایک درخت کی ٹہنی کے پاس سے گزرا جو راستہ کی پشت پر تھی تو اس نے کہا کہ میں ضرور ضرور اس ٹہنی کو مسلمانوں کے راستہ سے ہٹا دوں گا تاکہ یہ مسلمانوں کو ایذا نہ پہنچائے تو وہ آدمی جنت میں داخل کر دیا گیا۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

3: . عَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ قَالَ قُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ عَلِّمْنِیْ شَیْئًا اَنْتَفِعُ بِهٖ قَالَ

اَعْزِلِ الْاَذٰی عَنْ طَرِیْقِ الْمُسْلِمِیْنَ .

(مشکوۃ جلد ۱ صفحہ 186)

حضرت ابو برزہ ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی مجھے ایسی چیز کی تعلیم دیجئے کہ میں اس سے نفع پاؤں تو آپ ﷺ نے فرمایا: تکلیف کی چیز کو مسلمانوں کے راستے سے ہٹاتے رہو۔

معمولی عمل پہ جنت

ہر وہ تکلیف دہ چیز مثلاً کانٹا، شیشہ، ٹھوکر کی چیزیں جس سے چلنے والوں کو ایذا پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ اس کو راستوں سے ہٹا دینا بہت معمولی کام ہے لیکن یہ عمل اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند ہے کہ وہ اس کی جزاء میں اپنے فضل و کرم سے جنت عطا فرما دیتا ہے۔ آج کل کے مسلمان اس عمل صالح کی عظمت اور اس کے اجر و ثواب سے بالکل غافل ہیں بلکہ الٹا راستوں میں تکلیف کی چیزیں ڈال دیا کرتے ہیں۔ مثلاً عام طور پر لوگ کیلا کھا کر اس کا چھلکا ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر پھینک دیا کرتے ہیں۔ گاڑی آنے پر مسافر بدحواس ہو کر ٹرین میں چڑھنے کے لئے دوڑتے ہیں اور کیلے کے چھلکوں پر پاؤں پڑ جانے سے پھسل کر گر جاتے ہیں اور بعض شدید زخمی ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ہڈیاں اور شیشے کے ٹکڑے عام طور پر لوگ راستوں میں ڈال دیا کرتے ہیں۔ ان حرکتوں سے ہر مسلمان کو بچنا چاہیے بلکہ راستوں میں کوئی تکلیف دہ چیز اگر نظر پڑ جائے تو اس کو راستوں سے ہٹا دینا چاہیے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اگر یہ عمل مقبول ہو گیا تو جنت ملے گی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

Scanned with CamScanner

(18)

زندہ شخص کا جنت کی سیر کرنا

روایت ہے کہ شریک عمری علیہ الرحمہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس کنویں کی جانب گئے جو بیت المقدس میں واقع ہے تا کہ اس سے پانی بھریں لیکن ڈول ٹوٹ گیا' چنانچہ وہ کنویں میں اترے تا کہ وہ ڈول نکالیں انہوں نے بہشت کی جانب ایک دروازہ کھلا ہوا دیکھا اور ایک روایت میں ہے کہ اچانک انہوں نے ایک شخص کو دیکھا پس اس نے ان کا ہاتھ پکڑا اور ان کو جنت میں داخل کیا۔ شریک عمری رحمۃ اللہ علیہ جنت میں چلے اور انہوں نے جنت کے ایک درخت کے پتے توڑے اور کنویں کی طرف واپس آئے اور ان پتوں کو لے کر کنویں سے باہر نکلے اور بیت المقدس کے مہتمم کو اس کی اطلاع دی' پس مہتمم بیت المقدس نے ان کے ہمراہ چند آدمی بھیجے تا کہ جنت کو دیکھیں لیکن ان لوگوں نے نہ تو دروازہ پایا اور نہ جنت کو دیکھا اس کے بعد مہتمم نے امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیجا تا کہ وہ آپ کو اس کی خبر کرے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اطلاع دی اور آپ نے فرمایا: شریک عمری سچا ہے۔ اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے کہ اس امت کا ایک شخص جنت میں داخل ہوگا۔ حالانکہ وہ تمہارے درمیان زندہ ہوگا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان پتوں کو دیکھو اگر وہ متغیر ہوں تو وہ جنت کے پتے نہیں ہیں کیونکہ جنت کے پتے متغیر نہیں ہوتے' چنانچہ انہوں نے دیکھا کہ متغیر نہیں ہوئے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہم شریک بن حباسہ عمری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتے تھے اور ان سے اس کا حال پوچھتے تھے پس وہ ہم کو اپنے جنت میں داخل ہونے اور جو کچھ انہوں نے دیکھا تھا اور پتوں کے لینے کی اطلاع دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کے ساتھ صرف ایک پتہ باقی تھا۔

اس کو انہوں نے اپنے قرآن مجید کے ورق کے درمیان ذخیرہ بنا کر رکھا تھا' پس ہم ان سے درخواست کرتے تھے کہ ہم کو وہ پتا دکھا دیں' چنانچہ وہ اپنا مصحف طلب کرتے تھے اور اس کو قرآن پاک کے ورقوں کے درمیان میں سے نکالتے تھے اور اس کو بوسہ دیتے تھے اور اپنی آنکھوں پر رکھتے تھے پھر ہم کو بھی وہی پتہ دیتے تھے پس ہم بھی ایسا ہی کرتے تھے پھر اس کو واپس کر دیتے تھے چنانچہ وہ اس کو قرآن مجید میں اس کی جگہ پر رکھ دیتے تھے جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے وصیت کی کہ اس پتے کو ان کے کفن اور سینہ کے درمیان رکھ دیں' چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا اور لوگ بیان کرتے ہیں کہ اس پتے کی صفت اور صورت زرد آلو شفتالو کے پتے کی طرح کف دست کے برابر تھی۔ (قلیوبی)

Scanned with CamScanner

(19)

انمول غیبی پیالہ

حضرت سیّدنا ابوالعباس شرقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سفرِ حج میں ہم حضرت سیّدنا ابوتراب نخشبی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے تو راستہ چھوڑ کر ایک وادی کی طرف تشریف لے گئے۔ ہمراہیوں میں سے کسی نے کہا: ''مجھے پیاس نے شدید پریشان کر رکھا ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا پاؤں زمین پر مارا تو ٹھنڈے اور شیریں پانی کا چشمہ ابل پڑا۔ پیاسے مرید نے عرض کی: ''حضور! میں پیالے سے پانی پینا چاہتا ہوں۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا تو سفید شیشے کا خوبصورت پیالہ آپ کے ہاتھ میں آ گیا۔ میں نے اس سے قبل ایسا پیالہ کبھی نہ دیکھا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود بھی پانی پیا اور ہمیں بھی سیراب کیا۔ وہ غیبی پیالہ مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفًا وتعظیمًا تک ہمارے پاس رہا۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا: ''اللہ ربّ العزت اپنے بندوں کی عزت وتکریم بڑھانے کے لئے انہیں جو کرامات عطا فرماتا ہے اس کے متعلق تمہارے دوست کیا کہتے ہیں؟''

میں نے کہا: ''ہمارے سب دوست صحیح العقیدہ ہیں، وہ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی کرامات پر کامل یقین رکھتے ہیں۔'' فرمایا: ''اگر ایسا نہ کریں گے تو انکار کرنے والوں میں شمار کئے جائیں گے۔ میں تو تم سے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی کیفیات واحوال کے بارے میں لوگوں کی رائے معلوم کر رہا ہوں۔'' میں نے کہا: ''حضور! میں اس بارے میں ان کے کسی قول سے واقف نہیں۔'' فرمایا: ''اے میرے بچے! تمہارے دوست گمان کرتے ہیں: یہ جنوں کی طرف سے دھوکے بازی و چالبازی ہوتی ہے۔ حالانکہ معاملہ

اس کے برعکس ہے کیونکہ جنوں کی طرف سے نظر بندی یا دوسری کیفیات اس وقت ہوتی ہیں جب حالت سکون ہو، جبکہ نیک لوگ اس کیفیت وحالت کے وقت بے خودی اور جذب کے عالم میں ہوتے ہیں۔ اور یہ مقام اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے۔''

(عیون الحکایات)

Scanned with CamScanner

(20)

اپنے حصے کی کوئی شمع جلاتے جائیں

اٹھ کہ ظلمت ہوئی پیدا افق خاور پر
بزم میں شعلہ نوائی سے چراغاں کر دیں
اس طرح جئیں بزم گہ عالم میں
خود جلیں دیدۂ اغیار کو بینا کر دیں

اسلام اللہ تعالیٰ کا آخری اور فطری دین ہے۔ اب قیامت تک اسی کے احکام کی اتباع سے ہی رضائے خداوندی اور جنت کا حصول ممکن ہے۔ نبوت کا سلسلہ ختم ہو جانے کے بعد اس کے احکامات کو آئندہ نسلوں تک پہنچانے اور ان میں عمل کا جذبہ پیدا کرنے کی ذمہ داری بھی اللہ رب العزت نے اسلام کے پیروکاروں کے سپرد کر رکھی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

(النحل:169)

"اپنے رب کے راستے کی طرف بلاؤ حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ"

اور آقائے کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بھی اپنے خطبہ (حجۃ الوداع) میں واضح طور پر ارشاد فرمایا: "بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً"

"میری طرف سے آگے پہنچا دو اگرچہ ایک ہی آیت ہو"۔ (جامع ترمذی، جلد2 صفحہ 92)

اور یہ کام تمام اہل اسلام کی ذمہ داری ہے اس کے ساتھ اس بات کی بھی تنبیہ کی گئی ہے کہ جب تک مسلمان اپنی یہ ذمہ داری ادا کرتے رہیں گے ان کے دینی اور

دنیاوی معاملات بہتر چلتے رہیں گے۔

لیکن جب اس اہم فریضے سے منہ موڑ لیں گے یا اس کی ادائیگی میں سستی کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کی ناراضگی کے مستحق بن جائیں گے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"ڈرو اس عذاب سے جو تم میں سے صرف نافرمانوں کو ہی نہ پہنچے گا (بلکہ نیک لوگ بھی بروں کو برائی سے منع نہ کرنے اور ان تک دین کے احکامات نہ پہنچانے کی وجہ سے اس کی لپیٹ میں آ جائیں گے۔)" (الانفال 25)

حضور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ کی قسم تمہیں نیکی کا حکم دینا پڑے گا اور برائے سے منع کرنا پڑے گا ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر عذاب نازل کرے اور پھر تم دعائیں مانگو گے مگر وہ قبول نہ ہوں گی۔" (مشکوٰۃ شریف، صفحہ 436)

ایک اور مقام پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اگر تم نے یہ ذمہ داری ادا نہ کی تو اللہ تعالیٰ تم پر ظالم حکمران مسلط کر دے گا۔ وہ تمہیں شدید تکلیفیں دیں گے پھر تمہارے نیک لوگ دعائیں مانگیں گے مگر وہ قبول نہیں ہوں گی۔" (مرقاۃ، جلد 9، صفحہ 333-332)

ایک اور حدیث پاک میں نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے:

"اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فلاں بستی کو تباہ کر دو، جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یا رب! ان لوگوں میں تیرا ایک ایسا بندہ بھی ہے جس نے آنکھ جھپکنے کی دیر بھی تیری نافرمانی نہیں کی ہے، تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اس کو بھی ان کے ساتھ تباہ کر دو کیونکہ اس نے دوسروں کو برائی سے نہیں روکا۔" (خلاصہ حدیث مشکوٰۃ شریف، صفحہ 439)

Scanned with CamScanner

الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا

دعوت وتبلیغ اسلام اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی تاکید' احکامات اور اس سے روگردانی کرنے کے نقصانات کا قرآن وحدیث کی روشنی میں مطالعہ کرنے کے بعد اب اگر ہم اپنے معاشری پر نظر ڈالیں تو یقیناً ہمارے ذہن کو یہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ آج ہمارے معاشرے میں جو ظلم وبربریت' دہشت گردی' بے پردگی' غیر شرعی رسومات کا کلچر' جدید طبقے کی دین سے دوری' نسل نو کے ذہنوں میں دین حق کے متعلق شکوک وشبہات' گھریلو ناچاقیاں اور دیگر ناپسندیدہ اور انسانیت سوز معاملات صرف اور صرف اس اہم اور خصوصی فریضے کو ادا نہ کرنے کی وجہ سے ہیں' جبکہ دوسری طرف غیر اسلامی اور شیطانی قوتیں اپنے منحوس عزائم کی تکمیل کے لئے جہد مسلسل کے ساتھ کمربستہ ہیں۔ اہل اسلام کو زیر کرنے کے لئے یہود وہنود اور عیسائیوں کی سازشیں دن بدن بڑھتی جا رہی ہیں۔ ہمارا الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا (سوائے چند ایک کے) مکمل غیروں کے کنٹرول میں ہے اور انہی کے عزائم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے مصروف عمل ہے۔

اور اس کا نتیجہ آج ہم سب کے سامنے ہے۔ اسی میڈیا پر کہیں اسلام کے ابدی اور محافظ انسانیت قوانین پر اعتراض کیا جارہا ہے' تو کہیں عقائد اسلام کے بارے میں شکوک وشبہات پھیلائے جارہے ہیں' کہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم پر طعن تشنیع کیا جا رہا ہے اور ان کے دشمنوں کو معاذ اللہ ''اسلام کے ہیروز'' کے طور پر پیش کیا جارہا ہے تو کہیں غیر شرعی رسومات کو اور خالصتاً یہود وہنود کے کلچر کو (معاذ اللہ) اسلامی اور پاکستانی کلچر بنا کر پیش کیا جارہا ہے اور بے حیائی اور بے پردگی کا فروغ تو ہمارے میڈیا نے اپنی اولین ذمہ داری سمجھا ہوا ہے۔

شکوۂ ظلمت شب سے تو کہیں بہتر تھا

الغرض! اسلام پر ہر طرح سے غیروں کے حملے ہو رہے ہیں اور پھر اس پر ستم بالائے ستم یہ کہ ہمارے تعلیمی اداروں (پرائمری سکول سے لے کر یونیورسٹیوں تک) کا نصاب بھی اسلام دشمنوں کے زہریلے اثرات سے محفوظ نہیں تو اس دور میں اہل اسلام کی

دعوت وتبلیغ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی ذمہ داری پہلے سے کئی گنا بڑھ چکی ہے اگر اس وقت بھی ہم نے ہوش کے ناخن نہ لئے تو پھر اسلحہ سے لیس دشمن کو گھر کی طرف آتے دیکھ کر گھر کے دروازے کھول کر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہنے والوں کا انجام زمانہ جانتا ہے۔ بقول اقبال رحمۃ اللہ علیہ:

وقت فرصت ہے کہاں نام ابھی باقی ہے
نور توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

تو ایسے دور میں بجائے اِدھر اُدھر دیکھنے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے کے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اسلام کا جھنڈا ہاتھ میں لے اور اپنی ذات سے لے کر پورے معاشرے تک اس کے نفاذ کے لئے کوشاں رہے تاکہ ہماری آئندہ نسلوں تک اسلام کا پیغام خوبصورت طریقے سے پہنچ سکے اور ہمارا معاشرہ بگاڑ سے بچ کر بہتری کی شاہراہ پر گامزن ہوسکے۔

شکوہ ظلمت شب سے تو کہیں بہتر ہے
کہ اپنے حصے کی کوئی شمع جلاتے جائیں

دین داروں کو مبارک ہو

آج کے دور میں اسلامی فکر رکھنے اور اسلامی معاشرے سے بگاڑ دور کرنے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنے والوں کیلئے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات بصورت خوشخبری موجود ہیں۔ ان کو پڑھ کر اپنے ایمان کو جلا بخشئے' اپنی دینی ہمت کی حوصلہ افزائی کیجئے اور اپنے ذہن ودل کو ان عظیم خوشخبریوں سے محظوظ کیجئے۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میرا دین جب شروع ہوا تو غریب تھا پھر وہ دن آئے گا کہ یہ غریب ہو جائے گا (جیسا کہ آج یہ صورت حال بن چکی ہے کوئی بھی دین کو بطور معاشرتی نظام قبول کرنے کے لئے تیار نہیں) اور غرباء کو خوشخبری اور مبارک ہو جو اس وقت میرے دین کا ساتھ دیں گے' اور میرے بعد لوگوں نے میرے طریقے میں بگاڑ پیدا کیا ہوگا وہ لوگ اس

Scanned with CamScanner

کی اصلاح کردیں گے۔'' (جامع ترمذی' جلد 2' صفحہ 91' مشکوۃ' صفحہ 30)

نبی آخرالزماں ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو آدمی میری امت میں (علمی یا اعتقادی) خرابی پیدا ہونے کے بعد میری سنت پر عمل کرے گا۔ اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔''

(مشکوۃ' حدیث: 176)

اپنے کریم نبی ﷺ کی ان خوشخبریوں اور مبارکبادیوں سے بھرپور ان ارشادات پڑھنے کے بعد سربلندی اسلام اور نفاذ اسلام کے لئے کوشاں اور عشق مصطفی ﷺ سے سرشار لوگوں کے ساتھ مل کر کمر ہمت باندھ کر اسی قافلے میں شامل ہو کر راہ وفا کے مسافر بن جایئے۔

اسلام کے ابتلاء و آزمائش کے اس دور میں رسول اللہ ﷺ کی خوشخبریاں اور مبارکبادیاں یقیناً آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔

اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

دین داروں کی ذمہ داری

ارشاد باری تعالیٰ: ''تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے جو اسلام کی طرف دعوت دے' نیکی کا حکم دے' اور برائی سے منع کرے۔'' (آل عمران: 104)

حدیث نبوی ﷺ:

''تم میں سے جو بھی برائی کو ہوتا ہوا دیکھے اسے چاہئے کہ ہاتھ سے اسے روکے' اگر ہاتھ سے روکنے کی ہمت نہیں رکھتا تو پھر زبان سے روکے اور اگر زبان سے روکنے کی ہمت بھی نہیں رکھتا تو دل میں برا جانے' یہ ضعیف ترین ایمان ہے۔''

= (صحیح مسلم' جلد 1' صفحہ 51' ابوداؤد' جلد 2' صفحہ 248)

کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہو گا
ہم کیا ہیں جو کوئی کام ہم سے ہو گا

جو ہوا تیرے کرم سے ہوا اور جو ہو گا تیرے کرم سے ہو گا

ارشاد باری تعالیٰ:

''پس انسان کو غور و فکر (تحقیق) کرنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا۔''

(الطارق: 5)

حدیث نبوی ﷺ:

''ایک گھڑی قدرت خداوندی کے بارے میں غور و فکر اور تحقیق کرنے کے لئے بیٹھنا ساٹھ ہزار سال کی عبادت سے افضل ہے۔''

(کشف الخفاء' جلد 1' صفحہ 370)

''جو آدمی حصول علم کے لئے نکلا وہ واپس لوٹنے تک اللہ کے راستے میں ہے۔'' (جامع ترمذی' حدیث: 2647)

تو بھی وقت کے صحراؤں میں ہمارے ساتھ چل

ارشاد باری تعالیٰ:

''نیکی اور پرہیزگاری (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔'' (المائدہ: 2)

احادیث نبویہ ﷺ:

''جو بندہ انسانوں کے لئے فائدہ مند ہے وہ اللہ کا زیادہ پیارا ہے۔''

(المعجم الکبیر' جلد 2' صفحہ 453)

''جو بندہ اس دنیا میں کسی مومن بھائی کا دکھ دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے قیامت کے دن اس کا دکھ دور کرتا ہے۔''

''جس کسی نے تنگدست اور پریشان آدمی کی پریشانی دور کی اللہ اسے دنیا اور آخرت کی آسانیاں عطا فرمائے گا اور بندہ جب تک اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے اس وقت تک اللہ تعالیٰ اس بندے کی مدد کرتا رہتا ہے۔'' (صحیح مسلم' حدیث 2699)

''جو بندہ کسی مسلمان کے کام کے لئے گھر سے نکلا تو یہ اس کے لئے دس سال

Scanned with CamScanner

اعتکاف کرنے سے بہتر ہے۔'' (الترغیب والترھیب' جلد3' صفحہ 391)

تو بھی وقت کے صحراؤں میں ہمارے ساتھ چل
ہم پھول بن کر تیری راہوں میں بکھر جائیں گے

ارشاد باری تعالیٰ:

''اے ایمان والو! جب کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لے کر آئے تو اس کی خوب تحقیق کر لیا کرو۔'' (الحجرات:6)

حدیث نبوی ﷺ: ''میری طرف سے آگے پہنچاؤ اگرچہ ایک آیت ہی ہو۔''

(جامع ترمذی' جلد2' صفحہ 92)

حدیث نبوی ﷺ

''اگر تم صبح اٹھ کر قرآن مجید کی ایک آیت کا علم حاصل کرو تو وہ تمہارے لئے 100 رکعت (نفل) پڑھنے سے افضل ہے اور اگر صبح اٹھ کر تم علم کا ایک باب (سبق) پڑھ لو خواہ اس پر عمل ہو سکے یا نہ ہو تو وہ ایک ہزار رکعات پڑھنے سے افضل ہے۔'' (سنن ابن ماجہ' صفحہ 20)

فرمان حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما:

''رات میں ایک گھڑی علم دین کا پڑھانا رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔''

(سنن دارمی' حدیث؟264)

فرمان امام محمد بن سیرین تابعی رحمۃ اللہ علیہ:

''یہ علم (یعنی قرآن وحدیث کو جاننا) دین ہے لہٰذا تم دیکھ لو کہ اپنا دین کس سے حاصل کر رہے ہو۔'' (صحیح مسلم' جلد1' صفحہ 1)

حدیث نبوی ﷺ:

''اولاد کے لئے باپ کا کوئی بھی عطیہ اچھی تربیت سے بہتر نہیں ہے۔''

(شعیب الایمان' حدیث: 8651)

دور ہے منزل مقصود مگر ہے تو سہی   راہ کٹ جائے گی عزم سفر پیدا کر

(21)

دست قدرت کا شاہکار

خلیفہ ہارون رشید ایک مرتبہ اپنی ملکہ کے ساتھ چاندنی رات میں بیٹھا ہوا تھا۔ ملکہ کا حسن و جمال دیکھ کر بے ساختہ اس کی زبان سے نکل گیا:

(اِنْ لَّمْ تَکُوْنِیْ اَحْسَنَ مِنَ الْقَمَرِ فَاَنْتِ طَالِقٌ)

''اگر تم اس چاند سے زیادہ خوبصورت نہیں تو تمہیں طلاق!''

اس کی زبان سے کلمہ تو نکل گیا مگر اب وہ پچھتا رہا تھا کہ میں نے یہ کیا کہہ دیا پھر اس نے اپنے زمانے کے بڑے بڑے علماء سے اپنی اس بات کے متعلق فتویٰ دریافت کیا۔ سب نے کہا: طلاق ہو گئی' لیکن اس وقت کے مشہور عالم یحییٰ بن اکثم نے ان تمام کی مخالفت کی اور فتویٰ دیا کہ طلاق نہیں ہوئی۔

پوچھا گیا: کس بنیاد پر آپ نے اپنے مشائخ کے فتویٰ کی مخالفت کی ہے؟

یحییٰ بن اکثم نے کہا: فتویٰ علم و دلیل کی بنیاد پر دیا جاتا ہے اور اس سلسلہ میں اس ہستی نے فتویٰ صادر کیا ہے جس کے علم سے ہمارے علم کو کوئی نسبت ہی نہیں۔ ارشاد ہے:

(لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ)(سورۃ التین: 4)

''یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا ہے۔'' (ماخوذ از سنہری کرنیں)

(اگر چاند انسان سے زیادہ خوبصورت ہوتا تو لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ کی بجائے لَقَدْ خَلَقْنَا الْقَمَرَ فرمایا جاتا)

Scanned with CamScanner

(22)

جس کو امت کا غم ہی ستا تا رہا

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور جب مقام زدعرا کے قریب پہنچے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے اتر گئے اور ہاتھ اٹھا کر دیر تک بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے رہے پھر سجدے میں گئے اور دیر تک اسی حالت میں رہے پھر سر اٹھا کر بدستور دعا کے لئے ہاتھ پھیلائے اور پھر دیر تک سجدے میں سر رکھے رہے پھر اٹھ کر بڑے ہی تضرع کے ساتھ دعا شروع کی اس کی بعد پیشانی خاک پر رکھی۔ اس دعا وسجود سے فارغ ہو کر صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: میں نے اپنی امت کی مغفرت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی جس کا ایک حصہ مقبول ہوا تو میں شکریے کے لئے سجدے میں گر پڑا پھر مزید دعا کی اس نے وہ بھی قبول کی تو میں سجدۂ شکر بجالایا۔ اس کے بعد پھر دعا وزاری کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی شرف قبولیت بخشا تو میں سجدے میں گر پڑا۔ سورہ والضحیٰ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے اسی وصف کو نمایاں فرمایا ہے۔

(کتب احادیث وسیر)

جس کو امت کا غم ہی ستا تا رہا
جو مقدر ہمارے جگا تا رہا
اشک آنکھوں سے رو رو بہا تا رہا
گر کے سجدے میں رب کو منا تا رہا
اس کی شانِ رسالت پہ لاکھوں سلام

(23)

لوگوں سے حسن سلوک اور اچھی عادات

عَنْ اَنَسٍ اِذَا وُقِفَ الْعِبَادُ نَادٰی مُنَادٍ لِیَقُمْ مَنْ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ وَلْیَدْخُلِ الْجَنَّۃَ قِیْلَ مَنْ ذَا الَّذِیْ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ قَالَ الْعَافُوْنَ عَنِ النَّاسِ فَقَامَ کَذَا وَکَذَا اَلْفًا فَدَخَلُوا الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔

(کنز العمال جلد 3 صفحہ 214)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (میدان محشر میں) جب تمام بندے (حساب کے لئے) کھڑے کئے جائیں گے تو ایک منادی یہ اعلان کرے گا کہ جس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔ اس کو چاہیے کہ وہ کھڑا ہو جائے اور جنت میں داخل ہو جائے تو کہنے والا کہے گا کہ وہ کون ہے جس کا اجر اللہ کے ذمے ہے؟ تو منادی کہے گا کہ جو لوگوں کی خطاؤں کو معاف کرنے والے ہیں۔ یہ سن کر اتنے اتنے ہزار آدمی کھڑے ہو جائیں گے اور بلا حساب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

مسلمانوں سے اگر کوئی غلطی اور خطا ہو جائے اور وہ معافی کے طلبگار ہوں یا نہ ہوں بہر حال ان کی خطاؤں کو معاف کر دینا یہ بہت بڑا جنتی عمل ہے۔ قرآن مجید میں بھی وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ فرما کر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مدح فرمائی ہے اور ان لوگوں کو نیکوکار بتایا ہے اور حدیث شریف میں آپ نے پڑھ لیا کہ ان لوگوں کے بارے میں میدان محشر کے اندر اللہ تعالیٰ کا منادی ان لفظوں میں اعلان فرمائے گا کہ وہ لوگ جن کا اجر اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لے لیا ہے وہ انھیں وہ بلا حساب جنت میں داخل ہو

Scanned with CamScanner

جائیں۔ اللہ اکبر! یہ کتنا بڑا اعزاز اور کس قدر عظیم شرف ہے؟ سبحان اللہ، سبحان اللہ۔

مہمان نوازی کا اجر وثواب

☆...... حدیث:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے براء! آدمی جب اپنے بھائی کی لوجہ اللہ مہمان نوازی کرتا ہے اور اس کی کوئی جزاء اور شکریہ نہیں چاہتا تو اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں دس فرشتوں کو بھیج دیتا ہے جو ایک سال کامل تک اللہ کی تسبیح وتہلیل اور تکبیر پڑھتے اور اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور جب سارا سال پورا ہو جائے تو ان فرشتوں کی پورے سال کی عبادت کے برابر اس کے نامۂ اعمال میں عبادت لکھ دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذمے یہ ہے کہ اس کو جنت کی لذیذ غذائیں کھلائے اور نہ فنا ہونے والی بادشاہی میں کھلائے گا۔

(کنز العمال جلد 9 صفحہ 52)

اخلاص کے ساتھ کسی مسلمان کی مہمان نوازی کا بہت بڑا اجر عظیم ہے۔ قرآن مجید کی سورۂ دہر میں خاص طور پر خداوند قدوس نے مہمان نواز بندوں کی تعریف فرمائی اور ان کے لئے جنت اور جنتی لباس حریر کا وعدہ فرمایا ہے۔ حدیث مذکور بالا میں بھی جو اجر عظیم بیان کیا گیا ہے بھلا اس کی عظمت کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔ خداوند کریم مسلمانوں کو مہمان نوازی اور اس کی برکتوں اور اجر وثواب سے سرفراز فرمائے۔ (آمین)

سلام ومصافحہ کا ثواب

عَنْ سَلْمَانَ اِذَا لَقِیَ اَخَاهُ الْمُسْلِمُ فَاَخَذَ بِیَدِهٖ تَحَاتَتْ ذُنُوْبُهُمَا كَمَا تَحَاتَ الْوَرَقُ مِنَ الشَّجَرَةِ الْيَابِسَةِ فِىْ يَوْمِ رِيْحٍ عَاصِفٍ وَّغُفِرَ لَهُمَا وَلَوْ كَانَتْ ذُنُوْبُهُمَا مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ ۔

(کنز العمال جلد 9، صفحہ 75)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب مسلمان اپنے (دینی) بھائی سے ملاقات کرکے (مصافحہ میں) اس کا ہاتھ پکڑتا ہے تو ان دونوں کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح سوکھے پتے تیز آندھی کے دن میں اور ان

دونوں کی مغفرت ہو جاتی ہے اگر چہ ان دونوں کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

2...... عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا وَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَىْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ ۔

(رواہ مسلم مشکوٰۃ جلد 2 صفحہ 397)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ جنت میں نہیں داخل ہو گے یہاں تک کہ مومن بن جاؤ اور تم لوگ مومن نہیں بن سکو گے یہاں تک کہ تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو۔ کیا میں تم لوگوں کو ایسی چیز کا راستہ نہ بتادوں کہ جب تم لوگ اس کو کرلو گے تو ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے وہ یہ ہے کہ تم لوگ آپس میں سلام کا چرچا کرو۔

3...... عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُسَلِّمُ عَلٰى عِشْرِيْنَ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ۔ (کنز العمال جلد 9، صفحہ 68)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جو مسلمان بیس مسلمانوں کو سلام کرے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

4...... عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بُنَيَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰى اَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُوْنُ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِكَ ۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ جلد 2 صفحہ 399)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے پیارے بیٹے! جب تم اپنے گھر والوں پر داخل ہوا کرو تو سلام کرلو۔ یہ سلام تمہارے لئے اور تمہارے گھر والوں کے لئے برکت ہے۔

5...... عن البراء بن عازب قال قال النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

Scanned with CamScanner

مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ يَتَفَرَّقَا ۔(مشکوۃ جلد' 2صفحہ 401)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جوبھی دو مسلمان ملاقات کرتے ہیں پھر دونوں مصافحہ کرتے ہیں' تو ان دونوں کے گناہ ان دونوں کے الگ ہونے سے پہلے ہی بخش دیئے جاتے ہیں۔

6...... عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى اَرْبَعًا قَبْلَ الْهَاجِرَةِ فَكَاَنَّمَا صَلَّاهُنَّ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَالْمُسْلِمَانِ اِذَا تَصَافَحَا لَمْ يَبْقَ بَيْنَهُمَا ذَنْبٌ اِلَّا سَقَطَ ۔

(مشکوۃ جلد 2 صفحہ 403)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو چار رکعت دوپہر سے پہلے پڑھ لے تو گویا اس نے ان رکعتوں کو شب قدر میں پڑھا اور دو مسلمان جب مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے سب گناہ جھڑ جاتے ہیں۔کوئی گناہ باقی نہیں رہ جاتا۔

ثابت شدہ مسائل

مذکورہ بالا احادیث میں جہاں جہاں تمام گناہوں کے معاف ہونے کا ذکر ہے اس سے مراد صغیرہ گناہ ہیں کیونکہ گناہ کبیرہ تو بغیر سچی توبہ اور بغیر حق والے سے معاف کرائے معاف نہیں ہوتے۔

حدیث نمبر 2 سے معلوم ہوا کہ سلام ذریعۂ محبت ہے۔لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ بکثرت ایک دوسرے کو سلام کریں۔

حدیث نمبر 4 سے ثابت ہوا کہ سلام خیر و برکت ہے اور آدمی کو چاہیے کہ جب اپنے گھر میں داخل ہو تو اپنے گھر والوں کو سلام کرے اس سلام میں سلام کرنے والے اور گھر والے دونوں کے لئے برکت ہے۔آج کل عام طور پر لوگ اپنے گھر والوں کو سلام

نہیں کرتے اور چپکے سے گھروں میں داخل ہو جاتے ہیں یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے۔ گھر میں داخل ہوتے وقت گھر والوں کو سلام کرنا سنت اور باعث خیر و برکت ہے۔

(واللہ تعالیٰ اعلم)

عاجزی وانکساری کے بارے میں احادیث مبارکہ

1...... عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ مَنْ يَتَوَاضَعُ لِلّٰهِ دَرَجَةً يَرْفَعُهُ اللّٰهُ دَرَجَةً حَتّٰى يَجْعَلَهُ فِيْ عِلِّيِّيْنَ وَمَنْ تَكَبَّرَ عَلَى اللّٰهِ دَرَجَةً يَضَعَهُ اللّٰهُ دَرَجَةً حَتّٰى يَجْعَلَهُ فِيْ اَسْفَلِ السَّافِلِيْنَ ۔(کنز العمال جلد 3صفحہ 66)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے لئے ایک درجہ انکساری کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک درجہ بلند کر دے گا یہاں تک کہ اس کو علیین میں پہنچا دے گا اور جو اللہ کے حضور ایک درجہ تکبر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک درجہ پست کر دے گا یہاں تک کہ اس کو اسفل السافلین میں ڈال دے گا۔

2...... عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ وَهُوَ يَقْدِرُ دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رُؤُسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ مِنْ اَيِّ حُلَلِ الْاِيْمَانِ شَاءَ يَلْبَسُهَا ۔(کنز العمال جلد 3صفحہ 68)

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو اللہ کے لئے انکساری کرتے ہوئے اور لباس پر قدرت رکھتے ہوئے لباس چھوڑ دے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے بلا کر اس کو یہ اختیار دے گا کہ وہ ایمان کے حلوں میں سے جس کو چاہے پہن لے۔

3...... عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ وَّ مَا زَادَ اللّٰهُ رَجُلًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا وَّمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ ۔(ترمذی جلد 2صفحہ 23)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

صدقہ مال کو نہیں گھٹاتا اور جو آدمی کسی کو معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھا دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے لئے انکساری کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو بلند فرما دے گا۔

4...... عَنْ مُعَاذٍ اَلَا اُخْبِرُكَ عَنْ مُلُوْكِ اَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ رَجُلٍ ضَعِيْفٍ مُتَضَعِّفٍ ذُوْ طِمْرَيْنِ لَا يُؤْبَاُ لَهٗ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ ۔(کنز العمال جلد 3صفحہ90)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کیا میں تم کو اہل جنت کے بادشاہوں کی خبر نہ دوں؟ ہر وہ کمزور جو کمزوری ظاہر کرنیوالا اور کمبل والا ہے کہ جس کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی اگر وہ اللہ پر قسم کھالے تو اللہ ضرور اس کی قسم پوری فرمادے گا۔ (یہ لوگ اہل جنت کے بادشاہ ہیں)۔

حضرت سعدی کے شیخ کی دو نصیحتیں

تواضع اور انکساری خداوند تعالیٰ اور بندوں کے نزدیک بڑی پیاری خصلت ہے گھمنڈ اور تکبر بہت ہی بری عادت ہے۔ تواضع یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو دوسروں سے کمتر سمجھے اور کسی کو حقیر نہ جانے اور تکبر یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو دوسروں سے بڑا سمجھے اور دوسروں کو اپنے آپ سے حقیر جانے تکبر کا انجام ذلت وخواری ہے جو تکبر کرے گا یقیناً ذلیل ہوگا۔

تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندان لعنت گرفتار کرد

تکبر نے عزازیل (شیطان) کو ذلیل کر دیا اور اس کو لعنت کے جیل خانے میں گرفتار کر دیا۔

حضرت شیخ سعدی نے فرمایا:

مرا پیر دانائے روشن شہاب
دو پند فرمود بر روئے آب

یکے آں کہ برخویش خود بیں مباش
دگر آنکہ برغیر بد بیں مباش

یعنی میرے پیر خواجہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ کو دریا کے سفر میں دو نصیحتیں فرمائی ہیں ایک یہ کہ اپنے کو اچھا مت سمجھ لینا۔ دوسری یہ کہ دوسروں کو اپنے سے برا مت سمجھنا۔ مطلب یہ ہے کہ کبھی تکبر مت کرنا اور ہمیشہ تواضع اور انکساری کرتے رہنا کیونکہ تواضع کرنے والا ''جنتی'' اور تکبر کرنے والا ''جہنمی'' ہے۔

شرم وحیا کی اہمیت

1...... عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَلْحَيَاءُ مِنَ الْاِيْمَانِ وَالْاِيْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ ۔(کنز العمال جلد3 صفحہ 71)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حیاء ایمان کی خصلتوں میں سے ہے اور ایمان جنت میں ہے اور بے حیائی ظلم کی خصلتوں میں سے ہے اور ظلم جہنم میں ہے۔

2...... عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ ۔
(متفق علیہ مشکوۃ جلد 1 صفحہ 12)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ایمان کی ستر سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں تو ان میں سب سے افضل لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے اور سب سے ادنیٰ کسی تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹا دینا ہے اور حیا ایمان کی ایک بہت بڑی شاخ ہے۔ اس حدیث کو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔

صاحب مرقاۃ نے حیاء کی یہ تعریف کی ہے:

Scanned with CamScanner

حیاء کی تعریف

وَهُوَ خُلُقٌ يَمْنَعُ الشَّخْصَ مِنَ الْفِعْلِ الْقَبِيحِ بِسَبَبِ الْإِيمَانِ .

''حیاء وہ عادت ہے کہ آدمی کو برے کاموں سے ایمان کے سبب سے روک دے۔''

ایمانی حیاء ایک بہت ہی بلند مرتبہ خصلت ہے جس پر جنت میں لے جانے والے بہت سے اعمال کا دارومدار ہے اسی لئے اس عنوان کی حدیث نمبر 2 میں فرمایا گیا کہ حیاء ایمان کی شاخوں میں سے ایک بہت بڑی شاخ ہے کیونکہ جس مومن میں ایمانی حیاء ہو گی وہ تمام گناہوں کے کاموں سے بچتا رہے گا پھر اس کے جنتی ہونے میں کیا شبہ ہے؟

بہرحال حیاء جنت میں لے جانے والی خصلت ہے اس لئے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مومن کو ایمانی حیاء کی دولت لازوال سے مالا مال فرمائے۔

اب رہا یہ سوال کہ آخر ''حیاء'' ایمان کی بہت بڑی شاخ ہے اور بہت ہی اہم خصلت کیوں کر اور کس طرح ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اعمال اسلام کی دو ہی قسمیں ہیں۔ اوامر و نواہی۔ یعنی اچھے کاموں کو کرو اور برے کاموں کو مت کرو اور برے کاموں سے باز رہے گا تو گویا ''حیا'' ایمان کی ایک ایسی خصلت ہوگی کہ اس کی وجہ سے بہت سی ایمانی خصلتیں پائی جائیں گی۔ اس لئے یہ بلاشبہ درخت ایمان کی شاخوں میں سے نہایت ہی اہم اور بہت ہی بڑی شاخ ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

صبر اور اس کی فضیلت

عَنْ عَلِيٍّ الصَّبْرُ ثَلٰثَةٌ فَصَبْرٌ عَلَى الْمُصِيبَةِ وَصَبْرٌ عَلَى الطَّاعَةِ وَصَبْرٌ عَنِ الْمَعْصِيَةِ فَمَنْ صَبَرَ عَلَى الْمُصِيبَةِ حَتّٰى يَرُدَّهَا بِحُسْنِ عَزَائِهَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ ثَلٰثَمِائَةِ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ صَبَرَ عَلَى الطَّاعَةِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ سِتَّ مِائَةِ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ تُخُومِ الْأَرْضِ إِلَى مُنْتَهَى الْأَرَضِينَ وَمَنْ صَبَرَ عَنِ الْمَعْصِيَةِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ تِسْعَ مِائَةِ

دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ تُخُومِ الْأَرْضِ إِلَى مُنْتَهَى الْعَرْشِ مَرَّتَيْنِ . (کنز العمال جلد 3 صفحہ 157)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صبر تین ہیں: 1- مصیبت پر صبر 2- عبادت پر صبر 3- گناہ سے صبر۔ تو جو مصیبت پر صبر کرے یہاں تک کہ مصیبت کو اچھی تسلی سے رکردے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے تین سو درجے لکھ دیتا ہے جس کے دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوتا ہے جتنا کہ زمین و آسمان کے درمیان ہے اور جو عبادت پر صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے چھ سو درجے لکھ دیتا ہے جس کے دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوتا ہے جتنا کہ زمین کی نچلی کیچڑ اور تمام زمینوں کے منتہیٰ کے درمیان فاصلہ ہے اور جو گناہ سے صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے نو سو درجے لکھ دیتا ہے جس کے دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوتا ہے۔ جتنا کہ زمین کی نچلی کیچڑوں اور عرش کے منتہیٰ کے درمیان دو گنے کے درمیان فاصلہ ہے۔

صبر کا معنی واقسام

صبر کے معنی ''حبس النفس علی الکارہ'' یعنی نفس کو تکلیفوں کے اوپر روکے رہنا اور کنٹرول میں رکھنا اب غور کیجئے کہ صبر کی تینوں قسموں پر یہ تعریف صادق آتی ہے۔

صبر علی المصیبة ظاہر ہے کہ مصیبت کے وقت نفس میں بڑی بے چینی و بے قراری پیدا ہوتی ہے اور بعض مرتبہ ایسی بوکھلاہٹ بلکہ جنون و دیوانگی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ انسان رونے پیٹنے' بال نوچنے اور کپڑے پھاڑنے لگتا ہے اب اسی موقع پر اپنے نفس کو رونے پیٹنے اور جزع وفزع کی حرکتوں سے روکے رہنا ''یہی مصیبت پر صبر کرنا ہے''۔

صبر عن المعصیة جوان آدمی ہے' شہوت کا غلبہ شباب پر ہے' زنا کاری کے لئے نفس بے قرار ہے اور کوئی حسین عورت اس کو بدکاری کی دعوت بھی دے رہی ہے' مگر پرہیزگار مسلمان اپنے نفس کو روکے ہوئے ہے اور زنا کاری سے بچا ہوا ہے ''یہی صبر عن المعصیة'' یعنی ''گناہ سے صبر کرنا ہے۔''

حدیث میں آپ نے پڑھ لیا کہ صبر کی تینوں قسموں کا بڑا درجہ ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۔ یعنی صبر کرنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی امداد ونصرت ہوتی ہے اور صابرین کا مددگار اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔ سبحان اللہ! اس سے بڑھ کر صبر کا ثواب اجر کیا ہوگا؟ کہ خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

دین سراسر خیر خواہی کا نام ہے

1 ...... عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ ثَلٰثَ مِرَارًا قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِهِمْ ۔ (ترمذی جلد 2 صفحہ 14)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ یہ فرمایا: ''دین خیر خواہی'' ہے تو صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ کس کی ''خیر خواہی''؟ تو آپ نے فرمایا: اللہ کی اور اس کی کتاب کی اور مسلمانوں کے اماموں کی اور عام مسلمانوں کی۔

2 ...... عَنْ تَمِیْمِ الدَّارِیْ مَنْ جَآءَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِخَمْسٍ لَمْ یُصَدَّ وَجْهُهٗ عَنِ الْجَنَّةِ النُّصْحُ لِلّٰهِ وَلِدِیْنِهٖ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِجَمَاعَةِ الْمُسْلِمِیْنَ ۔ (کنزالعمال جلد 3 صفحہ 226)

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو پانچ باتیں لے کر قیامت کے دن آئے گا اس کا چہرہ جنت سے نہیں روکا جائے گا۔

1-اللہ تعالیٰ کی خیر خواہی۔ 2-اس کے دین کی خیر خواہی 3-اس کی کتاب کی خیر خواہی 4-اس کے رسول کی خیر خواہی 5-مسلمانوں کی جماعت کی خیر خواہی۔

اللہ تعالیٰ کی خیر خواہی سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی ذات وصفات میں شرک سے بچنا۔

اللہ کی کتاب کی خیر خواہی سے مراد قرآن پر ایمان لانا اور اس کی نہایت تعظیم کے ساتھ تلاوت کرنا اور اس کی تعلیمات پر جذبہ عقیدت اور جوش محبت کے ساتھ کاربند ہونا

رسول کی خیر خواہی کا یہ مطلب ہے کہ صدق دل سے رسول کی رسالت کی تصدیق کرنا اور ان کے ہر اوامر ونواہی کی اطاعت اور ان کی تعظیم وتوقیر اور ان کے ادب واحترام اور ان کے حقوق کو ادا کرنا اور ان کی سنت پر خود عمل کر کے دوسروں کو ان کی سیرت وسنت مبارکہ کی دعوت اور ان کے دین کی نصرت وحمایت اور نشر واشاعت میں اپنی طاقت بھر حصہ لینا۔ ائمہ مسلمین کی خیر خواہی یہ ہے کہ ان کے احکام وفرامین کی اطاعت کرتے رہنا اور ان کے خلاف خروج و بغاوت نہ کرنا ان کے جھنڈے کے نیچے جہاد کرنا اور زکوٰۃ و صدقات کو ان کے دربار تک پہنچانا اور جماعت مسلمین کی خیر خواہی یہ ہے کہ ہر بات میں عام مسلمانوں کی صلاح وفلاح کا خیال رکھا جائے اور کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جس سے مسلمانوں کو ضرر ونقصان پہنچے۔ (نووی شریف شرح مسلم ملخصا جلد 1 صفحہ 54)

مسلمانوں کی پردہ پوشی کرنا

1 ...... عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ الدُّنْیَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَمَنْ یَسَّرَ عَلٰی مُعْسِرٍ فِی الدُّنْیَا یَسَّرَ اللّٰهُ عَلَیْهِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ عَلٰی مُسْلِمٍ فِی الدُّنْیَا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْهِ ۔ (ترمذی جلد 2 صفحہ 15)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: جو کسی مسلمان سے ایک تکلیف کو دنیا کی تکلیفوں میں سے دور کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے دن کی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف کو دور فرمائے گا اور جو کسی تنگدست پر دنیا میں آسانی کر دے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس پر آسانی فرما دے گا اور جو کسی مسلمان کی دنیا میں پردہ پوشی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی دنیا وآخرت میں پردہ پوشی کرے گا اور اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک کہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔

Scanned with CamScanner

2..... عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ لَا یَرٰی اِمْرَأٌ مِنْ اَخِیْہِ سَیِّئَۃً فَسَتَرَھَا اِلَّا اُدْخِلَ الْجَنَّۃَ ۔(کنز العمال جلد 3' صفحہ 145)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو آدمی اپنے بھائی کی کوئی برائی دیکھ کر اس کی پردہ پوشی کر دے تو وہ جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

1..... عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُھُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ اَلرَّحِمُ شُجْنَۃٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَمَنْ وَصَلَھَا وَصَلَہُ اللّٰہُ وَمَنْ قَطَعَھَا قَطَعَہُ اللّٰہُ ۔(ترمذی جلد 2 صفحہ 14)

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم فرماتا ہے تم لوگ زمین والوں پر رحم کرو تو تم لوگوں پر آسمان والا رحم فرمائے گا۔ رشتہ داری رحمٰن سے تعلق رکھنے والی ایک شاخ ہے تو جو شخص اس کو ملائے گا' اللہ تعالیٰ اس کو ملائے گا اور جو شخص اس کو کاٹے گا اللہ اس کو کاٹ دے گا۔

2..... عَنْ اَنَسٍ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اِلَّا رَحِیْمٌ ۔(کنز العمال جلد 3 صفحہ 94)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنت میں رحم کرنے والا ہی داخل ہوگا۔

3..... عَنْ اَنَسٍ مَنْ قَادَ اَعْمٰی اَرْبَعِیْنَ خُطْوَۃً لَمْ تَمَسَّ وَجْھَہُ النَّارُ ۔(کنز العمال جلد 2 صفحہ 255)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو کسی اندھے کو چالیس قدم ہاتھ پکڑ کر چلائے گا' اس کے چہرے کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔

4..... عَنْ جَرِیْرٍ مَنْ لَّا یُرْحَمُ لَا یَرْحَمُ وَمَنْ لَّا یَغْفِرُ لَا یُغْفَرُ وَمَنْ لَّا یَتُوْبُ لَا یَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَیْہِ ۔(کنز العمال جلد 2 صفحہ 94)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو رحم نہیں کرے گا اس پر رحم نہیں کیا

جائے گا اور جو خطا نہیں بخشے گا اس کی خطا نہیں بخشی جائے گی اور جو توبہ نہیں کرے گا اس کی توبہ نہیں قبول کی جائے گی۔

خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

یاد رکھو! رحم و شفقت اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ محبوب ہے۔ رحم اپنے رشتہ داروں' آدمیوں' جانوروں' سب کے ساتھ اچھا ہے یہاں تک کہ جن چیزوں کو قتل کرنے کا حکم ہے ان کے بارے میں بھی یہ حکم ہے کہ ان کو بے رحمی کے ساتھ مت قتل کرنا بلکہ رحم و شفقت اور اچھائی کے ساتھ قتل کرو۔

اس عنوان کی حدیث نمبر 4 میں جو یہ ہے کہ ''جو رحم نہیں کرے گا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا'' اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ دنیا میں جو آدمی لوگوں پر رحم نہیں کرے گا تو اسی دنیا میں اس پر بھی کوئی رحم کرنے والا نہیں ہوگا۔

چنانچہ تاریخ اس قسم کے واقعات پہ شاہد ہے کہ بڑے بڑے خونخوار ظالموں کا اس دنیا میں یہ انجام ہوا ہے کہ وہ مجبور و لاچار ہو کر در بدر لوگوں سے رحم و کرم کی بھیک مانگتے مانگتے مر گئے مگر ان پر ترس کھا کر رحم کرنے والا نہیں ملا۔

اور دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ جو دنیا میں لوگوں پر رحم نہیں کرے گا قیامت کے دن اللہ بھی اس پر رحم نہیں فرمائے گا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

سخاوت کی فضیلت

سخاوت بھی جنت میں لے جانے والے اعمال میں بہت ممتاز ہے۔ اس کے بارے میں بھی چند حدیثوں کی تجلیاں دیکھئے!

1..... عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ السَّخِیُّ قَرِیْبٌ مِّنَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْجَنَّۃِ قَرِیْبٌ مِّنَ النَّاسِ بَعِیْدٌ مِّنَ النَّارِ وَالْبَخِیْلُ بَعِیْدٌ مِّنَ اللّٰہِ بَعِیْدٌ مِّنَ الْجَنَّۃِ بَعِیْدٌ مِّنَ النَّاسِ قَرِیْبٌ مِّنَ النَّارِ وَالْجَاھِلُ السَّخِیُّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ عَابِدٍ بَخِیْلٍ ۔(ترمذی جلد 2 صفحہ 18)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: سخی اللہ سے

Scanned with CamScanner

قریب ہے۔ جنت سے قریب ہے تمام لوگوں سے قریب ہے جہنم سے دور ہے اور کنجوس اللہ سے دور ہے، جنت سے دور ہے، لوگوں سے دور ہے، جہنم سے قریب ہے اور جاہل سخی عابد بخیل سے زیادہ اللہ کو پیارا ہے۔

2...... عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّخَاءُ شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ فَمَنْ كَانَ سَخِيًّا اَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْهَا فَلَمْ يَتْرُكْهُ الْغُصْنُ حَتّٰى يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَالشُّحُّ شَجَرَةٌ فِي النَّارِ فَمَنْ كَانَ شَحِيْحًا اَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْهَا فَلَمْ يَتْرُكْهُ الْغُصْنُ حَتّٰى يُدْخِلَهُ النَّارَ ۔(مشکوٰۃ جلد ا صفحہ 167)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: سخاوت جنت میں ایک درخت ہے تو جو شخص (دنیا میں) سخی ہوگا وہ اس درخت کی ایک شاخ کو پکڑے گا تو وہ شاخ اس کو نہیں چھوڑے گی یہاں تک کہ اس کو جنت میں داخل کر دے گی اور بخیلی جہنم میں ایک درخت ہے تو جو شخص (دنیا میں) بخیل ہوگا وہ اس درخت کی ایک شاخ کو پکڑے گا تو وہ شاخ اس کو نہیں چھوڑے گی، یہاں تک کہ اس کو دوزخ میں ڈال دے گی۔

3...... عَنْ اَبِیْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ خِبٌّ وَّلَا بَخِيْلٌ وَّلَا مَنَّانٌ ۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ جلد ا صفحہ 165)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں کمینی خصلت والا، بخیل اور احسان جتانے والا نہیں داخل ہوگا اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

4...... وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ لَا يَجْتَمِعَانِ فِيْ مُؤْمِنٍ الْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ ۔

(مشکوٰۃ جلد ا، صفحہ 165)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو خصلتیں مومن میں جمع نہیں ہوں گی کنجوسی اور بداخلاقی۔

احادیث سے ثابت شدہ امور

1...... احادیث مذکورہ بالا اور دوسری حدیثوں سے ظاہر ہے کہ سخاوت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند اور کنجوسی بہت ہی ناپسند ہے اور اللہ تعالیٰ سخی کو جنت عطا فرمائے گا اور کنجوس کو جہنم میں بھیج دے گا۔

2...... اس عنوان کی حدیث نمبر 3 میں جو یہ آیا ہے کہ لچے، کنجوس، احسان جتانے والے جنت میں نہیں داخل ہوں گے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک یہ لوگ ان تینوں صفتوں کے ساتھ آلودہ رہیں گے۔ جنت میں نہیں جائیں گے اور جب یہ لوگ ان بری خصلتوں سے پاک ہو جائیں گے تو جنت میں جائیں گے اور بری خصلتوں سے پاک ہونے کی دو صورتیں ہیں یا تو مرنے سے پہلے ان بری خصلتوں سے توبہ کر لیں یا یہ کہ جہنم میں یہ لوگ اپنے گناہوں کے برابر جل لیں۔ بہرحال جب توبہ کر کے یا اپنے گناہوں کے برابر جہنم میں جل کر ان بری خصلتوں سے پاک ہو جائیں گے تو پھر صاحب ایمان ہونے کی وجہ سے جنت میں جائیں گے۔

3...... اس عنوان کی حدیث نمبر 4 کا یہ مطلب ہے کہ مومن میں کنجوسی اور بداخلاقی یہ دونوں بری خصلتیں یہ ایک وقت جمع نہیں ہوں گی۔ مومن اگر ''کنجوس'' ہوگا تو ''بداخلاق'' نہیں ہوگا اور اگر ''بداخلاق'' ہوگا تو ''کنجوس'' نہیں ہوگا اور جس مسلمان کو دیکھو کہ کنجوس بھی ہے اور بداخلاق بھی تو اس حدیث کی روشنی میں یہ سمجھ لو کہ اس شخص کے ایمان میں کچھ نہ کچھ فتور ضرور ہے۔

یاد رہے! بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی کبھی اپنے بندوں کی سخاوت اور کنجوسی کا امتحان بھی لیا کرتا ہے۔ اس لئے جب کوئی سائل تمہارے دروازے پر آئے تو ہمیشہ اس کا خیال رکھو کہ کہیں خدا کی طرف سے میرا امتحان تو نہیں ہو رہا۔

(بہشت کی کنجیاں)

Scanned with CamScanner

(24)

بیت المقدس کے فضائل

مصنف قلیوبی کہتے ہیں کہ میں نے ان فضائل کو متعدد مقامات سے چنا ہے' پس اسی بیت المقدس میں حضرت زکریا علیہ السلام' حضرت یحییٰ علیہ السلام' حضرت ابراہیم علیہ السلام' حضرت سارہ کو حضرت اسحٰق علیہ السلام' حضرت یعقوب علیہ السلام کو بزرگی ملی اور حضرت مریم علیہا السلام کو تمام عالم کی عورتوں پر برگزیدگی کی بشارت دی گئی اور ان کے واسطے خرما کے درخت کا اگانا اور اس کا پختہ خرما پھلنا اور حضرت مریم علیہا السلام کے پیٹ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا اور ان کی ولادت اور گہوارہ میں کلام کرنا اور بچپن میں ان کو نبوت اور حکم کا عطا ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا اور ان سے عجیب و غریب باتوں کا صدور ہونا۔ پرند میں ان کا دم کرنا' ان پر مائدہ کا اترنا' روح القدس (جبرائیل علیہ السلام) سے ان کی مدد کرنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جدہ (نانی) کا مریم علیہا السلام کے لئے دعا کرنا اور ان کا آسمان کی طرف اٹھانا اور آسمان سے ان کا نزول اور دجال کو ان کا مار ڈالنا اور بیت المقدس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں کا دفن ہونا۔ جیسا کہ کہا گیا ہے غرضکہ یہ سب باتیں بیت المقدس ہی میں ظاہر ہوئیں اور اسی بیت المقدس میں حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اور فرشتے حضرت داؤد علیہ السلام پر محراب میں داخل ہوئے اور ان کے واسطے لوہے کا نرم کرنا اور پہاڑوں اور پرندوں کا ان کے ساتھ مسخر کرنا اور حضرت داؤد علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کا پرندوں کی بولی سمجھنا اور حضرت زکریا علیہ السلام کا حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت اور مریم علیہا السلام کے پاس غیر

Scanned with CamScanner

اوقات اور غیر فصل میں میوؤں کا پایا جانا اور بیت المقدس کا دخول دجال اور یاجوج ماجوج سے محفوظ ہونا اور تابوت اور سکینہ کا بیت المقدس میں داخل ہونا اور ان کا وہاں سے اٹھانا اور سلسلہ (زنجیر) کا بیت المقدس کی طرف اترنا اور اس سے اس کا اٹھانا اور رسول اکرم ﷺ کو اس کی طرف سیر کرانا اور وہاں سے آسمان کی طرف آپ کا چڑھنا پھر اس کی جانب آپ ﷺ کا واپس آنا اور اسی میں آپ ﷺ کا انبیاء علیہم السلام وغیرہم کو نماز پڑھانا اور امامت کرنا اسی میں آپ ﷺ کا حور عین کو دیکھنا اور آپ کا مالک داروغہ جہنم کو دیکھنا اور آپ ﷺ کے واسطے جنت کی آرائش کرنا جو شخص بیت المقدس میں سکونت کرے اس کے لئے فرشتوں کا سفارش کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا ہر روز بیت المقدس کے رہنے والوں کی طرف خیر اور بھلائی سے دیکھنا۔ گناہوں کا معاف کرنا اور ان کی روزیوں کا آسان کرنا اور ان پر جنت کے دروازے کھولنا۔ اس کی طرف نزول نور اور رحمت کی وجہ سے ابر کا روشن ہونا اور اس کے مقابل میں آسمان سے دروازہ کشادہ ہونا اور جو شخص اس میں نماز پڑھے یا جو شخص اس میں صدقہ کرے یا جو کوئی اس کی زیارت کرے اور اس میں نماز پڑھے اگرچہ ایک ہی دن ہو۔ اس کے گناہوں کا معاف کیا جانا۔ اس میں ایک نماز اس کے غیر میں پانچ سو نمازوں کے ثواب کے برابر ہے۔ علاوہ مسجد حرام اور مسجد مدینہ کے اور بعض نے کہا کہ پانچ سو سے بھی زیادہ ہے اور منکر و نکیر دونوں فرشتوں کا سوال نہ ہونا اور قبر کا تنگ نہ ہونا۔ اس کے واسطے جو بیت المقدس میں دفن کیا جائے اور اس کے گناہ بخشے جانا اور حضرت ابراہیم اور لوط علیہم السلام کا اپنی قوم سے نجات پانا اور بیت المقدس میں اس صخرہ (پتھر) کا پایا جانا جو جنت کا ہے اور وہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تمام انبیاء کا قبلہ ہے۔ ایسا ہی کہا گیا ہے اور ہر روز بیت المقدس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو تسبیح (سبحان اللہ) اور تہلیل (لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ) کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں پھر اس سے نکلتے ہیں پس روز قیامت تک اس کی طرف واپس نہیں آتے اور بیت المقدس حضرت اسرافیل علیہ السلام کے صور میں پھونکنے کا مقام ہے اور اس کا صخرہ وہ مقام قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں واستمع یوم ینادِ

المناد الآیہ۔ یعنی جس دن پکارنے والا پکارے گا اس کو سنو تا آخر آیت۔ یعنی وہ پکارنے والا کہے گا کہ اے سڑی ہڈیو اور اے ٹکڑے ٹکڑے ہونے والی کھالو اور اے جدا ہونے والے بالو بیشک اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ جمع ہو جاؤ اور حساب کے واسطے آؤ۔

اس بارے میں روایات

☆...... حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شہروں میں سے چار شہروں کا انتخاب کیا۔ مکہ معظمہ اس کو بلد بھی کہتے ہیں۔ مدینہ منورہ اور اس کو نخلہ بھی کہتے ہیں۔ بیت المقدس اور اس کا زیتونہ نام بھی رکھا گیا ہے۔ دمشق اور اس کو تینیہ بھی کہتے ہیں اور سرحدوں میں سے چار کو منتخب کیا۔ اسکندریہ مصر' قزوین خراسان' عبادان عراق' عسقلان شام اور چشموں میں سے چار کا انتخاب کیا۔ دو چشمے جاری ہیں اور وہ دونوں چشمہ نیساں اور چشمہ سلوان ہیں اور دو چشمے سوتے والے اور جوش مارنیوالے ہیں۔ چشمہ زمزم اور چشمہ عکا اور نہروں میں سے چار نہروں کو چنا سیحان' جیحان' فرات اور نیل مصر۔

☆...... جو شخص رات کو پانی پینے سے ڈرے پس اس کو چاہئے کہ کہے کہ اے پانی بیشک بیت المقدس کا پانی تجھ کو سلام کہتا ہے پس اس کو وہ پانی نقصان نہ کرے گا۔

☆...... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کرنا چاہا تو اس نے ہوا کو پانی کی طرف بھیجا' چنانچہ ہوا نے اس کو مسح کیا اور اس پر گزری۔ اس سے جھاگ ظاہر ہوا۔ اس کو چار قسم پر تقسیم کیا' چنانچہ ایک قسم سے مکہ معظمہ پیدا کیا اور ایک قسم سے مدینہ منورہ اور ایک قسم سے بیت المقدس اور ایک قسم سے کوفہ کو پیدا کیا۔ ایسا ہی فرمایا گیا ہے پس اس کو اس کے محل میں دیکھنا چاہئے۔ (نوادر القلیوبی)

(25)

قیمتی خزانہ اور ایک مردِ درویش

حضرت سیّدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی' حضرت سیّدنا ذوالکفل رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ''میں نے حضرت سیّدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے سنا: ''مغربی پہاڑیوں میں ایک پہاڑ کی چوٹی پر میری ملاقات ایک عابد سے ہوئی جو سر جھکائے بیٹھا تھا میں نے سلام کیا' اس نے جواب دیا۔ میں نے پوچھا: ''تم اس ویران جگہ میں کیوں رہتے ہو؟'' کہا: ''میرے پاس نہایت قیمتی سرمایہ ہے جسے بچانے کے لئے میں آبادی سے دور آ گیا ہوں میں چاہتا ہوں کہ اپنا یہ خزانہ اس ویران جگہ میں دفنا دوں۔'' میں نے کہا: ''آخر تمہارے پاس ایسا کون سا قیمتی خزانہ ہے جس کی تمہیں اتنی فکر ہے؟''

اس نے کہا: ''توحید کا قیمتی ہار اور اخلاص کا گوہر نایاب میرا قیمتی خزانہ ہے۔'' میں نے کہا: ''اگر تم لوگوں سے انس و محبت رکھتے ہو تو کیا حرج تھا؟'' کہا: ''میں لوگوں سے بھاگ کر اس کی طرف آ گیا ہوں جس کی طرف تمام امیدوار آتے ہیں۔ میں اپنے پاک پروردگار کو بہت محبت و کرم کرنے والا پاتا ہوں' لہٰذا میں اسی کی طرف امید لگائے بیٹھا ہوں۔'' پھر اس نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور ''انت انت یعنی تو ہی تو ہے۔'' کی صدائیں بلند کرنے لگا۔ اس کی دیکھا دیکھی میں بھی آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔ جب دوبارہ میں نے اسے دیکھنا چاہا تو وہ موجود نہ تھا۔ (عیون الحکایات)

حقیقی عزت و بادشاہت

حضرت سیّدنا ریاشی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے' میں نے حضرت سیّدنا اصمعی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ

Scanned with CamScanner

فرماتے سنا: خلیفہ عبدالملک بن مروان حج کے دنوں میں اپنے وزیروں، مشیروں اور امراء کے ساتھ مکۂ مکرمہ زادھا اللہ شرفاو تعظیما میں بڑی شان وشوکت سے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک حضرت سیّدنا عطاء بن رباح رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے، خلیفہ انہیں دیکھتے ہی استقبال کے لئے کھڑا ہو گیا، بڑے ادب واحترام سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے تخت پر بٹھایا اور خود سامنے بیٹھ گیا پھر عرض گزار ہوا: ''حضور! اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی حاجت ہے تو ارشاد فرمایئے۔'' خوف خدا وعشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت سے مالا مال مبلغ حضرت سیّدنا عطاء بن رباح رحمۃ اللہ علیہ نے نیکی کی دعوت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے خلیفہ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں مہاجرین وانصار کی اولاد کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ڈر بے شک تو انہی کی وجہ سے اس مجلس میں بیٹھا ہے۔ اے خلیفہ! سرحد والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر! بے شک یہ مسلمانوں کے قلعے ہیں۔ ان کے معاملات حل کیا کر! بے شک تجھ اکیلے سے ان سب کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی جو سائل تیرے دروازے پر آئیں ان سے غفلت نہ برتنا، ان کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے خوب ڈر اور اپنے دروازے سائلین کے لئے بند مت کر۔'' نیکی کی دعوت سن کر خلیفہ نے کہا: ''آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جو حکم فرمایا میں اس پر ضرور عمل کروں۔'' جب آپ رحمۃ اللہ علیہ واپس جانے لگے تو خلیفہ نے آپ کا دامن تھام کر کہا: ''اے ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ! آپ نے دوسروں کی حاجات کے متعلق سوال کیا ہے ہم انہیں پورا کریں گے۔ آپ اپنی بھی کسی حاجت کے متعلق ارشاد فرمائیں۔'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہوئے دربار شاہی سے واپس تشریف لے گئے: ''اے خلیفہ! مجھے مخلوق سے کوئی حاجت نہیں۔'' خلیفہ نے درباریوں سے مخاطب ہو کر کہا: ''خدا کی قسم! یہ ہے حقیقی عزت، یہ ہے حقیقی بادشاہت۔'' (ایضا)

آفریں اہل محبت کے دلوں کو اے دوست!
ایک کوزے میں لئے بیٹھے ہیں دریا تیرا
اتنی نسبت بھی مجھے دونوں جہاں میں بس ہے
تو مرا مالک و مولیٰ ہے میں بندہ تیرا

(26)

بیوہ عورت کی فریاد

مورخین نے کتب تاریخ میں لکھا ہے کہ ایک عورت، اللہ کے نبی حضرت داود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! آپ کا پروردگار عادل ہے یا ظالم؟ حضرت داود علیہ السلام نے فرمایا: تیرا ناس ہو اے خاتون! تو کیا بات کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو سراسر عدل وانصاف ہے، وہ ذرہ برابر بھی کسی پر ظلم نہیں کرتا ہے پھر اس سے پوچھا: تم ایسا کیوں کہہ رہی ہو، تمہارا قصہ کیا ہے؟ اس عورت نے اپنا قصہ بیان کرنا شروع کیا: اے اللہ کے نبی! میں ایک بیوہ عورت ہوں، میری تین بچیاں ہیں جن کی پرورش میں اپنے ہاتھ سے سوت کات کات کے کرتی ہوں۔ میں دن بھر اور بعض اوقات راتوں کو جاگ کر سوت کاتتی ہوں۔ گزشتہ روز میں اپنا کتا ہوا سوت ایک سرخ کپڑے میں باندھ کر اسے بیچنے کے لئے بازار جانا چاہتی تھی تاکہ اس کی آمدنی سے بچیوں کے کھانے پینے کا بندوبست کروں لیکن اچانک ایک پرندہ مجھ پر ٹوٹ پڑا اور سرخ کپڑے کا ٹکڑا جس میں میں نے سوت باندھ رکھا تھا، اسے گوشت کا ٹکڑا سمجھتے ہوئے لے اڑا۔ میں یونہی حسرت ویاس سے ہاتھ ملتے رہ گئی۔ اب میرے پاس کچھ بھی نہیں کہ اپنی بچیوں کو کھانا ہی کھلا سکوں۔

ابھی عورت حضرت داؤد علیہ السلام سے اپنی داستان بیان کر رہی تھی کہ اتنے میں آپ کے دروازے پر دستک ہوئی۔ اللہ کے نبی علیہ السلام نے آنے والے کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اجازت ملتے ہی دس تاجر یکے بعد دیگرے اندر داخل ہوئے جن میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں سو سو دینار تھے۔ تاجروں نے عرض

Scanned with CamScanner

کیا: اللہ کے نبی! ہمارے ان دیناروں کو ان کے مستحق تک پہنچا دیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے ان سے پوچھا: ''میرے پاس یہ مال حاضر کرنے کا سب کیا ہے؟''

اور غیبی امداد

تاجروں نے جواب دیا: ''اللہ کے نبی! ہم سب ایک کشتی میں سوار تھے۔ اتفاقاً ایک زوردار آندھی آئی جس سے ہماری کشتی میں ایک جانب سوراخ ہو گیا اور پانی کشتی میں داخل ہونا شروع ہو گیا۔ موت ہمیں سامنے نظر آ رہی تھی۔ ہم نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں اس طوفان سے نجات دے دے تو ہر شخص سو سو دینار صدقہ کرے گا۔ اب پانی کشتی میں تیزی سے داخل ہونے لگا۔ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہ تھی جس سے اس سوراخ کو بند کر سکیں۔ ادھر ہم نے نذر مانی، ادھر اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد کا بندوبست کر دیا۔ ایک بہت بڑا پرندہ منڈلاتا ہوا کشتی کے اوپر آ گیا۔ اس کے پنجے میں ایک سرخ رنگ کی پوٹلی تھی۔ اس نے دیکھتے ہی دیکھتے پوٹلی کشتی میں پھینک دی۔ ہم نے لپک کر اس پوٹلی کو پکڑا، اس میں کاتا ہوا سوت تھا۔ ہم نے فوراً اس سے کشتی کا سوراخ بند کیا اور اس میں داخل شدہ پانی کو ہاتھوں سے باہر پھینکا۔ تھوڑی دیر بعد طوفان تھم گیا اور یوں ہم موت کے منہ سے واپس آئے ہیں۔ اب یہ صدقے کی رقم آپ کے ہاتھوں میں ہے، آپ جسے چاہیں اسے دے دیں۔''

یہ قصہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام اس بیوہ عورت کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

(رَبٌّ یَتَّجِرُ لَكَ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَتَجْعَلِيْنَهٗ ظَالِمًا؟)

''پروردگار تیرے لئے بحر و بر میں تجارت کر رہا ہے اور تو ہے کہ اسے ظالم گردان رہی ہے؟''

پھر آپ نے وہ دینار اس خاتون کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا:

''جاؤ انہیں اپنی بچیوں پر خرچ کرو۔'' (مجالس النساء)

(27)

راتیں حضور (ﷺ) کی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ چپ چاپ بستر سے اٹھے اور چل دیے۔ آپ ﷺ نے سمجھا کہ میں سوئی ہوئی ہوں حالانکہ میں جاگ گئی تھی۔ آپ ﷺ گھر سے نکلے تو میں بھی (دبے پاؤں) آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑی۔ آپ جنت البقیع میں داخل ہو گئے۔ (وہاں دیر تک) دعا و زاری کرتے رہے جب آپ ﷺ واپس ہونے لگے تو میں جلدی جلدی قدم اٹھاتی آپ ﷺ سے پہلے گھر پہنچ گئی۔ جب آپ ﷺ نے میرا حال جانا تو فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا! تمہارا کیا خیال تھا؟ میرے پاس تو جبرائیل آئے تھے کہ میں بقیع میں جا کر دعا و زاری کروں تاکہ اللہ تعالیٰ ان مدفونین کے گناہ معاف کر دے۔ (ملخص نسائی)

☆...... جب رات ہوتی اور گھر کے لوگ سو جاتے تو رحمۃ للعالمین ﷺ کبھی چپ چاپ بستر سے اٹھتے اور دعا و مناجات الٰہیہ میں مصروف ہو جاتے۔ آپ ﷺ بڑے اہتمام کے ساتھ رحمت خداوندی کو متوجہ کراتے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات جو میری آنکھ کھلی تو میں نے آپ ﷺ کو بستر پر نہ پایا۔ میں نے خیال کیا کہ شاید آپ ﷺ کسی اور بیوی کے حجرے میں تشریف لے گئے ہیں۔ اندھیرے میں ہاتھ سے اِدھر اُدھر ٹٹولا تو دیکھا کہ جبین اقدس خاک پر ہے اور آپ ﷺ دعا و زاری میں مصروف ہیں۔ مجھے اپنے شبہ پر ندامت ہوئی میں نے دل میں کہا: ''سبحان اللہ ہم کس خیال میں ہیں اور آپ ﷺ کس عالم میں۔ (نسائی)

Scanned with CamScanner

ہمارے حضور (ﷺ) کی گریہ وزاری

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ تمام رات روتے رہے اور صبح تک نماز میں یہ آیت تلاوت فرماتے رہے:

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

ترجمہ: ''اگر تو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو معاف کرے تو تو غالب حکمت والا ہے۔'' (مسلم احمد)

ابن مردویہ میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عطا، حضرت ابن عمر، حضرت عبیدہ بن عمیر رضی اللہ عنہم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور عرض کیا ہم یہ پوچھنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں کہ سب سے زیادہ عجیب بات جو آپ نے رسول اللہ ﷺ کی دیکھی ہو وہ ہمیں بتاؤ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر رونے لگیں اور فرمانے لگیں۔ آپ ﷺ کے تو تمام کام عجیب تر تھے۔ (اب آپ نے سوال کیا ہے تو میں ایک واقعہ سناتی ہوں۔)

تباہی ہے اُس شخص کے لئے

ایک رات میری باری تھی۔ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرے ہاں سوئے پھر مجھ سے فرمانے لگے: ''عائشہ رضی اللہ عنہا! میں اپنے رب کی کچھ عبادت کرنا چاہتا ہوں، مجھے جانے دے۔'' میں نے عرض کی: ''اللہ کے رسول ﷺ، خدا کی قسم میں آپ کا قرب چاہتی ہوں اور یہ بھی میری تمنا ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کریں۔'' اب آپ ﷺ اٹھے، مشک سے پانی لے کر وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے پھر (قیام میں) جو رونا شروع کیا اتنا روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تربتر ہو گئی پھر سجدے میں گئے (یہاں بھی) اتنا روئے کہ انسوؤں سے زمین تر ہو گئی۔ (نماز کے بعد) کروٹ کے بل لیٹ کر روتے رہے یہاں تک کہ بلال رضی اللہ عنہ آئے اور آپ ﷺ کو نماز کے لئے بلایا۔ بلال رضی اللہ عنہ نے جب آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو عرض کیا:

''اے اللہ کے سچے رسول! آپ ﷺ کیوں رو رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اول آخر کے تمام گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: بلال میں کیوں نہ روؤں؟ آج رات مجھ پر یہ آیت اتری ہے۔

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ......الخ

تباہی ہے اس شخص کے لئے جو اسے پڑھے اور پھر غور و فکر نہ کرے۔ (ابن کثیر)

(آئندہ صفحات میں یہ تمام آیات درج ہیں۔)

عبد بن حمید کی تفسیر میں یہ بھی ہے کہ جب ہم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے ہم نے سلام کیا۔ آپ نے پوچھا: تم کون لوگ ہو؟ ہم نے اپنے نام بتائے۔ (جو اوپر بیان ہو چکے ہیں) روایت کے آخر میں یہ بھی فرمایا: ''نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنی داہنی کروٹ رخسار کے نیچے ہاتھ رکھ کر لیٹے اور روتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے آنسوؤں سے زمین تر ہو گئی۔'' حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے دریافت کرنے پر آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں اور آیات کے نازل ہونے کے بارے میں عذاب النار تک آپ نے تلاوت کی۔

بیدار ہوتے ہی تلاوت آیات کا سلسلہ

صحیح بخاری شریف کی ایک روایت کے مطابق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رات کے ایک پچھلے پہر میں نے آپ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ بیدار ہوئے اور آنکھیں ملتے ہوئے اٹھے پھر آسمان کی طرف نگاہ کر کے یہ آیات پڑھیں:

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا

فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّىْ لَاۤ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِىْ سَبِيْلِىْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِى الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۟ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (آل عمران آیت 190 تا 200)

بلاشبہ آسمان و زمین کی خلقت میں اور رات دن کے ایک کے بعد ایک آتے رہنے میں اہل عقل کے لئے بڑی ہی نشانیاں ہیں ان کے لئے جو کھڑے، بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر خدا کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمان و زمین کی خلقت میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں۔ ان کی دعا یہ ہوتی ہے کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ کارخانۂ حیات بے مقصد نہیں پیدا کیا تو اس بات سے پاک ہے کہ کوئی عبث کام کرے۔ (خدایا) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اے ہمارے رب جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا تو بلاشبہ اس کو تو نے رسوا کر دیا اور ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہیں ہوگا۔ اے ہمارے

ربّ ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا جو ایمان کی طرف بلا رہا تھا وہ کہہ رہا تھا کہ (لوگو) اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ' تو ہم ایمان لائے۔ اے ہمارے ربّ ہمارے گناہوں کو بخش دے' ہماری برائیاں مٹا دے اور ہمیں موت اپنے وفادار بندوں کے ساتھ دے۔ اے ہمارے ربّ اور ہمیں وہ سب کچھ عطا کر جس کا تو نے اپنے رسولوں کی زبانی ہم سے وعدہ فرمایا تھا اور قیامت کے دن ہمیں ذلت و خواری نصیب نہ فرما۔ بلاشبہ تو ہی ہے کہ تیرا وعدہ کبھی خلاف نہیں ہو سکتا۔

حضور علیہ السلام کی التجاؤں کا جواب

میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع کرنے والا نہیں ہوں خواہ مرد ہو یا عورت تم سب ایک دوسرے کے ہم جنس ہو۔ لہٰذا جن لوگوں نے میری خاطر اپنے وطن چھوڑے اور میری راہ میں اپنے گھروں سے نکالے گئے اور ستائے گئے اور میرے لئے لڑے اور مارے گئے ان سب کے قصور میں معاف کر دوں گا اور انہیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی یہ ان کی جزا ہے اللہ کے ہاں اور بہترین جزا اللہ ہی کے پاس ہے۔ اے نبی ﷺ! دنیا کے ملکوں میں خدا کے نافرمان لوگوں کا چلنا پھرنا تمہیں کسی دھوکے میں نہ ڈال دے یہ محض چند روزہ زندگی ہے' تھوڑا سا لطف ہے پھر یہ سب جہنم میں ڈالے جائیں گے جو بدترین جائے قرار ہے۔ برعکس اس کے جو لوگ اپنے ربّ سے ڈرتے ہوئے زندگی بسر کرتے ہیں ان کے لئے ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان باغوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ کی طرف سے یہ سامان ضیافت ہے جو ان کے لئے ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے' بلاشبہ لوگوں کے لئے ہے وہی سب سے بہتر ہے۔ اہل کتاب میں بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کو مانتے ہیں۔ اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو تمہاری طرف بھیجی گئی ہے اور اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو

Scanned with CamScanner

اس سے پہلے خود ان کی طرف بھیجی گئی تھی۔ اللہ کے آگے جھکے ہوئے ہیں اور اس کی آیات کو تھوڑی سی قیمت پر بیچ نہیں دیتے۔ ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور اللہ حساب چکانے میں دیر نہیں لگاتا۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو صبر کرو اور تھام رکھو ایک دوسرے کو (اور دشمن سے جہاد کے لئے) ہمیشہ مستعد رہو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم کامیاب ہو سکو۔'' (ابن کثیر)

یقین و ایمان سے بھرپور دعائے نبوی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ رات کو تہجد پڑھنے کے لئے اٹھتے تو آپ ﷺ یہ الفاظ بھی پڑھتے جو سراپا باأثر اور روحانیت میں ڈوبے ہوئے ہیں:

اللهم لك الحمد انت قيم السموٰت والارض ومن فيهن ولك الحمد انت نور السموٰت والارض ومن فيهن ولك الحمد انت ملك السموت والارض ومن فيهن ولك الحمد. انت الحق ووعدك الحق ولقاءك حق وقولك حق والجنة حق والنار حق والنبيون حق و محمد حق والساعة حق، اللهم لك اسلمت وبك امنت وعليك توكلت واليك انبت وبك خاصمت واليك حاكمت فاغفرلي ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت وما انت اعلم به مني انت المقدم وانت المؤخر لا اله الا انت ولا اله غيرك . (بخاری، مسلم)

''یا الٰہی تیرے ہی لئے ہے سب تعریف، تو ہی تو قائم رکھنے والا ہے آسمان اور زمین کا اور جو ان میں ہیں، اور تیرے ہی لئے ہے سب تعریف اور تو ہی روشن کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو ان میں ہیں اور تیرے ہی لئے ہے سب تعریف تو ہی بادشاہ آسمانوں اور زمین کا اور جو ان میں ہے اور تیرے ہی لئے ہے سب تعریف تو ہی ثابت ہے (کبھی معدوم نہ ہوگا) اور

وعدہ تیرا دنیا اور آخرت کے متعلق حق ہے اور ملاقات تیری (آخرت میں) حق ہے اور کلام تیرا حق ہے اور بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور سب نبی (تیرے فرستادہ) حق ہیں، اور محمد ﷺ حق ہیں اور قیامت حق ہے یا الٰہی تیرے واسطے میں تابعدار ہوا اور تیرے ساتھ میں ایمان لایا اور تجھ پر میں نے بھروسہ کیا اور تیری طرف میں نے رجوع کیا اور تیری مدد سے جھگڑتا ہوں میں (دشمنوں سے) اور تیری طرف فریادی ہوں میں، پس بخش میرے لئے وہ گناہ کہ میرے اگلوں نے کئے اور وہ گناہ کہ پیچھے ہوں مجھ سے اور جو پوشیدہ ہوئے اور ظاہر کئے اور وہ گناہ کہ تو ان کو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو ہی آگے کرنے والا اور پیچھے ڈالنے والا معبود صرف تو ہی ہے اور نہیں کوئی معبود سوائے تیرے۔'' (بخاری، مسلم)

(مقام فکر ہے کہ وہ پاک ہستی کہ جس کے دامن اقدس میں کوئی گناہ ہے ہی نہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ یہ بشارت بھی کئی بار دے چکا ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کے سبب سے آپ کے پہلوں اور پچھلوں کے بھی سب گناہ معاف کر دیئے۔ وہ راتوں کو اٹھ کر کیسے گڑگڑا کر آنسو بہا کر خدا سے بخشش مانگتے ہیں اور ہم جو سر سے پاؤں تک گناہوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ہماری آنکھیں کبھی اس کے خوف سے نہیں روئیں۔ رات کا رونا اور نماز پڑھنا ایک طرف، آج امت فرضی نمازوں سے بھی باغی ہے۔ یا للعجب!)

وہ تھے کس منزل میں اور تو کون سی منزل میں ہے
شرم سے گڑ جا اگر احساس تیرے دل میں ہے

Scanned with CamScanner

(28)

اندھے بہرے اور کوڑھی کی کہانی

پیارے نبی علیہ السلام کی زبانی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کے تین آدمی ایک کوڑھی یعنی برص والا' دوسرا گنجا' تیسرا اندھا تھا اللہ تعالیٰ نے ان تینوں کے امتحان کا ارادہ فرمایا تو ان تینوں کے پاس ایک فرشتے کو بھیج دیا چنانچہ وہ فرشتہ سب سے پہلے برص والے کوڑھی کے پاس آیا اور اس سے کہا: دنیا میں تم کو سب سے زیادہ کون سی چیز محبوب ہے؟ اس نے کہا: اچھا رنگ اچھی کھال اور امیری اور یہ بیماری چلی جائے جس کی وجہ سے تمام لوگ مجھ سے گھن کرتے ہیں۔ یہ سن کر فرشتے نے اس سے پوچھا: تمہیں کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: ''اونٹ'' تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو ایک گابھن اونٹنی عطا کر دی گئی اور فرشتہ یہ کہہ کر اس کے پاس سے چل دیا کہ اللہ تعالیٰ تم کو برکت عطا فرمائے۔

پھر یہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور کہا کہ دنیا میں تم کو سب سے زیادہ کون سی چیز محبوب ہے؟ اس نے کہا: حسین بال اور میری یہ بیماری چلی جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ یہ سن کر فرشتے نے اس کے سر کے اوپر ہاتھ پھیر دیا تو دم زدن میں اس کی بیماری جاتی رہی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو نہایت ہی حسین بال عطا کر دیئے گئے۔ اس کے بعد فرشتے نے پوچھا: تمہیں کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: ''گائے'' تو اس کو ایک گابھن گائے عطا کر دی گئی اور فرشتہ یہ کہہ کر چل دیا کہ اللہ تم کو

برکت دے۔

اس کے بعد یہ فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور کہا: دنیا میں تم کو کونسی چیز سب سے زیادہ محبوب ہے؟ اس نے کہا: بس یہی کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی کو واپس عطا فرما دے تا کہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ یہ سن کر فرشتے نے اس کے اوپر ہاتھ پھیر دیا تو وہ فوراً ہی بینا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی واپس لوٹا دی۔ پھر فرشتے نے کہا: تم کو کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: ''بکری'' تو اس کو ایک گابھن بکری عطا کر دی گئی۔

اور تینوں کا امتحان شروع ہو گیا

پھر اونٹنی' گائے' بکری تینوں نے بچے دیئے اور ان میں اس قدر برکت ہوئی کہ کوڑھی کے پاس ایک میدان بھر ''اونٹنیاں'' ہو گئیں' گنجے کے پاس ایک میدان بھر کر ''گائیں'' ہو گئیں اور اندھے کے پاس ایک میدان بھر ''بکریاں'' ہو گئیں! پھر کچھ دنوں کے بعد یہی فرشتہ برص والے کوڑھی کے پاس اپنی اسی شکل وصورت میں آیا جس شکل وصورت میں پہلی مرتبہ آیا تھا اور آکر اس نے کہا: میں ایک مسکین آدمی ہوں اور میرے سفر کے تمام ذرائع ختم ہو چکے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مجھے وطن میں پہنچانے والا نہیں ہے۔ میں تم سے اللہ کے نام پر جس نے تمہیں اچھا رنگ اور خوبصورت چمڑا اور اونٹ کی دولت عطا کی ہے۔ ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں کہ اس کے ذریعے میں اپنا سفر تمام کرلوں۔ یہ سن کر کوڑھی نے جواب دیا مجھ پر بہت سے حقوق ہیں (یعنی بہت سے لوگوں کو اور بہت سے کاموں میں دینا ہے) فرشتے نے کہا: میں تم کو پہچانتا ہوں کیا تم کوڑھی نہیں تھے؟ کہ تمہارے برص کی وجہ سے تمام لوگ تم سے نفرت اور گھن کرتے تھے اور تم فقیر تھے تو اللہ تعالیٰ نے تمہاری بیماری دور کر کے تمہیں مال عطا فرما دیا یہ سن کر کوڑھی نے کہا: مجھے تو یہ مال اپنے بزرگوں سے میراث میں ملا ہے۔ فرشتے نے کہا اگر تم جھوٹ بول رہے ہو تو اللہ تعالیٰ پھر تمہیں ویسا ہی کر دے جیسے کہ تم پہلے تھے۔

پھر وہ فرشتہ اپنی اسی پہلی صورت میں گنجے کے پاس آیا اور ویسے ہی سوال کیا جیسے کوڑھی سے سوال کیا تھا اور گنجے نے بھی وہی جواب دیا جو کوڑھی نے دیا تھا تو فرشتہ اس

Scanned with CamScanner

کے پاس سے بھی یہی کہہ کر چل دیا کہ اگر تو جھوٹ بول رہا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا کہ تو پہلے تھا۔

اور نابینا کامیاب ہو گیا

اس کے بعد یہ فرشتہ اپنی پہلی ہی شکل وصورت میں اندھے کے پاس آیا اور کہا: میں ایک مسکین آدمی ہوں اور مسافر ہوں۔ میرے سفر کے تمام ذرائع ختم ہو چکے ہیں۔ اب اللہ کی مدد کے سوا میرے وطن پہنچنے کی کوئی صورت ہی نہیں ہے۔ میں تم سے اس اللہ کے نام پر جس نے دوبارہ تم کو بینائی عطا کی ایک بکری مانگتا ہوں کہ اس کو میں اپنے وطن پہنچنے کا ذریعہ بناؤں۔ یہ سن کر اندھے نے کہا: جی! میں تو اندھا تھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے دوبارہ بینائی عطا فرمادی (تم نے اس اللہ کے نام پر سوال کیا ہے) تو اس میدان میں میری جتنی بکریاں ہیں ان میں جتنی چاہو تم لے جاؤ اور جتنی چاہو چھوڑ جاؤ۔ خدا کی قسم تم اللہ کے نام پر جتنی بھی لے لو گے میں تم سے اس کا مطالبہ کر کے تمہیں مشقت میں نہیں ڈالوں گا۔

یہ سن کر فرشتے نے کہا: تم اپنا مال اپنے پاس ہی رکھو۔ تم تینوں کا امتحان لیا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ تم سے خوش ہو گیا اور تمہارے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہو گیا۔ اس حدیث کو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔ (مشکوٰۃ جلد 1 صفحہ 165)

(29)

دعائے گنج العرش کے فضائل

رسول اکرم ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: مجھ سے جبرائیل علیہ السلام نے کہا: اے محمد ﷺ جس نے اپنی تمام عمر میں ایک مرتبہ ان (مندرجہ ذیل الفاظ) دعا کے ساتھ دعا کی، پس اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اس طرح اٹھائے گا کہ اس کا چہرہ نور سے اس طرح چمکے گا جس طرح چودھویں رات کا چاند اپنے کامل ہونے کی حالت میں چمکتا ہے۔ یہاں تک کہ لوگ گمان کریں گے کہ وہ نبی یا فرشتہ ہے اور ہم تم اس کی قبر پر کھڑے ہوں گے اور اس کے واسطے ایک براق لایا جائے گا، پس وہ اس پر سوار ہو گا۔ حتیٰ کہ وہ بے حساب وعذاب جنت میں داخل ہو گا اور پل صراط پر بجلی کی طرح گزرے گا اگر چہ اس کے گناہ دریاؤں کے پانی اور بارشوں کے قطروں اور درختوں کے پتوں اور ریگ اور پتھروں کے ذرّوں سے بھی زیادہ ہوں اور اس کے لئے ہزار حج اور ہزار عمرہ مقبول کا ثواب لکھا جائے گا اور اگر اس دعا کو خوفزدہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو بے خوف کرے گا، یا پیاسا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو سیراب کرے گا، یا بھوکا پڑھے تو رازق مطلق اس کو کھلائے گا یا ننگا پڑھے تو اللہ جل شانہ اس کو کپڑا پہنائے گا یا مریض پڑھے تو شافی مطلق اس کو شفا دے گا، یا اس دعا کو کوئی شخص بیمار پر یا دنیا وآخرت کی حاجتوں میں سے طالب حاجت پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی مراد کے مطابق اس کی حاجتوں کو پوری کرے گا یا دشمن یا سلطان سے خوف کرنے والا اس کو پڑھے تو اللہ دشمن کے شر سے کفایت کرے گا اور اذیت یا نقصان کے پہنچنے سے اس کو بچائے گا یا قرض دار پڑھے تو اللہ اس کے قرض کو ادا کرے گا اور وہ کسی کا محتاج نہ ہو گا اور اس دعا کو آفت رسیدہ باندھ لے تو وہ اچھا ہو

Scanned with CamScanner

جائے گا یا عورت اس کو باندھ لے تو اس کا شوہر اس سے محبت وعزت سے پیش آئے گا۔ اس دعا کا باندھنے والا جن انس سرکشوں شیطانوں دردوں اور بیماریوں سے محفوظ رہے گا اور اگر وہ غائب ہے تو اپنے اہل وعیال کی طرف سلامتی سے واپس آئے گا۔ اس دعا کے پڑھنے والے کے واسطے ہر وہ شخص استغفار کرے گا جس نے اس کو سنا ہوگا۔ خواہ وہ انسان ہو یا جن یا فرشتہ ہو اور اس کے لئے اس کی عمر میں برکت دی جائے گی اور جس نے اس دعا کو پانچ مرتبہ پڑھا تو وہ اسی رات خواب میں آنحضرت ﷺ کو دیکھے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اس دعا کو رات اور دن میں نہیں پڑھا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے جس ضرورت کے لئے اس دعا کے ساتھ دعا کی وہ پوری ہوئی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں قرآن حفظ کرتا تھا، پس میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یاد نہ ہونے کی شکایت کی، پس آپ ﷺ نے مجھے یہ دعا سکھائی چنانچہ میں نے اس دعا کے ساتھ دعا کی چنانچہ قرآن مجید مجھے یاد ہوگیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اس دعا کو نہیں پڑھا مگر میں اپنے دشمن پر کامیاب ہوگیا اور میں اس کے ذریعے سے بدلا لیتا تھا اور فرمایا: جس نے سورۂ فاتحہ اور سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص (قل ہو اللہ) اور معوذتین (قل اعوذ برب الناس وقل اعوذ برب الفلق) تین مرتبہ پڑھا اور اس دعا کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس شر سے کفایت کرے گا جو وہ پاتا ہے اور حافظ حقیقی اس کو ہر آفت اور ہر ظالم کے شر سے محفوظ رکھے گا اور جو کچھ اس نے طلب کیا ہے وہ اس کو عطا فرمائے گا۔ اس دعا کا باندھنا اس کے پڑھنے کے برابر ہے اور جس نے اس دعا کو اپنے سر کے نیچے رکھا اور سویا تو جو کچھ اس کے مال سے چوری ہوگیا ہے اور جو اس کے غلاموں میں سے بھاگا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس کے پاس واپس کردے گا اور جو کوئی شخص اس دعا کو آب جاری پر پڑھے گا تو ٹھہر جائے گا یا آگ پر پڑھے تو وہ بجھ جائے گی یا پہاڑ پر پڑھے تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اور جس نے اس دعا کو سات مرتبہ پڑھا اور اس کے ذمہ بہت قضا نمازیں ہیں جن کی تعداد و نہیں جانتا تو اللہ تعالیٰ ان نمازوں کو اس کے ذمہ سے ہٹا دے گا اور ہر نماز

کے بدلے اس کے واسطے تین نمازیں لکھے گا اور اور جس نے دو یا چار رکعت نماز پڑھی اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ اور سورہ اخلاص ایک مرتبہ پڑھا اور سلام کے بعد اس دعا کو پڑھا تو وہ اپنا ہر وہ مقصد پائے گا جس کے واسطے اس نے دعا کی ہے۔ خواہ دنیا کے کاموں سے ہو یا آخرت کی حاجتوں سے ہو اور اس دعا میں اس قدر فضائل ہیں جو شمار میں نہیں آسکتے اور اس دعا کی فضیلتوں سے جو کچھ لوگوں نے ذکر کیا ہے اس کو میں نے مختصر کردیا ہے اور اللہ تو: دینے والا ہے اور وہ دعا یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ تین مرتبہ الملك الحق المبين لا اله الا الله الحكم العدل المتين و ربنا ابائنا الاولين لا اله الا انت سبحانك انى كنت من الظالمين ۔ (مکمل دعا عام دستیاب ہے ہم نے ابتدائی حصہ لکھ دیا ہے)۔ وہ بادشاہ حق اور ظاہر ہے۔ سوائے اللہ کے کوئی معبود برحق نہیں ہے وہ حکم کرنے والا اور انصاف کرنے والا اور مضبوط قوت والا ہے۔ اے ہمارے ربّ اور ہمارے اگلے باپ دادوں کے پروردگار کوئی معبود نہیں ہے سوائے تیرے تو پاک ہے میں ظلم کرنیوالوں میں سے ہوں۔ کوئی معبود برحق نہیں ہے مگر اللہ اکیلا اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی کا ملک ہے اور اسی کے لئے تعریف ہے وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے مرے گا نہیں۔ اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور اسی کی طرف پھرنا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اسی سے ہم مدد چاہتے ہیں اور نہ پھرنا ہے اور نہ قوت ہے، مگر اللہ برتر اور بڑے کی مدد سے۔ کوئی معبود نہیں مگر اللہ، اس کی نعمت کے شکر کی وجہ سے، کوئی خدا نہیں ہے، مگر اللہ اس کی ربوبیت کا اقرار کرتا ہوں اور اللہ کے واسطے پاکی ہے۔ اس کی عظمت کی پاکیزگیہ کی وجہ سے۔ اے اللہ تیرے اس نام کے حق کے واسطے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جو جبرائیل علیہ السلام کے بازو پر لکھا ہوا ہے اور اے میرے ربّ تجھی پر بھروسہ کرتا ہوں اور تیرے اس نام کے حق کے ذریعے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جو میکائیل کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے۔ اے میرے ربّ میں تجھ ہی پر توکل کرتا ہوں اور تیرے اس نام کے حق کے واسطہ سے تجھ سے مانگتا ہوں جو اسرافیل کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے۔ اے

میرے رب تجھی پر بھروسہ ہے اور تیرے اس نام کے حق کے واسطہ سے جو عزرائیل علیہ السلام کی ہتھیلی پر لکھا ہوا ہے: اے میرے رب! تجھی پر توکل ہے اور تیرے نام کے حق سے اور تیرے بندوں کے اسرار سے' اے میرے ربّ تجھی پر بھروسہ ہے' اور تیرے اس نام کے حق کے واسطہ سے جس کو آدم علیہ السلام نے سیکھا جبکہ وہ جنت سے نیچے اتارے گئے' پس انہوں نے تجھے پکارا' اور تو نے ان کی دعا قبول فرمائی' اے میرے ربّ تجھی پر توکل ہے اور تیرے اس نام کے حق کے واسطہ سے جس کے ساتھ شیث علیہ السلام نے تجھے پکارا تھا' اے میرے ربّ تجھی پر توکل ہے اور تیرے اس نام کے حق کے واسطہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ تو نے ان فرشتوں کا نام رکھا جو عرش اٹھانے والے ہیں۔ اے میرے ربّ تجھی پر توکل ہے اور تیرے ان ناموں کے حق کے ذریعے تجھ سے سوال کرتا ہوں جو توراۃ اور زبور اور انجیل اور قرآن مجید میں لکھے ہوئے ہیں اور اے میرے پروردگار تجھی پر بھروسہ ہے اور تیرے نام کے حق سے اپنے بندوں پر تیری انتہائی رحمت کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ تجھی پر توکل ہے: اے میرے پروردگار' تیرے کلام کے پورے ہونے کے حق کے واسطہ سے اے میرے ربّ تجھی پر بھروسہ ہے اور تیرے اس نام کے حق کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تجھ کو پکارا تھا' پس تو نے ان پر آگ کو سرد اور سلامتی کے والی کر دیا۔ اے میرے ربّ! تجھی پر توکل ہے اور تیرے اس نام کے حق سے جس سے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے تجھے پکارا تھا پس تو نے ان کو ذبح ہونے سے نجات دی۔ اے میرے پروردگار تجھی پر بھروسہ ہے اور تیرے اس نام کے حق سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ حضرت اسحٰق علیہ السلام نے تجھے پکارا تھا' پس تو نے ان کی حاجت پوری کی۔ تجھی پر توکل ہے: اے میرے ربّ اور تیرے اس نام کے حق کے واسطہ سے جس کے ساتھ حضرت ہود علیہ السلام نے تجھے پکارا تھا۔ علیک یا ربّ' اور تیرے اس نام کے حق سے جس کے ساتھ حضرت یعقوب علیہ السلام نے تجھ سے دعا کی تھی' پس تو نے ان کی بینائی اور ان کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے پاس واپس کر دیا۔ اے میرے ربّ

تجھی پر توکل ہے اور تیرے اس نام کے حق کے واسطہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں' جس کے ساتھ حضرت داؤد علیہ السلام نے تجھے پکارا تھا' پس تو نے ان کو زمین میں خلیفہ بنایا اور ان کے ہاتھ میں لوہے کو نرم کر دیا۔ تجھی پر توکل ہے: اے میرے ربّ اور تیرے اس نام کے حق کے واسطے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تجھے پکارا پس تو نے ان کو زمین کا ملک عطا فرمایا۔ علیک یا رب' اور تیرے اس نام کے حق کے ذریعہ سے تجھ سے مانگتا ہوں جس کے ساتھ حضرت ایوب علیہ السلام نے تجھ سے دعا کی پس تو نے ان کو اس غم سے نجات دی جس میں وہ تھے۔ علیک یا ربّ' اور تیرے اس نام کے حق کے واسطہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے تجھے پکارا' پس تو نے ان کے واسطے مردوں کو زندہ کیا۔ اے میرے ربّ تجھی پر بھروسہ ہے اور تیرے اس نام کے حق کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تجھے پکارا' جبکہ انہوں نے تجھ سے کوہ طور پر کلام کیا تھا۔ علیک یا ربّ' اور تیرے اس نام کے حق کے واسطہ سے تجھ سے مانگتا ہوں جس کے ساتھ بنی اسرائیل نے تجھ کو پکارا تھا' جب کہ انہوں نے دریا سے تجاوز کیا تھا۔ اے میرے ربّ تجھی پر توکل ہے اور تیرے اس نام کے حق کے ذریعے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ حضرت خضر علیہ السلام نے تجھے پکارا تھا' جب کہ وہ پانی پر چلتے تھے۔ علیک یا ربّ' اور تیرے اس نام کے حق کے ذریعہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ محمد ﷺ نے غار کے دن تجھے پکارا تھا' پس تو نے ان کو نجات دی تھی۔ اے میرے ربّ تجھی پر بھروسہ ہے بیشک تو بزرگ اور بڑا ہے اور ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ اچھا وکیل ہے۔ **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔** (انوار محبوبی ترجمہ نوادر قلیوبی)

Scanned with CamScanner

(30)

قاضی شریک کی جرأت و بہادری

حضرت عمر بن ہلیاج بن سعید سے منقول ہے کہ میں حضرت قاضی شریک رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی دوستوں میں سے تھا۔ ایک دن صبح سویرے آپ رحمۃ اللہ علیہ میرے پاس اس حالت میں تشریف لائے کہ چادر اوڑھی ہوئی تھی اور چمڑے کا لباس پہنا ہوا تھا جس کے نیچے قمیص نہ تھی۔ میں نے کہا: ''کیا وجہ ہے کہ آج آپ نے مجلس قضاء منعقد نہیں فرمائی؟'' فرمایا: کل میں نے اپنے کپڑے دھوئے تھے جو ابھی تک سوکھے نہیں' میں ان کے خشک ہونے کا انتظار کر رہا ہوں۔ تم یہاں بیٹھو' ہم کچھ دینی مسائل پر گفتگو کرتے ہیں۔'' حکم پا کر میں بیٹھ گیا تو ہمارے درمیان غلام کے نکاح سے متعلق گفتگو ہونے لگی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''جو غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کر لے اس کا کیا حکم ہے؟ کیا اس بارے میں تمہیں کچھ معلومات ہیں؟'' ابھی سلسلہ کلام جاری تھا کہ ''خیزران'' کی طرف سے مقرر ایک نصرانی (شاہی ملازم کوفہ میں جس کا ہر حکم مانا جاتا تھا اور موسیٰ بن عیسیٰ کو بھی اس کی ہر بات ماننے کا حکم دیا گیا تھا) ہمارے پاس آیا اس کے ساتھ شاہی سپاہی اور دوسرے بہت سے لوگ تھے۔ وہ چراگاہ کی طرف جانے کا ارادہ رکھتا تھا' انتہائی قیمتی جبہ پہنے' ایک طاقتور عجمی گھوڑے پر بڑے شاہانہ انداز سے بیٹھا ہوا تھا۔ قاضی نے دیکھا کہ ایک پریشان حال شخص ہاتھ جوڑے بڑے دردمندانہ انداز میں پکار رہا ہے: ''ہائے! کوئی میری مدد کرے' میں اولاً اللہ تعالیٰ اور پھر قاضی سے انصاف طلب کرتا ہوں۔'' اس سائل کا جسم کوڑوں کی مار سے چھلنی تھا۔ نصرانی (شاہی ملازم) نے قاضی کو سلام کیا قاضی صاحب نے اسے اپنے پاس بٹھالیا۔

زخمی سائل کی فریاد

زخمی سائل نے عرض کی: ''میں پہلے اللہ تعالیٰ کی پھر قاضی صاحب کی پناہ چاہتا ہوں۔ قاضی صاحب! میں کپڑے بنتا ہوں اور میرے جیسے مزدور ماہانہ سو درہم اجرت لیتے ہیں۔ اس نصرانی نے مجھے تقریباً چار ماہ سے قید کر رکھا ہے میں سارا دن کام کرتا ہوں لیکن اجرت میں اتنی کم رقم ملتی ہے کہ بمشکل کھانے کی اشیاء خرید سکتا ہوں۔ میرے گھر والے فقر و فاقہ اور تنگدستی میں مبتلا ہیں' آج موقع پا کر میں قید سے بھاگ آیا تو راستے میں اس نصرانی نے مجھے پکڑ لیا اور اتنا مارا کہ میری ساری پیٹھ لہولہان کر دی۔ خدارا! مجھ پر رحم کیجئے۔'' مظلوم سائل کی یہ درد بھری فریاد سن کر قاضی شریک رحمۃ اللہ علیہ نے نصرانی کو ڈانٹتے ہوئے کہا: ''اے نصرانی! اٹھ اور اپنے مقابل کے سامنے کھڑا ہو جا۔''

نصرانی نے کہا: ''قاضی صاحب اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے' یہ ''خیزران'' کے خادموں میں سے ہے اور بھاگ آیا ہے' اسے قید کر لیجئے۔'' قاضی شریک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''تیرا ناس ہو! جو تجھ سے کہا گیا ہے اس پر عمل کر اور سائل کے برابر کھڑا ہو جا۔'' نصرانی ملازم بادل ناخواستہ سائل کے برابر کھڑا ہوا۔ قاضی صاحب نے فرمایا: ''اس فریادی کی پیٹھ پر یہ زخم کے نشانات کیسے ہیں؟'' کہا: ''قاضی صاحب! اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے میں نے اپنے ہاتھوں سے اسے کوڑے مروائے ہیں' ابھی تو اس کو کم سزا ملی ہے یہ تو اس سے بھی زیادہ سزا کا حق دار ہے' آپ جلدی سے اسے جیل بھجوا دیجئے۔''

شاہی افسر کی پٹائی

یہ سن کر قاضی شریک رحمۃ اللہ علیہ کمرے میں داخل ہوئے' واپسی میں ان کے ہاتھ میں ایک زبردست قسم کا سخت کوڑا تھا۔ آپ نے نصرانی کی پیٹھ سے کپڑا ہٹا کر خوب کوڑے لگائے پھر اس مظلوم فریادی سے کہا: ''تم بے خوف و خطر اپنے اہل و عیال کے پاس چلے جاؤ۔'' وہ دعائیں دیتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ قاضی صاحب نے پھر کوڑا بلند کیا اور پے در پے کئی کوڑے نصرانی کی پیٹھ پر لگاتے ہوئے کہا: ''آئندہ تجھے کسی پر ظلم کرنے کی جرأت نہ ہوگی۔ خدا کی قسم! تو آئندہ کبھی بھی کسی مسلمان پر ظلم نہیں کرے گا' کیونکہ تیری پیٹھ کے زخم تجھے اس بری حرکت

Scanned with CamScanner

سے باز رکھیں گے۔" اس کے رفقاء نے جب اس کی درگت بنتی دیکھی تو اسے چھڑانے کے لئے آگے بڑھے۔ قاضی صاحب نے بآواز بلند فرمایا: "اگر قبیلے کے نوجوان یہاں موجود ہوں تو جلدی سے آئیں اور اس کے دوستوں کو جیل میں ڈال دیں۔" یہ سن کر سارے حمایتی بھاگ گئے اور نصرانی اکیلا رہ گیا۔ قاضی صاحب نے اسے خوب سزا دی۔ وہ روتا ہوا کہہ رہا تھا' عنقریب تم اپنا انجام دیکھ لوگے۔ قاضی صاحب نے اس کی دھمکی کی طرف کوئی توجہ نہ دی' کوڑا دہلیز پر پھینک کر میرے پاس آئے اور فرمایا: "اے ابوحفص! ہاں' تو میں تم سے یہ پوچھ رہا تھا کہ اس غلام کے بارے میں تم کیا کہتے ہو جو اپنے مالک کی اجازت کے بغیر شادی کر لے۔ قاضی صاحب اس طرح گفتگو کر رہے تھے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ نصرانی مار کھا کر عجمی گھوڑے پر سوار ہونے لگا تو گھوڑا بدکنے لگا اب وہاں اس کا کوئی رفیق بھی نہ تھا جو اسے سوار کراتا۔ نصرانی غصے میں آ کر گھوڑے کو مارنے لگا تو قاضی صاحب نے فرمایا: "اے نصرانی' اس بے زبان جانور پر نرمی کر! تیری خرابی ہو' یہ اپنے رب اللہ تعالیٰ کا تجھ سے زیادہ مطیع و فرمانبردار ہے۔"

قاضی کے فیصلے میں امیر مداخلت نہیں کر سکتا

نصرانی چلا گیا تو قاضی صاحب نے فرمایا: "آؤ! ہم اپنے مسئلے پر گفتگو کرتے ہیں۔ بتاؤ! ایسے غلام کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟" میں نے کہا: "مجھے اس بارے میں معلوم نہیں۔ خدا کی قسم! آج آپ نے بہت بڑی جرأت کی ہے۔ شاید! عنقریب آپ کو اس کی بہت کڑی سزا ملے۔" فرمایا: اے ابوحفص! تو اللہ کے حکم کی تعظیم کر اللہ تعالیٰ تجھے عزت و بلندی عطا فرمائے گا۔ آؤ ہم اپنے مسئلے پر گفتگو کرتے ہیں۔" پھر قاضی صاحب مجھے اس غلام والے مسئلے کے متعلق بتانے لگے۔ نصرانی (شاہی ملازم) مار کھا کر سیدھا امیر موسیٰ بن عیسیٰ کے پاس گیا۔ امیر نے جب اسے زخمی حالت میں دیکھا تو پوچھا: "یہ تجھے کیا ہوا؟" نصرانی نے کہا: "قاضی شریک نے مار مار کر میری یہ حالت کی ہے۔" پھر اس نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ امیر موسیٰ بن عیسیٰ نے کہا: خدا کی قسم! میں قاضی شریک کے معاملے میں ہرگز دخل اندازی نہیں کر سکتا۔ یہ سن کر نصرانی اپنا سامنہ لے کر بغداد چلا گیا اور پھر واپس نہ آیا۔ (عیون الحکایات)

(31)

ماں کا احترام اور مشاہیرِ اُمت

اسلام والدین کے ساتھ حسن سلوک کی بے حد تلقین کرتا ہے۔ آیئے دیکھیں کہ اسلام کے بعض مشاہیر کا اپنی ماؤں کے ساتھ تعلق کیسا تھا:

☆ امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کا اس قدر خیال رکھتے تھے کہ خود ان کا بیان ہے:

(واللہ! ما ارتقیت سطح بیت ووالدتی فی البیت لئلا ارتفع علیها)

"اللہ کی قسم! اپنی والدہ محترمہ کے گھر میں موجود رہتے ہوئے میں کبھی چھت پر نہیں چڑھا' مبادا میں ان سے اونچا نہ ہو جاؤں!!"

امام ابن سیرین کا معمول تھا کہ وہ اپنی والدہ کی خدمت میں کھانا خود پیش کرتے اور اس وقت تک کھانا شروع نہیں کرتے تھے جب تک کہ ان کی والدہ کھانا شروع نہ کر دیتی' نیز وہ اس برتن سے کھانا نہیں کھاتے تھے جس میں ان کی والدہ کھاتیں۔ جب ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا:

(اخشی ان تقع عینها علی شیء من الطعام فآخذه فاکون عاقا)

"میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میری والدہ کی نگاہ انتخاب کسی کھانے کی چیز پر پڑے اور میں اسے اٹھا کر کھا لوں اور نافرمان بن جاؤں۔"

Scanned with CamScanner

ابن سیرین کی عادت تھی کہ جب کبھی اپنی ماں کے سامنے بیٹھتے تو اپنی نگاہ اونچی نہیں کرتے تھے' بلکہ اپنی ماں کے سامنے اپنی نگاہ اس قدر پست رکھتے کہ دیکھنے والا انہیں زرخرید غلام سمجھتا۔

امام احمد بن حنبل اور ماں کا احترام

یہی حال امام اہل سنت و جماعت' خادم حدیث امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔ انہوں نے خود کو ماں کا وفادار خادم بنا لیا تھا۔ وہ اپنی والدہ کے کپڑے خود اپنے ہاتھوں سے دھویا کرتے' اس کے لئے کھانا بناتے اور اس کی جملہ ضروریات کی تکمیل کیا کرتے تھے' اس لئے کہ انہوں نے اپنی کتاب ''مسند امام احمد'' میں یہ حدیث نقل کی تھی کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

(یارسول الله اردت الغزو' وجئتك استشیرك)

''اے اللہ کے رسول! میں جہاد پر جانا چاہتا ہوں اور آپ کی خدمت میں آپ سے مشورہ طلب کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔''

رسول اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا:

هل لك ام؟

''کیا تیری ماں زندہ ہے؟''

حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: جی ہاں۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

(الزمها فان الجنة تحت رجليها)

''اپنی ماں کی خدمت کر کیونکہ جنت اس کے قدموں کے نیچے ہے۔''

(صحیح' احمد: 429/3' ابن ماجہ: 2781' حاکم: 151/4)

(32)

جبریل امین کی بارگاہِ رسالت میں حاضری

حضرت براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک تھے۔ (جب میت کو لحد میں اتارا گیا تو) آپ ﷺ سر قبر بیٹھ گئے۔ (یہ منظر دیکھ کر) آپ ﷺ اس قدر روئے کہ قبر کے کنارے کی مٹی (آپ ﷺ کے آنسوؤں سے) تر ہو گئی پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس خطرناک مقام کے لئے کچھ تیاری کر لو۔'' (ابن ماجہ وترغیب)

☆ ......حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (ایک دفعہ) حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے پاس اس وقت حاضر ہوئے' جس وقت عموماً نہیں آیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ انہیں دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور سوال کیا: ''اے جبرائیل علیہ السلام! کیا بات ہے کہ آج تمہارا رنگ بدلا ہوا ہے؟'' (حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کے چہرے پر فکر و غم کے آثار تھے) عرض کیا: ''اللہ کے رسول! بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم دھونکنے کا حکم دیا' میں اسے دیکھ کر آیا ہوں۔ اس لئے (اس منظر کے) خوف سے میری بری حالت ہے۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے جبرائیل! اس آگ کا منظر بیان کرو۔'' تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے جہنم کا منظر یوں بیان کیا:

دوزخ کا منظر

''اللہ تبارک وتعالیٰ نے جہنم کے بارے میں حکم دیا تو اسے ایک ہزار سال تک دھونکا گیا' تو وہ سفید ہو گئی' پھر ارشاد ہوا کہ (ابھی) ایک ہزار برس تک (اسے) اور دھونکا

Scanned with CamScanner

جائے (جب پھر ہزار برس تک دھونکا گیا) تو وہ سرخ ہو گئی پھر ہزار سال تک دھونکنے کا مزید حکم ہوا تو وہ سیاہ و تاریک ہو گئی۔ (اب اس کی حالت یہ ہے کہ) نہ اس کی چنگاریاں چمکتی ہیں اور نہ اس کے شعلے بجھتے ہیں۔

خدا کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر جہنم ایک سوئی کے سوراخ کے برابر کھول دی جائے تو اس کی گرمی سے سارے زمین والے مر جائیں اور خدا کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اگر جہنم کا ایک دورغہ اہل زمین کی طرف ظاہر ہو کر جھانک دے تو اس کی بدصورتی اور بدبو کی وجہ سے تمام اہل زمین مر جائیں۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے' اگر جہنم کی کسی زنجیر کا ایک حلقہ دنیا کے بڑے سے بڑے پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائے۔'' (اپنی جگہ پر نہ ٹھہرے یہاں تک کہ اسفل السافلین تک دھنس جائے۔)

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی زبانی جہنم کا یہ دہشت ناک حال سن کر رسول اللہ ﷺ اس قدر روئے کہ جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا: اب بس کرو (مزید سننے کی تاب نہیں ہے) کہیں میرا دل پاش پاش نہ ہو جائے اور میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔

سیّدالانبیاء اور سیّد الملائکہ کی آہ وزاری

نبی ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ (حالات جہنم) بیان کر کے خود بھی رو رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جبرائیل علیہ السلام تم بھی روتے ہو' حالانکہ تمہارا مرتبہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا میں کیوں نہ روؤں میں تو رونے کا زیادہ حق رکھتا ہوں ممکن ہے کہ میرا رتبہ اللہ تعالیٰ کے علم میں اس مرتبہ کے علاوہ ہو جو میرا اب مرتبہ ہے۔ مجھے اب معلوم نہیں کہ (اللہ تعالیٰ) میرا امتحان لے جیسے ابلیس کا امتحان لیا گیا حالانکہ وہ (ایک لحاظ سے) فرشتوں میں سے تھا اور میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ میری آزمائش کرے جس طرح ہاروت و ماروت کی آزمائش کی گئی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ اور جبرائیل علیہ السلام دونوں روتے رہے یہاں تک کہ ان دونوں کو آواز دی گئی۔ ''اے جبرائیل اور اے محمد ﷺ! اللہ نے آپ دونوں کو نافرمانی کرنے سے امن

دے دیا ہے۔''

اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمان پر چڑھ گئے اور رسول اللہ ﷺ وہاں سے نکل کر انصار کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے انہیں ہنستے اور کھیلتے دیکھا تو فرمایا: ''کہ تم لوگ ہنس رہے ہو اور تمہارے پیچھے جہنم ہے جو میں جانتا ہوں۔ اگر تم جان لو تو تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ۔ (یہاں تک) کھانا پینا تم کو اچھا نہ لگے اور تم جنگلوں اور پہاڑوں میں نکل جاؤ اور اپنی پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے تضرع وزاری کر کے خدا سے پناہ چاہو۔'' (طبرانی' ترغیب و ترہیب)

گوشت پتھر ہو گیا

اسی طرح ایک دوسری حدیث بھی بہت ہی عبرتناک اور رقت انگیز ہے جس کے راوی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس کسی نے ہدیہ میں ایک بوٹی گوشت بھیجا تو چونکہ نبی ﷺ کو گوشت بہت پسند تھا۔ اُمّ المؤمنین نے خادمہ سے کہا: اس گوشت کو گھر میں رکھ دو۔ شاید نبی ﷺ اس کو کھائیں چنانچہ خادمہ نے اس گوشت کو گھر کے طاق میں رکھ دیا اس کے بعد ایک سائل آیا اور دروازے پر صدا لگائی کہ صدقہ دو۔ اللہ تم گھر والوں کو برکت دے یہ سن کر گھر والوں نے کہہ دیا کہ اے سائل اللہ تم کو برکت دے۔ یہ سن کر سائل چلا گیا پھر اس کے بعد نبی ﷺ مکان میں داخل ہوئے اور فرمایا: اے اُمّ سلمہ! تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے کہ میں اس کو کھاؤں۔ تو حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے نوکرانی سے فرمایا: تم جاؤ اور رسول اللہ ﷺ کے لئے وہ گوشت لاؤ تو نوکرانی گئی لیکن اس طاق میں اس کو ایک چکنے پتھر کے ٹکڑے کے سوا اور کچھ بھی نہیں ملا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں نے فقیر گھر میں گوشت ہوتے ہوئے بھی نہیں دیا اور واپس لوٹا دیا تو وہ گوشت پتھر ہو گیا۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں روایت فرمایا ہے۔

(مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ 166)

(33)

یہودی علماء کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عجیب سوالات

بعض علمائے یہود نے حضرت امام علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ ہمیں آسمانوں اور جو چیز ان سے بڑی ہے اس کی خبر دیجئے اور زمین کی اور جو چیز اس سے زیادہ وسیع ہے اور آگ سے اور جو چیز اس سے زیادہ گرم ہے اور ہوا سے وہ جو چیز اس سے زیادہ تیز ہے اور دریا سے اور جو چیز اس سے زیادہ غنی ہے اور پتھر سے اور جو چیز اس سے زیادہ سخت ہے۔ ہمیں بتلایئے اور ہمیں ایسی چیز بتلا ہے، جس کو ہم دیکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کو نہیں دیکھتا ہے۔ ایسی چیز سے ہم کو خبر دیجئے جو صرف اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے اور نیز ایسی چیز بتلایئے جو خاص ہمارے لئے ہے اور نیز ایسی چیز سے خبر دیجئے جو ہمارے اور اللہ کے درمیان میں مشترک ہے اور ہم کو اس سے خبر دیجئے جو گھوڑا اپنے ہنہنانے میں اور اونٹ اپنے بلبلانے میں اور بیل اپنی باں باں میں اور گدھا اپنی آواز میں اور بکری اپنی بولی میں اور کتا اپنے بھونکنے میں اور لومڑی اپنے چیخنے میں اور بلی اپنے میاؤں میں اور شیر اپنی ڈھاڑ میں اور گدھ اپنی آواز میں اور کوا اپنی بولی اور چیل اپنی زبان میں اور کبوتر اپنی آواز میں اور مینڈک اپنی بولی میں اور ہدہد اپنی آواز میں اور تیتر اپنی بولی میں اور قمری اپنی آواز میں اور ابابیل اپنی بولی میں اور گنجشک اپنی آواز میں اور بلبل اپنی آواز میں اور مرغ اپنی آواز دینے میں اور مرغی اپنی بولی میں اور آگ اپنے بھڑکنے اور جوش مارنے میں اور ہوا اپنے چلنے میں اور پانی اپنے ابلنے کی آواز میں اور زمین اپنی گھاس میں اور آسمان اپنے ابر میں اور دریا اپنی لہر مارنے میں اور آفتاب اپنی ضیاء میں اور چاند اپنی روشنی میں کہتے ہیں اور نیز ہم کو خبر دیجئے کہ محمد ﷺ کے کتنے نام ہیں اور قرآن کا نام قرآن

کیوں رکھا گیا اور جن لوگوں کی صورتیں مسخ کر دی گئیں ہیں، ان کی تعداد اور ان کے مسخ ہونے کی وجہ بھی بتلایئے، پس اگر آپ نے ہمیں ان کا جواب دیا تو ہم اقرار کریں گے کہ آپ حق پر ہیں ورنہ ہم اقرار کریں گے کہ آپ باطل پر ہیں اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے علمائے یہود سے فرمایا: بلاشبہ میرے پاس علم کے ساٹھ دروازے ہیں اور ان میں کا ہر دروازہ کاغذ کے ہزار بوجھ کا محتاج ہے۔ تم جو چاہو پوچھو پس بے شبہ تمہارا جواب مجھ پر آسان تر ہے۔ **ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم**

مولا علی رضی اللہ عنہ کے جوابات

پھر آپ نے جواب دینا شروع کیا کہ جو چیز آسمان سے زیادہ بڑی ہے وہ باری عز اسمہ پر بہتان ہے اور جو چیز زمین سے زیادہ وسیع ہے وہ حق ہے جو چیز آگ سے زیادہ گرم ہے وہ مال جمع کرنے پر حریص کا دل ہے، جو چیز ہوا سے زیادہ تیز ہے وہ مظلوم کی دعا ہے، جو چیز دریا سے زیادہ غنی ہے وہ قانع کا قلب ہے، جو چیز پتھر سے زیادہ سخت ہے وہ بدکار اور فاسق وگنہگار کا دل ہے، کیونکہ اس میں آیات تہدید کا اثر نہیں ہوتا ہے جو چیز کہ ہم اس کو دیکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کو نہیں دیکھتا ہے وہ کافر کا منہ اور اس کا عمل ہے جو چیز کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے خاص ہے وہ روح ہے، اور جو چیز کہ ہمارے لئے خاص ہے وہ ہمارے اعمال ہیں۔ وہ چیز کہ ہمارے اور اللہ کے درمیان میں مشترک ہے وہ ہمارا اس سے دعا کرنا اور اللہ سے اس کا قبول فرمانا ہے اور گھوڑا کہتا ہے کہ اے اللہ! تو مسلمانوں کو عزت دے اور کافروں کو ذلیل کر، اونٹ کہتا ہے کہ اس کے لئے تعجب ہے، جس نے موت کو معلوم کیا وہ کیونکر سکونت کی طاقت رکھتا ہے، بیل کہتا ہے کہ اے غافل! تیرے واسطے موت میں مشغول کرنے والا شغل ہے، اور اے غافل! تو قلیل شے سے کوچ کرنے والا ہے۔ اے غافل! جو چیز تو نے پہلے بھیجی ہے، وہ حاصل ہے اور عنقریب تو کل اس کو پائے گا، جو تو نے آج کیا ہے۔ گدھا کہتا ہے کہ اے اللہ! تو ٹیکس وصول کرنے والے اور اس کی کمائی پر لعنت کر، بکری کہتی ہے کہ اے موت! تو بہت ہی گھبرا دینے والی ہے، اے موت! تو بہت ہی پیٹ بھرنے والی ہے، اے موت! تو زیادہ قطع رحم کرنے والی ہے، اے

Scanned with CamScanner

آدمی! تو بہت ہی غافل ہے۔ کتا کہتا ہے کہ اے اللہ! میں محروم ہوں' پس جو شخص مجھ پر رحم کرے تو اس پر رحم فرما۔ لومڑی کہتی ہے کہ اے روزیوں کے تقسیم کرنے والے! جو چیز تو نے میرے واسطے تقسیم کی ہے اس کی طلب کو میرے واسطے کافی کر' بلی توریت کی دس آیتیں پڑھتی ہے۔ شیر کہتا ہے کہ اے وہ ذات جس کے لئے بہرے اور سخت پتھروں نے عاجزی کی' مجھے تو اس شخص پر مسلط کر جو نو، اور اندھیریوں میں تیری نافرمانی کرتا ہے۔ گدھ کہتا ہے کہ جب تک چاہے زندہ رہ' لیکن بلاشبہ تو مرنے والا ہے اور جو چاہے جمع کر' بیشک تو اس کو چھوڑنے والا ہے۔ جس کو چاہے دوست رکھ تو اس سے جدا ہونے والا ہے۔ کوا کہتا ہے کہ اسے امتوں کے گروہ نعمتوں کے زوال سے ڈرو اے امتوں کی جماعت کلفتوں کے نزول سے بچو' چیل کہتی ہے کہ جو شخص تم سے قطع رشتہ کرے۔ تم اس سے رشتہ ملاؤ اور جو شخص تم پر ظلم کرے' اس کو معاف کرو اور جو شخص تم کو محروم کرے اس کو دو اور جو شخص تم سے ترک کلام کرے اس سے بات کرو پس جنت تمہارا امکان ہوگا۔ مینڈک کہتا ہے پاک ہے وہ ذات جس کے لئے تسبیح کہتی ہیں وہ چیزیں جو دریا میں ہیں' پاک ہے وہ ذات جس کے واسطے تسبیح پڑھتی ہیں وہ چیزیں جو پہاڑوں کی چوٹیوں میں ہیں' پاک ہے وہ ذات جس کے واسطے ہر ہونٹ اور زبان والا جاندار تسبیح پڑھتا ہے۔

کون اپنی زبان میں کیا کہتا ہے؟

ہد ہد کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار میں نے اپنی جان پر ظلم کیا' پس تو مجھے بخش دے کیونکہ تو ہی گناہوں کو بخشتا ہے۔ تیتر کہتا ہے کہ رحمٰن عرش پر برابر اور غالب ہوا اور ملک پر حاوی ہوا۔ وہ نمناک زمین کا حال جانتا ہے۔ قمری کہتی ہے کہ موت قریب ہوئی اور امید فوت ہوئی اور عمل حاصل ہوا۔ حق حق ہی ہے۔ باطل باطل ہی جو جیسا یہاں کرے گا' ویسا وہاں پائے گا۔ ابابیل کہتی ہے کہ اے اللہ جو لوگ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ سے بغض رکھنے والے ہیں ان پر لعنت کر۔ کنجشک کہتی ہے کہ اے بھید اور سرگوشی کے جاننے والے اور اے ضرر اور بلا کے دور کرنے والے مجھے اس کی زراعت پر مسلط کر جو تیرا حق نہ ادا کرے' بلبل کہتی ہے کہ میں نے اس کی نعمت کا شکر ادا کیا کیونکہ اس نے دنیا

کے ایک پھل سے میری کفایت کی پس دنیا پر خاک ہو۔ مرغ کہتا ہے کہ سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح ۔ اے غافلو اللہ کو یاد کرو۔ مرغی کہتی ہے کہ اے اللہ تو حق ہے اور تیرا وعدہ حق ہے۔ آگ کہتی ہے: اے اللہ میں تیری بارگاہ میں دوزخ کی آگ سے پناہ مانگتی ہوں۔ ہوا کہتی ہے بیشک میں مامور ہوں' پس جو شخص مجھ کو گالی دے اس پر تو لعنت بھیج۔ پانی کہتا ہے کہ وہی ذات پاک ہے اس کے سوا اس کی کیفیت کوئی نہیں جانتا ہے۔ زمین ہر دن میں کہتی ہے کہ اے فرزند آدم تو میری پیٹھ پر چلتا ہے اور تیرا ٹھکانا میرے پیٹ کی طرف ہے' اے فرزند! آدم تو میری پیٹھ پر گناہ کرتا ہے پھر میرے پیٹ میں تجھ کو کیڑے کھا جائیں گے۔ آسمان ہر روز کہتا ہے کہ اے اللہ بے شک میں ہر اس شخص پر جو میرے نیچے ہے گواہ ہوں۔ دریا کہتا ہے کہ اے اللہ مجھے حکم دے کہ جو شخص تیری نافرمانی کرے میں اس کو ڈبو دوں۔ آفتاب اپنے ڈوبنے کے وقت کہتا ہے کہ اے اللہ ہر اس شخص پر کہ میرا نور اس پر واقع ہوتا ہے۔ میں گواہ ہوں۔

حضور علیہ السلام کے دس اسماء گرامی

محمد ﷺ کے اسمائے گرامی دس ہیں۔ ان میں کا ایک محمد ﷺ ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محمود نام سے نکالا ہے۔ دوسرا احمد ہے کیونکہ آپ بہت زیادہ حمد کرتے تھے۔ تیسر بشیر ہے۔ اس لئے کہ آپ مومنوں کو جنت کی بشارت دیتے تھے۔ چوتھا نذیر ہے کیونکہ آپ کافروں کو آتش دوزخ سے ڈراتے تھے۔ پانچواں وحید ہے کیونکہ آپ لوگوں میں فرد کامل تھے۔ چھٹا ثابت ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے سے اسلام کو قائم رکھا۔ ساتواں قاسم ہے کیونکہ آپ قیامت کے دن خلق کو جنت اور دوزخ کی طرف تقسیم کریں گے۔ آٹھواں حاشر ہے کیونکہ لوگ قیامت کے دن آپ کے پاس جمع کئے جائیں گے۔ نواں ماحی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے وسیلہ سے توبہ کرنے والوں کے گناہ کو مٹا دے گا۔ دسواں مبیض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ سے مومنوں کے چہروں کو سفید کر دے گا اور قرآن کا نام قرآن اس وجہ سے رکھا گیا کہ وہ قرأت کی زیادتی میں توراۃ اور انجیل اور زبور کے قائم مقام ہے اور بنی آدم میں جن لوگوں

Scanned with CamScanner

کی صورتیں مسخ کر دی گئی ہیں، پس وہ چھبیس ہیں۔ ہاتھی، اور ریچھ اور خرگوش اور بچھو و سور و بندر و مکڑی و لومڑی و کیکڑا و کچھوا و بھڑ اور زہرہ (نام ستارہ) و سہیل (نام ستارہ) اور دعموص (ایک سیاہ چھوٹا سا کیڑا ہے جو کیچڑ میں پیدا ہوتا ہے) اور پرستو (پرند) اور کوا و فاختہ اور عنقا مچھر و چوہا و چغد و الو و ساہی و دوہام و گینڈا اور گوہ

کون سا جانور کیا کرتا تھا

لیکن ہاتھی، پس وہ ایسا شخص تھا جو چار پایوں کے ساتھ بد فعلی کرتا تھا۔ ریچھ پہلے ایک آدمی تھا جو لوگوں کو اپنے ساتھ اغلام کے واسطے بلاتا تھا اور خرگوش ایک عورت تھی جو جنابت اور حیض سے غسل نہیں کرتی تھی۔ بچھو ایک شخص تھا جو زبان سے سلام نہیں کرتا تھا۔ سور وہ انسان ہیں جس نے حکم شرعی سے تجاوز کر کے شنبہ کے روز شکار کھیلا تھا۔ (حالانکہ ان کو اس روز شکار کی ممانعت تھی) اور وہ یہودیوں میں سے پچاس آدمی تھے۔ مکڑی وہ ایک عورت تھی جس نے اپنے شوہر پر جادو کیا تھا۔ لومڑی پہلے ایک شخص حاجی تھا جو چوری کرتا تھا۔ کیکڑا وہ کفن چور تھا' قبروں کو کھود کر مردوں کے کفن چرا لیتا تھا۔ کچھوا ایک عورت تھی جو اپنے لڑکے کو اپنے ساتھ بدکاری کی طرف بلاتی تھی۔ بھڑ ایک شخص تھا جو علماء کو جھٹلاتا تھا۔ زہرہ وہ بادشاہ کی بیٹیوں میں سے ایک عورت تھی جس کے ساتھ ہاروت و ماروت فتنے میں ڈالے گئے اور انہوں نے اس کے ساتھ زنا کیا۔ سہیل ایک آدمی تھا جو ٹیکس لیتا تھا اور اپنی تجارت میں ریا کرتا تھا۔ دعموص ایک چغل خور آدمی تھا اور کہا گیا ہے کہ دعموص ایک قسم کی مچھلی ہے۔ وطواط وہ پہلا آدمی تھا جو درختوں سے پھل چراتا تھا۔ کوا ایک شخص تھا جو غلہ روک رکھتا تھا اور گرانی کا طالب تھا۔ فاختہ ایک تاجر تھا جو جھوٹی قسم سے اپنے اسباب کو رواج دیتا تھا۔ عنقاء ایک آدمی تھا جو لونڈیوں کو بیچتا تھا اور بیچنے کے بعد ان سے زنا کرتا تھا۔ مچھر ایک خوبصورت عورت تھی جو اپنے آپ کو لوگوں پر پیش کرتی تھی۔ چغد ایک قدری شخص تھا۔ الو ایک زناکار آدمی تھا۔ ساہی ایک شخص اونٹ کا ذبح کرنے والا اور خوں ریز تھا۔ دہام ایک آدمی تھا جو لوگوں کو اپنی بہن کی طرف بدکاری کے واسطے بلاتا تھا۔ گینڈا ایک دیوث آدمی تھا جو لوگوں کو اپنی عورت کی طرف زنا کے واسطے بلاتا تھا

اور بعض نے کہا کہ حریش مچھلی کی ایک قسم ہے۔ گوہ ایک شخص تھا جو لوگوں کو دھوکا دیتا تھا اور ان کی چوری کرتا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

راوی کہتا ہے کہ جب یہود نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ جواب سنا تو وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے اور انہوں نے گواہی دی کہ مسلمان حق پر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو ان لوگوں میں کر دے جو لغزشوں سے باز رہتے ہیں اور مہلت کی فراخی کو غنیمت جانتے ہیں اور موت کے ہجوم کے انتظار اور امید دراز نے عمل کی اصلاح میں ان کو غافل نہیں کیا ہے۔ آمین۔ (نوادر قلیوبی)

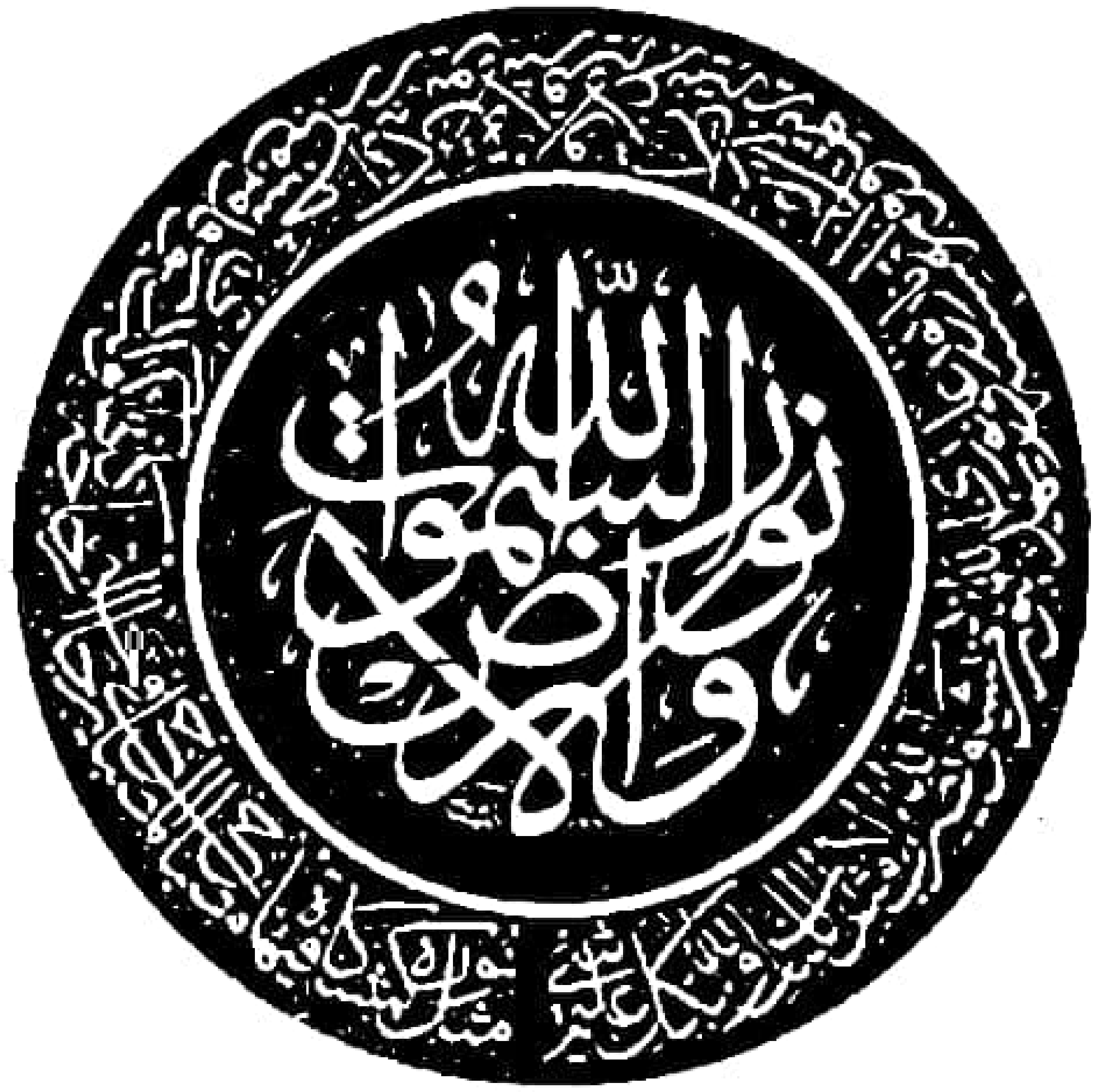

(34)

سانپ کے ذریعے مدد

حضرت ابوعبداللہ بن خفیف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیّدنا ابوحسین مزین رحمۃ اللہ علیہ کو مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاو تعظیما میں یہ فرماتے سنا: ''ایک مرتبہ میں ''تبوک'' کے ویرانوں کی طرف گیا' راستے میں ایک کنواں نظر آیا' پانی پینے کی غرض سے کنوئیں کے قریب گیا تو میرا پاؤں پھسل گیا اور میں کنوئیں میں گر گیا۔ وہاں ایک وسیع ابھری ہوئی جگہ دیکھی تو اس پر بیٹھ گیا تاکہ اگر میرے جسم یا کپڑوں وغیرہ پر کوئی نجس شے لگی ہوئی ہو تو پانی اس سے محفوظ اور لوگوں کے لئے قابل استعمال رہے۔ کنوئیں کی گہرائی اور وحشت کے باوجود میرا دل بالکل مطمئن تھا' مجھے کسی قسم کا کوئی خوف محسوس نہ ہو رہا تھا۔ ہاں بیٹھے ہوئے ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ کسی شیئے کی آہٹ سنائی دی۔ میں سوچنے لگا کہ یہ آواز کیسی ہے؟ جب اوپر دیکھا تو ایک بہت بڑا اژدھا میری جانب آ رہا تھا۔

لیکن الحمدللہ تعالیٰ! اس خطرناک اژدھے کو دیکھ کر بھی میرا دل مطمئن تھا۔ خوف و وحشت کا نام تک نہ تھا۔ اژدھا قریب آیا اور میرے گرد دائرہ بنا کر بیٹھ گیا۔ میں سوچ ہی رہا تھا کہ کنوئیں سے باہر کیسے نکلا جائے؟ اژدھے نے اپنی دم میرے گرد لپیٹی اور مجھے کنوئیں سے باہر نکال دیا پھر میرے جسم سے علیحدہ ہو کر لمحہ بھر میں میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا خوب اِدھر اُدھر دیکھا مگر وہ کہیں نظر نہ آیا۔ نہ جانے اس مددگار اژدھے کو زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا؟ پھر میں اٹھ کھڑا ہوا اور اس غیبی امداد پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوا اپنی منزل کی جانب چل دیا۔'' (عیون الحکایات)

خطاب بہ نفس

حضرت سیّدنا عبیداللہ بن شمیط بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ مؤمن اپنے نفس کو اس طرح سمجھتا ہے:

''اے نفس! یہ دنیوی فانی زندگی صرف تین دن ہی تو ہے۔ ایک تو گزر گیا' ایک وہ ہے جسے میں تو ہے' سمجھ لے کہ بس یہ بھی گزر گیا۔ کل کا دن تو ایک ایسی کھوکھلی امید ہے جسے شاید تو نہ پا سکے' اگر تو کل تک زندہ رہا تو کل کا دن تیرا رزق ساتھ لے کر آئے گا اور کل نہ جانے کتنے لوگوں کو موت کا پیغام مل جائے گا' ہو سکتا ہے تو بھی انہی میں شامل ہو جنہیں پیغام اجل (یعنی موت کا پیغام) ملنے والا ہے۔ اے نفس! ہر دن کے لئے اس دن کا غم ہی بہت ہے پھر اگر مزید زندگی ملی تو تیرے کمزور و ناتواں دل پر قحط سالی اور گردش ایام کا غم مسلط رہے گا۔ کبھی اشیاء کا ارزاں و قیمتی مزہ تجھے پریشان کرے گا تو کبھی گرمیوں میں ہی تو سخت سردی آنے کے غم میں مبتلا ہو جائے گا۔ اسی طرح سردیوں میں گرمی آنے سے قبل ہی تجھے اس کا غم بدحال کر دے گا۔ جب تجھے اتنے سارے غم ہوں گے تو تیرا دل آخرت کے غم کی طرف کیسے متوجہ ہوگا؟ یاد رکھ! ہر ہر دن تیری مدت عمر کو کم کر رہا ہے' لیکن تجھے کوئی پرواہ نہیں۔ تیرا رزق ہر روز پورا ہوتا جا رہا ہے' لیکن تجھے کوئی غم نہیں! تجھے بقدر کفایت روزی مل جاتی ہے' لیکن پھر بھی تو دھوکہ دینے والی اشیاء کی طلب میں سرگرداں ہے۔

صد ہزار افسوس ایسے شخص پر

قلیل پر قناعت نہیں ملتی' کثیر سے تیرا پیٹ نہیں بھرتا' آخر یہ غفلت کب تک؟ تو ان باتوں سے خوب واقف ہے' پھر بھی اپنی جہالت سے آگاہ کیوں نہیں ہوتا؟ حالانکہ تو بخوبی جانتا ہے کہ جن نعمتوں کی خوشگوار برسات میں تو نہا رہا ہے ان کا شکر ادا کرنے سے تو عاجز ہے۔ ان نعمتوں کا شکر ادا نہیں کر سکتا' لیکن پھر بھی تجھے زیادہ کی طلب نے دھوکے میں مبتلا کر رکھا ہے۔ وہ شخص اپنی آخرت کے لئے کیا تیاری کریگا؟ جس کی دنیوی

Scanned with CamScanner

خواہشات ہی پوری نہیں ہوتیں، جس کے دنیوی مطالبات ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتے۔
انتہائی تعجب ہے اس پر جو ہمیشہ کے گھر (یعنی جنت) کی تصدیق کرنے کے باوجود دھوکے کی زندگی کے لئے سرگرداں ہے! صد ہزار افسوس ایسے شخص پر!'' (ایضاً)

دل غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے
باغیچے چھوڑ کر خالی زمیں اندر سمانا ہے
ترا نازک بدن بھائی جو لیٹے سیج پھولوں پر
ہوگا اک دن بے جان اسے کیڑوں نے کھانا ہے
جہاں کے شغل میں شاغل خدا کے ذکر سے غافل
کرے دعویٰ کہ یہ دنیا ترا دائم ٹھکانا ہے
غلام اک دم نہ کر غفلت حیاتی پر نہ ہو غرہ
خدا کی یاد کر ہر دم کہ جس نے کام آنا ہے

قال اللہ تعالیٰ فی کتابہ الکریم

(35)

حدیث کے بارے میں صحابی کی غیرت

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث بیان کی کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

(لاتمنعوا نساء کم المساجد اذا استاذنکم الیھا)

''جب تمہاری عورتیں مسجد میں نماز کے لئے حاضر ہونے کی اجازت طلب کریں تو انہیں مسجدوں میں جانے سے مت روکو۔''

یہ سن کر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے بلال نے شدت غیرت سے کہا:

(واللہ لنمنعھن)

''اللہ کی قسم! ہم عورتوں کو (مسجد جانے سے) ضرور روکیں گے۔''

بلال کی بات سن کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس پر سخت ناراض ہوئے اور اسے سخت سست کہا، حالانکہ عموماً وہ ایسے کلمات نہیں کہتے تھے، پھر فرمایا:

(اخبرک عن رسول اللہ ﷺ وتقول: واللہ لنمنعھن)

''میں تجھے رسول اکرم ﷺ کی حدیث سنا رہا ہوں اور تو کہتا ہے کہ اللہ کی قسم! ہم ان عورتوں کو (مسجدوں میں جانے سے) ضرور روکیں گے۔''

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹے بلال کے سینے پر ایک گھونسا رسید کیا اور فرمایا:

(احدثک عن رسول اللہ ﷺ وتقول انت: نمنعھن)

''میں تجھے رسول اکرم ﷺ کی حدیث سنا رہا ہوں، پھر تو کون ہوتا ہے یہ

کہنے والا کہ ہم روکیں گے''۔ (مسلم:442)

سلف صالحین کے نزدیک حدیث رسول ﷺ کی کتنی اہمیت تھی' اس واقعے سے اندازہ لگالیں۔

(واقعہ اپنی جگہ درست ہے لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں بدلتے حالات کو دیکھ کر عورتوں کو مساجد میں آنے سے روک دیا تھا اور آپ کا فیصلہ تمام صحابہ کرام نے قبول فرمایا' بلکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں جب اس بارے میں عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو کیا ہے درست کیا ہے' اگر حضور ﷺ بھی آج کے حالات کو دیکھتے تو وہی فیصلہ فرماتے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔
تفصیل مندرجہ بالا کتابوں کی شروحات میں انہی مقامات پر دیکھی جاسکتی ہے۔)

(36)

تم جفا کرتے رہے اور ہم وفا کرتے رہے

کفار مکہ نے قدم قدم پر آپ ﷺ کو اذیتیں دیں' جسم اطہر پر نجاستیں ڈالیں' گھر کے دروازے کے سامنے کانٹے بچھائے (تاکہ صبح جب آپ ﷺ یا آپ ﷺ کے بچے باہر نکلیں تو کوئی کانٹا پاؤں میں چبھ جائے۔)

ایک روز آپ ﷺ بیت اللہ شریف میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اور آتے ہی اپنی چادر اتار کر رسول اللہ ﷺ کے گلے میں ڈال دی اور پیچ در پیچ دینے شروع کر دیے۔ آپ ﷺ کا دم گھٹنے لگا۔ اتنے میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی تو فوراً آئے اور اس ملعون کو دھکے دے کر ہٹایا۔

کفار مکہ نے کئی مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے قتل کے منصوبے بنائے۔ جسم اطہر کو بارہا لہولہان کیا۔ بلاوجہ قید میں رکھا' غلیظ گالیاں دیں' پاگل کہہ کر پکارا' کبھی جادوگر کبھی مذمم کہا اور کبھی شاعر۔ آپ ﷺ کے صحن میں پکتے ہوئے کھانے میں غلاظتیں پھینکیں۔

ابولہب نے تو ایک مجلس میں یہاں تک کہہ دیا کہ محمد ﷺ! تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں۔ (نعوذ باللہ)

عاص بن وائل اس سے بھی بڑھ گیا' یہ ملعون جہاں بھی آپ ﷺ کا ذکر خیر سنتا تو بکتا اسے چھوڑ دو۔ وہ تو دم کٹا ہے اس کے پیچھے اس کی نرینہ اولاد نہیں۔

اپنا اپنا فرض تھا دونوں ادا کرتے رہے

قریش کے ایک اوباش نے ایک روز سر بازار آپ ﷺ کے سر مبارک پر مٹی ڈال

دی' آپ ﷺ اسی حالت میں گھر تشریف لے گئے۔ صاحبزادیوں میں سے ایک ابا کی یہ حالت دیکھ کر رونے لگیں اور آپ ﷺ کا سر دھونے لگیں۔ آپ ﷺ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا: رو نہیں بیٹی! اللہ تیرے باپ کا حامی ہے۔

یہ تو تھیں کفار مکہ کی آپ ﷺ کے ساتھ بدسلوکیاں۔ ادھر رحمۃ للعالمین ﷺ کا حسن سلوک دیکھیے کہ مکہ والوں پر خدا کا عذاب نازل ہوا کہ قحط پڑ گیا' یہاں تک کہ لوگوں نے مردوں کی ہڈیاں بھی کھانی شروع کر دیں۔ ابوسفیان (جو ان دنوں آپ ﷺ کے سخت ترین دشمن تھے) آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ''اے محمد ﷺ! آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے' قحط نے تباہ کر ڈالا ہے' دعا کیجئے بارش برسے۔' رحمت للعالمین ﷺ نے قوم کی یہ حالت سنی تو آنکھیں غم سے اشکبار ہو گئیں پھر آپ ﷺ نے دعا فرمائی تو خوب بارش برسی۔

(صحاح ستہ ابن ہشام' سیرت النبی ﷺ وغیرہ)

تم جفا کرتے رہے اور ہم وفا کرتے رہے
اپنا اپنا فرض تھا دونوں ادا کرتے رہے

(37)

جنت میں لے جانے والے اعمال

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۔

(متفق علیہ' مشکوٰۃ جلد 2 صفحہ 452)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: جنت میں میری امت میں سے ستر ہزار افراد بغیر حساب کے داخل ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو جھاڑ پھونک نہیں کراتے ہیں اور بدشگونی نہیں لیتے ہیں اور اپنے پروردگار ہی پر توکل کرتے ہیں۔ یہ حدیث بخاری و مسلم میں ہے۔

بیماریوں میں قرآنی آیتوں اور دعاؤں کے ذریعے گنڈہ تعویذ کرنا کرانا اور جھاڑ پھونک کرانا' دعا علاج کرانا جائز ہے' لیکن متوکلین کی جماعت جو صرف اللہ پر توکل کرتے ہیں اور ہر قسم کے تعویز گنڈوں اور دواؤں سے قطع تعلق رکھتے ہیں۔ اس حدیث میں انہی بزرگوں کا تذکرہ ہے جو بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اضْمَنُوْا لِيْ سِتًّا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ اُصْدُقُوْا اِذَا حَدَّثْتُمْ وَاَوْفُوْا اِذَا وَعَدْتُّمْ وَاَدُّوْا اِذَا اؤْتُمِنْتُمْ وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ وَغُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ وَكُفُّوْا اَيْدِيَكُمْ ۔(مشکوٰۃ جلد 2 صفحہ 415)

Scanned with CamScanner

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تم لوگ میرے لئے اپنی ذاتوں کی طرف سے چھ چیزوں کی ذمہ داری قبول کرلو تو میں تم لوگوں کے لئے جنت کی ذمہ داری قبول کرلوں گا۔ 1۔ جب بات کرو تو سچ بولو' 2۔ جب وعدہ کرو تو پورا کرو' 3۔ جب تم امین بنائے جاؤ تو امانت کو ادا کرو' 4۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو' 5۔ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھو' 6۔ اپنے ہاتھوں کو گناہ کے کاموں سے روکے رکھو۔

یہ سب اعمال الگ الگ بھی جنت میں لے جانے والے اعمال ہیں۔ جن میں سے بعض کا تذکرہ ہم پہلے صفحات میں تحریر کر چکے ہیں' مگر اس حدیث میں مجموعی طور پر ان چھ اعمال کی ذمہ داری قبول کرنے پر حضور اکرم ﷺ نے جنت کی گارنٹی دی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

تکالیف پہ جنت

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ ۔

(متفق علیہ' مشکوٰۃ جلد2 صفحہ 439)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم شہوتوں سے ڈھانپی ہوئی ہے اور جنت تکلیفوں سے ڈھانپی ہوئی ہے۔ یہ حدیث بخاری ومسلم کی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ لوگ جہنم تک نہیں پہنچ سکتے مگر شہوتوں کے مرتکب بن کر اور جنت تک نہیں پہنچ سکتے جب تک تکلیفوں کے مرتکب نہیں ہوں گے۔

تکلیفوں سے مراد قسم قسم کی عبادتوں کی محنتیں اور تکلیفیں' نیز مصائب اور طاعات پر صبر کی کلفتیں ہیں ظاہر ہے کہ ہر قسم کی تکلیفوں پر صبر کی جزاء جنت ہے تو گویا جنت تکلیفوں سے گھری ہوئی ہے کہ مسلمان جب تکلیفوں کی منزلوں کو صبر کے ساتھ طے کر لیتا ہے تو جنت میں پہنچ جاتا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

☆...... عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنَ ۔ (مشکوٰۃ جلد2 صفحہ 446)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو عام طور پر جنت میں داخل ہونے والے مساکین لوگ تھے۔

☆...... عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْفُقَرَاءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَغْنِيَاءِ بِخَمْسِ مِائَةِ عَامٍ نِصْفِ يَوْمٍ ۔

(مشکوٰۃ جلد2 صفحہ 447)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فقیر لوگ مالداروں سے پانچ سو برس پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے جو آخرت کا آدھا دن ہے۔

مومن کی مفلسی اور غریبی یہ خداوند قدوس کی طرف سے مومن بندوں کا امتحان ہے اگر مسلمان صبر کے ساتھ اس امتحان میں کامیاب ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس مفلس وغریب مسلمان کو مالداروں سے پانچ سو برس پہلے ہی جنت میں داخل فرما دے گا۔ آخرت کا ایک دن دنیا کے ہزار برس کے برابر ہوگا اس لئے پانچ سو برس میں آخرت کا آدھا دن ہوا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

اتنی سی بات پہ شفاعت مل جائے گی

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَفُّ اَهْلُ النَّارِ فَيَمُرُّ بِهِمُ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَا فُلَانُ اَمَا تَعْرِفُنِيْ اَنَا الَّذِيْ سَقَيْتُكَ شَرْبَةً وَقَالَ بَعْضُهُمْ اَنَا الَّذِيْ وَهَبْتُ لَكَ وَضُوْءًا فَيَشْفَعُ لَهٗ فَيُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ ۔

(رواہ ابن ماجہ' مشکوٰۃ جلد2 صفحہ 494)

Scanned with CamScanner

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنمی لوگ ایک قطار میں کھڑے کئے جائیں گے تو ایک جنتی آدمی کا ان لوگوں کے پاس سے گزر ہوگا تو جہنمیوں میں سے ایک آدمی اس سے کہے گا کہ اے فلاں! کیا میں نے (دنیا میں) آپ کو پانی نہیں پلایا تھا اور کوئی جہنمی کہے گا کہ میں وہی ہوں کہ آپ کو وضو کا پانی دیا تھا تو وہ جنتی اس جہنمی کی شفاعت کرے گا اور اس کو جنت میں داخل کر دے گا۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

صالحین یعنی علمائے ملت و مشائخ اُمت کے ساتھ عقیدت و محبت اور ان حضرات کی مخلصانہ خدمت دونوں جہان میں خیر و برکت کا باعث اور قیامت کے لئے بہترین سامان آخرت ہے۔ آپ نے حدیث میں پڑھ لیا کہ ایک گھونٹ شربت یا پانی پلانے والے اور وضو کے لئے پانی دینے والے آدمی کو صالحین کی اتنی سی خدمت کی بنا پر ایک نیک بندے کی شفاعت سے جنت مل گئی اور جہنم سے ہمیشہ کے لیے رہائی حاصل ہوگئی۔

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے اسی مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا::

شنیدم کہ در روز امید و بیم
بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

یعنی میں نے سنا ہے کہ قیامت کے دن خداوند کریم بہت سے گنہگاروں کو نیکوں کی وجہ سے بخش دے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (بہشت کی کنجیاں)

(38)

زمانہ جاہلیت اور اہل عرب

یہ واقعہ ایام جاہلیت میں عرب کے دینوں کے بیان میں ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ یہودیت قبیلہ حمیر و بنی کنانہ و کندہ اور بنی حارث بن کعب میں تھی اور نصرانیت ربیعہ وغسان و بعض قصی میں تھی اور مجوسیت تمیم میں تھی اور انہیں میں سے اقرع بن حابس و زرارہ بن عدی تھے جس نے اپنی بیٹی سے نکاح کیا تھا پھر نادم ہوا اور بددینی قریش میں تھی جس کو انہوں نے حیرہ (نام گاؤں یا شہر بقارش) سے لیا تھا اور بت پرستی بنی حنیفہ میں تھی انہوں نے ایک بت حیس (ایک قسم کا حلوہ ہے) سے بنایا اور زمانہ دراز تک اس کو پوجا، پس جب ان کو بھوک عارض ہوئی تو اس کو کھا لیا اور حیس اس چیز کو کہتے ہیں جو کھائی جاتی ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے کہ حیس الشی جب اس کو کھا لیا۔ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے بنی حنیفہ کو بتوں کی پرستش اور ان پر اعتقاد کا حکم دیا وہ عمرو بن یحییٰ اور ابو قرامہ ہیں اور اس کا سبب یہ ہے کہ ایک شخص نے ملک شام کی جانب سفر کیا، پس اس نے قوم عمالقہ کو دیکھا کہ وہ بتوں کو پوجتے ہیں چنانچہ اس شخص نے قوم عمالقہ سے کہا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ بت ہے۔ ہم اس کے ذریعہ سے بارش طلب کرتے ہیں، وہ ہم پر بارش برساتا ہے اور ہم اس سے مدد مانگتے ہیں، وہ ہماری مدد کرتا ہے، چنانچہ اس عرب مسافر نے ان سے کہا: ان میں سے ایک بت مجھے دو میں اس کو بلاد عرب میں لے جاؤں گا انہوں نے اس کو ایک بت دیا جس کو وہ سب ہبل کہتے تھے پس وہ شخص اس بت کو مکہ میں لایا اور اس کو کعبہ کے گرد ایک کنویں پر جو کعبہ میں واقع تھا۔ نصب کیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس کی جانب عاجزی اور اس کی پرستش کریں۔

Scanned with CamScanner

بت پرستی کا آغاز

ناقل کہتا ہے کہ پھر انہوں نے اساف اور نائلہ نامی دو بت اور بنائے اور ان دونوں کو چاہ زمزم پر قائم کیا اور وہ لوگ ان کے پاس اونٹ قربانیاں کرنے لگے اور لوگوں کو کھلانے لگے۔ اساف اور نائلہ ایک مرد اور ایک عورت کے نام ہیں جنہوں نے کعبہ کے اندر آ کر زنا کیا تھا' پس وہ دونوں مسخ ہو کر پتھر ہو گئے۔ نقل کرتے ہیں: سب سے پہلے پتھر کی پرستش اولاد اسماعیل علیہ السلام میں تھی اور یہ اس لئے کہ وہ لوگ مکہ سے سفر نہیں کرتے تھے پس ان پر مکہ تنگ ہو گیا' چنانچہ انہوں نے اس کے غیر کی جانب سفر کیا اور ان میں سے ہر ایک نے تعظیم حرم کی وجہ سے حرم کے پتھروں سے ایک ایک پتھر لے لیا۔ چنانچہ اس کی یہ حالت ہوئی کہ جہاں وہ اترتا تھا اور اس کو رکھتا تھا تو خانہ کعبہ کی طرح اس کا طواف کرتا تھا' پس عرصہ تک ان کی یہ حالت رہی یہاں تک کہ ان پتھروں میں سے جس پتھر کو انہوں نے اچھا سمجھا اس کی پرستش کی' چنانچہ عزیٰ بت قریش اور بنی کنانہ کے واسطے خاص ہو گیا اور بنو شیبہ نے اس کے مقابل میں دوسرا بت بنایا اور طائف میں قبیلہ ثقیف کے واسطے لات ہوا اور بنو امیہ نے اس کا ہم شکل دوسرا بت بنایا اور اوس وخزرج اور جو شخص ان کے دین کا پابند تھا ان کے واسطے منات بت خاص ہو گیا۔ پس ودّ' سواع 'یغوث' یعوق' ونصر (یہ بتوں کے نام ہیں) پس یہ سب حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد کے نام ہیں یا حضرت آدم ونوح علیہما السلام کی قوم کے نیک بندوں کے نام ہیں۔ جب یہ لوگ مر گئے تو ان کی قوم نے ان پر رنج وغم کیا' پس شیطان نے ان کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالا کہ اپنے قبیلہ میں ان کی تصویریں بنائیں' تاکہ ہمیشہ ان کی طرف دیکھیں' ناقل کہتا ہے کہ پھر ان کے بعض نے ان کو مکروہ خیال کیا' پھر شیطان نے ان کو یہ وسوسہ دلایا کہ مسجد کے آخر میں ان کو رکھیں چنانچہ انہوں نے ایسے ہی کیا اور پیتل وتانبہ اور رنگ سے ان کی تصویریں بنائیں اور انہوں نے ودّ بت کو مرد کی صورت پر اور سواع کو عورت کی شکل پر اور یغوث کو شیر کی شکل پر اور یعوق کو گھوڑے کی شکل پر اور نصر بت کو گدھ کی شکل پر بنایا۔ اس کے بعد جب طوفان نوح علیہ السلام آیا تو اس نے زمین میں ان کو چھپا دیا۔ راوی کہتا

ہے کہ پھر شیطان نے ان لوگوں کے واسطے ان بتوں کو نکالا جو ان کے بعد ہوئے اور ان کو ان بتوں کی پوجا کا حکم دیا اور ان کو وسوسہ دلایا کہ ان کے پہلے لوگ ان بتوں کی پرستش کرتے تھے' چنانچہ ان لوگوں نے اس کو قبول کیا اور ان کی پرستش کی۔

(انور محبوبی ترجمہ نوادر قلیوبی)

Scanned with CamScanner

(39)

حضرت سوّار نابینا نوجوان

حضرت سیّدنا سوار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک دن جب میں ''خلیفہ مہدی'' کے دربار سے واپس آیا تو نہ جانے کیوں بے قراری و بے چینی سی محسوس ہونے لگی' نیند میری آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ میں اٹھا سواری تیار کی اور باہر آ گیا راستے میں اپنے کاروباری وکیل سے ملاقات ہوئی' اس کے پاس دراہم کی تھیلیاں تھیں میں نے پوچھا: ''یہ رقم کہاں سے آئی؟'' کہا: ''یہ کاروباری نفع کے دو ہزار (2000) دراہم ہیں۔'' میں نے کہا: ''انہیں اپنے پاس رکھو اور میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔'' اتنا کہہ کر میں نہر کی جانب چل پڑا' پل عبور کر کے شارعِ ''دار رقیق'' کی طرف صحراء کے قریب پہنچ کر کچھ دیر ''باب انبار'' کے گرد گھومتا رہا' پھر باب انبار کی سڑک پر چلتا ہوا ایسے صاف ستھرے مکان کے قریب رکا جو سرسبز و شاداب اور درختوں سے بھرا ہوا تھا۔ دروازے پر خادم موجود تھا۔ میں نے پانی مانگا تو وہ خوشبودار میٹھے پانی سے بھرا ایک بہترین گھڑا لے آیا۔ میں نے پانی پی کر اس کا شکریہ ادا کیا اور نماز عصر کے لئے قریب ہی ایک مسجد میں چلا گیا۔

نماز عصر کے بعد ایک نابینا شخص نظر آیا جو کسی کو ڈھونڈ رہا تھا۔ میں نے کہا: ''اے بندۂ خدا! تجھے کس کی تلاش ہے؟'' کہا: ''میں آپ ہی کو ڈھونڈ رہا ہوں۔'' میں نے کہا: ''کہو! کیا کام ہے؟'' اس نے بیٹھتے ہوئے کہا: ''میں نے آپ سے بہت عمدہ خوشبو سونگ کر یہ گمان کیا ہے کہ آپ مالدار لوگوں میں سے ہیں۔ میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا

ہوں' اگر اجازت ہو تو عرض کروں؟'' میں نے کہا: ''بتاؤ! کیا بات ہے؟''

عمدہ محل کی داستان

اس نے قریب ہی موجود ایک عمدہ محل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''آپ اس محل کو دیکھ رہے ہیں؟'' میں نے کہا: ''ہاں''۔ کہا: ''عظیم الشان محل میرے والد کا تھا۔ اسے بیچ کر ہم خراسان چلے گئے۔ گردشِ ایام کی زد میں آ کر ہم اپنی نعمتوں سے محروم ہوتے چلے گئے' تنگدستی و مفلسی نے ہمارے آنگن میں ڈیرے ڈال لئے' بالآخر میں مجبور ہو کر یہاں آیا تاکہ اس نئے مالک سے کچھ امداد کا مطالبہ کروں اور اپنے والد کے بہترین دوست سوار کے پاس پہنچ کر اپنی حالت سے آگاہ کروں۔''

نابینے نوجوان کی گفتگو سن کر میں نے پوچھا: ''تمہارے والد کا نام کیا ہے؟'' جب اس نے اپنے والد کا نام بتایا تو وہ واقعی میرا بہترین اور سچا دوست تھا۔ میں نے اس نوجوان سے کہا: ''اے نوجون! اللہ تعالیٰ نے تجھے تیرے مطلوب تک پہنچا دیا' اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس سے نیند اور کھانے پینے کو روک کے رکھا یہاں تک کہ اسے تیرے پاس لے آیا۔ سنو! میں ہی تمہارے والد کا دوست ''سوار'' ہوں۔ آؤ۔ میرے قریب آ کر بیٹھو۔'' نوجوان یہ سن کر حیرانی وخوشی کے عالم میں میرے قریب آ بیٹھا۔ میں نے اپنے کاروباری وکیل سے دو ہزار دراہم لئے اور اس نوجوان کو دیتے ہوئے کہا: ''ابھی یہ رقم اپنے پاس رکھ لو اور کل میرے گھر چلے آنا۔ یہ کہہ کر میں وہاں سے چلا آیا۔ میں نے سوچا کیوں نہ اس واقعہ کی اطلاع خلیفہ مہدی کو دی جائے' چنانچہ' میں خلیفہ کے پاس پہنچا اور اول سے آخر تک سب واقعہ کہہ سنایا۔ خلیفہ یہ سن کر بہت متعجب ہوا اور میرے لئے دو ہزار دراہم دینے کا حکم دیا۔ میں واپس آنے لگا تو کہا: ''بیٹھو اور یہ بتاؤ کہ کیا تم پر کسی کا قرض وغیرہ ہے؟'' میں نے کہا: ''ہاں! میں پچاس ہزار (50,000) دینار کا مقروض ہوں۔'' خلیفہ چند لمحے خاموش رہا پھر تھوڑی دیر گفتگو کرنے کے بعد کہا: ''اب تم اپنے گھر چلے جاؤ۔'' میں واپس آنے لگا تو میرے ساتھ ایک غلام تھا جس کے پاس پچاس ہزار دینار تھے۔ اس نے مجھ سے کہا: ''خلیفہ نے حکم دیا ہے کہ اس رقم کے ذریعے اپنا قرض ادا کیجئے۔'' میں نے وہ رقم

Scanned with CamScanner

لے لی۔

آج دوسرا دن تھا لیکن وہ نابینا نوجوان ابھی تک نہ آیا تھا۔ میں اسی کے انتظار میں تھا کہ خلیفہ کی طرف سے بلاوا آ گیا۔ میں وہاں پہنچا تو خلیفہ نے کہا: ''ہم نے تمہارے معاملے میں غور کیا تو اس نتیجے پر پہنچے کہ تمہارا قرض تو ادا ہو جائے گا لیکن اس کے بعد دیگر ضروریات کے لئے تمہیں پھر کسی سے قرض لینا پڑے گا یا کسی اور امر کی طرف محتاجی ہو گی' لہٰذا میں تمہیں مزید پچاس ہزار دینار دے رہا ہوں' جاؤ! یہ تمہیں مبارک ہو۔'' میں پچاس ہزار دینار لے کر دربار سے چلا آیا۔ ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ وہ نابینا نوجوان آ گیا۔ میں نے کہا: ''اللہ تعالیٰ بڑا جواد و کریم ہے اس نے اپنے فضل و کرم کی خوب بارش برسائی ہے۔ یہ لو! یہ دو ہزار دینار لے جاؤ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ بہت رحیم و کریم ہے۔'' نوجوان نے وہ رقم لی اور مجھے دعائیں دیتا ہوا رخصت ہو گیا۔ (عیون الحکایات)

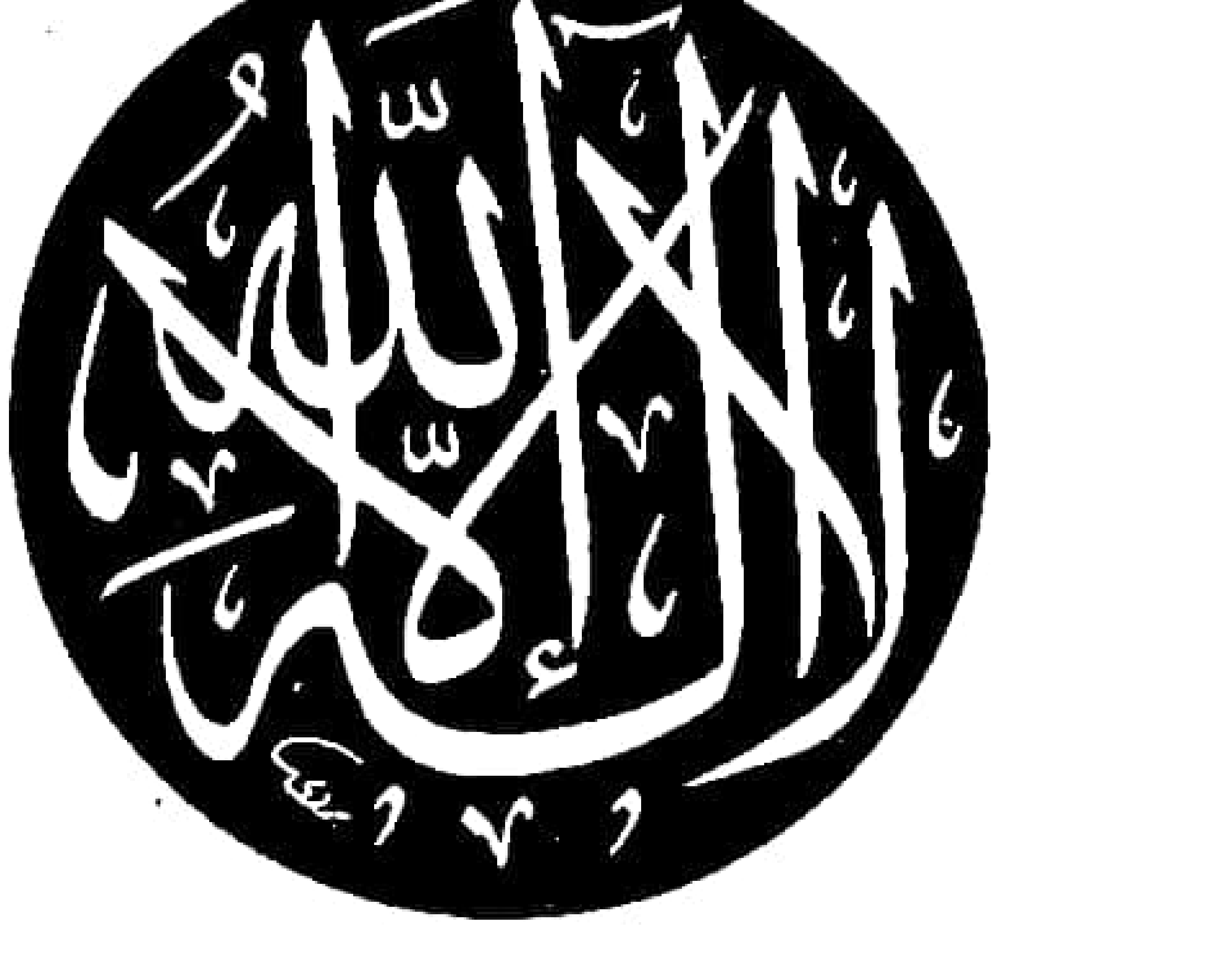

(40)

مجاہدین اسلام کی پہلی بحری مہم

نبی کریم ﷺ حضرت اُمِّ حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے گھر جایا کرتے تھے اور وہ آپ ﷺ کو کھانا کھلایا کرتی تھیں۔ (علماء کا اتفاق ہے کہ اُمِّ حرام رسول اکرم ﷺ کی محرمہ تھیں اور یہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں)۔ ایک روز رسول اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ کو کھانا کھلایا اور بیٹھ کر آپ ﷺ کے سر میں کنگھی کرنے لگیں۔ اس کے بعد رسول اکرم ﷺ کو نیند آ گئی' پھر آپ ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کو کس چیز نے ہنسایا؟ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

(ناس من امتی عرضوا علی غزاۃ فی سبیل اللہ ' یرکبون ثبج البحر ملوکا علی الاسرۃ)

''میری امت کے چند لوگ مجھے خواب میں دکھلائے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے سمندر کے بیچ منجدھار میں بحری جہازوں پر یوں سوار ہیں جیسے تختوں پر بادشاہ بیٹھے ہوں۔''

خوشی و مسرت کے باعث نبی کریم ﷺ خنداں و فرحاں بیدار ہوئے' کیونکہ آپ ﷺ کو ایک خوشخبری خواب میں دکھائی گئی تھی۔ آپ نے دیکھا تھا کہ آپ ﷺ کے شاگردوں' آپ ﷺ کے پیروکاروں اور آپ ﷺ کے فوجیوں نے جہاد کے لئے رخت سفر باندھ لیا ہے' چنانچہ آپ ﷺ خوش ہوئے کہ عنقریب آپ ﷺ کے پیروکار اللہ کی راہ میں مجاہدین کی حیثیت سے سمندروں کو پار کریں گے اور دنیا کے گوشے گوشے

میں کلمہ ”لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ“ کا پرچم بلند کریں گے اور اسلام کا جھنڈا لے کر زمین کے طول وعرض میں پھیل جائیں گے۔

نبی کریم ﷺ اس لئے مسکراتے ہوئے اٹھے' کیونکہ آپ ﷺ کی دور رس نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ اسلام کے قوانین سنسان جگہوں اور صحراؤں میں بھی نافذ ہوں گے جہاں ایک شیر کو بھی جرأت نہیں ہوگی کہ وہ کسی کمزور ترین بکری پر ظلم کرے۔ شیر اور بکری ایک ہی گھاٹ سے پانی پئیں گے' مگر انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا!! آپ ﷺ کو بشارت دی گئی کہ اب اسلام کا بول بالا ہوگا اور اسلام لوگوں کو شجر وحجر' سانپ اور چھچھوندر اور طواغیت واصنام کی عبادت سے نکال کر اللہ وحدہٗ لاشریک کے سامنے جھکائے گا۔

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

چنانچہ اُمّ حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے ان مجاہدین کی جماعت میں شامل کر دے۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور پھر آپ ﷺ لیٹ گئے۔ تھوڑی دیر بعد پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے تو اُمّ حرام رضی اللہ عنہا نے پوچھا: ”کس بات نے آپ کو ہنسایا اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے تھے۔ وہ اس طرح میرے سامنے پیش کیے گئے' جیسے پہلے بیان ہوا (یعنی جیسے بادشاہ تختوں پر سوار ہوں)“۔ اُمّ حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ سے دعا فرما دیں کہ مجھے بھی ان میں شریک کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (انت من الاوّلین) ”پہلے بحری مشن میں تیری شرکت کا فیصلہ ہو چکا ہے۔“

چنانچہ اُمّ حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا اپنے خاوند عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مجاہدین اسلام کی جماعت کے ساتھ سمندر میں (بحری جہاز پر) سوار ہوئیں اور جب سمندر سے نکلیں تو اپنی سواری سے گر کر شہید ہو گئیں۔ (بخاری: 2788' مسلم: 1812)

یاد رہے: یہ روم کے نصاریٰ پر پہلا سمندری حملہ تھا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں

کہ اکثر مورخین واہل سیر کی رائے کے مطابق یہ جنگ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت (25ھ تا 35ھ) میں ہوئی تھی اور اسی جنگ میں اُمّ حرام رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے ساتھ قبرص کی طرف نکلنے والے مجاہدین کی جماعت میں شریک تھیں۔ راوی کے قول ”معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے زمانہ“ سے مراد یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی گورنری کے زمانہ میں سمندر میں جو جنگ ہوئی اس میں اُمّ حرام موجود تھیں نہ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں۔ ایک دوسری روایت میں اس کی وضاحت بھی آ چکی ہے۔ یوں بھی یہ بات مسلّم اور معروف ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بحری بیڑا بنانے کا حکم دیا تھا۔

(41)

جب کرم ہوتا ہے

دشمن جب شہر چھوڑ جائے تو سکون مل جاتا ہے لیکن مسلمان جب اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے تمام جائیدادیں کفار کے حوالے کر کے اپنے سینوں میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت بسائے ہوئے مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ منورہ جا فروکش ہوئے تو کفار پہلے سے بھی زیادہ بے قرار ہوگئے' مکہ سے لٹے پٹے آئے ہوئے مہاجرین کے زخم ابھی تازہ ہی تھے کہ قریش مکہ نے مسلمانوں پر عرصۂ حیات مزید تنگ کرنے کی ٹھان لی اور مسلمانوں سے نبرد آزما ہونے کی پوری قوت سے تیاری کر لی اور بڑے ہی عزم کے ساتھ یہ فیصلہ کیا کہ اس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھیں گے جب تک محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے نام لیواؤں کو صفحۂ ہستی سے نہ مٹالیں گے۔ رسول اللہ ﷺ کو قریش کے ان عزائم کا علم ہوا تو آپ ﷺ مسلمانوں کو ساتھ لے کر مدینہ سے چلے جب بدر کے مقام پر پہنچے تو دیکھا کہ دشمن تعداد میں بہت بھاری تھا۔ یہاں مسلمانوں کے حصے میں جو زمین آئی وہ ریتلی تھی جس پر چلنا دشوار تھا۔ مسلمانوں کے یہاں پہنچتے ہی اللہ تعالیٰ نے پہلی رحمت یہ کی کہ بارش نازل فرمادی' جس سے ریتلی زمین پختہ ہوگئی اور چلنا پھرنا آسان ہوگیا اور پکی زمین جو کفار کے پاس تھی اس پر کیچڑ ہوگیا۔ پھسلن ہوگئی جس سے کفار کے پاؤں پھسلنے لگے۔ (گویا کہ یہ نکتہ تھا کہ اب کفار کے قدم پھسلیں گے' ٹھہریں گے نہیں۔ مسلمانوں کے قدم جمیں گے اکھڑیں گے نہیں۔) (زادالمعاد ابن ہشام)

حالات بدل جاتے ہیں

جنگ سے پہلے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: حضور

ﷺ! میری رائے یہ ہے کہ آپ کے لئے ایک اونچے ٹیلے پر ایک چھپر بنا دیا جائے تاکہ آپ ﷺ اس میں تشریف رکھیں یہاں سے آپ ﷺ جاں نثاروں کا نظارہ بھی کریں اور ضروری ہدایات بھی دیں۔ نبی ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی اس تجویز کو پسند فرمایا' چنانچہ آپ ﷺ کے لئے عریش بنادی گئی۔ آپ ﷺ نے یہیں قیام فرمایا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا: آپ میرے پاس ٹھہریں پھر رات کو صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حکم دیا آپ رات بھر آرام کریں اور خود دو رکعت نماز کی نیت کی' نماز میں رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگی۔ اس وقت آپ ﷺ کے رونے کی حالت اس طرح تھی کہ رو رو کر ریش مبارک آنسوؤں سے تر بہ تر ہوگئی تھی اور سرزمین بدر کی یہ خوش نصیبی کہ اس کو خاتم النبیین ﷺ کے آنسوؤں کا پانی ملا۔

(روای کا بیان ہے) کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے کھڑے یوں روتے کہ چادر مبارک کندھوں سے گر گر جاتی۔ کبھی سجدے میں جا کر روتے اور کبھی ہاتھ پھیلا پھیلا کر رحمت خداوندی کو متوجہ کرواتے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ زبان اقدس پر یہ دعا جاری تھی:

اللھم انجزلی ماوعدتنی ان یھلك ھذہ العصابة من اھل الاسلام لا تعبد فی الارض ۔

''اے اللہ تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اسے پورا فرما۔ اللہ اگر مسلمانوں کی یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو پھر روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔''

اس وقت آپ ﷺ نے بڑے تضرع کے ساتھ یہ دعا بھی کی:

اللّٰھم لا تخذ لنی اللھم انی انشدك ماوعدتنی ۔

''الٰہی مجھے ندامت سے بچانا' اللہ میں تجھے تیرا وعدہ یاد دلاتا ہوں۔''

ثانی اسلام و بدر و قبر و حشر

نماز کے بعد نبی ﷺ نے لمبا سجدہ کیا۔ سجدہ میں **یاحی یاقیوم برحمتك**

Scanned with CamScanner

استغیث پڑھتے رہے اور روتے رہے یہاں تک سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی یہ حالت دیکھی تو نہ رہا گیا سجدے میں ہی آپ ﷺ سے لپٹ گئے اور عرض کیا: ''حضور ﷺ! بس کیجئے اتنا نہ روئیے' اپنے آپ کو اتنا ہلکان میں نہ ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ سے فتح ونصرت کا وعدہ فرما چکا ہے:

فاخذ ابو بكر بيده فقال حسبك فخرج وهو يقول: ''سيهزم الجمع ويولون الدبر .''

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا آپ ﷺ کو اللہ کافی ہے۔ آپ ﷺ نے دعا ختم کی اور زبان پر جاری تھا کہ ''عنقریب کافروں کی یہ جماعت شکست کھائے گی اور پشت پھیر کر بھاگے گی۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا۔ مسلمانوں کو فتح سے سرشار فرمایا اور مکہ والوں کو بہت بری شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ 70 بڑے سردار مارے گئے اور 70 مسلمانوں کے ہاتھ اسیر ہوئے۔ (زادالمعاد)

(42)

عجیب وغریب اور حیرت انگیز

مصنف قلیوبی کہتے ہیں کہ مجھے خواب میں دکھایا گیا اور میں نے اس کا تجربہ کیا پس اس کو صحیح پایا وہ یہ ہے کہ جب تم پر کوئی ظلم کرے پس تم ربع ورق میں ھد' ھد' ھد ہر ایک کو ورق کے گوشوں سے ایک گوشہ میں لکھو اور ہر ایک کے نیچے اللھم احذر وامح الظالم الخ۔ اے اللہ بچا اور ظالم کو مٹا اپنے فلاں بن فلاں اس بندہ کے واسطے جو اس کے ایجاد کا سبب تھا اے بندوں کے ربّ اور اس طرح 4,3,2 کو لکھو پھر اس ورق کو دو حصے کاٹو اور ان کو دریا میں ڈال دو۔ بلاشبہ عنقریب تم عجیب بات دیکھو گے۔ واللہ اعلم۔

ذکر کرتے ہیں: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی کشتی والوں کو حکم دیا تھا کہ کوئی نر مادہ کے قریب نہ ہو' پس کتے نے مخالفت کی' چنانچہ بلی نے نوح علیہ السلام کو اس کی اطلاع دی تو نوح علیہ السلام نے اس کی حاضری کا حکم دیا۔ کتے نے قسم کھائی کہ اس نے یہ کام نہیں کیا ہے پھر اس نے دوبارہ وہی کام کیا پھر بلی نے اپنے پروردگار سے سوال کیا کہ اس کو اسی حالت پر روکے یہاں تک کہ نوح علیہ السلام اس کو دیکھیں پس عذاب الٰہی کے طور پر اس کی یہ حالت ہمیشہ رہی حتیٰ کہ قیامت قائم ہو اور نقل کرتے ہیں کہ بکری نے کشتی میں داخل ہونے سے انکار کیا' پس جبرائیل علیہ السلام نے اس کی دم پکڑ کر اس کو روکا پس روز قیامت تک اسکی دم ہمیشہ اٹھی ہوئی رہے گی۔ (قلیوبی)

Scanned with CamScanner

(43)

پاکدامن ملکہ

حضرت سیدنا جعفر بن محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے' بنی اسرائیل کا ایک شخص سفر پر جانے لگا تو اپنے بھائی سے عہد لیا کہ ''تم میری بیوی کی خدمت اور دیکھ بھال کرو گے۔'' اس نے اقرار کر لیا اور یقین دہانی کراتے ہوئے کہا: ''بھائی جان! آپ بے فکر ہو کر سفر پر جائیں' آپ کو کسی قسم کی کوئی شکایت نہ ہو گی' میں ہر طرح سے آپ کی زوجہ کا خیال رکھوں گا۔'' چنانچہ' وہ مطمئن ہو کر سفر پر روانہ ہو گیا۔ اس نے اپنی بھابھی کے ساتھ رہنا شروع کر دیا۔ عورت کے حسن و جمال نے اس کی آنکھوں پر غفلت کا پردہ ڈال دیا' وہ اپنی بھابھی پر عاشق ہو گیا اور اپنے بھائی سے کئے ہوئے عہد کو توڑ کر اس کی بیوی کو اپنے ارادے سے آگاہ کرتے ہوئے گناہ کی دعوت دی۔ عورت پاکدامن و باحیا تھی' اس نے انکار کر دیا۔ جب بدبخت و خائن دیور اپنی کوشش میں ناکام ہونے لگا تو دھمکی دیتے ہوئے کہا: ''اگر تم نے میری بات نہ مانی تو میں تمہیں ہلاک کر دوں گا۔'' عورت نے کہا: ''خدا کی قسم! میں تمہاری گناہ بھری دعوت ہرگز ہرگز قبول نہ کروں گی' تم جو چاہے کر لو۔'' پاکباز عورت کے ایمان افروز اور جرأت مندانہ انداز کو دیکھ کر وہ خاموش ہو گیا۔ جب اس کا بھائی سفر سے واپس آیا تو کہا: ''میرے بھائی! جانتے ہو! تمہاری بیوی نے تمہارے جانے کے بعد کیا گل کھلایا؟ سنو! وہ مجھے بدکاری کی دعوت دیا کرتی تھی' توبہ توبہ' وہ تو بڑی بدچلن ہے۔ اس نے تمہارے جانے کے بعد نہ جانے کیا کیا برے کام کئے ہیں۔''

بدنیت دیور کی الزام تراشی

بھائی کی یہ باتیں سن کر اسے بہت غصہ آیا اس نے کہا: ''جانتے ہو! تم کیا کہہ رہے ہو؟'' کہا: ''بھائی جان! اللہ تعالیٰ کی قسم! میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔ میں نے حقیقت واضح کر دی ہے' اب تمہاری مرضی۔'' بھائی کی باتیں سن کر اس کے دل میں یہ بات جم گئی کہ ''واقعی میری بیوی نے خیانت کی ہے۔'' غم و غصے کی وجہ سے اس نے اپنی بیوی سے بات چیت بالکل بند کر دی۔ بالآخر ایک رات موقع پا کر اپنی پاکباز بیوی کو تلوار کے پے در پے وار کر کے شدید زخمی کر دیا۔ جب یقین ہو گیا کہ یہ مر چکی ہے تو وہاں سے چلا گیا۔ خدا کی قدرت کہ شدید زخمی ہو جانے کے باوجود نیک خاتون ابھی زندہ تھی' وہ گرتی پڑتی ایک راہب کے عبادت خانے کے قریب پہنچی' اس کی درد بھری آہیں سن کر راہب نے اپنے غلام کو بلایا' دونوں اسے اٹھا کر عبادت خانے میں لے آئے۔ نیک نیت راہب بڑی توجہ سے اس کا علاج کرتا رہا' جس کی وجہ سے وہ بہت جلد صحت یاب ہو گئی۔ راہب کی زوجہ فوت ہو گئی تھی اس کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا۔ راہب نے عورت سے کہا: ''اب تم ٹھیک ہو گئی ہو اگر جانا چاہو تو بخوشی چلی جاؤ' اگر یہاں رہنا چاہو تو تمہاری مرضی۔''

سیاہ فام بدکار غلام کی حرکت

عورت نے کہا: ''میں یہیں رہ کر آپ کی خدمت میں زندگی گزارنا چاہتی ہوں۔'' راہب نے اپنا بچہ اس کے حوالے کر دیا۔ نیک و پارسا خاتون بڑی دلجمعی سے اس کی پرورش کرنے لگی۔ راہب کا سیاہ فام غلام عورت کے حسن کو دیکھ بدنیت ہو گیا اور موقع کی تلاش میں رہنے لگا۔ ایک دن اس نے اپنی نیت بد کا اظہار کرتے ہوئے اس پاکباز و باحیا عورت کو بدکاری کی طرف بلایا اور کہا: ''بخدا! یا تو میری بات مان لے اور میری خواہش پوری کر دے ورنہ میں تجھے ہلاک کر دوں گا۔'' خوف خدا رکھنے والی نیک عورت نے کہا: ''میں ہرگز ہرگز تیری بات نہیں مانوں گی تجھے جو کرنا ہے کر لے۔'' بدکار سیاہ فام اپنی ناکامی پر ماتم کرتا ہوا دل میں بغض لئے وہاں سے چلا گیا۔ رات کی سیاہی نے جب ہر شے کو ڈھانپ لیا تو سیاہ فام غلام عورت کے پاس آیا' بچہ اس کی گود میں رو رہا تھا اور وہ

اسے بہلا رہی تھی۔ ظالم و شہوت پرست سیاہ فام غلام نے تیز چھری سے بچے کا گلا کاٹ دیا' چند ہی لمحوں میں اس نے تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔ غلام دوڑ کر راہب کے پاس گیا اور کہا: ''حضور! کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کی اس مہمان خبیث عورت نے کیا کارنامہ کیا ہے؟ کیا آپ کو معلوم ہے اس نے آپ کے ننھے منے بچے کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ آپ نے اس کے ساتھ احسان کیا لیکن اس نے آپ کے بچے کے ساتھ بہت برا سلوک کیا ہے۔ ہائے! ہائے! کیسی ظالم عورت ہے۔'' راہب غلام کی باتیں سن کر بہت متعجب ہوا اور پریشان ہو کر کہا: ''تیرا ناس ہو! بتا تو سہی اس نے میرے بچے کے ساتھ کیا کیا ہے؟'' کہا: حضور! اس نے آپ کے لاڈلے بچے کو ذبح کر ڈالا ہے' اگر یقین نہیں آتا تو چل کر خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔'' راہب دوڑتا ہوا وہاں پہنچا تو دیکھا کہ واقعی بچے کا گلا کٹا ہوا ہے اور اس کا جسم خون میں لت پت ہے۔ راہب نے عورت سے پوچھا: ''میرے بچے کو کیا ہوا؟'' کہا: ''میں نے اس کے ساتھ کچھ نہیں کیا بلکہ آپ کے غلام نے مجھے گناہ کی دعوت دی جب میں نے انکار کیا تو اس نے بچے کو قتل کر دیا۔ میں اس معاملے میں بالکل بے قصور ہوں۔''

قیدی پھانسی سے بچ گیا

راہب نے کہا: ''اے اللہ تعالیٰ کی بندی! تو نے اپنے معاملے میں مجھے شک میں مبتلا کر دیا ہے' اب میں نہیں چاہتا کہ تو میرے ساتھ رہے۔ یہ پچاس (50) دینار لے جا اور جہاں تیرا جی چاہے چلی جا' یہ دینار تیری ضروریات میں کام آئیں گے۔'' عورت نے پچاس دینار لئے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید لگائے غیر متعین منزل کی طرف چل دی۔ ایک بستی کے قریب سے گزری تو دیکھا کہ مجمع لگا ہوا ہے اور ایک شخص کو پھانسی دینے کیلئے لایا جا رہا ہے' بستی کا سردار بھی وہیں موجود تھا۔ عورت سردار کے پاس گئی اور کہا: ''کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ تم مجھ سے پچاس دینار لے لو اور اس شخص کو آزاد کر دو۔'' سردار نے کہا: ''لاؤ! رقم میرے حوالے کرو۔'' عورت نے پچاس دینار دیئے تو سردار نے قیدی کو رہا کر دیا۔ وہ قیدی اس پاکباز صابرہ خاتون کے پاس آیا اور کہا: میری جان بچا کر تو نے جو

احسان کیا ہے آج تک کسی نے مجھ پر ایسا احسان نہیں کیا۔ اب میں تیری خدمت کروں گا یہاں تک کہ موت ہمارے درمیان جدائی کر دے۔''

چنانچہ' وہ شخص اس عورت کو لے کر ساحل سمندر پر پہنچا' کشتی چلنے ہی کو تھی دونوں کشتی میں سوار ہو گئے۔ عورت کا حسن و جمال دیکھ کر سارے مسافر حیران رہ گئے۔ وہ عورتوں والے حصے میں بیٹھ گئی۔ لوگوں نے قیدی سے کہا: ''یہ حسین و جمیل عورت کون ہے؟'' اس بدبخت نے کہا: ''یہ میری زرخرید لونڈی ہے۔'' کشتی میں موجود ایک شخص جو اس عورت کے حسن میں گرفتار ہو چکا تھا' اس نے کہا: ''کیا تم اپنی لونڈی فروخت کرو گے؟'' کہا: ''میں اسے بیچنا نہیں چاہتا کیونکہ وہ مجھ سے بہت زیادہ محبت کرتی ہے' جب اسے معلوم ہو گا کہ میں نے اسے بیچ دیا ہے تو اسے میری طرف سے بہت تکلیف پہنچے گی' اس نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ میں اسے کبھی نہ بیچوں گا۔'' مسافر نے کہا: ''تو مجھ سے منہ مانگی قیمت لے لے اور خاموشی سے چلا جا! تجھے کیا ضرورت ہے کہ تو اسے بتائے۔'' لالچی و احسان فراموش' دھوکے باز قیدی نے مال کے وبال میں پھنس کر مسافر سے بہت سارا مال لیا اور کشتی سے اتر گیا۔ مسافر نے اس خرید و فروخت پر تمام مسافروں کو گواہ بنا لیا۔ عورت چونکہ مستورات والے حصے میں تھی اس لئے اس معاملے سے بے خبر رہی جب مسافر کو یقین ہو گیا کہ اس کا مالک جا چکا ہے اب واپس نہیں آ سکتا تو وہ عورت کے پاس آیا اور کہا: ''آج سے تم میری ملکیت میں ہو' میں نے تمہیں خرید لیا ہے۔''

اور کشتی غرق ہو گئی

عورت نے کہا: ''خدا کا خوف کر! تو نے مجھے کیسے خرید لیا؟ جبکہ میں آزاد ہوں اور کسی کی ملکیت میں نہیں۔'' مسافر نے کہا: ''ان باتوں کو چھوڑ' تیرا مالک تجھے بیچ کر یہاں سے جا چکا ہے۔ اب نہ تو اپنے مالک کے پاس جا سکتی ہے نہ ہی وہ رقم واپس کر سکتی ہے جو تیرے مالک نے مجھ سے لی ہے' میں نے مال کثیر دے کر تجھے خریدا ہے اور تمام مسافر اس پر گواہ ہیں اگر یقین نہیں آتا تو ان سے پوچھ لے۔ سب مسافروں نے کہا: ''اللہ تعالیٰ کی دشمن! اس نے واقعی تجھے خریدا ہے' ہم سب اس پر گواہ ہیں۔'' نیک و پاکباز'

Scanned with CamScanner

جرأت مند عورت نے کہا: ''تمہارا ناس ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ خدا کی قسم! میں آزاد ہوں' آج تک کبھی کوئی میرا مالک نہیں بنا۔ میں کسی کی لونڈی نہیں کہ مجھے کوئی بیچے۔ تم اس معاملہ پر اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ لوگوں نے اس مسافر سے کہا: ''یہ اس طرح باز نہیں آئے گی' اس کے ساتھ جو سلوک کرنا ہے کر ڈال' خود ہی مان جائے گی''۔ یہ سن کر مسافر اس کی طرف بڑھا۔ جب اس مظلومہ کو اپنی عزت کا خطرہ محسوس ہوا تو اس نے کشتی والوں کے لئے بددعا کی۔ فوراً کشتی ان سب کو لے کر ڈوب گئی۔ سب کے سب غرق ہو گئے اور کشتی کے تختے پر عورت کے علاوہ کوئی باقی نہ بچا۔

اور مظلومہ خاتون ملکہ عالیہ بن گئی

وہ عید کا دن تھا' بادشاہ اپنی رعایا کے ساتھ ساحل سمندر پر آیا ہوا تھا' تمام لوگ خوشیاں منا رہے تھے' جب بادشاہ نے کشتی کو ڈوبتے دیکھا تو فوراً تیراک سپاہیوں کو حکم دیا: ''جلدی سے کشتی والوں کی مدد کو پہنچو۔'' سپاہی گئے تو انہیں اس نیک عورت کے علاوہ کوئی اور زندہ نہ ملا۔ وہ اسے لے کر بادشاہ کے پاس آئے' بادشاہ نے حقیقت حال دریافت کرتے ہوئے نکاح کا پیغام دیا' لیکن اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا: ''میرا قصہ بڑا عجیب وغریب ہے' میرے لئے نکاح کرنا جائز نہیں۔'' بادشاہ نے جب یہ سنا تو اس کے لئے علیحدہ مکان بنوا دیا اور وہ اس میں رہنے لگی۔ لیل ونہار (رات دن) گزرتے رہے' وقت کی گاڑی تیزی سے چلتی رہی۔ بادشاہ کو جب بھی کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو وہ اس پاکباز عورت سے مشورہ کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے مشوروں میں ایسی برکت دی کہ ان پر عمل کر کے بادشاہ کو ہمیشہ کامیابی ہوتی۔ اب بادشاہ کے نزدیک یہ پاکباز عورت بہت معظم ہو گئی تھی وہ اسے بہت بابرکت سمجھنے لگا۔ جب بادشاہ کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے وزیروں' مشیروں اور رعایا کو جمع کر کے کہا: ''اے لوگو! تم نے مجھے کیسا پایا؟'' سب نے بیک زبان جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ آپ کو اچھی جزا عطا فرمائے' آپ ہمارے لئے رحیم باپ کی طرح ہیں۔'' بادشاہ نے کہا: ''اے لوگو! توجہ سے میری بات سنو! تم نے محسوس کیا ہو گا کہ ہماری نیک سیرت مہمان خاتون کے قابل قدر مشوروں کی بدولت

ہمارے ملک کا نظام بہت بہتر ہو گیا ہے۔ میں نے اسے اپنے ہر معاملے میں بابرکت پایا۔ میں تمہارے لئے ایک بہت اچھی تدبیر کرنا چاہتا ہوں۔'' لوگوں نے تجسس بھرے انداز میں کہا: ''عالی جاہ! حکم فرمائیں آپ کیا چاہتے ہیں؟'' کہا: میں چاہتا ہوں کہ اپنے بعد اس نیک سیرت خاتون کو تم پر ملکہ مقرر کر دوں۔'' شفیق ورحیم بادشاہ کے حکم پر ''لبیک'' کہتے ہوئے سب نے عرض کی: ''عالی جاہ! جیسا آپ چاہتے ہیں' ان شاء اللہ تعالیٰ ویسا ہی ہو گا۔'' چنانچہ' بادشاہ نے اس باحیا' نیک سیرت وصابرہ خاتون کو پورے ملک کی سلطنت عطا کر دی اور خود دارِ فانی سے کوچ کر کے دارِ بقا کا راہی بن گیا۔

ہر کوئی اپنے کیے کی سزا پا گیا

اس نے ملکہ بنتے ہی اعلان کر دیا کہ پورے ملک کے لوگ بیعت کے لئے جمع ہو جائیں۔ حکم شاہی ملتے ہی ملک کے گوشے گوشے سے لوگ نئے بادشاہ کی بیعت کے لئے جمع ہو گئے۔ بیعت کا سلسلہ شروع ہوا۔ جب اس کا شوہر اور دیور آئے تو حکم دیا کہ ان دونوں کو علیحدہ کھڑا کر دو پھر وہ شخص آیا جسے پھانسی دی جا رہی تھی (اور جس احسان فراموش نے اپنی اس محسنہ کو بیچ دیا تھا) ملکہ نے حکم دیا کہ اسے بھی ان دونوں کے ساتھ کھڑا کر دو پھر نیک سیرت راہب اور اس کا بدکار سیاہ فام غلام آیا تو ان کو بھی لوگوں سے علیحدہ کر دیا گیا۔ جب تمام لوگ بیعت کر چکے تو ملکہ نے ان پانچوں کو اپنے پاس بلوایا اور اپنے شوہر سے کہا: ''کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟'' اس نے کہا: ''خدا کی قسم! آپ ہماری ملکہ ہیں۔'' کہا: میں تمہاری بیوی ہوں۔ سنو! تمہارے بدکردار خائن بھائی نے میرے ساتھ کیسا برا سلوک کیا تھا۔'' یہ کہہ کر سارا واقعہ اسے بتایا اور کہا: ''اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ تم سے جدا ہونے سے لے کر آج تک مجھے کسی مرد نے نہیں چھوا۔ میں آج بھی پاک دامن ومحفوظ ہوں۔'' پھر اس نے اپنے دیور کو بلا کر پھانسی کا حکم دے دیا پھر راہب سے کہا: ''اگر آپ کی کوئی حاجت ہو تو بتاؤ' میں وہی عورت ہوں جو تمہارے پاس زخمی حالت میں آئی تھی۔'' تمہارے بیٹے کو تمہارے اس ظالم وشہوت پرست سیاہ فام غلام نے ذبح کیا تھا۔'' پھر غلام کو بلوا کر اسے بھی قتل کروا دیا۔ اب اس شخص کی باری تھی جسے پھانسی دی جا

Scanned with CamScanner

رہی تھی اور ملکہ نے اسے بچایا تھا۔ جب وہ آیا تو اسے بھی قتل کر دیا گیا اور اس کی لاش چوراہے پر لٹکا دی گئی ادھر یوں وہ اپنے انجام بد کو پہنچ گیا۔ باحیا و پاک دامن خاتون نے ہر آن اپنی عزت کی حفاظت کی، احکام خداوندی کے پیش نظر رکھا اور صبر واستقامت سے کام لیا۔ آج اسے تاج وتخت اور عزت وعظمت کی دولت میسر تھی۔ جب تک خالق کائنات نے چاہا وہ بحسن وخوبی امور سلطنت انجام دیتی رہی پھر اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئی۔

اس طویل حکایت سے حاصل شدہ امور کی نشاندہی

اس سبق آموز حکایت کے اندر عبرت کے بے شمار موتی ہیں۔ مثلاً:

1..... بغیر تحقیق کے کبھی کسی کے بارے میں بدگمانی نہیں کرنی چاہئے۔

2..... کبھی بھی غیر محرم کے ساتھ تنہائی اختیار نہیں کرنی چاہئے اور دیور تو موت ہے۔
(کما جاء فی الحدیث الحمو موت)

3..... نیک لوگ مال و دولت دے کر بھی دوسروں کو مصیبتوں اور آفتوں سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

4..... دولت کا حریص اپنے محسنوں کو بھول جاتا ہے اور ان کے ساتھ ایسا سلوک کر گزرتا ہے جو کسی طرح بھی روا جائز نہیں۔

5..... بلا تحقیق کسی پر کوئی حکم نہیں لگانا چاہئے۔

6..... شہوت پرستی گناہوں کے سمندر میں غرق کر دیتی ہے اور اس میں ڈوب کر انسان جہنم کی تہہ تک پہنچ جاتا ہے۔

7..... انسان کیسی ہی حالت سے دوچار ہو پھر بھی احکام خداوندی کی پابندی کرے اور اپنی عزت وایمان کو کسی قیمت پر نہ چھوڑے......

8..... بندہ مصیبتوں، ظلم وستم کی آندھیوں اور غم وحزن کی دشوار گزار گھاٹیوں سے گزر کر ایک نہ ایک دن خوشیوں اور عزتوں کے گلشن میں ضرور پہنچتا ہے۔

9..... انسان کو اس کے برے اعمال کا برا اور اچھے اعمال کا اچھا صلہ ضرور ملتا ہے جو ہر

حال میں اللہ و رسول ﷺ کے احکام کی پابندی کرتا ہے وہ کبھی ناکام نہیں ہوتا، نصرت خداوندی ہر وقت اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک امور پر استقامت عطا فرمائے۔

10..... اپنی عزت وعصمت کی ہمیشہ حفاظت کرنی چاہئے۔ کسی بھی حالت میں دولت عزت کی چادر داغ دار نہیں ہونی چاہئے کیونکہ ایمان کے بعد عزت ہی سب سے بڑی دولت ہے۔ سب کچھ چھوٹے تو چھوٹ جائے لیکن ایمان وعزت ہاتھ سے نہ جانے پائے ورنہ دونوں جہاں کی بربادی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی پاکیزہ سوچ عطا فرمائے کہ ہم بھی ہر حال میں حکم خداوندی اور سنت نبوی ﷺ کی پیروی کریں اور گناہوں سے نفرت کرتے رہیں۔ آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم الامین)

(عیون الحکایات)

Scanned with CamScanner

(44)

شادی میں رقص کا انجام

(ایک خاتون کا بیان ہے کہ) میں شادی کی محفلوں میں شریک ہونے کی بڑی شوقین تھی۔ میں ایک دیندار عورت تھی اور میرا شوہر بھی بڑا دیندار تھا۔ وہ مجھے شادی خانہ آبادی کی محفلوں میں شرکت کرنے اور اختلاط سے بچنے کی تاکید کرتا تھا اور مجھے اللہ کی ناراضی سے ڈراتا رہتا تھا۔

لیکن ایک روز میں کسی طرح شادی کی ایک محفل میں شریک ہو ہی گئی۔ شادی کی محفل سجی ہوئی تھی۔ عورتیں قسم قسم کے خوبصورت کپڑوں میں ملبوس تھیں۔ محفل میں شریک عورتیں رقص کر رہی تھیں، گا رہی تھیں، دل لبھانے والی حرکتیں کر رہی تھیں۔

مجھے بھی جوش آیا اور میں بھی اپنا برقع اتار کر ناچ گانے میں شریک ہو گئی۔ میں چونکہ حسین و جمیل تھی، اس لئے میں چاہتی تھی کہ اس رات شادی کی محفل میں شریک عورتیں میری تعریف کریں اور میرے حسن و جمال کا چرچا ان میں عام ہو۔ فی الواقع عورتوں نے میری تعریف و تحسین شروع کر دی اور کہنے لگیں کہ میں دلھن سے میں زیادہ خوبصورت لگ رہی ہوں۔ عورتوں کے منہ سے اپنی تعریف سن کر میں پھول اٹھی اور میرے اندر میرے حسن و جمال کا غرور سا پیدا ہو گیا۔ ظاہر ہے اپنے حسن کی تعریف کسے پسند نہیں۔

میرا شوہر بارہا مجھے نصیحت کرتا تھا کہ بیرون خانہ میں اپنا پردہ کہیں بھی نہ اتاروں، اور گھر سے باہر ہر وقت باپردہ رہوں، نیز مجھے یہ حدیث رسول سنایا کرتا:

(أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَزَعَتْ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِ زَوْجِهَا، فَقَدْ هَتَكَتْ مَا

بَيْنَهَا وَبَيْنَ رَبِّهَا مِنْ سِتْرٍ)

(احمد 6/41، ابوداؤد (3750)، مستدرک حاکم، دارمی وغیرہ)

"جس عورت نے اپنے شوہر کے گھر کے علاوہ کسی دوسری جگہ اپنا کپڑا اتارا، اس نے اپنے اور پروردگار کے درمیان پردہ چاک کر دیا۔"

اور حسینۂ عالم مطلقہ ہو گئی

ایک روز میرے شوہر نے کسی خلیجی ملک کا سفر کیا۔ وہاں کسی دفتر میں دو نوجوانوں کے مابین اس امر پر اختلاف ہو گیا کہ خلیجی ممالک میں سب سے خوبصورت لڑکی کون سی ہے؟ ایک نوجوان فوراً اٹھا اور ایک ویڈیو کیسٹ لا کر حاضر کر دی جسے اس نے میرے ملک کے کسی آدمی سے چوری چھپے بھاری قیمت دے کر خریدا تھا۔ اس کیسٹ میں شادی کی اس محفل کی ویڈیو بھی تھی جس میں میں نے بھی شرکت کی تھی۔

جب نوجوان نے ویڈیو کیسٹ لگائی تو وہ منظر دیکھ کر میرے شوہر کے پیروں تلے سے زمین کھسک گئی جس میں میں رقص کر رہی تھی، گانا گا رہی تھی، میری زلفیں بکھری ہوئی تھیں اور میرا نصف سینہ عریاں تھا۔ دفتر میں بیٹھے لوگ میرے حسن و جمال کو دیکھ کر عش عش کرنے لگے اور طرح طرح کی باتیں بنانے لگے۔

میرا شوہر اندر ہی اندر آگ بگولا ہو رہا تھا، اس کی آتش غیظ و غضب تیز سے تیز تر ہو رہی تھی۔ وہ فوراً سفر کے دیگر کاموں کو ملتوی کر کے واپس اپنے وطن آ گیا۔ گھر پہنچا تو میرے اور اس کے درمیان زبردست جنگ چھڑ گئی اور نتیجتاً میرا انجام بھی وہی ہوا جو کسی عورت کے لئے سب سے تکلیف دہ ہوتا ہے۔

اب میں مطلقہ ہوں۔ میری زندگی عذاب میں گزر رہی ہے۔ شقاوت و بدبختی نے مجھے رسوائی و بدنامی سے دوچار کر دیا ہے اور اب اکیلے زندگی کی کٹھن منازل طے کر رہی ہوں۔ میری لمحوں کی لغزش مجھ سے زندگی بھر کی مسرتیں چھین کر لے گئی۔

(ماخوذ از سنہری کرنیں)

Scanned with CamScanner

(45)

ایک دردناک واقعہ

جنگ احد کے بعد کفار نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور پامال کرنے کی کئی مختلف تدبیریں کیں۔ 4 ہجری میں بنو کلاب کا رئیس ابو براء عامر بن مالک نجد سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نبی ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت دی۔ اس نے تو اسلام قبول نہ کیا مگر رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی آپ اپنے چند مبلغین کو میرے ساتھ تبلیغ کے لئے بھیج دیں جو میری قوم کو اسلام کی دعوت دیں۔ نبی ﷺ مبلغین کو اس کے ساتھ بھیجنے میں متامل تھے کیونکہ کچھ عرصہ پہلے بنو عامر کا رئیس عامر بن طفیل (جو ابو البراء) کا بھتیجا تھا اس نے رحمت عالم ﷺ کو یہ دھمکی دی تھی کہ محمد ﷺ مجھے اپنا ولی عہد نامزد کر دیا پھر شہروں میں میری حکومت مان لو میں دیہاتوں میں آپ کی حکومت مان لوں گا ورنہ میں بنو غطفان کے ہزاروں آدمی لے کر فوراً مدینہ پر چڑھائی کروں گا اور مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا' لیکن ابو البراء نے ہادیٔ برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ یقین دلایا تھا کہ جو لوگ آپ میرے ہمراہ بھیجیں گے ان کی ہر طرح سے حفاظت کی جائے گی۔ آپ ﷺ نے اس کی بات مان لی اور ستر صحابہ رضی اللہ عنہم پر مشتمل ایک وفد تیار کیا جو قرآن کے حافظ' قاری اور بہت بڑے عالم لوگ تھے۔ صحیح بخاری شریف میں ان کی یہ خوبی درج ہے کہ یہ یُحَاطِبُوْنَ بِنَهَارٍ وَّيُصَلُّوْنَ بِالَّيْلِ ...... یہ دن کو لکڑیاں چن چن کر اپنے اہل و عیال کے لئے دال روٹی کا انتظام کرتے تھے اور رات کو نماز کے لئے کھڑے ہوتے (تو فرشتے ان کے سجدوں پر رشک کرتے)''۔

ستر حفاظ وقراء وعلماء صحابہ کرام کی شہادت

صحیح البخاری شریف کی روایت کے مطابق حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حرام بن ملحان الانصاری رضی اللہ عنہ کی قیادت میں 70 صحابہ رضی اللہ عنہم کو نجد بھیجا اور ایک خط بھی روانہ کیا جو عامر بن طفیل کے نام تھا۔

جب اللہ کے یہ پاکباز بندے بیئر معونہ پر پہنچے تو امیر لشکر مکتوب رسالت لے کر عامر کے پاس پہنچا تو اس بدبخت نے تمام سفارتی اصولوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے خط کو پڑھے بغیر بڑے ہی تکبر سے پھاڑ کر پھینک دیا اور اپنے عقب میں کھڑے ہوئے ایک آدمی کو اشارہ دیا اس نے ایسا تاک کر سفیر رسول کو نیزہ مارا کہ سینے سے آر پار ہو گیا۔ خون کا فوارا نکلا۔ حضرت حرام رضی اللہ عنہ نے خون کا چلو بھرا' سر اور چہرے پر مل لیا اور پھر اس بدبخت عامر کے سامنے نعرہ لگایا: فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ

''رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔''

یہ کہتے ہی زمین پر تشریف لے آئے اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

اب عامر نے خونخوار وحشی قبائل کو مجتمع کر کے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اللہ کے یہ پاکباز بندے اگرچہ گھروں سے تبلیغ کے لئے نکلے تھے مگر ہاتھوں سے خالی نہیں تھے کافی دیر تک بڑی جرأت و پامردی سے ان دغابازوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ آخر کثیر تعداد دغابازوں نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گھیرے میں لے لیا اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے سوا باقی سب کو شہید کر ڈالا۔

اپنی قوم کے نام آخری پیغام

صحیح بخاری شریف کی روایت کے مطابق شہادت کے وقت ان کا اپنی قوم کے نام پیغام درج ہے:

بَلِّغُوْا عَنَّا قَوْمَنَا اَنَّا
قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَاَرْضَانَا

Scanned with CamScanner

"ہماری قوم کو ہمارا یہ پیغام پہنچا دو کہ بیرٔ معونہ پر: ہم نے اپنے ربّ سے ملاقات کی (اور یہ ملاقات اتنی کامیاب ہوئی) کہ وہ ہم سے راضی ہو گیا اور ہم اس سے راضی ہو گئے۔"

ارباب سیر نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب اس دردناک واقعہ کی خبر ملی تو آپ کو بے حد صدمہ ہوا پھر آپ ﷺ کئی دن صبح کی نماز میں رو رو کر اللہ تعالیٰ سے ان ظالموں کے لئے بددعا کرتے رہے رسول اللہ ﷺ کے آنسو بارگاہ خدا میں قبول ہوئے تو نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دغابازوں کو بڑی ہی ذلت کی موت مارا۔

(صحیح بخاری/زادالعاد)

(46)

ہمارے پیارے نبی (ﷺ) کا ایک عظیم معجزہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے' پس فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے بھوک کی شکایت کی اور عرض کیا: اے میرے پدر بزرگوار میں نے تین دن سے کھانا نہیں چکھا ہے' چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اپنا شکم مبارک کھولا۔ دیکھا کہ اس پر پتھر بندھا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ رضی اللہ عنہا اگر تمہارے واسطے تین دن فاقہ سے ہوئے ہیں تو تمہارے باپ کے لئے چار دن ہو چکے ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ان کے گھر سے نکلے۔ اس حال میں کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی بھوک کی وجہ سے میں پریشان ہوں اور آنحضرت ﷺ یہ کلمہ فرماتے رہے حتیٰ کہ مدینہ کی گلیوں سے باہر نکل گئے۔ اچانک آپ نے ایک بدو کو دیکھا کہ وہ ایک کنویں پر ہے اور اس سے پانی کھینچتا ہے' پس آنحضرت ﷺ اس کے پاس کھڑے ہو گئے اور وہ آپ کو پہچانتا نہ تھا۔ کہ آپ ﷺ پیغمبر آخر الزماں ﷺ ہیں' چنانچہ آپ نے اس بدو سے فرمایا: اے بدو کیا تجھے کسی مزدور کی ضرورت اور حاجت ہے کہ اس کو تو مزدوری پر رکھے۔ اس نے کہا: ہاں آپ نے فرمایا: تو اس کو کس کام میں لگا دیگا اور اس سے کیا کام لے گا۔ اس نے کہا: وہ اس کنویں سے پانی کھینچے گا' چنانچہ اس بدو نے آپ ﷺ کو ڈول دیا پس حضور ﷺ نے اس کے لئے ایک ڈول کھینچا۔ اس نے اس کے عوض میں آپ ﷺ کو تین خرمے دیے۔ آپ نے اس کو کھایا اس کے بعد آپ ﷺ نے اس کے لئے آٹھ ڈول کھینچے پس جب آپ ﷺ نے نویں ڈول کو نکالنے کا ارادہ کیا تو رسی ٹوٹ گئی اور ڈول کنویں میں گرا گیا

Scanned with CamScanner

اس کی وجہ سے آپ ﷺ حیران ہو کر کھڑے ہو گئے۔

بدو کی گستاخانہ حرکت

اس کے بعد وہ بدو غصہ میں بھرا ہوا آیا اور آنحضرت ﷺ کے ساتھ دست درازی کی اور آپ کو 24 خرمے دیے پس آپ ﷺ نے اس سے وہ خرمے لئے پھر آپ ﷺ نے ڈول کو کنویں سے اپنے دست مبارک سے پکڑا اور باہر نکال دیا اور اس کو بدو کے سامنے پھینک دیا اور آپ ﷺ اس کے پاس سے چلے گئے۔ اس کے بعد اس بدو نے تھوڑی دیر غور کیا پھر کہا: بے شبہ یہ نبی برحق ہیں پھر اس نے چھری لی اور اس سے اپنا داہنا ہاتھ جس سے آنحضرت ﷺ کی بے ادبی کی کاٹ ڈالا اور بیہوش ہو کر گر گیا' پس اس پر ستر سواروں کا گزر ہوا۔ انہوں نے اس پر پانی چھڑکا یہاں تک کہ اس کو ہوش آیا پھر سواروں نے اس سے کہا: تجھ کو کیا مصیبت پہنچی اس نے کہا: میں نے ایک آدمی کے ساتھ دست درازی کی پھر میں نے گمان کیا کہ وہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں اور میں ڈرتا ہوں کہ مجھے عذاب پہنچے۔ اس وجہ سے میں نے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا جس سے میں نے دست درازی کی تھی اس کے بعد اس بدو نے اپنا کٹا ہوا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ میں لیا اور مسجد نبوی کی جانب متوجہ ہوا اور پکارا کہ اے اصحاب محمد' محمد ﷺ کہاں ہیں اور حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم مسجد میں بیٹھے تھے پس ان حضرات نے اس سے فرمایا: تو محمد ﷺ کو کیوں پوچھتا ہے' چنانچہ اس نے کہا: مجھے ان سے ایک ضرورت ہے۔ اس کے بعد حضرت سلمان رضی اللہ عنہ آئے اور اس بدو کا ہاتھ پکڑا اور اس کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر لے گئے۔ ادھر آنحضرت ﷺ کو جو خرمے ملے تھے ان کو لے کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور اپنی داہنی ران پر امام حسن رضی اللہ عنہ اور بائیں ران پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بٹھایا اور ان خرموں میں سے جو آپ ﷺ کے پاس تھے دونوں صاحبزادوں کے منہ میں ڈالنے لگے۔

کٹا ہوا ہاتھ صحیح ہو گیا

اس بدو نے آواز دی کہ اے محمد ﷺ پس آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: دیکھو دروازہ پر کون ہے؟ چنانچہ وہ اس کی طرف نکلیں پس انہوں نے ایک دیہاتی

کو دیکھا کہ وہ اپنا کٹا ہوا داہنا ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ میں لئے ہوئے تھا اور حال یہ تھا کہ اس سے خون ٹپکتا تھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس واپس گئیں اور آپ ﷺ کو اس کی خبر کی جو انہوں نے دیکھا تھا۔ آنحضرت ﷺ باہر تشریف لائے' چنانچہ جب اس بدو نے آپ ﷺ کو دیکھا تو عرض کیا: یا محمد ﷺ مجھے معذور رکھیے کیونکہ میں آپ کو پہچانتا نہ تھا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے اس سے فرمایا: ایمان لا تاکہ تو سلامتی سے رہے بدو نے کہا: اے محمد ﷺ اگر آپ نبی ہیں تو میرا ہاتھ درست کر دیجئے' چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اس کا کٹا ہوا ہاتھ لیا اور اس کو اس کی جگہ میں رکھا اور اس کو چپکایا اور دست مبارک سے اس پر مسح کیا اور اس پر اپنا لعاب دہن ڈالا اور بسم اللہ پڑھی۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جڑ گیا۔ اس کے بعد وہ دیہاتی مشرف بہ اسلام ہوا۔ والحمدللہ۔ (نوادر قلیوبی)

(47)

صحابہ کرام کی شہادت پر حضور (ﷺ) کے آنسو

یہ واقعہ بھی کتب احادیث میں درج ہے کہ جب بدر، احد کے معرکوں میں کفار کے تیغ آزماؤں کا زعم باطل ہو گیا تو وہ سازش کے جال بچھانے لگے انہوں نے عضل اور قارہ کے سات آدمیوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا اور کہلوایا اگر آپ چند مبلغ عنایت فرما دیں تو ہمارے تمام قبیلے مسلمان ہو جائیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں کل دس بزرگ صحابہ کا وفد ان کے ساتھ بھیج دیا۔ ایک گھاٹی میں کفار کے دو سو مسلح جوان مسلمانوں کے تبلیغی وفد کا انتظار کر رہے تھے جب مبلغین اسلام یہاں پہنچے تو یہاں کفار کی تلواروں نے ان کا استقبال کیا۔ مسلمان اگرچہ اشاعت قران کے لئے گھروں سے نکلے تھے مگر تلواروں سے مسلح تھے۔ اچانک دو سو کفار مقابلے میں آئے تو دس تلواریں نیاموں سے باہر نکل آئیں اور مقابلہ شروع ہو گیا۔ آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے اور خبیب بن عدی اور زید بن دسنہ رضی اللہ عنہما دو صحابہ کو کفار نے محاصرہ کر کے گرفتار کر لیا۔ سفیان ہزلی انہیں مکہ لے گیا اور ان دونوں بزرگوں کو نقد قیمت پر مکہ کے درندوں کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت خبیب بن عدی اور حضرت زید بن دسنہ رضی اللہ عنہما کو حارث کے گھر ٹھہرایا گیا۔ حارث کو یہ بھی کہا: ان کو روٹی اور پانی نہ دیا جائے۔ حارث بن عامر نے حکم کی تکمیل کی۔ ایک دن حارث کا نو عمر بچہ چھری سے کھیلتا ہوا حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گیا۔ اس

اللہ تعالیٰ کے پاکباز بندے نے جو کئی روز سے بھوکا پیاسا تھا حارث کے بچے کو گود میں اٹھا لیا اور چھری اس کے ہاتھ سے لے کر زمین پر رکھ دی۔ جب ماں نے بچے کو قیدی کی گود میں دیکھا تو تڑپ گئی۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے عورت کی تکلیف محسوس کی تو فرمایا بی بی فکر نہ کرو میں بچے کو ذبح نہیں کروں گا۔ مسلمان ظلم نہیں کیا کرتے یہ فرما کر بچے کو چھوڑ دیا۔ بچہ اٹھا اور دوڑ کر ماں سے لپٹ گیا۔ قریش نے چند روز بعد پھانسی دینے کا اعلان کر دیا۔ کھلے میدان میں ایک ستون نصب تھا اور یہ اپنی بے بسی پر خون کے آنسو بہا رہے تھے ان کے چاروں طرف بے شمار آدمی ہتھیار سنبھالے کھڑے تھے۔ بعض تلواریں چمکا رہے تھے، بعض نیزے تان رہے تھے۔ بعض کمان میں تیر رکھ کر سیدھے تان کر کھڑے ہو گئے تھے جب یہ مجاہد پورے وقار کے ساتھ مجمع میں تشریف لائے اور انہیں صلیب کے نیچے کھڑا کر دیا گیا تو ایک شخص نے انہیں مخاطب کیا اور کہا: خبیب! ہم تمہاری مصیبت سے دردمند ہیں اگر اب بھی اسلام چھوڑ دو تو تمہاری جان بخشی ہو سکتی ہے۔

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی عزت پر

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ خطاب کرنے والے کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''جب اسلام ہی باقی نہ رہے تو جان بچانے سے کیا فائدہ؟'' اس جواب پر مجمع ساکت ہو گیا اور لوگ دم بخود ہو گئے۔ آخر کہا گیا خبیب کوئی آخری آرزو ہے تو بیان کرو۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی آرزو نہیں صرف دو رکعت نماز ادا کر لینے دو۔ لوگوں نے کہا اجازت ہے۔ آپ جلدی سے فارغ ہو گئے کہ کہیں کفار یہ نہ سمجھیں محمد ﷺ کا ساتھی موت سے ڈر کر لمبے لمبے سجدے کر رہا ہے نماز سے فارغ ہو کر حضرت خبیب رضی اللہ عنہ صلیب کے نیچے کھڑے ہو گئے۔ ہر طرف سے تلواروں، نیزوں اور پتھروں کی بارش شروع ہو گئی۔

ایک سخت دل نے آگے بڑھ کر حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے جگر کو چھیدا اور پوچھا: ''اب تو تم بھی پسند کرتے ہو گے محمد ﷺ پھنس جائے اور میں چھوٹ جاؤں''۔ خبیب رضی اللہ عنہ نے نہایت جوش سے جواب دیا: ''خدا جانتا ہے کہ میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میری جان بچ جانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاؤں میں کانٹا بھی لگے۔

خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

خدا کے اس پاک باز بندے نے تماشائیوں کے ہجوم میں کھڑے ہو کر فی البدیہہ کچھ اشعار کہے جن سے اس بزرگ کی صداقت اور محبت اسلام کی پاکیزہ صورت نظر آتی ہے۔

آخر میں یہ دعا کی:

اللھم بلغنا رسالة رسولك فبلغه مایضع بنا ۔

''اے اللہ! ہم نے تیرے رسول ﷺ کے احکام ان لوگوں کو پہنچا دیئے۔ اب تو اپنے رسول ﷺ کو ہمارے حال کی اور ان کی کرتوتوں کی خبر فرما دے۔''

اس دعا کے بعد خون جسم سے نچڑ گیا اور اس مرد مجاہد کی روح جسم سے پرواز کر گئی۔

ان دو حادثوں پر رسول اللہ ﷺ کو اتنا شدید صدمہ ہوا کہ بیان سے باہر ہے۔ یہ بزرگ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا بہت قیمتی سرمایہ تھے۔ ارباب سیر کا بیان ہے اللہ کے ان پاکباز بندوں کے شہید ہونے پر حضور ﷺ اتنا روئے تھے کہ آپ ﷺ کے آنسو تھمتے نہیں تھے۔ نمازوں میں رو رو کر ان کافروں کے خلاف بددعا کرتے تھے جنہوں نے آپ ﷺ کے عظیم صحابہ رضی اللہ عنہم کو دھوکے سے بلا کر شہید کر ڈالا۔ (رضی اللہ عنہم)

(بخاری، ابن ہشام)

(48)

قیامت کا بیان

''قیامت'' اسلام کا ایک عظیم الشان بنیادی عقیدہ ہے مگر اس عقیدہ کا اس زمانے میں چرچا بہت ہی کم ہو گیا ہے اس لئے کچھ عوام تو اس سے غافل اور بعض تو اس عقیدہ کی اہمیت ہی سے جاہل ہیں۔ اس لئے خیال ہوا کہ عقیدۂ قیامت کے بارے میں بھی چند صفحات لکھ دیئے جائیں اور قیامت کی چند نشانیوں کا تذکرہ بھی تحریر کر دیا جائے تاکہ لوگ ان نشانیوں کو دیکھ دیکھ کر قیامت کو یاد رکھیں اور جو لوگ اس سے جاہل یا شکوک و شبہات کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں وہ ان نشانیوں کے ذریعہ صراط مستقیم کی اس شاہراہ پر آجائیں کہ تقریباً چودہ سو برس پہلے نبی آخر الزماں ﷺ نے قیامت کی جن نشانیوں کے بارے میں خبر دی تھی جب وہ ہماری نگاہوں کے سامنے آچکیں اور کچھ آ رہی ہیں تو یقیناً دوسری نشانیوں کا ظہور اور قیامت کا آنا بھی ضرور بالضرور حق اور یقیناً بلاشبہ برحق ہے۔

چنانچہ اس سلسلہ میں چند عنوانوں کے تحت علامات قیامت کی پچاس احادیث اور اس کے تراجم و تشریحات کا مجموعہ ناظرین کی خدمت میں مختلف مقامات پر واقعات کے انداز میں پیش کیا جا رہا ہے اس دعا کے ساتھ کہ خداوند قدوس اس گلدستۂ احادیث کو سند قبول عطا فرمائے اور اس کتاب کو گلشن ہدایت کا پھول بنا کر مجھ ظلوم و جہول اور میرے والدین واعزہ کے لئے جنت الفردوس کا ذریعہ حصول بنائے' چنانچہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں فرمایا: ''اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ'' یعنی قیامت آنے والی ہے۔ رہا یہ سوال کہ قیامت کیا ہے تو: اللہ تعالیٰ نے بندوں کو ان کے

Scanned with CamScanner

اچھے اور برے کاموں کا بدلہ دینے کے لئے ایک خاص دن مقرر فرمایا ہے جس دن وہ نیکوکاروں اور بدکاروں کے اچھے اور برے اعمال کی جزا و سزا کا فیصلہ فرمائے گا اور نیکوں کو جنت کی نعمتوں اور بدوں کو جہنم کے عذاب دے گا اسی دن کا نام قیامت ہے۔

اب دیکھتے ہیں قیامت کس طرح آئے گی تو:

قیامت اچانک آئے گی

قیامت ایک دم اچانک اور بالکل ہی ناگہاں آئے گی۔ لوگوں کو اس کا کوئی خیال ہی نہیں رہے گا اور روزانہ کے مطابق لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے کہ دفعتاً اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو "صور" پھونکنے کا حکم دے گا "صور" بگل کی طرح ایک چیز ہے، جس کو حضرت اسرافیل علیہ السلام اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے آسمان پر اللہ تعالیٰ کے حکم کے انتظار میں کھڑے ہوئے ہیں۔ شروع شروع میں صور کی آواز بہت ہی باریک اور سریلی ہوگی مگر رفتہ رفتہ یہ آواز بلند اور بھیانک ہوتی جائے گی۔ یہاں تک کہ لوگ کان لگا کر اس آواز کو سنیں گے اور بے ہوش و بدحواس ہو کر گرتے اور مرتے چلے جائیں گے، آسمان ٹوٹ پھوٹ کر اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑے گا زمین میں اتنا زبردست زلزلہ اور خوفناک بھونچال آجائے گا کہ زمین زور زور سے ہلنے اور کانپنے لگے گی۔ یہاں تک کہ ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جائے گی بلکہ گرد و غبار بن کر اڑنے لگے گی۔ چھوٹے بڑے پہاڑ چکنا چور ہو کر دھنے ہوئے اون کی طرح اِدھر اُدھر پھریں گے۔ چاند، سورج اور ستارے بے نور ہو کر جھڑ جائیں گے اور ہر طرف ایسی آفت و ہلاکت اور تباہی و بربادی پھیل جائے گی کہ تمام جاندار اور بے جان سب چھوٹی بڑی چیزیں یہاں تک حضرت اسرافیل علیہ السلام کا صور بھی فنا ہو جائے گا اور اللہ کے سوا کوئی بھی موجود باقی نہیں رہے گا۔ اس وقت خداوند قدوس اپنی جلالی شان کے ساتھ اعلان فرمائے گا: "لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ" آج کس کی بادشاہی ہے؟ کہاں ہیں آج زور و زبردستی کرنے والے؟ کدھر ہیں آج گھمنڈ و تکبر کرنے والے مگر وہاں کوئی موجود ہی نہیں ہوگا جو جواب دے پھر خود ہی اپنی عظمت و کبریائی کے ساتھ ارشاد فرمائے گا۔ "لِلّٰهِ

الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ" آج صرف اللہ ہی کی سلطنت ہے جو ایک اور نہایت ہی غلبہ والا ہے۔

پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا حضرت اسرافیل علیہ السلام کو زندہ فرمائے گا اور صور کو پیدا کر کے دوبارہ صور پھونکنے کا حکم دے گا اب کی مرتبہ حضرت اسرافیل علیہ السلام جونہی صور پھونکیں گے سب اگلے پچھلے انسان و جن اور فرشتے اور تمام جاندار مخلوق زندہ ہو کر موجود ہو جائیں گے اور تمام مردے اپنی اپنی جگہوں سے زندہ ہو کر نکل پڑیں گے سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ اپنی قبر انور سے اس شان کے ساتھ باہر تشریف لائیں گے کہ آپ ﷺ کے داہنے مقدس ہاتھ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہوگا اور بائیں مبارک ہاتھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہوگا پھر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مبارک قبرستانوں میں میں جو مسلمان دفن ہیں ان سب کو اپنے ہمراہ لے کر میدان محشر میں تشریف لے جائیں گے اور تمام دنیا بھر کے اگلے اور پچھلے انسان و جن وغیرہ سب کے سب اسی میدان محشر میں جمع ہوں گے جہاں سب کے اچھے اور برے اعمال کا وزن اور حساب ہوگا۔

میدانِ حشر کا منظر

میدان حشر ملک شام کی زمین پر قائم ہوگا۔ اس دن زمین اتنی ہموار اور صاف ستھری ہوگی کہ اس میدان کا ایک کنارہ دوسرے کنارے سے صاف دکھائی دے گا۔ اس روز زمین تانبے کی ہوگی اور سورج زمین سے صرف ایک میل کی دوری پر ہوگا اس دن پچاس ہزار برس کا ایک دن ہوگا۔ اس دن کی دھوپ اور تپش سے خدا کی پناہ! سروں میں بھیجے کھولتے ہوں گے، پیاس کی شدت کا یہ عالم ہوگا کہ زبانیں سوکھ کر کانٹا ہو جائیں گی اور کئی زبانیں باہر نکل پڑی ہوں گی۔ اس کثرت سے پسینہ نکلے گا کہ کسی کے گھٹنوں تک، کسی کی کمر تک اور کوئی اپنے پسینوں میں ڈبکیاں لگاتا ہوگا۔ ان تکلیفوں اور مصیبتوں کے ساتھ بے کسی اور بے بسی کا یہ حال ہوگا کہ کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا۔ بھائی بھائی سے بھاگے گا۔ ماں باپ اپنی اولاد سے پیچھا چھڑائیں گے۔ بچے ماں باپ سے بچھڑ جائیں گے، شوہر بیوی اور بیوی شوہر سے بیزار ہوگی سب ایک دوسرے سے جان چراتے

Scanned with CamScanner

پھریں گے۔ یہ ایسا کٹھن اور دہشت ناک دن ہوگا کہ تکالیف اور آلام ومصائب کے بوجھ سے چھوٹے چھوٹے بچے بے شمار دکھ اور رنج وغم اٹھاتے اٹھاتے بوڑھے ہو جائیں گے۔ حمل والیوں کے حمل گر پڑیں گے۔ خوف ودہشت اور پریشانیوں سے لوگ پراگندہ' ٹڈیوں کی طرح اِدھر اُدھر گرتے پڑتے ہوں گے اور لوگ مدہوشی اور بدحواسی کے عالم میں اسی طرح لڑکھڑاتے ہوئے چلیں گے کہ گویا نشے میں ہیں حالانکہ نشہ میں نہیں ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ کے عذاب کی سختیاں انہیں مدہوش اور بدحواس بنا کر اس حال میں پہنچا دیں گی۔ (مضامین قرآن مجید واحادیث شریفہ)

میزانِ عمل اور حساب وکتاب

قیامت کے دن ہر ایک آدمی کی زندگی بھر کا نامۂ اعمال اس کے ہاتھ میں دیا جائے گا نیکوں کے داہنے ہاتھ میں اور بدوں کے بائیں ہاتھ میں۔ کافر کا سینہ توڑ کر اس کا بایاں ہاتھ اس کی پیٹھ کے پیچھے سے نکال کر اس کے بائیں ہاتھ میں اس کا نامۂ اعمال دیا جائے گا۔

☆......قیامت کے دن ہر آدمی کے اعمال میزان میں تولے جائیں گے جس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا وہ جنت کی نعمتوں میں آرام وچین کی زندگی بسر کرے گا اور جس کے گناہوں کا پلہ بھاری اور نیکیوں کا پلہ ہلکا پڑ جائے گا اور اس کا ٹھکانا جہنم میں ہوگا اور وہ طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار کیا جائے گا۔

☆......قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی نعمتیں یاد دلا کر ان کی عمر بھر کی نیکیوں اور گناہوں کا حساب لے گا۔ اللہ تعالیٰ بعض مومنین سے اس طرح حساب لے گا کہ ان سے پوچھے گا کہ تم نے یہ گناہ کیا؟ یہ گناہ کیا؟ مومنین اپنے گناہوں کا اقرار کرتے جائیں گے پھر اللہ اپنے مومن بندوں پر رحم فرمائے گا اور ارشاد فرمائے گا کہ جا' اے میرے بندے! میں نے دنیا میں تیرے گناہوں کو چھپایا تھا اور آج میں نے اپنے رحم و کرم سے تجھ کو بخش دیا اور بعض لوگوں سے سختی کے ساتھ پوچھ گچھ ہوگی ایسے کہ خداوند قہار و جبار کی پکڑ میں آ کر ہلاکت میں پڑ جائیں گے۔ کافروں سے اللہ تعالیٰ انتہائی قہر و

غضب کی شان کے ساتھ بے حد سختی سے باز پرس فرمائے گا اور حساب لے گا۔ کفار انتہائی ذلت و رسوائی میں گرفتار ہوں گے۔ ان کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور ان کے ہاتھ پاؤں وغیرہ بدن کے تمام اعضاء ان کے اعمال اور زندگی کے بارے میں گواہی دیں گے اور کفار کو انکار کی مجال نہ ہوگی بلکہ وہ اپنے جرموں اور گناہوں کا اقرار کریں گے میزان میں اعمال کے تول اور حساب کتاب کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے بارے میں جزا و سزا کا فیصلہ فرمائے گا اور نیکوں کو جنت میں بھیج دے گا جہاں وہ طرح طرح کی نعمتوں میں آرام اور چین کے ساتھ رہیں گے اور پھر گنہ گار مسلمان اپنے گناہوں کے برابر جہنم کی آگ میں جل کر دوزخ سے نکال کر جنت میں بھیج دیئے جائیں گے اور کفار ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم ہی میں رہیں گے۔

عقیدۂ شفاعت

قیامت کے دن میدان محشر کی تکلیفوں سے تمام لوگ پریشان ہو کر کسی کو سفارشی تلاش کریں گے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں ان کی سفارش کر کے مصیبتوں سے چھٹکارا دلائے چنانچہ اہل محشر اپنی سفارشی کی تلاش میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام بڑے بڑے رسولوں کی بارگاہ میں حاضری دیں گے' مگر کوئی بھی شفاعت کے لئے تیار نہیں ہوگا یہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو حضور خاتم النبیین ﷺ کے دربار اقدس میں درخواست شفاعت پیش کرنے کا مشورہ دیں گے' چنانچہ جب وہ لوگ بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں شفاعت کی درخواست پیش کریں گے تو حضور ﷺ اہل محشر کی ڈھارس بندھاتے ہوئے نہایت ہی محبت کے ساتھ ارشاد فرمائیں گے کہ "انا لھا انا لھا" میں اس کام کے لئے ہوں" پھر آپ اللہ تعالیٰ کے اذن و اجازت سے شفاعت فرما کر انہیں جہنم سے نکالیں گے۔ اس کے بعد تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کی شفاعت فرمائیں گے اور اولیا' شہداء' علماء' حفاظ' حجاج بھی سب اپنے اپنے متعلقین کی شفاعت کریں گے یہاں تک کہ نابالغ بچے' بلکہ حمل سے گرے ہوئے کچے بچے بھی اپنے ماں باپ کی شفاعت کریں گے۔ (قرآن مجید واحادیث)

Scanned with CamScanner

جنت و دوزخ

یاد رہے! جنت ایک مکان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ایمان والے نیک بندوں کے لئے بنایا ہے اور اس میں ایسی ایسی نعمتیں تیار فرمائی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا' نہ کسی کے دل میں ان کا خیال آیا۔

اور دوزخ بھی ایک مکان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے کافروں اور گنہگاروں کے لئے بنایا ہے جس میں قسم قسم کے بے شمار ایسے ایسے عذابوں کا سامان ہے جس کو کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔''

پھر جس طرح ہر مسلمان کے لئے خداوند عالم کی توحید' اس کے رسولوں کی رسالت' آسمانی کتابوں' فرشتوں اور تقدیر وغیرہ ضروریات دین پر ایمان لانا ضروری ہے اس طرح قیامت کے دن پر بھی ایمان لانا ضروریات دین میں سے ہیں۔ یعنی اس وقت تک کوئی مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک یہ یقین نہ رکھے کہ قیامت ضرور آئے گی جو شخص قیامت سے انکار کرے یا ذرہ برابر اس میں شک کرے وہ کافر اور اسلام سے خارج ہے۔ رہا یہ سوال کہ قیامت کتنے برسوں کے بعد اور کون سے سنہ میں آئے گی؟ اس کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے عام بندوں سے چھپالیا ہے' لیکن اپنے حبیب نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے علوم غیبیہ کی طرح قیامت کا بھی پورا پورا علم عطا فرمادیا ہے مگر آپ کو یہ حکم دے دیا تھا کہ قیامت کب؟ اور کتنے برسوں کے بعد؟ اس علم کو آپ اپنی امت سے یہ ظاہر نہ فرمائیں۔ (تفسیر صاوی ج3 ص289)

چنانچہ حضور سیّد عالم ﷺ نے اپنے کسی امتی کو یہ نہیں بتایا کہ قیامت کب؟ اور کتنے برسوں کے بعد؟ اور کس سن میں آئے گی؟ ہاں قیامت کے سنہ کے سوا قیامت کی تاریخ' قیامت کا مہینہ' قیامت کا دن' یہ سب کچھ حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت کو بتادیا ہے' چنانچہ آج مسلمانوں کا بچہ بچہ یہ جانتا ہے کہ قیامت محرم کے مہینے میں دسویں تاریخ کو جمعہ کے دن آئے گی۔

قیامت کی تاریخ کیوں چھپائی گئی

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو قیامت کا سنہ ظاہر نہ کرنے کا جو حکم دیا۔ اس میں اللہ و رسول ﷺ کی بھی بڑی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں جن کو کما حقہ ہم نہیں سمجھ سکتے' لیکن ایک خاص حکمت و مصلحت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اگر حضور ﷺ اپنی امت کو یہ بتادیتے کہ قیامت فلاں سن میں آئے گی تو خدا کا کلام قرآن مجید جھوٹا ہو جاتا کیونکہ قیامت کے بارے میں یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''لَا تَاْتِیْکُمْ اِلَّا بَغْتَةً'' یعنی قیامت بالکل ہی اچانک آئے گی۔ اب ظاہر ہے اگر حضور ﷺ اپنی امت کو یہ بتادیتے کہ اتنے برس کے بعد فلاں سن میں قیامت آئے گی تو پھر قیامت کا آنا اچانک نہیں ہوتا' کیونکہ لوگ ہمیشہ گنتے اور حساب کرتے رہتے کہ اب قیامت کے آنے میں اتنے برس' اتنے مہینے' اتنے دن باقی رہ گئے ہیں پھر اس صورت میں بھلا قیامت کا آنا اچانک کس طرح ہوتا؟

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو تین قسموں کے علوم عطا فرمائے ہیں۔ ایک وہ علوم جنہیں اپنی امت کے تمام خواص وعوام کو بتادینا آپ پر فرض تھا جیسے تمام احکام شریعت دوسرے وہ علوم جن کے بارے میں آپ ﷺ کو یہ اختیار دیا گیا کہ آپ جس کو چاہیں بتائیں اور جس سے چاہیں چھپائیں جیسے بہت سے رموز و اسرار اور غیب کی خاص خاص خبریں کہ آپ ﷺ نے اپنے خاص خاص صحابہ کو بتایا اور عام لوگوں سے چھپایا۔ تیسرے وہ علوم جن کا تمام امت سے چھپانا آپ پر فرض تھا جیسے قیامت کا سن اور حروف مقطعات اور آیات متشابہات وغیرہ۔ (تفسیر روح البیان ج3 ص180)

Scanned with CamScanner

آپ ﷺ کی دنیا میں صورت بعد ازیں صورت مبارکہ کو اس قندیل میں قیام کی ہیئت میں رکھا جس طرح کہ آپ ﷺ کا نماز میں قیام پھر ستر ہزار سال تک تمام روحیں محمد ﷺ کے نور مبارک کے اردگرد طواف کرتی رہیں پس ایک لاکھ سال تک تسبیح وتحلیل کرتی رہیں۔

جس نے سرکار ﷺ کو دیکھا

پھر اللہ تعالیٰ نے سب ارواح کو حکم دیا کہ وہ حضور ﷺ کی صورت مبارکہ کو دیکھیں تو سب نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا ان میں سے جس نے آپ ﷺ کے سر مبارک کو دیکھا وہ خلیفہ اور سلطان بنا اور جس نے آپ ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھا وہ عادل اور مخلوق میں امیر ہوا اور ان میں سے جس نے آپ ﷺ کی آنکھوں کو دیکھا وہ کلام اللہ کا حافظ ہوا اور جس نے آپ ﷺ کی ابروؤں کو دیکھا وہ سعادت مند بنا اور ان میں سے جس نے آپ ﷺ کے کانوں کو دیکھا وہ حق سننے والا ہوا اور جس نے آپ ﷺ کے رخساروں کو دیکھا وہ نیکوکار عقلمند ہوا اور جس نے آپ ﷺ کی ناک مبارک کو دیکھا وہ حکیم طبیب اور عطار ہوا اور جس نے آپ ﷺ کے ہونٹوں کو دیکھا وہ حسین وجمیل اور وزیر بنا اور جس نے آپ ﷺ کے دہن شریف کو دیکھا وہ پابند صوم ہوا اور جس کسی نے آپ ﷺ کے دندان مبارک کو دیکھا وہ انسانوں میں سے خوبصورت ہوا اور جس نے آپ ﷺ کی زبان مبارک کو دیکھا وہ سلاطین کے درمیان سفیر ہوا اور ان میں سے جس نے آپ ﷺ کے حلق مبارک کو دیکھا وہ واعظ موذن ناصح ہوا اور جس نے آپ ﷺ کی گردن مبارک کو دیکھا وہ تاجر بنا اور جس نے آپ ﷺ کے بازوؤں کو دیکھ وہ نیزہ زن اور شمشیر زن ہوا اور ان میں سے جس نے آپ ﷺ کے دائیں بازو کو دیکھا وہ حجام بنا اور جس نے آپ ﷺ کے بائیں بازو کو دیکھا وہ جلاد اور توانا ہوا اور جس نے آپ ﷺ کی دائیں ہتھیلی

کو دیکھا وہ صراف اور نقش ساز ہوا اور جس نے آپ ﷺ کی بائیں ہتھیلی کو دیکھ وہ کیال (تولنے والا) ہوا اور جس نے آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک کو دیکھا وہ سخی اور ہوشیار ہوا اور جس کسی نے آپ ﷺ کی ہتھیلی کی پشت کو دیکھا وہ بخیل اور گھٹیا بنا اور جس نے آپ ﷺ کی دائیں ہتھیلی کی پشت دیکھی وہ رنگ ساز ہوا اور جس نے آپ ﷺ کی بائیں ہتھیلی کی پشت دیکھی وہ لکڑ ہارا ہوا اور جس نے آپ ﷺ کی انگلیوں کے پوروں کو دیکھا وہ کاتب بنا اور جس نے آپ ﷺ کے دائیں ہاتھ کی انگلیوں کی پشتوں کو دیکھا وہ درزی بنا اور جس کسی نے آپ ﷺ کے بائیں ہاتھ کی پشت کو ملاحظہ کیا وہ آہن گر بنا اور جس نے آپ ﷺ کے سینہ مبارک کی زیارت کی وہ عالم اور شکر گزار اور مجتہد ہوا اور جس نے حضور ﷺ کے پشت مبارک کی زیارت کی وہ متواضع اور احکام شرعیہ کا مطیع ہوا اور جس کسی نے آپ ﷺ کی پیشانی مبارک کی زیارت کی وہ غازی بنا اور جس نے حضور ﷺ کے نورانی شکم اقدس کو دیکھا وہ قانع اور زاہد ہوا اور جس نے آپ ﷺ کے زانوں کو دیکھا وہ رکوع وسجود کرنے والا بنا اور جس نے آپ ﷺ کے قدموں کے ظاہر کو دیکھا وہ شکاری بنا اور جس نے آپ ﷺ کے قدموں کے باطن کو دیکھا وہ پیادہ چلنے والا ہوا اور جس نے آپ ﷺ کے سایہ کو دیکھا وہ گویہ اور صاحب طنبور ہوا اور جس نے آپ ﷺ کی طرف نہ دیکھا وہ مدعی الوہیت ہوا جیسا کہ فرعون وغیرہ کفار اور جس نے انسانوں میں سے آپ ﷺ کی طرف نظر کی مگر دیکھ نہ پایا وہ یہودی اور نصرانی اور مجوسی وغیرہ کفار سے ہوا۔

نماز میں اسم احمد کی جلوہ گری

جاننا چاہئے کہ نماز میں نمازی کی صورت اسم احمد کے مشابہ ہو جاتی ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے نماز کو اسی ہیت پر پڑھنے کا حکم دیا جو کہ اسم احمد ﷺ کی

صورت بنتی ہے، پس نماز میں قیام الف کی شکل سے مشابہ ہے اور رکوع حا کے اور سجدہ میم کے اور قعدہ دال کے اللہ تعالیٰ نے انسان کا وجود اسم محمد ﷺ کے مشابہ بنایا اور اللہ تعالیٰ نے انسان کے وجود کو اسم محمد ﷺ کی شکل پر پیدا کیا پس انسان کا سر میم کی مانند اور دو ہاتھ حا کی طرح اور پیٹ میم کی طرح اور دو پاؤں دال کی مانند اور کفار میں سے کسی کو بھی انسانی صورت پر دوزخ میں نہیں جلایا جائے گا بلکہ اس کی صورت خنزیر کی صورت کی طرح کی جائے گی۔ (اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے)۔

(دقائق الاخبار از حجۃ الاسلام ابوالحامد امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ)

(50)

حق گوئی و بے باکی

حضرت جعفر بن ابو مغیرہ کا بیان ہے: کوفہ میں ''حطیط'' نامی عابد رہا کرتا تھا۔ اس کی عبادت کا یہ عالم تھا کہ روزانہ دو قرآن پاک ختم کیا کرتا۔ ہر سال کوفہ سے برہنہ پا (ننگے پاؤں) ننگے سر مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما جاتا۔ ظالم حاکم ''حجاج'' کو اس کے بارے میں پتہ چلا تو اس نے سپاہیوں کو اس کی تلاش میں بھیجا۔ جب اس نوجوان کو لایا گیا تو اس نے حجاج سے کہا: ''مجھے یہاں کیوں بلایا گیا ہے؟'' حجاج نے کہا: ''میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں، سچ سچ بتانا۔'' کہا: ''میں نے اللہ تعالیٰ عہد کیا ہے کہ جب بھی مجھ سے کوئی بات پوچھی جائے گی میں سچ سچ جواب دوں گا، مصیبت میں مبتلا کر دیا گیا تو صبر کروں گا، معاف کر دیا گیا تو حمد و شکر بجالاؤں گا۔'' حجاج نے کہا: ''تم میرے بارے میں کیا کہتے ہو؟'' کہا: ''اے حجاج! تو اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے تجھے تو قتل کر دینا چاہئے۔'' حجاج نے پوچھا: ''اچھا خلیفہ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟'' کہا: ''تو اس کے شر کے انگاروں میں سے ایک انگارہ ہے وہ تیری نسبت زیادہ مجرم و قابل سزا ہے۔''

یہ سن کر حجاج غیظ و غضب کی آگ میں جل اٹھا اور چلا کر بولا: ''اسے پکڑ لو اور طرح طرح کی دردناک سزاؤں کا مزا چکھاؤ۔'' خوشامدی سپاہیوں نے فوراً اس دلیر و مجاہد مبلغ کو پکڑ کر اذیت ناک سزائیں دینی شروع کر دیں مگر اس صبر و رضا کے پیکر نے بالکل چیخ و پکار تک نہ کی۔ جب حجاج کو خبر دی گئی تو اس نے کہا: ''کچھ بانس چیر کر اس کے برہنہ جسم پر سختی سے باندھ دو پھر زخموں پر نمک و سرکہ چھڑک کر بانسوں کی زیر دھاروں سے اس کی کھال نوچ ڈالو۔''

اٹھارہ سال کا نوجوان کوہِ استقامت

حکم ملتے ہی جلادوں نے اس ولی کامل کے جسم نازنین پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑ ڈالے' جب سارا جسم زخموں سے چور چور ہو گیا تو زخموں پر نمک اور سرکہ ڈالا گیا' لیکن اس کوہِ استقامت کے پائے استقلال میں ذرہ برابر بھی تزلزل نہ آیا۔ حجاج کو جب یہ خبر پہنچی تو کہا: ''اسے بازار لے جا کر چوراہے پر اس کا سر قلم کر دو۔'' چنانچہ اس حق گو مبلغ کو بازار لایا گیا' راوی کا بیان ہے کہ میں اس وقت وہاں پر موجود تھا۔ جب ان کی آخری خواہش پوچھی گئی تو انہوں نے کہا: مجھے پانی پلا دو۔'' انہیں پانی دیا گیا تو پانی پیتے ہی ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ انتقال کے وقت اس عابد و زاہد نوجوان کی عمر اٹھارہ برس تھی۔ (عیون الحکایات)

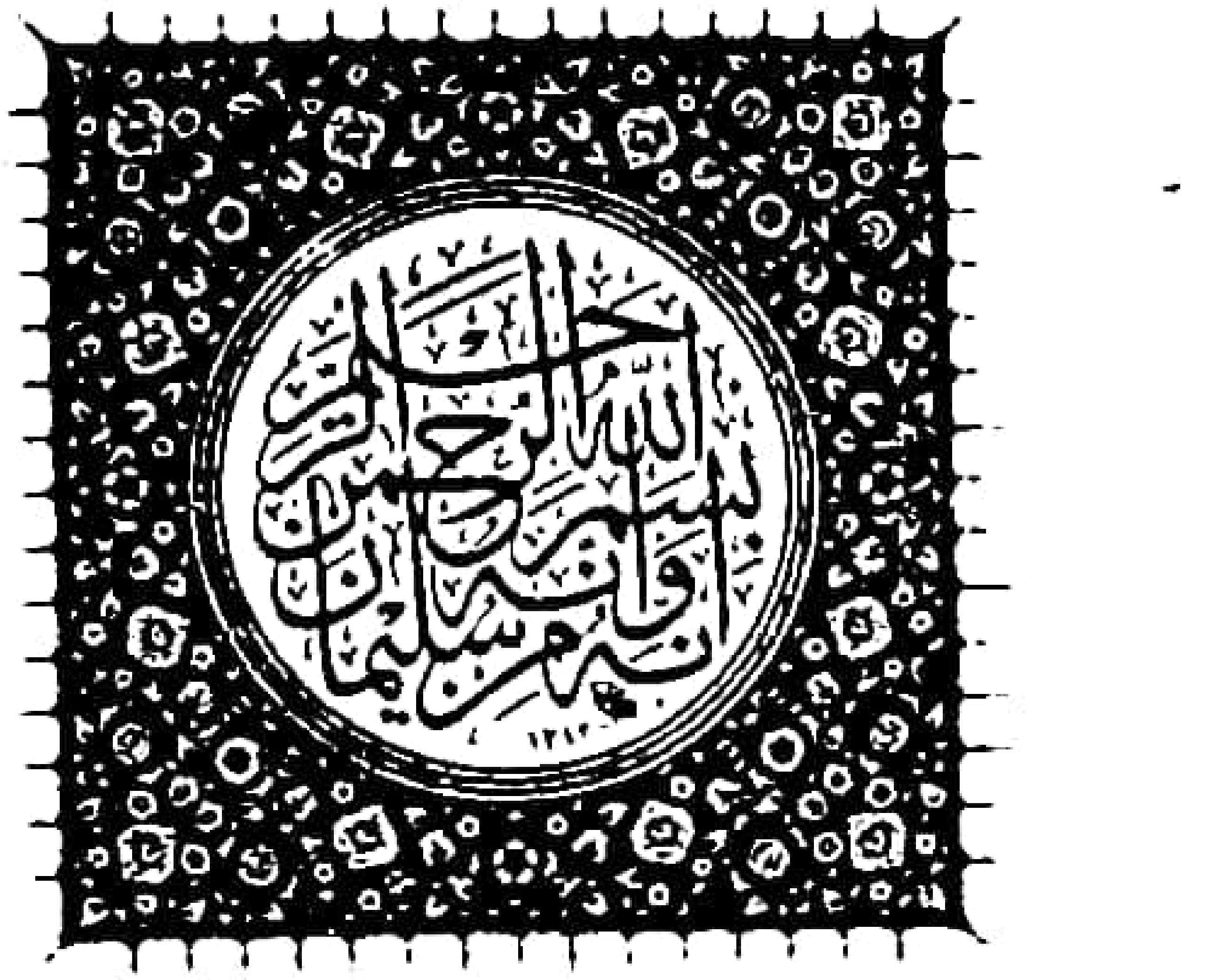

(51)

اچھا مشورہ

ایک شخص حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہنے لگا: میری ایک جوان بیٹی ہو گئی ہے۔ مجھے مشورہ دیں کہ اس کی شادی کس شخص سے کروں؟

انہوں نے جواب دیا: اس کی شادی اس شخص سے کرو جو اللہ سے ڈرتا ہو' متقی شخص ہو اگر اس سے محبت کرے گا تو اس کی عزت کرے گا ہی لیکن اگر اس سے محبت نہ کرے اور اس کو اچھا نہ جانے تو بھی اس پر ظلم نہ کرے گا پھر ان سے کہا گیا کہ فلاں فلاں آدمی نے ہم سے بچی کا رشتہ پوچھا ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے پوچھا: (**اھو موسر من عقل و دین؟**) ''کیا وہ عقل اور دین میں ٹھیک ٹھاک ہے؟'' انہوں نے کہا: ہاں۔

فرمایا: پھر اس کے ساتھ اس بچی کا رشتہ کر دو۔

یہ مشورہ دراصل اس فرمان نبوی کے عین مطابق تھا جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

(**إِذَا أَتَاكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ خُلُقَهُ وَدِينَهُ فَزَوِّجُوهُ إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيضٌ**)

''جب کوئی ایسا شخص تم سے رشتہ کا طلب گار بن کر آئے جس کے دین و اخلاق سے تم مطمئن ہو تو رشتہ دے دو۔ بلاوجہ تاخیر معاشرے میں بڑے فتنوں اور عظیم فساد کا باعث بنے گی۔''

(سلسلہ الاحادیث الصحیحہ: 1022' ارواء الغلیل: 1868)

Scanned with CamScanner

(52)

قیامت کبریٰ کی علامات

''قیامت کے آنے سے پہلے بہت سی قیامت کی نشانیاں ظاہر ہوں گی جن کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم ﷺ کو عطا فرمایا ہے اور آپ ﷺ نے اپنی امت کو وہ نشانیاں بتادی ہیں' جو بلاشبہ غیب کی خبریں ہیں۔ ان نشانیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور ان کی دو قسمیں ہیں ایک علامات صغریٰ (چھوٹی نشانیاں) یہ وہ نشانیاں ہیں جو قیامت کے آنے سے بہت پہلے ہی ظاہر ہونے لگیں گی۔''

دوسری علامات کبریٰ (بڑی نشانیاں) جن کا ظہور بالکل ہی قرب قیامت میں ہوگا ہم قیامت کی ان چھوٹی بڑی نشانیوں میں سے چند نشانیوں کا تذکرہ کرتے ہیں اور مناسب سمجھتے ہیں کہ جن جن احادیث میں ان نشانیوں کا ذکر ہے ان احادیث کو بھی انہی الفاظ کی ساتھ نقل کردیں جو حضور اقدس ﷺ کی زبان مبارک سے ادا ہوئے ہیں تاکہ کتاب پڑھنے والوں کو ان احادیث شریفہ کی تلاوت کا بھی شرف وثواب مل جائے اور مجھ گنہگار کو امت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام تک ان حدیثوں کو پہنچادینے کی سعادت اور اجر عظیم حاصل ہوجائے جو میرے لئے سامان آخرت اور ذریعہ بنے! (چند واقعات میں چند مقامات پر ان تمام علامات کو بیان کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ)

''حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: (یارسول اللہ ﷺ) آپ مجھے قیامت کی نشانیوں کے بارے میں خبر دیجئے تو آپ نے فرمایا: یہ کہ لونڈی اپنے مالک کو جنے گی اور ننگے پاؤں والے ننگے بدن والے محتاجوں'

بکریوں کے چرواہوں کو تم محلوں میں فخر کرتے ہوئے دیکھو گے۔''

(مشکوٰۃ کتاب الایمان ج ۱ ص ۱۱)

یہ ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے جس کے راوی امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ حدیث بخاری و مسلم و ترمذی میں بھی ہے۔ اس حدیث میں قیامت کی دو نشانیوں کا بیان ہے۔

اولاد نافرمان اور کنگال مالدار

اول: یہ کہ لونڈی کے پیٹ سے اس کے آقا پیدا ہوں گے۔ ''یعنی نافرمان اولاد پیدا ہوگی جو اپنی ماؤں کے ساتھ خراب سلوک کریں گے جیسا کہ مالک اور آقا اپنی باندیوں اور لونڈیوں کے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں۔

اس حدیث کی دوسری تشریحات بھی ہیں لیکن ہم نے جو مطلب تحریر کیا ہے وہ بالکل عام فہم اور بہت زیادہ واضح ہے۔

دوم: یہ کہ بکریوں کے چرواہے جو ننگے پاؤں' ننگے بدن' محتاجی اور مفلسی کی حالت میں دربدر پھرتے رہتے تھے وہ قرب قیامت کے وقت اونچے اونچے محلوں اور شاندار بلڈنگوں میں فخر وغرور کے ساتھ عیش وعشرت کی زندگی بسر کریں گے!

تبصرہ: قیامت کی مذکورہ بالا دونوں نشانیاں علی الاعلان تمام دنیا میں ظاہر ہو چکی ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ نافرمان اولاد کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ آج سینکڑوں بلکہ ہزاروں لاکھوں ماں باپ اپنی اولاد کی نافرمانیوں اور ان کی بدسلوکیوں سے بیزار اور نالاں ہیں بلکہ بہت سے ماں باپ اولاد کی بدسلوکیوں سے جل بھن کر اولاد کے لئے بددعائیں کرتے رہتے ہیں اور یہ بھی آئے دن اخبارات میں آتا ہے کہ اولاد والدین کو قتل کررہی ہے۔ العیاذ باللہ!

اسی طرح وہ ذلیل و پست اقوام جن کی غریبی اور مفلسی کا یہ حال تھا کہ انہیں ایک لنگوٹی کے سوا کبھی زندگی بھر نہ جوتی میسر ہوئی نہ ٹوپی جو فقر و فاقہ اور افلاس وغربت سے لاچار ہوکر بکریاں چرا چرا کر اپنا پیٹ پالتے تھے۔ آج انہی قوموں کے افراد سینکڑوں بلکہ

Scanned with CamScanner

ہزاروں گنوار قسم کے لوگ اعلیٰ سے اعلیٰ عہدوں پر براجمان ہو کر شان دار بنگلوں میں فرعون بنے ہوئے گھمنڈ وغرور کے ساتھ عیش وعشرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

رسولِ پاک کا فرمان ٹل نہیں سکتا

اللہ اکبر: حضور سیّد عالم ﷺ نے آج سے سینکڑوں برس پہلے اپنی امت کو قیامت کی جن دو نشانیوں کی خبر دی تھی وہ سو فیصد ہی درست اور صحیح ثابت ہوئیں۔ حالانکہ دو چار سو برس پہلے کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ دنیا کی نگاہیں کبھی ایسے مناظر بھی دیکھیں گی کہ جنگلوں اور میدانی چراگاہوں میں بکریاں چرانے والے جنہیں پھونس کی چھپر اور بدن ڈھانپنے کے لئے کپڑا بھی نصیب نہیں ہوتا وہ تو رزق برق لباس و پوشاک پہن کر اونچے محلوں میں آرام و راحت کے ساتھ مغرورانہ زندگی گزاریں گے اور سلاطین و امراء کی اولاد جو شاہی محلوں میں مخملی فرش کو اپنی جوتیوں سے روندتے تھے وہ دربدر کی ٹھوکریں کھاتے اور جوتیاں چٹخاتے پھریں گے واہ رے انقلاب۔

پردہ داری می کند برطاق کسریٰ عنکبوت
بوم نوبت می زند برگنبد ''افراسیاب''

سبحان اللہ! کیوں نہ ہو کہ یہ اس غیب داں نبی برحق کی دی ہوئی خبریں ہیں جن کے سینہ نبوت کو خداوند علام الغیوب نے علوم غیبیہ کا خزانہ بنا دیا ہے اور جن کے فرمان کا ایک ایک حرف ایسا حق اور برحق ہے کہ جو نہ کبھی ٹل سکتا ہے۔ نہ بدل سکتا ہے۔

یہ آسمان و زمین ٹل سکیں یہ ممکن ہے
رسول پاک کا فرمان ٹل نہیں سکتا

(قیامت کب آئے گی)

(53)

آقا و غلام کی آہ وزاری

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ کو ارشاد فرمایا: ''(اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) میں تجھ کو دنیا و مافیہا دکھاؤں۔'' میں نے عرض کیا: ''جی ہاں''۔

آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مدینہ طیبہ کے ایک جنگل میں لے گئے۔ (جنگل میں ایک جگہ کھوپڑی، پاخانہ اور ہڈیاں و چیتھڑے پڑے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ کھوپڑیاں ایسی ہی چاہت کیا کرتی تھیں جیسے تم کرتے ہو۔ آج ایسی ہو گئی ہیں کہ ان پر چمڑہ بھی باقی نہیں رہا۔ اب چند دن میں یہ راکھ ہو جائیں گی اور یہ پاخانہ جو تم دیکھتے ہو یہ ان کی غذا تھی نامعلوم کہاں کہاں سے کما کر کھایا۔ آج ایسا ہو گیا ہے کہ تم کو اس سے نفرت ہے اور یہ چیتھڑے ان کے لباس کے ہیں کہ ہوا ان کو اڑائے پھرتی ہے اور یہ نلیاں ان کے چوپایوں کی ہیں جن پر چڑھ کر یہ شہر بہ شہر پھرا کرتے تھے۔

پس جب یہ انجام ناپائیدار دنیا کا ہے تو مقام عبرت و گریہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے یہ سارا منظر دیکھ کر ہم خوب روئے اور جب تک خوب رو نہ لئے تب تک یہاں سے نہ لوٹے۔

(ماخوذ از رسول اللہ ﷺ کے آنسو)

Scanned with CamScanner

(54)

سیّدنا آدم علیہ السلام کو کیسے بنایا گیا؟

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی اٰدَمَ مِنْ اَقَالِیْمِ الدُّنْیَا فَرَاْسُہٗ مِنْ تُرَابِ الْکَعْبَۃِ وَصَدْرُہٗ.................. فَیَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَھُوَ یَقُوْلُوْنَ وَعَلَیْکَ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یٰـاٰدَمُ ھٰذِہٖ تَحِیَّتُکَ وَتَحِیَّۃُ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ ذُرِّیَّتِکَ فِیْمَا بَیْنَھُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ۔(دقائق الاخبار الغزالی)

ترجمہ: سیّدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو دنیا کی کئی جگہوں کی مٹی سے پیدا کیا آپ کے سر کو کعبہ کی مٹی سے آپ کے سینہ کو دھنا مقام کی مٹی سے اور آپ کے بطن مبارک اور پشت مبارکہ کو ملک ہند کی مٹی سے اور آپ کے ہاتھوں کو مشرق کی مٹی سے اور آپ کے پاؤں کو مغرب کی مٹی سے اور وہب بن منبہ رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ساتوں زمینوں کی مٹی سے پیدا فرمایا پس آپ کے سر کو زمین اول اور آپ کی گردن کو ثانیہ اور آپ کے سینہ کو تیسری زمین اور آپ کے ہاتھوں کو چوتھی اور آپ کی پشت اور بطن کو پانچویں سے اور آپ کی رانوں کو اور سرین کو چھٹی اور آپ کی دونوں پنڈلیوں اور قدموں کو ساتویں زمین سے پیدا کیا۔

کون سا حصہ کس علاقے کی مٹی سے بنایا

اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے سر کو بیت المقدس کی مٹی سے بنایا اور آپ کے چہرہ کو جنت کی مٹی سے آپ کے دانتوں کو حوض کوثر کی مٹی سے اور آپ کا دائیاں ہاتھ کعبہ کی مٹی سے اور بائیاں ہاتھ فارس کی مٹی سے اور آپ کے دونوں پاؤں ہند کی مٹی سے اور آپ کی ہڈیاں پہاڑ کی مٹی سے اور آپ کی شرمگاہ بابل شہر کی مٹی سے اور آپ کی پشت عراق کی مٹی سے اور آپ کا دل جنۃ الفردوس کی مٹی سے اور آپ کی زبان طائف کی مٹی سے اور آنکھیں حوض کوثر کی مٹی سے، پس جب آپ کا سر بیت المقدس کی مٹی سے بنایا گیا تھا تو وہ محل عقل وفراست اور نطق ہوا اور آپ کا چہرہ جنت کی مٹی سے بنا تھا لہٰذا وہ مقام ملاحت حسن و جمال ہوا اور آپ کے دندان حوض کوثر کی مٹی سے تھے۔ لہٰذا وہ محل مٹھاس ہوا اور آپ کا دائیاں ہاتھ کعبہ کی مٹی سے تھا البتہ وہ آلہ مدد ہوا اور آپ کی پشت عراقی مٹی سے تھی اس لئے وہ قوۃ بنی اور آپ کی شرمگاہ بابل کی مٹی سے تھی اس لئے وہ جائے شہوت ہوئی۔

روایات میں تطبیق

ابن عباس وابن منبہ رضی اللہ عنہما کی ان روایتوں میں مطابقت یوں ہے کہ دونوں روایتوں میں ایک طرف اختصار ہے اور دوسری طرف تفصیل ابن عباس کی روایت میں اختصار یہ ہے کہ اس میں صرف زمین اول سے مٹی لینے کا ذکر ہے باقی زمینوں کا نہیں جبکہ زمین اوّل سے مختلف مقامات سے مٹی لینے کی تفصیل ہے اور ابن منبہ کی روایت کا اختصار وتفصیل اس کے برعکس ہے اور آپ کی ہڈیاں پہاڑ کی مٹی سے بنیں۔ لہٰذا وہ سخت ہوئیں اور آپ کا دل جنۃ الفردوس کی مٹی سے تھا لہٰذا وہ مقام ایمان ہوا اور آپ کی زبان طائف

Scanned with CamScanner

کی مٹی سے تھی البتہ وہ محل شہادت ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام میں نو دروازے بنائے اور ان میں سے سات آپ کے سر میں اور وہ دو آنکھیں اور دو کان ہیں اور دو ان میں سوراخ اور ایک آپ کا منہ اور دو باقی بدن میں ذکر اور دبر اور اللہ تعالیٰ نے مختلف حواس کو آدم علیہ السلام میں جمع کر دیا دیکھنے کی قوت کو آنکھوں میں رکھ دیا اور سننے کی قوت کو کانوں میں اور سونگنے کی حس کو ناک کے دو سوراخوں میں اور ذائقہ کو زبان میں اور کسی چیز کو چھو کر محسوس کرنے والی حس کو پورے بدن میں اور پکڑنے کی قوت کو ہاتھوں میں اور چلنے کی قوت کو پاؤں میں اور بیان کیا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ آدم علیہ السلام میں روح ڈالے تو روح کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کے منہ میں داخل ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آدم علیہ السلام کے دماغ میں داخل ہونے کا حکم کیا اور یہی صحیح ہے تو روح دو سو سال کی مدت میں دماغ میں داخل ہوئی پھر سر سے آنکھوں کی طرف آئی پس آدم علیہ السلام نے اپنے وجود کو دیکھا تو سب جسم کو مٹی پایا پھر جب روح دونوں کانوں کو پہنچی تو آپ نے فرشتوں کی تسبیح سنی پھر روح ناک کے سوراخوں کو پہنچی تو آپ نے چھینک لی ابھی چھینکنے سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ روح نے آپ کے منہ اور زبان پر تصرف کیا تب آپ کو حمد باری تعالیٰ کا القاء ہوا تو آپ نے پڑھا الحمد للہ تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا یرحمک اللہ یا آدم۔ اے آدم تجھ پر اللہ کی رحمت ہو پھر جب روح آپ کے سینہ تک آئی تو آپ جلدی سے کھڑے ہونے لگے مگر کھڑے نہ ہو سکے۔

انسان کی جلد بازی

انسان کی اسی جلد بازی کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان کیا: وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا: اور انسان جلد باز ہے اور جب روح آدم علیہ السلام کے پیٹ تک پہنچی تو آپ نے کھانے کی تمنا کی پھر روح آپ کے تمام جسم میں پھیل گئی تو

جسم گوشت خون رگیں پٹھے بن گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ناخن کا لباس پہنایا آپ ہر دن حُسن میں بڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ سے بھول سرزد ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ناخن کے لباس کو کھال سے بدل دیا اور ناخن کے لباس سے کچھ انگلیوں کے پوروں پر باقی رکھا تا کہ ان کو اپنی پہلی حالت یاد رہے پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی تخلیق کو پورا کر کے اس میں روح پھونک دی اور آپ کو جنتی لباس عطا کر دیا تو آپ کی پیشانی میں حضرت محمد ﷺ کا نور مبارک رکھ دیا وہ چودھویں رات کے چاند کی مانند درخشاں تھا

تمام آسمانوں کی سیر

پھر آدم علیہ السلام نے اپنے سر کو اٹھایا تو فرشتوں نے اسے اپنی گردنوں پر اٹھا لیا' پس اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا: اسے تمام آسمانوں کی سیر کراؤ تا کہ ان عجائب کو دیکھے جو ان میں ہیں تا کہ اس کا یقین بڑھے پس فرشتوں نے عرض کی: اے ہمارے پروردگار ہم نے سنا اور مانا فرشتے آدم علیہ السلام کو دو سال تک آسمانوں کی سیر کراتے رہے۔

انہی گردوں پہ اُٹھا کر

پھر اللہ تعالیٰ نے تیز خوشبو کستوری سے ان کے لئے گھوڑا پیدا کیا جسے میمونہ کہا جاتا ہے۔ اس گھوڑے کے دو پر مروارید اور مرجان سے تھے جب آدم علیہ السلام اس پر سوار ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام نے اس کی باگیں تھامیں میکائیل اس کی دائیں جانب ہو لئے اور اسرافیل اس کی بائیں جانب اور انہیں تمام آسمانوں کی سیر کرائی اور آدم علیہ السلام جب ملائکہ کے پاس گزرے تو کہتے السلام علیکم اور اس کے جواب میں وہ کہتے کہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم یہ آپ اور آپ کی اولاد کے تمام مومنین کا قیامت تک آپس میں سلام رہے گا۔ (دقائق الاخبار للغزالی)

Scanned with CamScanner

(55)

شداد اور اس کی جنت کا حال

حضرت سیّدنا وھب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: ''حضرت سیّدنا عبداللہ بن قلابہ رضی اللہ عنہ اپنے گمشدہ اونٹوں کی تلاش میں نکلے۔ جب عدن کے صحرا میں پہنچے تو ایک عظیم الشان شہر ظاہر ہوا جس کے گرد قلعہ بنا ہوا تھا اور قلعے کے ارد گرد بہت سے خوبصورت محل تھے۔ وہ یہ سوچ کر اس طرف گئے کہ کسی سے اپنے اونٹوں کے متعلق پوچھ لیں گے، لیکن وہاں کوئی نظر نہ آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ سواری سے اتر کر گلے میں تلوار لٹکائے قلعے میں داخل ہوئے تو دو بڑے بڑے دروازے دیکھے جن پر سفید و سرخ قیمتی موتی جڑے ہوئے تھے، ایسے مضبوط اور خوبصورت دروازے آپ رضی اللہ عنہ نے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ ویران صحرا میں عظیم الشان خوب صورت شہر دیکھ کر آپ رضی اللہ عنہ بہت گھبرائے۔ جب ایک دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے تو اپنے آپ کو ایک ایسے شہر میں پایا جس میں بہت سے محلات تھے۔ ہر محل کے اوپر کمرے تھے جن کے اوپر سونے سے بنے ہوئے بہت سے کمرے تھے۔ ان کی تعمیر میں سونا، چاندی اور قیمتی جواہرات استعمال کئے گئے تھے۔ ان مکانوں کی بلندی، شہر میں تعمیر شدہ کمروں جتنی تھی۔ صحن میں جا بجا قیمتی پتھر اور مشک و زعفران کی ڈلیاں بکھری ہوئی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہاں سے کچھ قیمتی موتی اور مشک و زعفران کی ڈلیاں اٹھائیں، لیکن دروازوں اور صحن میں نصب موتیوں اور جواہرات کو جدا نہ کر سکے۔ پھر اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر اس کے قدموں کے نشانات پر چلتے ہوئے واپس یمن پہنچے اور لوگوں کو اس عجیب و غریب شہر کے متعلق بتاتے ہوئے وہاں سے لائی ہوئی چیزیں دکھائیں۔ طویل عرصہ گزرنے کی وجہ سے ان موتیوں کا رنگ پیلا ہو چکا تھا۔

واقعہ کی تحقیق

جب یہ واقعہ پورے ملک میں مشہور ہو گیا تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلا کر واقعہ دریافت کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس عجیب و غریب شہر اور وہاں کی اشیاء کے متعلق سب کچھ بتا دیا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ باتیں بڑی عجیب معلوم ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے متعجب ہو کر پوچھا: ''تم نے جو باتیں بیان کیں ان کے سچ ہونے کے بارے میں، میں کیسے یقین کر لوں؟'' عرض کی: ''حضور! میں وہاں کے موتی جواہرات اپنے ساتھ لے آیا تھا، کچھ چیزیں اب بھی میرے پاس موجود ہیں، یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ نے کچھ یاقوت پیش کئے جو عام یاقوتوں کی نسبت قدرے پیلے ہو چکے تھے۔ کچھ مشک کی ڈلیاں پیش کیں جن میں خوشبو نہ تھی، لیکن جب انہیں توڑا گیا تو ان میں سے تیز خوشبو نکلی جسے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے سونگھا اسی طرح زعفران کی خوشبو بھی سونگھی۔ اب آپ رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کا یقین ہو گیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا: ''ایسا کون ہے؟ جو مجھے اس عجیب و غریب شہر اور اس کے بانی کا نام بتائے اور یہ بتائے کہ یہ کس قوم کا واقعہ ہے؟'' خدا کی قسم! حضرت سیّدنا سلیمان بن داوٗد علیہ السلام کی مثل کسی کو سلطنت عطا نہیں کی گئی، اس طرح کا شہر تو ان کے ملک میں بھی نہ تھا۔'' بعض لوگوں نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! اس زمانے میں پوری دنیا میں اس واقعہ کے متعلق صحیح معلومات صرف حضرت سیّدنا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فراہم کر سکتے ہیں اگر آپ رضی اللہ عنہ مناسب سمجھیں تو انہیں بلوائیں اور حضرت سیّدنا عبداللہ بن قلابہ رضی اللہ عنہ کو چھپا دیں، اگر واقعی یہ اس شہر میں داخل ہوئے ہوں گے تو حضرت سیّدنا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ شہر اور اس میں داخل ہونے والے کے بارے میں ضرور بتائیں گے کیونکہ یہ ایسا عظیم معاملہ ہے کہ اس شہر میں داخل ہو کر اس کے اسرار (یعنی رازوں) سے واقف ہونے والے کا ذکر سابقہ کتب میں ضرور ہوگا۔ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ نے جو اشیاء زمین پر پیدا فرمائیں، جو واقعات و حادثات رونما ہوئے اور مستقبل میں جو بھی عظیم واقعات ہوں گے وہ تمام کے تمام تورات میں مفصل بیان کر دیئے گئے اور اس وقت حضرت سیّدنا

کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سابقہ کتب کے سب سے بڑے عالم ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ آپ کو اس واقعہ کی خبر ضرور دیں گے۔''

حضرت کعب الاحبار نے تصدیق فرمادی

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کو بلوا کر فرمایا: ''اے ابو اسحاق رضی اللہ عنہ! میں نے تمہیں ایک بڑے کام کے لئے بلایا ہے' امید ہے کہ تمہارے پاس اس کا علم ضرور ہوگا۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہے' اس کے سامنے سب عاجز ہیں۔ میرا سارا علم اسی کی عطا سے ہے' فرمائیے! آپ رضی اللہ عنہ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟'' فرمایا: ''اے ابو اسحاق رضی اللہ عنہ! مجھے بتاؤ کہ کیا دنیا میں کسی ایسے شہر کے متعلق تمہیں کوئی خبر پہنچی ہے جو سونے چاندی کی اینٹوں سے بنایا گیا ہو' جس کے ستون زبرجد اور یاقوت کے ہوں' جس کے محلات اور بالا خانوں کو موتیوں سے مزین کیا گیا ہو' جس میں باغات اور نہریں جاری ہوں اور جس کے راستے کشادہ ہوں۔''

حضرت سیّدنا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! مجھے ظن غالب تھا کہ اس شہر اور اس کے بنانے والے کے متعلق مجھ سے ضرور سوال کیا جائے گا۔ اس شہر کی جو صفات آپ نے بیان کیں اور جو کچھ آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا وہ حق ہے۔ اس کو 'شداد بن عاد' نے بنایا اور اس کا نام 'ارم' ہے' جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں اس طرح ارشاد فرمایا: اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ ۝

(پ 30' الفجر :8-7)

وہ ارم حد سے زیادہ طول والے کہ ان جیسا شہروں میں پیدا نہ ہوا۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے کعب رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے' اس کے متعلق ذرا تفصیل سے بتائیے۔''

اصل واقعہ کیا تھا؟

فرمایا: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! عاد کے دو بیٹے تھے' شدید اور شداد۔ جب عاد کا

انتقال ہوا تو دونوں بیٹوں نے سرکشی کی اور قہر وغضب سے تمام شہروں پر زبردستی مسلط ہو گئے۔ کچھ حکمران تو ڈر کر ان کی اطاعت پر مجبور ہوئے اور بقیہ سے جنگ وجدال کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ یہاں تک کہ تمام لوگ ان کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گئے۔ ان کے زمانے میں مشرق ومغرب میں کوئی ایسا نہ تھا جس نے طوعاً یا کرھاً (خوشدلی یا مجبوری سے) ان کی حکمرانی قبول نہ کی ہو۔ جب دنوں کی سلطنت خوب مضبوط ہو گئی اور ہر جگہ ان کی بادشاہت کے سکے بیٹھ گئے تو ''شدید'' مر گیا۔ ''شداد'' اکیلا ہی پوری سلطنت کا بادشاہ تھا۔ کسی کو اس سے جنگ وجدل کرنے کی ہمت نہ تھی۔ شداد کو سابقہ کتب پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ ان کتابوں میں جب بھی جنت اور اس میں موجود محلات' یاقوت' جواہرات اور باغات کا تذکرہ پڑھتا یا سنتا تو اس کا شریر نفس اسے اس بات پر ابھارتا کہ تو بھی ایسی جنت بنا سکتا ہے۔

خواہش کی تکمیل کے لئے

جب اس بدبخت ونامراد کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی تو سو خزانچیوں کو بلایا اور ہر خزانچی کو ایک ایک ہزار مددگار دے کر کہا ''جاؤ! اور روئے زمین کا سب سے بڑا اور عمدہ جنگل تلاش کرو پھر اس میں ایک ایسا شہر بناؤ جو سونے' چاندی' یاقوت' زبرجد اور موتیوں سے مزین ہو۔ اس کے نیچے زبرجد کے ستون اور محلات اور بالا خانے ہوں' پھر ان کے اوپر مزید بہترین وعمدہ کمرے ہوں ان کمروں کے اوپر بھی بالا خانے ہوں۔ محلات کے نیچے گلی کوچوں میں ہر قسم کے ایسے میوہ دار درخت ہوں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں کیونکہ میں نے سابقہ کتب میں جس جنت کے بارے میں پڑھا اور سنا وہ ایسی ہی ہے اور میں ایسی جنت دنیا ہی میں بنانا چاہتا ہوں۔'' شداد ملعون کی یہ بات سن کر خزانچیوں نے کہا: ''آپ نے اس شہر کی جو صفات بیان کی ہیں اس کی تعمیر کے لئے اتنے سارے یاقوت' زبرجد' ہیرے جواہرات اور سونا چاندی کہاں سے لائیں گے؟'' کہا: ''کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس وقت ساری دنیا پر میری حکومت ہے؟'' انہوں نے کہا: ''کیوں نہیں! بے شک ایسا ہی ہے۔'' کہا: ''تو پھر پوری دنیا میں پھیل جاؤ' زمین پر' سمندر میں جہاں

Scanned with CamScanner

جہاں زبرجد' یاقوت اور ہیرے جواہرات کا خزانہ ہو سب لے لو اور ہر قوم پر ایک ایسا فرد مقرر کرو جو اپنی قوم کے خزانے جمع کرلے۔ جتنا ہمیں مطلوب ہے اس سے کہیں زیادہ خزانہ دنیا میں موجود ہے۔'' یہ کہہ کر شداد نے پوری دنیا کے بادشاہوں کو پیغام بھجوایا کہ وہ اپنے اپنے ملک کا خزانہ میرے شہر میں بھجوا دیں۔ حکم پاتے ہی ساری دنیا کے بادشاہ دس سال تک شداد کے شہر میں اپنے اپنے ملک کا خزانہ جمع کراتے رہے' جس میں سونا' چاندی' یاقوت' زبرجد' ہیرے جواہرات' الغرض ہر قسم کی زیب و زینت کا سامان تھا۔

260 بادشاہوں کی مدد سے محل تعمیر ہوا

حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''اے کعب رضی اللہ عنہ! ان بادشاہوں کی تعداد کتنی تھی؟'' کہا: ''اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! وہ دو سو ساٹھ (260) تھے' جب سب سامان جمع ہو گیا تو کام کرنے والے نکلے تاکہ ایسی جگہ تلاش کریں جہاں شداد کی جنت بنائی جا سکے کافی تلاش کے بعد وہ ایسے صحراء میں پہنچے جو ٹیلوں اور پہاڑوں وغیرہ سے خالی تھا وہ کہنے لگے کہ یہی وہ جگہ ہے جس کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ بس پھر کیا تھا! کاریگر اور مزدور جوق در جوق وہاں پہنچنے لگے جتنی جگہ درکار تھی اس کی حد مقرر کی' چشمے کھودے' گلی کوچے بنائے' نہروں کے لئے گڑھے کھودے ان کی جڑوں میں خوشبودار سفید پتھر رکھے پھر عمارتوں اور ستونوں کے لئے بنیادی کھودی گئیں اور ان میں بھی بہت قیمتی اور مضبوط پتھر لگائے گئے۔ اب زبرجد' یاقوت' سونا چاندی اور ہیرے جواہرات منگوائے گئے۔ کاریگر ستون بنانے لگے' معمار سونے چاندی کی اینٹوں سے محلات تعمیر کرنے لگے' دودھ اور خوشبودار پانی کی نہریں جاری کی گئیں اور اس طرح اس شہر کی تعمیر مکمل ہوئی۔

حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''اے کعب! خدا کی قسم! میرا خیال ہے کہ انہیں اس شہر کی تعمیر میں بہت عرصہ لگا ہوگا؟'' کہا: ''جی ہاں! میں نے ''تورات'' میں پڑھا کہ یہ سارا کام تین سو (300) سال میں مکمل ہوا۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''شداد بدبخت کی عمر کتنی تھی؟'' کہا: ''نو سو (900) سال۔'' فرمایا: ''اے ابو اسحاق رضی اللہ عنہ! آپ نے ہمیں عجیب و غریب خبر دی ہے' اس بارے میں مزید کچھ بتائیے۔'' کہا: ''اے

امیر المومنین رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ''ارم ذات العماد'' رکھا اس کے ستون زبرجد یاقوت کے تھے' اس شہر کے علاوہ پوری دنیا میں کوئی اور شہر ایسا نہیں جو یاقوت و زبرجد سے بنایا گیا ہو' چنانچہ' فرمان خداوندی ہے:

اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ۝ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ۝

(پ30' الفجر: 7-8)

وہ ارم حد سے زیادہ طول والے کہ ان جیسا شہروں میں پیدا نہ ہوا۔

تین سو سال میں بننے والے محل کا کیا ہوا؟

اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! اس جیسا کوئی اور شہر نہیں' جب شداد کو اس کی تکمیل کی خبر دی تو اس نے کہا: ''جاؤ! اس کے گرد مضبوط قلعہ بناؤ اور قلعہ کے گرد ایک ہزار محل بناؤ' ہر محل میں ایک ہزار جھنڈے گاڑو اور ہر ہر جھنڈے پر ایک مخصوص نشان بناؤ' یہ محلات میرے وزراء کے لئے ہوں گے۔'' حکم پاتے ہی کاریگر مصروف عمل ہو گئے۔ فراغت کے بعد جب کاریگروں نے شداد کو خبر دی تو اسنے اپنے خاص وزیروں میں سے ایک ہزار وزراء کو حکم دیا کہ میری اس بنائی ہوئی جنت کی طرف چلنے کی تیاری کرو۔'' ہر خاص و عام ''ارم'' کی طرف جانے کی تیاری میں لگ گیا۔ لوگوں نے جھنڈے اور نشانات اٹھا لئے' حکم جاری ہوا کہ میرے وزراء اور خاص عہدے داران' اپنی عورتوں' خادموں اور کنیزوں کو لے جانے کی تیاری کریں پھر شداد نے وزراء اور دوسرے لوگوں کو بہت ساری دولت خورد و نوش کا سامان دینے کا حکم جاری کیا۔ تمام لوگ دس سال تک اس جنت میں جانے کی تیاری کرتے رہے۔ شداد نے دو آدمیوں کو اپنے شہر کا نگران مقرر کیا اور اجازت عام دے دی کہ جو آنا چاہے میرے ساتھ آ جائے۔ اب شداد بڑے جاہ و جلال اور متکبرانہ و فاتحانہ انداز میں بڑی شان و شوکت سے سپاہیوں کے جھرمٹ میں روانہ ہوا۔ جب وہ اس جنت سے صرف ایک دن اور ایک رات کے فاصلے پر رہ گیا تو خالق کائنات' مالک لم یزل' قادر مطلق' خدائے بزرگ و برتر نے ان پر عذاب بھیجا' آسمان سے ایک چیخ سنائی دی۔ شداد نامراد اپنی بنائی ہوئی جنت کی ایک جھلک دیکھے بغیر ہی اپنے تمام ہمراہیوں

Scanned with CamScanner

کے ساتھ ہلاک ہو گیا' سب لشکری تباہ و برباد ہو گئے اور کوئی بھی اس شہر میں داخل نہ ہو سکا اور اب قیامت تک بھی کوئی اس میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! یہ تھا ''ارم'' کا سارا واقعہ۔ ہاں! آپ کے زمانے میں ایک شخص اس میں داخل ہوگا' وہ اس کی تمام چیزیں دیکھے گا اور واپس آ کر بیان کرے گا' لیکن اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی' کوئی اس کی بات ماننے کو تیار نہ ہوگا۔''

ہر علم والے سے بڑھ کر علم والا ہے

یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے ابو اسحاق رضی اللہ عنہ! آپ اس میں داخل ہونے والے شخص کی کچھ صفات بتا سکتے ہیں؟'' فرمایا: ''ہاں! وہ شخص سرخ و بھورا اور پست قد ہوگا اس کی آنکھیں نیلی ہوں گی اور اس کے ابرو پر ایک تل ہوگا۔ وہ اپنے گمشدہ اونٹ کی تلاش میں اس صحرا میں جائے گا اس پر وہ شہر ظاہر ہوگا۔ وہ اس میں داخل ہو کر کچھ چیزیں وہاں سے اٹھا لائے گا۔'' اس وقت حضرت سیّدنا عبداللہ بن قلابہ رضی اللہ عنہ حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت سیّدنا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف دیکھا تو فرمایا: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! یہی وہ شخص ہے جو اس میں داخل ہوا ہے' آپ اس سے وہ چیزیں پوچھ لیجئے جو میں نے آپ کو بتائیں۔'' حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے ابو اسحاق رضی اللہ عنہ! یہ تو میرے خادموں میں سے ہے اور میرے پاس ہی ہے۔'' فرمایا: ''یا تو یہ اس شہر میں داخل ہو چکا ہے یا عنقریب داخل ہوگا' بس یہی وہ شخص ہے۔'' یہ سن کر حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے ابو اسحاق رضی اللہ عنہ! اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں دوسرے علماء پر فضیلت دی ہے' بے شک! تمہیں اولین و آخرین کا علم دیا گیا ہے۔'' حضرت سیّدنا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''قسم ہے اس پاک پروردگار کی' جس کے قبضۂ قدرت میں کعب کی جان ہے! اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز پیدا نہیں فرمائی مگر اس کی تفسیر اپنے برگزیدہ رسول حضرت سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتا دی۔'' بے شک قرآن کریم بہت بلند و عظیم اور وعید سنانے والا ہے۔'' (عیون الحکایات)

(56)

فراخدالی کی فتح

مسلم بن صبیح کوفی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور ایک نوجوان عرب نے بیک وقت ایک عورت کو پیغام نکاح بھیجا۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں وہ عربی نوجوان بڑا ہی دلکش اور خوبصورت تھا۔ عورت نے ان دونوں کے جواب میں یہ کہلا بھیجا: ''تم دونوں نے مجھے پیغام نکاح بھیجا ہے۔ میں فی الوقت تم میں سے کسی کا حتمی جواب نہیں دے سکتی جب تک کہ میں خود تمہیں دیکھ نہ لوں اور تمہاری بات سن نہ لوں' اس لئے اگر واقعی تم میں سے ہر ایک مجھ سے شادی کا خواہش مند ہے تو میرے پاس فلاں وقت آؤ تا کہ میں کسی نتیجہ پر پہنچ سکوں اور اپنے منتخب شریک حیات کی نشاندہی کر سکوں۔''

خاتون کا پیغام پہنچتے ہی دونوں صاحبان اس کے پاس پہنچ گئے۔ خاتون نے شادی کا پیغام دینے والے دونوں صاحبان کو ایسی جگہ بٹھایا جہاں سے وہ اسے نظر تو نہیں آتے تھے' البتہ ان کی گفتگو کی آواز اس تک پہنچتی تھی۔

ادھر مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی نگاہ جب عرب نوجوان پر پڑی تو اس کے پرکشش جسم' باکمال شباب' اچھی ہیئت اور اس کی شیریں کلامی سے مرعوب ہو گئے اور اندر ہی اندر اس رشتے سے مایوس ہو گئے کیونکہ انہیں یقین ہو چلا تھا کہ اب یہ رشتہ اس عرب نوجوان کو ہی مل سکتا ہے' مجھے اب خواہ مخواہ کی امید نہیں باندھنی چاہئے۔ وہ سمجھتے تھے چونکہ ہر عورت کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ اس کا شریک حیات پرشباب' پرکشش' جاذب نظر' خوبرو اور حسن و جمال کا پیکر ہو' اور یہ تمام صفات میرے ساتھی میں موجود ہیں' جبکہ میرے اندر مفقود ہیں' لہٰذا

جب اس خاتون کی فیصلہ کن نظر ہم دونوں پر پڑے گی تو بلاشبہ میرے مقابل ساتھی ہی کا انتخاب عمل میں آئے گا اور میرے حصے میں ناکامی کے سوا کچھ نہیں آئے گا۔

عورت کی ذہانت نے صحیح انتخاب کیا

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اسی کشمکش میں تھے کہ انہوں نے یکایک عرب نوجوان سے سوال کیا: ''بھئی! تم حسن و جمال اور شیریں کلام سے نوازے گئے ہو۔ کیا تمہارے اندر اس کے علاوہ بھی کوئی خوبی ہے؟'' عرب نوجوان بڑے طمطراق سے گویا ہوا: ہاں ہاں! یہ اور وہ......! یوں اس نے اپنی بہت ساری خوبیاں بیان کیں اور انہیں انگلیوں پر گنتا رہا' پھر خاموش ہو گیا۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اچھا' یہ بتلاؤ کہ تمہارا حساب کتاب کیسا ہے؟

عرب نوجوان نے جواب دیا: میرے حساب کتاب کے کیا کہنے' ایک پیسہ کا حساب بھی گڑبڑ نہیں ہوتا' کیونکہ رائی کے دانے سے زیادہ دقیق حساب کتاب رکھتا ہوں۔

اس کے بعد مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بارے میں بتانا شروع کیا: لیکن میرا حساب اس سے مختلف ہے۔ میں ہزاروں روپے کی تھیلی گھر کے کسی کونے میں رکھ چھوڑتا ہوں' میرے اہل خانہ حسب خواہش اس میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں اور مجھے اس کے متعلق معلوم تک نہیں ہوتا کہ کتنا خرچ ہوا اور کتنا باقی ہے۔ مجھے مال کے ختم ہونے کی خبر اس وقت ہوتی ہے جب مجھ سے مزید مال کا تقاضا ہوتا ہے۔

ان دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو وہ عورت بڑے غور سے سن رہی تھی' جب اس نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو کہنے لگی:

''اللہ کی قسم! یہ شخص مجھ سے شادی کا زیادہ مستحق اور مجھے زیادہ محبوب ہے جو حساب کتاب کی پرپیچ وادی میں پھنس کر میرا محاسبہ نہیں کرے گا اور یہ عرب نوجوان مجھے پسند نہیں جو مجھ سے پائی پائی کا حساب لے گا۔'' پھر اس خاتون نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے شادی کر لی۔ (کتاب الاذکیاء: 38' نساء ذکیات جدا: 63)

(57)

قیامت کی چھ علامات

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ یقیناً قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ علم اٹھا لیا جائے گا اور جہالت کی کثرت ہو جائے گی اور زناکاری بڑھ جائے گی اور بکثرت شراب پی جائے گی اور مردوں کی تعداد کم ہو جائے گی اور عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا انتظام کرنے والا اکیلا ایک مرد ہوگا۔''

یہ حدیث بخاری اور مسلم میں بھی ہے اس حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے قیامت کی چھ نشانیوں کا ذکر فرمایا ہے۔

1...... علم اٹھا لیا جائے گا۔
2...... جہالت کی کثرت ہو جائے گی۔
3...... زناکاری بہت زیادہ ہونے لگے گی۔
4...... شراب نوشی کثرت سے ہوگی۔
5...... مردوں کی تعداد گھٹ کر بہت کم رہ جائے گی۔
6...... عورتوں کی تعداد بہت زیادہ بڑھ جائے گی یہاں تک کہ پچاس عورتوں کی نگہداشت اور ان کا انتظام کرنے والا اکیلا ایک مرد ہوگا۔

''علم اٹھا لیا جائے گا'' اس حدیث میں علم سے مراد ''علم دین'' ہے کہ وہ قرب قیامت میں اٹھا لیا جائے گا۔ یہاں تک کہ روئے زمین پر کوئی علم دین کا جاننے والا باقی نہ رہے گا۔ حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شارح مشکوٰۃ نے فرمایا: دنیا سے علم کا اٹھ جانا

دوطرح سے ہوگا ایک صورت تو یہ ہوگی کہ علمائے دین ایک کے بعد دوسرے دنیا سے اٹھتے چلے جائیں گے اوران کی جگہ پر کرنے والے علمائے دین پیدا نہ ہوں گے بلکہ روز بروز کم علم والے علماء ہوتے جائیں گے اسی طرح رفتہ رفتہ وہ دور آجائے گا کہ روئے زمین عالموں سے خالی ہوجائے گی اور علم دین کا جاننے والا کوئی باقی نہ رہ جائے گا۔

علم کی قدر پہلے اور اب

دوسری صورت یہ ہوگی کہ علمائے دین ظالم بادشاہوں کے دباؤ اوران کی چاپلوسی میں گرفتار ہوکر مسلم عوام میں دین کا چرچا کرنا چھوڑ دیں گے اس طرح مسلم عوام علم دین سے بالکل ہی جاہل رہ جائیں گے اور جب رفتہ رفتہ ان سب عالموں کی وفات ہوجائے گی اور دنیا سے علم دین کا بھی جنازہ نکل جائے گا اور ہر طرف جہالت ہی جہالت کا دور دورہ ہوجائے گا یہاں تک کہ کوئی شخص ارکان اسلام کا جاننے والا بلکہ قرآن کا پڑھنے والا بھی نہ رہ جائے گا بلکہ ایک حدیث میں تو یہاں تک آیا ہے کہ "لایقوم الساعة لایقال اللہ اللہ" یعنی جس وقت قیامت قائم ہوگی اس وقت کی جہالت کا یہ عالم ہوگا کہ تمام روئے زمین پر کوئی اللہ کہنے والا بھی باقی نہ رہے گا۔ (مرقاۃ المفاتیح ج5 ص171)

علم کا اٹھ جانا اور جہالت کی کثرت قیامت کی ان دونوں نشانیوں کا ظہور شروع ہو چکا ہے کیونکہ روز بروز مسلم عوام میں علم دین کا ذوق وشوق گھٹتا بلکہ فنا ہوتا چلا جارہا ہے اور علم دین حاصل کرنے کا کتنا بڑا جذبہ اوران کے دلوں کو علم دین سے کس قدر والہانہ تعلق اور لگاؤ تھا اس کا اندازہ کرنے کے لئے بغداد شریف وغیرہ کے اسلامی مدارس کی تاریخ پر ایک نظر ڈالئے۔

ابوحفص زیارت کا بیان ہے کہ جب مشہور امام حدیث ابوبکر جعفر بن محمد ترکی فریابی ترکستان سے بغداد تشریف لائے تو شہر کے عوام وخواص نے جوش ومسرت میں طبل و طنبورہ بجا بجا کران کا نہایت ہی پرشکوہ استقبال کیا اور شان دار جلوس نکالا اور جب وہ "شارع المنار" کے میدان میں درس حدیث دینے کے لئے بیٹھے تو ان کی درسگاہ میں روزانہ تیس ہزار آدمیوں کا مجمع ہوتا تھا اور چونکہ اس زمانے میں لاؤڈ سپیکر ایجاد نہیں ہوا تھا

اس لئے شیخ الحدیث کی آواز تمام سامعین تک پہنچانے کے لئے یہ انتظام ہوتا تھا کہ تین سو علماء مجمع میں کھڑے رہتے تھے جو شیخ الحدیث کی آواز سن کر سامعین کو سنایا کرتے تھے۔

(تذکرۃ الحفاظ ج2 ص337)

کہاں وہ کمال اور کہاں یہ زوال

اس طرح مشہور محدث ابومسلم کی درس گاہ حدیث میں جو بغداد کے "رحبہ غستان" کے وسیع میدان میں تھی۔ حاضرین کی کثرت کا یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ خلیفہ بغداد نے آدمیوں کی تعداد کا اندازہ لگانے کے لئے اس میدان کی پیمائش کرائی اور طالب علموں کی دواتیں گنی گئیں تو چالیس ہزار سے زیادہ دواتیں پائی گئیں اور جو حاضرین لکھتے نہیں تھے بلکہ حدیثیں سن رہے تھے وہ اس گنتی سے الگ ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ ج2 ص177)

اب آپ علم دین کے اس کمال وزوال کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہوئے عبرت حاصل کیجئے کہ آج بڑے بڑے لیڈروں کے جلسوں میں ایک ایک لاکھ کے اجتماع کی خبریں چھپتی ہیں مگر وعظ کے جلسوں اور علم دین کی درسگاہوں میں بجز چند غرباء اور چند مفلس طلبہ کے اور کوئی نظر نہیں آتا۔ اب اگر چند برسوں تک مسلمانوں کی غفلت کا یہی عالم رہا تو ظاہر ہے کہ علم دین جاننے والے روزانہ کم ہوتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ ایک دن علم دین کا دنیا سے جنازہ نکل جائے گا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد کہ "علم اٹھالیا جائے گا اور جہالت کی کثرت ہوجائے گی" آفتاب کی طرح سب کی نگاہوں کے سامنے آجائے گا۔

بدکاری وزناکاری

"زنا کی زیادتی" اس کا سبب حیاء کی کمی اور بے حیائی کا غلبہ ہے جب مردوں اور عورتوں میں حیا کی کمی ہوگی تو لازمی طور پر زناکاری بڑھ جائے گی اور دوسرے گناہوں کے دروازے بھی کھل جائیں گے کیونکہ مومن کی حیاء درحقیقت نفس کے شریر گھوڑے کے لئے بہترین لگام اور شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے ایک مضبوط

Scanned with CamScanner

ڈھال اور مومن کو ہزاروں گناہوں سے بچانے کے لئے ایک آہنی دیوار ہے چنانچہ جب سے مسلمانوں میں حیاء کی کمی ہونے لگی ہے عورتوں کا پردہ ختم ہونے لگا ہے۔ پارکوں اور تفریح گاہوں میں عورتوں، مردوں کا اختلاط شروع ہو گیا۔ سینما گھروں اور کلبوں میں لڑکوں اور لڑکیوں کا میل ملاپ ہونے لگا، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج کل ہر طرف زنا کاری کی گرم بازاری ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو قوم زنا کار ہوگی وہ عذاب جہنم سے پہلے دنیا ہی میں قحط اور بھوک کا شکار ہوگی۔ (مشکوۃ ج3 ص313)

شراب نوشی کی کثرت

شراب نوشی کی کثرت: آج کل مسلمانوں میں یہ مرض بھی عام وباؤں کی طرح پھیل گیا۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے شراب کے بارے میں یہ فرمایا: یہ "ام الخبائث" (گناہوں کی ماں) ہے کہ اس سے سینکڑوں گناہوں کا صدور ہوتا ہے، چنانچہ آج غیر مسلم اقوام کے لیڈروں اور دانشوروں نے بھی اسلام کے اس حکیمانہ فیصلہ کو اعتراف حقیقت کے طور پر تسلیم کرلیا ہے کہ "شراب الخمر مورث للفساد فی البلاد فی العباد" یعنی شراب نوشی ممالک و بلاد اور خدا کے بندوں میں فساد برپا کرنے والی چیز ہے یہی وجہ ہے کہ آج دنیا بھر میں شراب بندی کا چرچا ہو رہا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین شخصوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام فرما دی۔

1۔ مستقل شرابی، 2۔ ماں باپ کا نافرمان، 3۔ دیوث (اپنی بیوی کی زنا کاری سے راضی رہنے والا)۔ (مشکوۃ ج2 ص318)

☆...... مرد کم عورتیں زیادہ: قیامت کی یہ نشانی بھی ظاہر ہو رہی ہے کہ دنیا بھر میں رفتہ رفتہ مردوں کی تعداد گھٹ رہی ہے اور عورتوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے، چنانچہ آج ہزاروں لڑکیاں ایسی ہیں جن کے لئے شوہر نہیں مل رہے ہیں۔ اسی طرح رفتہ رفتہ یہ حال ہو جائے گا کہ ایک ایک مرد اپنے عزیز و اقارب یعنی۔ دادی، نانی، خالہ، بہنیں، بھتیجیاں، بھانجیاں وغیرہ پچاس پچاس عورتوں کی پرورش، نگہداشت اور ان کے سامان زندگی کا انتظام کرے گا!

(58)

حضرت آدم علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو وصیت

عَنْ كَعْبِ اَحْبَارٍ رضی اللہ عنہ: فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ عَلٰى اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عُصِيًّا بِعَدَدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰى اِبْنِهٖ شِيْثَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ اَىْ بَنِىَّ اَنْتَ خَلِيْفَتِىْ مِنْ بَعْدِىْ . فَخُذْهَا بِعِمَارَةِ التَّقْوٰى وَالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى فَكُلَّمَا ذَكَرْتَ اللّٰهَ فَاذْكُرْ اِلٰى جَنْبِهٖ اِسْمَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّىْ رَاَيْتُ اِسْمَهٗ مَكْتُوْبًا عَلٰى سَاقِ الْعَرْشِ وَاَنَا بَيْنَ الرُّوْحِ وَالطِّيْنِ . ثُمَّ اِنِّىْ طُفْتُ السَّمٰوٰتِ فَلَمْ اَرَ فِى السَّمٰوٰتِ مَوْضِعًا اِلَّا رَاَيْتُ اسْمَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكْتُوْبًا عَلَيْهِ . وَاِنَّ رَبِّىْ اَسْكَنَنِى الْجَنَّةَ فَلَمْ اَرَ فِى الْجَنَّةِ قَصْرًا وَّلَا غُرْفَةً اِلَّا اِسْمَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكْتُوْبًا عَلَيْهِ وَلَقَدْ رَاَيْتُ اسْمَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكْتُوْبًا عَلٰى نُحُوْرِ الْحُوْرِ الْعِيْنِ . وَعَلٰى وَرَقِ قَصَبِ اٰجَامِ الْجَنَّةِ . وَعَلٰى وَرَقِ شَجَرَةِ طُوْبٰى، وَعَلٰى وَرَقِ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَعَلٰى اَطْرَافِ الْحُجُبِ وَبَيْنَ اَعْيُنِ الْمَلٰٓئِكَةِ، فَاَكْثِرْ ذِكْرَهٗ فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَذْكُرُهٗ فِىْ كُلِّ سَاعَتِهَا .

کسی حال میں بھی ذکر مصطفیٰ کو نہ بھولنا

ترجمہ: حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے انبیاء و

مرسلین کی تعداد کے برابر لاٹھیاں حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمائیں پھر حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت سیّدنا شیث علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے میرے بیٹے میرے بعد تم میرے خلیفہ ہو۔ تم تقویٰ اختیار کرو اور العروۃ الوثقیٰ اختیار کرو۔ جب بھی تم اللہ تعالیٰ کا نام لو اس کے ساتھ ہی حضرت محمد ﷺ کا نام بھی ضرور لینا' کیونکہ جب میں روح اور مٹی کے درمیان میں تھا تو اس وقت میں نے ان کا نام عرش پر لکھا دیکھا تھا پھر میں نے آسمانوں کا چکر لگایا تو آسمانوں میں کوئی ایسی جگہ نہیں دیکھی جہاں ان کا نام نہ لکھا ہوا ہو اور جب اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت میں سکونت عطا کی تو میں نے جنت میں کوئی دریچہ کوئی محل ایسا نہیں دیکھا جس پر اسم محمد ﷺ لکھا ہوا نہ ہو۔ میں نے نام محمد ﷺ حوروں کے سینوں پر' فرشتوں کی آنکھوں کی پتلیوں پر' طوبیٰ درخت کے پتوں پر' اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر لکھا ہوا دیکھا ہے تو اے بیٹے تم بھی کثرت سے انکا ذکر کرتے رہا کرو کیونکہ فرشتے بھی اپنے ہر وقت میں انہی کا ذکر مبارک کرتے رہتے ہیں۔

(ابن عساکر جلد نمبر 23 صفحہ نمبر 281' الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 12' سبل الھدیٰ والرشاد (محمد بن یوسف صالحی) جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 275' مدارج النبوۃ از شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 257۔ (فارسی)

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

(59)

ایک ایسا وقت بھی آئے گا

''سلامہ بنت حران رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ مسجد والے ایک دوسرے کو (امامت کے لئے) دھکا دیں گے۔ لوگ کسی کو امام نہیں پائیں گے جو انہیں نماز پڑھائے''۔

(ابوداؤد ج 1 ص 93 مجتبائی)

قیامت قریب ہو جانے کے وقت جو علم دین دنیا سے اٹھا لیا جائے گا تو اس کا یہ انجام ہوگا کہ جہالت کی وجہ سے پوری مسجد کے نمازیوں میں کوئی اس قابل نہیں ہوگا جو امام بن کر نماز پڑھائے اور لوگ ایک دوسرے کو امامت کے لیے آگے بڑھائیں گے مگر وہ اپنی لاعلمی اور نااہلی کی وجہ سے آگے نہیں بڑھیں گے۔

قیامت کی اس نشانی کے ظہور کے آثار آنے لگے ہیں چنانچہ کچہریوں' اسٹیشنوں' بازاروں وغیرہ کی مسجدوں میں یہ مناظر دیکھے جا سکتے ہیں کہ اگر امام صاحب کبھی غائب ہو جاتے ہیں تو نمازیوں میں اس قسم کا شور وغل شروع ہو جاتا ہے کہ میر صاحب! آپ نماز پڑھائیے تو وہ کہہ رہے ہیں کہ شیخ جی! آپ امام بن جائیے۔ ایک دوسرے کو دھکا دے کر آگے بڑھاتے ہیں اور وہ جلدی سے پیچھے آ کر دوسرے کو آگے بڑھاتا ہے گویا نماز سے پہلے فری اسٹائل کشتی کی مشق ہونے لگتی ہے۔ کاش مسلمان اس سے عبرت حاصل کرتے۔ اپنے بچوں کو اتنی دینی تعلیم تو ضرور ہی دلاتے کہ وہ نماز پڑھانے کے قابل ہو جاتے۔ (چند دن پہلے فیس بک پہ ایک بڑا سبق آموز میسج چلتا رہا جو یہ تھا کہ ''انگلش اتنی پڑھی کہ انگریزوں کو پڑھا سکتے ہیں اور دین اتنا بھی نہیں پڑھا

Scanned with CamScanner

کر باپ مرجائے تو اس کا جنازہ ہی پڑھ سکیں''۔

فتنوں کی بھرمار

''حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یقیناً قیامت سے پہلے اندھیری راتوں کے ٹکڑوں کے مثل بہت سے فتنے ہوں گے اس میں آدمی صبح کو مومن رہے گا اور شام کو کافر ہو جائے گا اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر ہو جائے گا۔ ان فتنوں کے درمیان بیٹھا ہوا آدمی کھڑے ہوئے آدمی سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ لہٰذا تم لوگ ان فتنوں کے وقت اپنی کمانوں کو توڑ ڈالنا اور اپنی کمانوں کے تانتوں کو کاٹ ڈالنا اور اپنی تلواروں کو پتھروں سے کچل دینا اور اگر کوئی تم کو قتل کرنے کے لئے گھر میں داخل ہو جائے تو تم آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں میں سے جو بہتر تھا (ہابیل مقتول) اس کے لئے مثل ہو جانا۔'' (مشکوۃ ج2 ص424)

تشریح:۔ یہ حدیث ابوداؤد میں بھی ہے اس حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو غیب کی یہ خبر دی ہے کہ قیامت سے پہلے ایک دو نہیں۔ بہت سے ایسے فتنے اٹھیں گے کہ جس طرح اندھیری راتوں میں راستہ نہیں ملتا۔ اسی طرح ان فتنوں سے بچنے کا مومن کو کوئی راستہ نہیں ملے گا اور جس طرح اندھیری راتیں خوفناک اور ڈراؤنی ہوا کرتی ہیں اسی طرح وہ فتنے نہایت ہی دہشت انگیز اور بھیانک ہوں گے ان فتنوں میں گمراہیوں کے پھیلنے کا یہ عالم ہوگا کہ آدمی صبح کو مومن ہوگا مگر کسی ظالم کے دباؤ سے یا اپنی نفسیاتی خواہش سے یا کسی گمراہ و بددین کے بہکانے سے شام کو کافر ہو جائے گا۔ یہ فتنے ایسے خطرناک ہوں گے کہ ان فتنوں کے دور میں مومن کے لئے گوشہ نشینی اور اپنے گھر میں چھپ کر بیٹھ رہنا بہتر ہوگا کیونکہ جو جتنا ادھر ادھر پھرے گا وہ اسی قدر زیادہ فتنوں کے طوفان میں پڑے گا۔ یہاں تک جو شخص بیٹھا ہوگا وہ چلنے والے سے کم فتنوں میں مبتلا ہوگا اور جو چلتا ہوگا وہ دوڑنے والے سے کم فتنوں کا شکار ہوگا۔

فتنوں کا مقابلہ کیسے کرنا چاہیے

ان فتنوں میں مسلمان آپس ہی جنگ وجدال کریں گے اور ایک دوسرے کی

Scanned with CamScanner

گردنیں کاٹیں گے ان فتنوں کے اوقات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو یہ نصیحت فرماتے ہیں کہ جب مسلمان آپس ہی میں جنگ کرنے لگیں تو تم لوگ ایسے وقت میں اپنی کمانوں کو توڑ ڈالنا اور اپنی کمانوں کی تانتوں کو کاٹ ڈالنا اور اپنی تلواروں کی دھاروں کو پتھر سے کچل کچل کر کند اور کھٹل کر ڈالنا تاکہ تم لوگ اس حرام جنگ میں نہ مبتلا ہو جاؤ اور تمہارا ہاتھ مومنین کے خونوں سے رنگین نہ ہونے پائے اور اگر کوئی مسلمان تمہارے گھر میں گھس کر تم کو بلاقصور قتل کرنے لگے تو تم اس وقت میں ایسا ہی کرنا جیسا حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں ہابیل اور قابیل میں سے ہابیل نے کیا تھا جو قابیل سے بہتر تھا۔

یہ حکم کب اور کس کے لئے ہے؟

قرآن مجید میں ہے کہ جب ''قابیل'' اپنی نفسانی خواہش کے جذبے سے اپنے بھائی ہابیل کو مارنے کے لئے آگے بڑھا تو ہابیل نے یہ کہا: اگر تم ہاتھ بڑھا کر مجھ پر حملہ کرو گے تو میں تم پر ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا' چنانچہ ظالم قابیل نے اپنی بھائی ہابیل کو نہایت ہی بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا اور وہ شہید ہو گئے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کا یہ مطلب ہے کہ اگر کوئی مسلمان ان فتنوں کے دوران تم کو بلاقصور قتل کرنے لگے تو تم شہید ہو جانا مگر ہرگز ہرگز کسی مسلمان کا خون نہ بہانا۔

تنبیہ:۔ اس حدیث کے بارے میں بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ و تابعین اور عام علماء اسلام نے یہ فرمایا ہے: یہ حکم کہ مسلمانوں کی جنگ میں خود قتل ہو جائے مگر کسی مسلمان کو قتل نہ کرے یہ اس شخص کے بارے میں ہے جس کو یہ معلوم نہ ہو سکا ہو کہ مسلمانوں کی دونوں جنگ کرنے والی جماعتوں میں سے کون حق پر ہے اور کون باطل پر ہے؟ لیکن جس شخص پر یہ واضح ہو جائے کہ مسلمانوں کی لڑنے والی دونوں جماعتوں میں سے فلاں جماعت حق پر ہے اور فلاں جماعت باطل پر ہے تو اس شخص پر واجب ہے کہ وہ اہل حق کی مدد کرے اور اہل باطل سے جنگ کرے کیونکہ قرآن مجید کا حکم ہے کہ تم باغیوں سے بہر حال جنگ کرو خواہ وہ مسلمان ہوں یا کافر۔ (شرح مسلم للنووی ج 2 ص389)

تو تاریخ اسلام کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس قسم کے فتنے گزشتہ زمانوں میں پھیل چکے ہیں اور آئندہ بھی اس قسم کے فتنے قیامت سے پہلے اٹھتے ہی رہیں گے اور یہ فتنہ تو آج بھی سمندر کی طرح اٹھتا اور بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے کہ گمراہوں اور بددینوں کی گمراہ کن تقریروں اور تحریروں سے یا نفسانی خواہشوں کے جذبات سے سینکڑوں' ہزاروں مسلمان گمراہ ہو کر ملحد' بے دین اور کفار مرتدین ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ لہٰذا قیامت کی یہ نشانی ظاہر ہو چکی ہے۔

جب امانتیں برباد ہونے لگیں گی

☆...... ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ اس درمیان میں نبی ﷺ گفتگو فرما رہے تھے کہ اچانک ایک دیہاتی آیا اور کہا: قیامت کب آئے گی؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب امانت برباد کی جانے لگے تو تم قیامت کا انتظار کرو۔ اس نے کہا: امانت کی بربادی کس طرح ہو گی آپ نے فرمایا: جب ہر کام اس کے نااہل کی طرف سونپا جانے لگے تو قیامت کا انتظار کرو''۔ (مشکوٰۃ ج2 ص469)

تشریح: یہ حدیث بخاری شریف ج2 ص 961 میں بھی ہے۔ حضور ﷺ نے اس حدیث میں اعرابی کو قیامت کی یہ نشانی بتائی کہ جب نااہلوں کو کام سپرد کیے جانے لگیں تو تم سمجھ لو کہ اب قیامت جلد ہی آنے والی ہے۔ لہٰذا تم اس وقت قیامت کا انتظار کرو۔

تبصرہ: قیامت کی یہ نشانی بھی ظاہر ہونے لگی ہے' چنانچہ دیکھ لیجئے کہ حکومت و سلطنت اس دور میں ایسے لوگوں کو سپرد کی جانے لگی ہے جو کسی طرح بھی اس کے اہل نہیں ہیں۔ اسی طرح گاؤں کی سرداری اور پردھانی بھی نااہلوں کو دی جا رہی ہے حد ہو گئی کہ مسجدوں کی تولیت اور انتظام ان بے نمازی سیٹھوں اور مال داروں کے سپرد کیا جا رہا ہے جو عید بقرہ عید یا زیادہ سے زیادہ جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے مسجدوں میں آتے ہیں۔ یوں ہی دینی درسگاہوں اور قومی اداروں میں ایسے ایسے لوگوں کو منیجر و ناظم اعلیٰ اور سیکرٹری کا عہدہ سپرد کر دیا گیا ہے جو علم دین اور قوم مسلم کے دشمن ہیں۔ اسی طور پر مدارس عربیہ میں ایسے لوگ مفتی اور شیخ الحدیث کی مسندوں پر بٹھا دیئے گئے ہیں جو درحقیقت ان

عہدوں کے اہل نہیں ہیں۔ غرض ہر کام اس زمانے میں نااہلوں اور نالائقوں کے سپرد کیا جا رہا ہے لیکن ابھی خیریت یہ ہے کہ کچھ لوگ ان عہدوں کے اہل بھی موجود ہیں مگر جب وہ وقت آ جائے گا کہ ہر چھوٹا بڑا کام نااہلوں ہی کے ہاتھوں میں پہنچ جائے گا تو پھر سمجھ لو کہ سگنل ڈاؤن ہو چکا ہے اور قیامت کی گاڑی اب آنے والی ہے۔

ظاہر ہے کہ نااہلوں کے ہاتھوں میں دنیا کے تمام کاموں کا پہنچ جانا اس انجام دنیا کی بربادی کے سوا اور کیا ہو گا؟ کون نہیں جانتا ہے کہ اچھی سے اچھی چیز اگر نااہل کے ہاتھ میں پہنچ جائے تو وہ بد سے بدتر ہوتی جاتی ہے استرہ کتنی اچھی چیز ہے کہ اس سے انسان کے سر اور چہرہ کی اصلاح اور خوبصورتی پیدا کی جاتی ہے مگر استرہ اسی وقت تک اچھی چیز ہے جب تک نائی کے ہاتھ میں ہے اور اگر خدانخواستہ یہی استرہ بندر کے ہاتھ میں پہنچ جائے تو پھر ظاہر ہے کہ اس سے حجامت نہیں بنے گی بلکہ کسی کی ناک کٹے گی اور کسی کی گردن بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ نہ استرہ ہی رہے نہ بندر دونوں کا ہی ستیاناس ہو جائے۔ (قیامت کب آئے گی)

(60)

ایک سوال کا جواب مطلوب ہے

ابوقدامہ شام کے رہنے والے تھے۔ وہ اپنے وقت کے عظیم مجاہد اور مسلمانوں کے لشکر کے سالار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ دل میں جذبۂ جہاد بیدار رہتا۔ مرد میدان تھے' بے شمار لڑائیوں میں حصہ لیا اور ہمیشہ غازی بن کر واپس آئے۔ ایک دن مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے کہا: ''ابوقدامہ! آپ نہ جانے کتنے معرکوں میں حصہ لے چکے ہیں۔ یقیناً ان جہادوں میں بعض ایسے واقعات بھی پیش آئے ہوں گے جن سے آپ بہت زیادہ متاثر ہوئے ہوں گے۔ ہمیں کوئی ایسا واقعہ سنائیں جس سے ہمارے ایمان تازہ ہوں اور شوق جہاد ہمارے اندر بھی پیدا ہو جائے۔'' ابوقدامہ کہنے لگے: تو سنو! میں تمہیں ایک ایسا واقعہ سناتا ہوں جس سے میں بہت زیادہ متعجب اور متاثر ہوا:

صلیبی جنگیں اپنے عروج پر تھیں۔ جب بھی عیسائیوں سے مقابلہ ہوتا' ہمارے نوجوان اسلام کی عظمت رفتہ کو لوٹانے کے لئے سر پر کفن باندھ کر دشمن کے مقابلے میں فولاد بن جاتے۔ ہمیں معلوم ہوا کہ اسلامی سرحد پر دشمن کی فوج جمع ہو رہی ہے۔ میں نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ''رقہ'' (شمالی شام میں دریائے فرات پر بحیرۃ الاسد سے تقریباً 60 کلومیٹر مشرق میں واقع ہے۔) کا رخ کیا۔ ''رقہ'' شام میں دریائے فرات کے کنارے ایک بڑا قصبہ ہے۔ میں نے وہاں سے اونٹ خریدا اور اس پر سامان حرب رکھا۔ شام کے وقت قصبے کی مساجد میں گیا اور لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی۔ کئی نوجوان ہمارے ساتھ دشمن کے مقابلے کے لئے تیار ہو گئے۔ مجاہدوں کے لئے لوگوں نے ساز و

سامان کا ڈھیر لگا دیا۔

میری جہادی زندگی کا انوکھا واقعہ

رات ہوئی تو میں نے ایک کمرہ کرائے پر لیا اور وہاں ٹھہر گیا۔ رات کا کچھ حصہ گزرا تو کسی نے دروازے پر دستک دی۔ مجھے بڑا تعجب ہوا کہ اتنی رات گئے مجھ سے کون ملنے کے لئے آ سکتا ہے۔ میں اس شہر میں بالکل اجنبی اور نو وارد ہوں' آخر یہ کون ہو سکتا ہے؟ اسی سوچ بچار میں تھا کہ دروازے پر دوبارہ دستک ہوئی۔ جب میں نے دروازہ کھولا تو گلی میں ایک باپردہ باحیا خاتون نظر آئی۔ جب رات گئے ایک خاتون کو دیکھا تو ڈر گیا کہ الٰہی! یہ کیا ماجرہ ہے؟ میں نے کہا: اللہ کی بندی تو یہاں کیا لینے آئی ہے؟ کہنے لگی: کیا تم ہی ابوقدامہ ہو؟ میں نے کہا: ہاں' میں ہی ابوقدامہ ہوں۔ کہنے لگی: آج تم ہی نے مساجد میں مجاہدین کے لئے ساز و سامان اکٹھا کیا ہے؟ میں نے اثبات میں جواب دیا تو وہ ایک چھوٹی سی پوٹلی میرے حوالے کر کے روتی ہوئی چل دی۔ مجھے اس کے رونے پر بڑا تعجب ہوا۔ پوٹلی میرے ہاتھ میں تھی۔ میں نے قندیل روشن کی اور پوٹلی کو کھولا تو اس میں ایک خط اور بالوں سے بنی ہوئی رسی تھی۔ میں نے اس خط کو پڑھا۔ خط کا مضمون کچھ یوں تھا:

''ابوقدامہ! آج تم نے لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی اور اس میں مالی طور پر شرکت کی دعوت دی۔ میں ایک عورت ہوں' خاتون خانہ ہوں' میں جہاد نہیں کر سکتی' نہ میرے پاس مال و دولت ہے کہ میں مجاہدین کے لئے مال پیش کر سکوں' چنانچہ میرے پاس جو نہایت خوبصورت اور اہم چیز تھی وہ میں تمہارے پاس لے کر آئی ہوں۔ یہ میرے بالوں کی لٹ ہے۔ میں نے اس سے یہ رسی بنائی ہے۔ تم اس رسی سے کسی مجاہد کے گھوڑے کو باندھ لینا۔ ہو سکتا ہے کہ جب میرا رب مجاہد کے گھوڑے کو میرے بالوں سے بنی ہوئی رسی سے بندھا دیکھے تو اس کو میرا یہ عمل پسند آ جائے اور وہ مجھ سے راضی ہو جائے اور مجھے معاف کر کے جنت دے دے۔''

ابوقدامہ کہنے لگے: مجھے اس خاتون پر بڑا تعجب ہوا' راہ جہاد میں اس کی شرکت' اپنی مغفرت کی فکر اور جنت کا شوق...... سبحان اللہ...... ہر چند کہ یہ کام شریعت میں جائز نہیں

Scanned with CamScanner

کہ کوئی عورت اپنے بالوں کو کاٹے اور ان کی رسی بنائے' لیکن جہاد کی محبت اور جنت کا شوق اس پر غالب آ گیا اور وہ یہ کام کر گزری۔ میں اس رسی کو اپنے سامان میں رکھ کر سو گیا۔

جذبۂ جہاد سے سرشار نوجوان

اگلے دن صبح سویرے حسب پروگرام مجاہدین کا قافلہ سرحد کی طرف میدان جنگ میں شرکت کے لئے روانہ ہوا۔ جب ہم مسلمہ بن عبدالملک کے قلعہ کے پاس پہنچے تو پیچھے سے ایک گھڑسوار تیزی سے ہماری طرف بڑھتا نظر آیا۔ وہ آواز لگا رہا تھا: ''ابوقدامہ! ذرا رک جاؤ' ذرا رک جاؤ۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم چلو! میں اس آدمی کی بات سن کر آتا ہوں۔ میں رک گیا اور سوار کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد گھڑسوار میرے پاس آ کر رکا۔ چہرہ چادر سے ڈھکا ہوا تھا' آتے ہی بولا: اللہ کا شکر ہے کہ میری آپ سے ملاقات ہوگئی ہے اور میں نے گھر والوں سے کئے وعدے کو پورا کر دیا ہے۔ میں نے کہا: کون سا وعدہ' اور مجھ سے ملنے کی غرض وغایت کیا ہے؟ کہنے لگا: میں جہاد میں شرکت کے لئے آیا ہوں۔ میں نے کہا: اپنے چہرے سے کپڑا ہٹاؤ اگر تمہاری عمر جنگ وقتال کے قابل ہوئی تو تمہیں اپنے ہمراہ لے جاؤں گا ورنہ میں تمہیں واپس کر دوں گا۔ جب اس نے چہرے سے پردہ ہٹایا تو میرے سامنے 17,16 سال کا نہایت خوبصورت نوجوان کھڑا تھا۔ میں نے اس سے کہا: تمہارا والد زندہ ہے؟ کہنے لگا: نہیں' اس کو صلیبیوں نے شہید کر دیا ہے۔ میں اللہ کے ان دشمنوں سے جہاد کرنے کے لئے آیا ہوں۔ میں نے کہا: تمہاری والدہ زندہ ہے؟ کہنے لگا: ہاں وہ زندہ ہے۔ میں نے کہا: پھر اس کی خدمت کرو اور اس کے پاس واپس چلے جاؤ! اس کے قدموں میں جنت ہے۔ اس نے میری اس بات پر بڑا تعجب کیا اور کہنے لگا: آپ میری والدہ کو نہیں جانتے؟ میں نے کہا: نہیں۔ کہنے لگے: اتنی جلدی بھول گئے' میری والدہ وہی پوٹلی والی خاتون ہے جو رات کو آپ کی خدمت میں آئی تھی۔ مجھے رات کا واقعہ یاد آ گیا۔ میں نے کہا: اچھا تو وہ تمہاری والدہ تھیں؟ کہنے لگا: ''ہاں وہ میری والدہ تھی اور اسی نے مجھے کافروں سے جہاد

کے لئے روانہ کیا ہے اور مجھے قسم دی ہے کہ میں جہاد میں شرکت کئے بغیر گھر واپس نہ آؤں۔''

ایک ماں کی اپنے جہادی بیٹے کو نصیحت

''ابوقدامہ! جب میں یہاں آ رہا تھا تو میری والدہ نے کچھ نصیحتیں کیں۔ کہنے لگی: میرے بیٹے! میری بات غور سے سنو۔ جب تمہارا کافروں سے مقابلہ ہو تو دیکھنا کہیں تمہارے قدم پھسل نہ جائیں۔ تمہارے قدموں میں لغزش نہ آنے پائے۔ دیکھنا جم کر اور ڈٹ کر مقابلہ کرنا۔ دشمن کے مقابلے میں بھاگ نہ جانا' اور ہاں جنگ کے وقت ربّ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے' اپنے ربّ سے اس کے جوار رحمت میں جگہ اور مقام طلب کرنا۔ جنت میں اپنے والد اور اپنے ماموں کی ہمسائیگی مانگنا اور پھر میرے پیارے بیٹے! اگر تم کو شہادت مل جائے تو ربّ سے میری مغفرت کی شفاعت کرنا۔''

ماں کی دعا جنت کی ہوا

''پھر میری والدہ نے مجھے اپنے سینے سے لگا لیا اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہنے لگی: اے اللہ! یہ میرا بیٹا ہے' میرا لختِ جگر ہے' میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ میں اسے تیرے سپرد کرتی ہوں۔ اے اللہ! اسے اپنے والد اور ماموں کے پاس جگہ دینا۔''

ابوقدامہ نے بتایا: مجھے اس نوجوان کی گفتگو سن کر بڑا تعجب ہوا۔ اس نوجوان نے جلدی سے کہا: ''ابوقدامہ! آپ کو اللہ کی قسم' مجھے جہاد میں شرکت سے محروم نہ کریں۔ میں ربّ کی راہ میں شہادت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ ان شاء اللہ میں شہید ہوں گا' ایک شہید کا بیٹا' ایک شہید کا بھانجا' میری چھوٹی عمر پر نہ جائیں۔ میں حافظ قرآن ہوں' تیر انداز اور شمشیر زنی کا ماہر ہوں' گھڑسواری میرے لئے کھیل اور تماشا ہے' مجھے اپنے ساتھ لے چلیں۔'' چنانچہ میرے پاس سوائے اس نوجوان کو ہمراہ لے جانے کے کوئی چارہ کار نہ تھا۔

Scanned with CamScanner

ابو قدامہ نے اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا: دوران سفر واقعی اس نوجوان نے جیسا کہا تھا میں نے ویسا ہی اس کو پایا۔ وہ ہم سب سے آگے آگے اور مجاہدین کی خدمت میں پیش پیش رہتا۔ شام ہونے کو تھی۔ ہم سارے دن کے سفر سے خاصے تھکے ہوئے تھے۔ ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا اور کھانا پکانے کا سامان کرنے لگے۔ اسی دوران میں وہ لڑکا میرے پاس آیا اور مجھے قسم دے کر کہنے لگا: ''چچا جان! آپ کو اللہ کی قسم! مجھے مجاہدین کا کھانا تیار کرنے کی سعادت حاصل کرنے دیں۔ میں ان کا نوکر اور خادم ہوں' میں ان کا کھانا پکاؤں گا' میں نے ہر چند انکار کیا مگر اس کا اصرار غالب آ گیا۔ میں نے اس سے کہا: اچھا پڑاؤ سے ذرا دور جا کر آگ جلاؤ تا کہ اس کے دھوئیں سے ساتھی پریشان نہ ہوں' چنانچہ وہ ہم سے ذرا دور آگ جلا کر کھانا پکانے لگ گیا۔ خاصی دیر گزر گئی تو میرے ساتھیوں نے کہا: اے ابو قدامہ! اپنے ساتھی کی خبر لو وقت خاصا گزر چکا ہے اور وہ کھانا لے کر نہیں آیا۔ میں نے کہا: میں ابھی اس کے پاس جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ کھانا کس مرحلے میں ہے۔ جب اس کے پاس گیا تو دیکھا کہ چولھے پر برتن رکھا ہے' آگ جل رہی ہے اور ذرا دور وہ نوجوان ایک پتھر پر سر رکھ کر سو رہا ہے۔ مجھے اس پر بڑا ترس آیا اور ہمدردی کے جذبات امڈ آئے۔ میں نے اس کو گہری نیند سے اٹھانا مناسب نہ جانا اور خود کھانا پکانے لگ گیا۔ اس دوران میں کبھی کبھار اس کے پرسکون چہرے کو دیکھتا رہا۔ سارے دن کے سفر کی تھکاوٹ نے وہ دنیا جہاں سے بے پرواہ ہو کر سو رہا تھا۔ اچانک اس کے چہرے پر مسکراہٹ طاری ہو گئی۔ میں نے غور سے اس کو دیکھنا شروع کر دیا۔ اس کی مسکراہٹ گہری ہوتی گئی' پھر اس نے اچانک ہنسنا شروع کر دیا اور پھر زور دار ہنسی کے دوران اس کی آنکھ کھل گئی۔ جیسے ہی اس کی نظر مجھ پر پڑی' وہ بڑا شرمندہ اور کھسیانا سا ہو کر میری طرف دیکھنے لگا۔ اس نے کہا: ''مجھے معاف کر دیں' میں نے آپ کے کھانے میں تاخیر کر دی۔ دراصل تھکاوٹ کی وجہ سے نیند کا غلبہ ہو گیا اور میں غالباً گہری نیند سو گیا تھا' میں خواب دیکھ رہا تھا۔'' میں نے محبت سے اس کو دیکھا اور کہا: کوئی بات نہیں' تم میرے بیٹے ہو' آؤ مل کر کھانا پکاتے ہیں۔ اس نے کہا: نہیں میں آپ

کا خادم ہوں' کھانا میں تیار کرتا ہوں۔ اب کی بار میں نے اس کو قسم دی کہ جب تک تم اپنا خواب اور خواب میں مسکرانے اور پھر ہنسنے کا قصہ نہیں سنا لیتے' میں تمہیں کھانے کو ہاتھ نہیں لگانے دوں گا۔

حسین نوجوان کا حسین خواب

کہنے لگا: ''چچا جان! اس خواب کو میرے اور میرے رب کے درمیان ہی رہنے دیں۔'' میں نے پھر اس کو قسم دی کہ سناؤ تم نے خواب میں کیا دیکھا ہے۔ کہنے لگا: ''چچا جان! میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں ہوں۔ اس کی خوبصورتی اور حسن کے کیا کہنے! میں اس کی خوبصورتی اور حسن میں محو آگے بڑھتا گیا۔ راستے میں مجھے نہایت خوبصورت محل نظر آیا۔ سونے اور چاندی کا بنا ہوا یہ محل اپنی نظیر آپ تھا۔ اس کے دروازے سونے کے تھے' ان پر موتی جواہرات لگے ہوئے تھے۔ اس میں نہایت خوبصورت لڑکیاں بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک نے اپنے ساتھ بیٹھی لڑکی کو مخاطب کیا اور میری طرف اشارہ کر کے کہنے لگی: یہ مرضیہ کا خاوند ہے' یہ مرضیہ کا خاوند ہے۔ میں نہیں جانتا تھا کہ مرضیہ کون ہے' چنانچہ میں نے اس سے پوچھا: کیا تم مرضیہ ہو؟ کہنے لگی: نہیں! میں تو اس کی نوکرانیوں میں سے ایک ہوں۔ تم اگر مرضیہ کو دیکھنا اور ملنا چاہتے ہو تو اس محل میں داخل ہو جاؤ تمہیں وہ مل جائے گی۔ میں اس محل میں داخل ہوا۔ اس کے کمرے ایک سے بڑھ کر ایک خوبصورت تھے۔ اوپر والی منزل میں ایک نہایت خوبصورت کمرہ' جس میں مسہری بچھی ہوئی اور اس پر نہایت خوبصورت روشن چہرے والی خوبرو لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ میں اس کے قریب ہوا تو کہنے لگی: اے اللہ کے ولی اور اس سے محبت کرنے والے! مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اور تمہیں میرے لئے پیدا کیا ہے' میری اور تمہاری ملاقات ضرور ہو گی۔ مگر اس ملاقات میں ابھی تھوڑا سا وقت باقی ہے۔ میری تمہارے ساتھ ملاقات کل ظہر کے بعد ہو گی۔ میں نے اس کی گفتگو سنی تو چہرے پر مسکراہٹ طاری ہو گئی' پھر میں شوق ملاقات میں ہنسنے لگا۔'' ابو قدامہ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا: تم نے نہایت اچھا خواب دیکھا ہے۔

Scanned with CamScanner

جہاد کے لئے صفیں تیار ہونے لگیں

ابو قدامہ نے آگے بیان کیا: ہم نے رات کا کھانا کھایا اور اگلے دن کے سفر کی تیاری کر کے آرام کرنے کے لئے اپنے پڑاؤ میں چلے گئے۔ فجر کی نماز کے بعد ہم نے چھاؤنی کی طرف کوچ کیا اور وہاں باقی اسلامی فوج کے ساتھ شامل ہو گئے۔ دن ذرا روشن ہوا تو ہم دشمن کے ساتھ مقابلے کے لئے کمر بستہ ہو گئے۔ صفوں کو سیدھا کیا گیا اور کمانڈر نے میمنہ اور میسرہ پر نگران مقرر کئے۔ سورۃ الانفال کی آیات تلاوت کی گئیں اور جہاد کے اجر وثواب کو بیان کیا گیا۔ مجاہدین میں جوش وخروش پیدا ہو گیا اور وہ شہادت کے رتبہ کو حاصل کرنے کے لئے بے چین ہو گئے۔ ساتھیوں نے اپنے دائیں بائیں اپنے رشتہ داروں، عزیزوں اور بہادروں کو جمع کیا کہ وقت آنے پر ایک دوسرے کی مدد کر سکیں، مگر اس نوجوان کا یہاں کوئی واقف کار تھا نہ باپ نہ رشتہ دار، جو اس کے بارے میں سوچتا، اس کو اپنے قریب بلاتا۔ میں اسی سوچ اور فکر میں تھا کہ اس کو اپنے ساتھ رکھوں۔ اچانک میری نظر اس پر پڑی، وہ بالکل اگلی صفوں میں نظر آ رہا تھا۔ میں صفوں کو چیرتا ہوا اس کے پاس جا پہنچا اور کہا: اے میرے بیٹے! کیا اس سے پہلے بھی کسی معرکے میں شرکت کر چکے ہو؟ اس نے کہا: نہیں، یہ میری پہلی جنگ، پہلا جہاد اور کافروں سے پہلا مقابلہ ہے۔ میں پہلی مرتبہ میدان جنگ کو دیکھ رہا ہوں۔ میں نے کہا: بیٹے! جنگ کوئی کھیل نہیں، بڑے بڑے بہادروں کے پتے پانی ہو جاتے ہیں۔ تم ایسا کرو کہ میدان جنگ کے پچھلے حصہ میں چلے جاؤ اگر اللہ نے ہم کو فتح عطا کی تو تم بھی اس میں حصہ دار ہو گئے اور اگر خدانخواستہ معاملہ اس کے برعکس ہوا تو کم از کم تمہاری جان تو بچ جائے گی۔ اس نے میری طرف عجیب نظروں سے دیکھا اور کہا: آپ ایسی بات کہہ رہے ہیں!! میں نے کہا: ہاں میں ایسی بات کہہ رہا ہوں۔ کہنے لگا: چچا جان! کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں جہنمی بن جاؤں؟ میں نے کہا: اعوذ باللہ، بیٹے! میں ایسا کیوں چاہنے لگا؟ جہاد میں ہم جہنم کی آگ سے بچنے کے لئے تو آئے ہیں۔ ہم تو اللہ تعالیٰ سے جنت کے طالب ہیں۔ تب وہ مجھ سے کہنے لگا: چچا جان! اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے:

جب تمہارا دشمن سے مقابلہ ہو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ ۝ وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ الانفال (16.15)

''اے ایمان والو! جب تم کافروں سے دو بدو مقابل ہو جاؤ تو ان کے سامنے پیٹھ مت پھیرنا، اور جو شخص ان کے سامنے اس موقع پر پیٹھ پھیرے گا، مگر ہاں جو لڑائی کے لئے پینترا بدلتا ہو یا جو اپنی جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہو وہ مستثنیٰ ہے۔ باقی اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کے غضب میں آ جائے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا، اور وہ بہت بری جگہ ہے۔''

کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں میدان جنگ سے بھاگنے والوں میں سے بن جاؤں اور پھر جہنم میرا ٹھکانا ہو؟ ابو قدامہ کہنے لگے: میں اس کی سوچ اور فکر پر بڑا حیران ہوا۔ اس آیت کا مفہوم اور جہاد سے اس کی اس درجہ محبت! میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اسی دوران میں لڑائی شروع ہو گئی۔ گھمسان کا رن پڑا۔ تلواریں چلنے لگیں۔ ہمارے درمیان گھوڑے حائل ہو گئے۔ دونوں طرف سے بہادروں نے اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔ ہر ایک کو اپنی اپنی فکر۔ زرہیں اور خود کٹ کٹ کر گر رہے تھے۔ لوگ زخمی ہو کر نیچے گر رہے تھے۔ پھر میدان میں گرد وغبار چھا گیا۔ کسی کو کسی کا ہوش نہ رہا حتیٰ کہ دوپہر کا وقت ہو گیا۔ مومنین کی اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے مدد فرمائی اور انہیں غلبہ عطا ہوا۔ دشمن بھاگنے پر مجبور ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے صلیبیوں کو شکست دی۔ جب میدان خالی ہوا تو ہم نے ظہر کی نماز ادا کی اور پھر ہر کوئی اپنے عزیز واقارب کو تلاش کرنے اور اس کا حال دیکھنے اور پوچھنے کے لئے نکل کھڑا ہوا، مگر وہ نوجوان جس کا نہ کوئی قریبی رشتہ دار تھا اور نہ کوئی اس کو پوچھنے والا تھا، میرے دل میں اسی کا خیال تھا کہ وہ کہاں ہے۔ کہیں زخمی تو نہیں، کہیں شہید تو نہیں ہو گیا؟ کہیں دشمن بھاگتے ہوئے اسے قیدی بنا کر نہ لے گیا ہو؟

Scanned with CamScanner

دل میں طرح طرح کے خیالات اور وسوسے آتے رہے اور میں اس کو تلاش کرنے کے لئے چل پڑا۔

میرا چچا ابوقدامہ کہاں ہے؟

میں مقتولین اور زخمیوں میں اسے تلاش کرتے کرتے آگے بڑھ گیا کہ دفعتاً ایک طرف سے آواز سنائی دی: لوگو! میرے چچا ابوقدامہ کو تلاش کرو۔ میں نے آواز کی جانب کان لگائے اور اس طرف چل دیا۔ سامنے اس نوجوان کو شدید زخمی حالت میں دیکھا۔ اس کا جسم زخموں سے چور تھا۔ سینے کی ہڈیاں ٹوٹ چکی تھیں، وہ یتیم صحراء میں جان کنی کے عالم میں تھا۔ میں تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ میرے بیٹے! میری طرف دیکھو۔ میں ہوں تمہارا چچا ابوقدامہ، یہ میں ہوں ابوقدامہ۔ اس نے آنکھیں کھولیں اور گویا ہوا: اللہ تیرا شکر ہے، ابوقدامہ میرے پاس آ گئے ہیں۔ چچا! میری وصیت کو پلے باندھ لیں، اسے غور سے سنیں۔'' میں نے اس کو اپنی گود میں لٹا لیا۔ اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھا تو میری آنکھوں میں آنسو رواں ہو گئے۔ اتنا خوبصورت چہرہ! میں نے اپنی عباء سے اس کے چہرے کو صاف کیا۔ دل میں اس کی ماں کا تصور آیا۔ جب اس کو بیٹے کی اطلاع ملے گی تو اس کا کیا حال ہوگا؟ گزشتہ برس اس کا خاوند شہید ہوا، پھر اس کا بھائی اور اب بیٹا۔ اللہ اکبر، اس کے دل پر کیا گزرے گی! نوجوان نے اپنی آنکھیں کھولیں اور کہنے لگا: ''چچا! اپنی چادر سے میرے جسم کو صاف نہ کریں بلکہ میری چادر سے اس لہو کو صاف کریں۔ چچا جان! میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ جب میں وفات پا جاؤں تو مجھے اسی میدان میں دفن کر دیں اور رقہ میں میری والدہ کے پاس ضرور جائیں۔ اس کو خوشخبری سنائیں کہ اس کے رب نے اس کے تحفے کو قبول کر لیا ہے، اس کا بیٹا رب کی بارگاہ میں شہید ہو کر پہنچا ہے، اس نے زخم اپنے سینے پر کھائے ہیں، دشمن کے مقابلے میں پیٹھ نہیں پھیری۔ میری والدہ سے کہیں کہ کل ان شاء اللہ میں جنت میں اپنے والد اور ماموں سے ملاقات کروں گا تو ان کو تمہارا سلام پیش کروں گا۔ چچا جان! میری والدہ میری موت پر یقین نہیں کرے گی۔ ایسا کریں کہ میرے خون آلود کپڑے اپنے ہمراہ لے جائیں۔ اس

کو دکھائیں اور اس سے کہیں کہ اب تمہاری اپنے بیٹے سے ملاقات ان شاء اللہ جنت ہی میں ہوگی۔

شہادت سے پہلے نوجوان کی گفتگو

''چچا جان، میرے گھر میں میری 9 سالہ چھوٹی بہن ہے جو مجھ سے نہایت محبت اور پیار کرتی تھی۔ جب بھی گھر جاتا خوشی سے چہک اٹھتی۔ جب گھر سے روانہ ہوتا تو غمگین ہو جاتی۔ گزشتہ برس والد صاحب کی شہادت سے بڑی غمگین اور پریشان رہی۔ جب میں جہاد کے لئے آ رہا تھا اور اس کو میری روانگی کا پتہ چلا تو میرا راستہ روک کر کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی: بھیا! ہمیں چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو؟ رک جاؤ، بھیا! جلدی واپس آنا اور زیادہ دیر نہ کرنا، میں اداس ہو جاؤں گی۔ چچا جان، میری بہن کو دلاسہ دینا، اس کے سر پر ہاتھ رکھنا اور اس کو حوصلہ دینا۔''

اس کی آواز بتدریج آہستہ ہوتی گئی۔ وہ مجھ سے گھر کی، اپنے والدین کی اور جہاد کی باتیں کرتا رہا پھر اس کے ہونٹ آہستہ آہستہ ہلنے لگے۔ اس کی باتیں اچھی طرح سمجھ میں نہیں آ رہی تھیں۔ دراصل اس کا آخری وقت آ چکا تھا۔ اچانک اس نے زور سے کہا: ''چچا جان! اللہ کی قسم! میرے رب نے اس خواب کو سچ کر دکھایا ہے۔ رب کعبہ کی قسم! جو خواب میں نے دیکھا تھا وہ سچ تھا۔ اللہ کی قسم! اب میں مرضیہ کو دیکھ رہا ہوں۔ اس کی خوشبو آ رہی ہے۔'' اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس نے میرے ہاتھوں میں جان دے دی۔

ابوقدامہ کہہ رہے تھے: میں نے اس کے خون آلود کپڑوں کی گٹھڑی بنائی، شہداء کو دفن کیا اور اس کا پیغام اس کی والدہ کو پہنچانے کے لئے رقہ آ گیا۔ رقہ میں نہ تو اس کی والدہ کے نام کا پتہ تھا نہ اس نوجوان کا نام پوچھ سکا۔

شہید جنتی دولہا کی بہن اور والدہ

میں اس سوچ میں تھا کہ اس کے گھر کے بارے میں کہاں سے پتہ پاؤں۔ گلیوں میں چلتے چلتے ایک مکان کے باہر میں نے ایک پریشان صورت بچی کو دیکھا جو مختلف راہ

Scanned with CamScanner

گیروں سے پوچھ رہی تھی کہ تم کہاں سے آئے ہو اگر کوئی کہتا کہ میدان جہاد سے آیا ہوں تو وہ اپنے بھائی کے بارے میں سوال کرتی کہ میرا بھائی کہاں ہے، تم نے اس کو نہیں دیکھا؟ سارے لوگ آ رہے ہیں، وہ کیوں نہیں آ رہا ہے؟ کہاں چلا گیا؟ لوگ ''ہمیں معلوم نہیں'' کہہ کر آگے بڑھ جاتے پھر اس کی نظر مجھ پر پڑی تو پوچھنے لگی: ''چچا! آپ کہاں سے آ رہے ہیں؟ میں نے کہا: جہاد سے۔ وہ بولی: پھر تو آپ کو میرے بھیا کے بارے میں ضرور معلوم ہوگا۔ میں نے اس سے پوچھا: تمہاری والدہ کہاں ہے؟ کہنے لگی کہ گھر میں ہے۔ میں نے کہا: اس کو باہر بلاؤ۔ تھوڑی دیر میں اس کی والدہ چادر میں لپٹی ہوئی باہر نکلی۔ جب اس نے میری آواز سنی تو اس نے پوچھا: تم ابوقدامہ ہو؟ میں نے کہا: ہاں میں ابوقدامہ ہوں۔ کہنے لگی: تو پھر بتاؤ کہ تم میرے لئے خوشخبری لے کر آئے ہو یا کوئی بری خبر میں نے کہا: اماں جان! تمہارے نزدیک خوشخبری کے معنیٰ کیا ہیں؟ کہنے لگی: اگر تم مجھے یہ خبر دو کہ میرا بیٹا اسلام کے دشمنوں سے، صلیبیوں سے لڑتا ہوا شہید ہو گیا ہے تو یہ میرے لئے خوشخبری ہے کہ میں شہید کی ماں بن گئی ہوں اور اگر مجھے بتاؤ گے کہ میرا بیٹا بچ کر، غازی بن کر، مالِ غنیمت لے کر لوٹا ہے تو یہ میرے لئے اچھی خبر نہیں کہ میرے ربّ نے میرے ہدیے کو، میرے تحفے کو قبول نہیں کیا۔

میں نے دل پر قابو رکھ کر کہا: اماں جان! میں تمہارے پاس شہادت کی بشارت لے کر آیا ہوں۔ تمہارا بیٹا ربّ کی راہ میں شہید ہو گیا ہے۔ اس نے زخم سینے پر کھائے ہیں۔ دشمن کے مقابلے میں اس نے نہ تو منہ پھیرا ہے، نہ ہی بھاگا ہے۔ ماں کہنے لگی: ابوقدامہ! مجھے تمہاری بات پر پورا یقین نہیں آ رہا ہے۔ تمہارے پاس اس کا ثبوت کیا ہے؟

ماں کی ممتا اور بہن کا پیار

میں نے وہ خون آلود کپڑوں کی گٹھڑی کھولی اور اس میں سے اس نوجوان کے کپڑے نکالے۔ یہ دیکھو اماں! اس کا پھٹا ہوا کرتا۔ کیا وہ یہی پہن کر گھر سے نہیں نکلا تھا؟ یہ دیکھو اس کی چادر، اسی سے تم نے اپنے ہاتھوں سے اس کے سر پر عمامہ باندھا تھا۔ میں اس کو روتے ہوئے کپڑے دکھاتا گیا۔ اس کی بہن خاموشی سے اس منظر کو دیکھ رہی

تھی۔ اس کی والدہ نے اللہ اکبر کہا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ اس کی بہن کو جب اپنے بھائی کی شہادت کا پتہ چل گیا، یقین ہو گیا تو اس نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑی۔ اس کی ماں دوڑتی ہوئی اندر گئی اور پانی کا پیالہ لے کر آئی۔ میں بچی کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارنے لگا اور اس کو ہوش میں لانے کی ترکیب کرنے لگا۔ اس کی ماں نے بچی کو اپنے ہاتھوں سے اٹھایا اور گھر میں چلی گئی۔ اس نے دروازے کو بند کر لیا۔ میں دروازے سے منہ لگائے کھڑا اس کی آہ وزاری سن رہا تھا۔ وہ کہہ رہی تھی: اے میرے رب! اے میرے مالک، اے میرے خالق! میں نے اپنا خاوند، اپنا بھیا، اپنا لاڈلا بیٹا تیرے سپرد کر دیا۔ وہ تیری راہ میں شہید ہو گئے۔ اے اللہ! تو اپنے فضل وکرم سے مجھ سے راضی ہو جا اور مجھے بھی ان کے ساتھ جنتیوں میں شامل کر دے۔

ابوقدامہ کہنے لگے: میں نے متعدد بار اس کا دروازہ کھٹکھٹایا کہ شاید وہ دروازہ کھول دے تو اس کی مالی طور پر مدد کروں، یا اس کے بارے میں لوگوں کو مطلع کروں، مگر نہ اس نے دروازہ کھولا اور نہ اس کی آواز سنائی دی۔ اللہ کی قسم! میں نے اس سے زیادہ اسلام سے، جہاد سے اور اپنے ربّ سے محبت کرنے والی کوئی خاتون نہیں دیکھی۔

قارئین کرام! یہ ایک خاتون تھی جس نے اپنی ہر پیاری چیز اللہ کی راہ میں قربان کر دی۔ ہم اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریاں اور فرائض کہاں تک پورے کر رہے ہیں، کیا ہمارے پاس اس سوال کا جواب ہے؟

(''المشتاقون الی الجنۃ'' سے ماخوذ)

Scanned with CamScanner

(61)

فرشتوں کی پیدائش

اِعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ الْمَلٰٓئِکَۃَ اَحَدُھُمْ مِیْکَآئِیْلُ وَثَانِیْھُمْ اِسْرَافِیْلُ وَ ثَالِثُھُمْ جِبْرَآئِیْلُ وَرَابِعُھُمْ عِزْرَائِیْلُ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ وَجَعَلَھُمْ سَبَبَ اُمُوْرِ الْخَلَائِقِ وَتَدْبِیْرَ الْعَالَمِ فَجَعَلَ جِبْرَآئِیْلَ صَاحِبَ الْوَحْیِ وَالرِّسَالَۃِ وَ مِیْکَآئِیْلَ صَاحِبَ الْاَمْطَارِ وَالْاَرْزَاقِ وَعِزْرَآئِیْلَ قَابِضَ الْاَرْوَاحِ وَاِسْرَافِیْلَ صَاحِبَ الْقُرْآنِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ .... وَاَمَّا صُوْرَۃُ مَلَکِ الْمَوْتِ فَمِثْلُ صُوْرَۃِ اِسْرَافِیْلَ فِی الْوُجُوْہِ وَالْاَلْسِنَۃِ وَالْاَجْنِحَۃِ ۔ (دقائق الاخبار للغزالی)

ترجمہ: جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا فرمایا ایک ان میں میکائیل دوسرے اسرافیل اور تیسرے جبرائیل اور چوتھے عزرائیل علیہم السلام ہیں اور ان چاروں کو مخلوق کے امور اور عالم کی تدبیر کا سبب کیا' پس جبرائیل کو صاحب وحی و پیغام کیا اور میکائیل کے ذمہ بارش اور رزق کیا اور عزرائیل کو ارواح قبض کرنے پر مامور کیا۔ اسرافیل کے ذمہ قیامت کو صور پھونکنا کیا۔

☆......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اسرافیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے ساتوں آسمانوں کا زور مانگا تو اسے عطا کیا گیا' ساتوں زمینوں کا زور مانگا تو اسے عطا کیا گیا اور پہاڑوں کی قوت مانگی تو اسے دی گئی اور اس نے

سب درندوں کی قوت مانگی تو اسے دی گئی اور اس نے جن و انس کے برابر زور مانگا تو اسے عطا کیا گیا اور اس کے بازو ہیں اور قدموں سے سر تک زعفران کے بال ہیں اور ایک بال میں ہزار در ہزار (دس لاکھ) چہرے ہیں اور ہر چہرے میں ہزار در ہزار (دس لکھ) منہ ہیں اور ہر منہ میں ہزار ہزار (دس لاکھ) زبانیں ہیں اور سب منہ اور سب زبانیں بالوں میں پوشیدہ ہیں۔ وہ ہر زبان سے ہزار ہزار لغات میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسرافیل کے ہر سانس سے فرشتہ پیدا فرماتا ہے وہ فرشتے قیامت تک اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے رہیں گے اور وہ مقرب ملائکہ عرش اٹھانے والے اور کراماً کاتبین ہیں اور وہ سب اسرافیل کی صورت پر ہیں۔

اسرافیل علیہ السلام کے آنسو

اسرافیل علیہ السلام ہر دن تین بار جہنم کی جانب دیکھتا ہے' جس کے سبب اس کا جسم پگھلتا ہے اور کمان کی تانت کے مانند ہو جاتا ہے اور وہ روتا اور زاری کرتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ اس کے رونے اور آنسوؤں کو نہ روکے تو روئے زمین اس کے آنسوؤں سے بھر جائے اور دنیا پر نوح علیہ السلام کے طوفان جیسا طوفان آ جائے اور اگر آنسو زمین پر چھوڑے جائیں تو اہل دنیا اس میں غرق ہو جائیں جس طرح نوح علیہ السلام کے طوفان میں غرق ہوئے تھے اور اسرافیل علیہ السلام کا جسم اس قدر بڑا ہے کہ اگر سب دریاؤں اور نہروں کا پانی اس کے سر پر ڈالا جائے تو ایک قطرہ بھی زمین پر نہ گرے اور اسرافیل کے بعد پانچ سو برس اللہ تعالیٰ نے میکائیل کو پیدا فرمایا اور اس کے سر سے قدموں تک زعفران کے بال ہیں اور اس کے پر زبرجد کے ہیں اور ہر بال پر ہزار ہزار چہرے ہیں اور ہر چہرہ میں ہزار ہزار آنکھیں اور منہ ہیں اور ہر چہرہ میں ہزار ہزار زبانیں ہیں اور ہر زبان سے ہزار ہزار لغات بول سکتا ہے اور وہ ہر آنکھ سے گنہگار مومنین پر رحمت کے سبب روتا ہے اور

Scanned with CamScanner

ہر زبان کے ساتھ وہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہے اور ہر آنکھ سے ستر ہزار آنسوؤں کے قطرے بہاتا ہے' اللہ تعالیٰ ہر قطرہ سے ایک فرشتہ میکائیل کی صورت پر پیدا فرماتا ہے۔ وہ سب فرشتے قیامت تک اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے رہیں گے اور ان کے نام روحانیوں ہے اور بہر حال ملک الموت کی صورت چہروں اور زبان اور پروں کے اعتبار سے اسرافیل جیسی ہے۔

(دقائق الاخبار للغزالی)

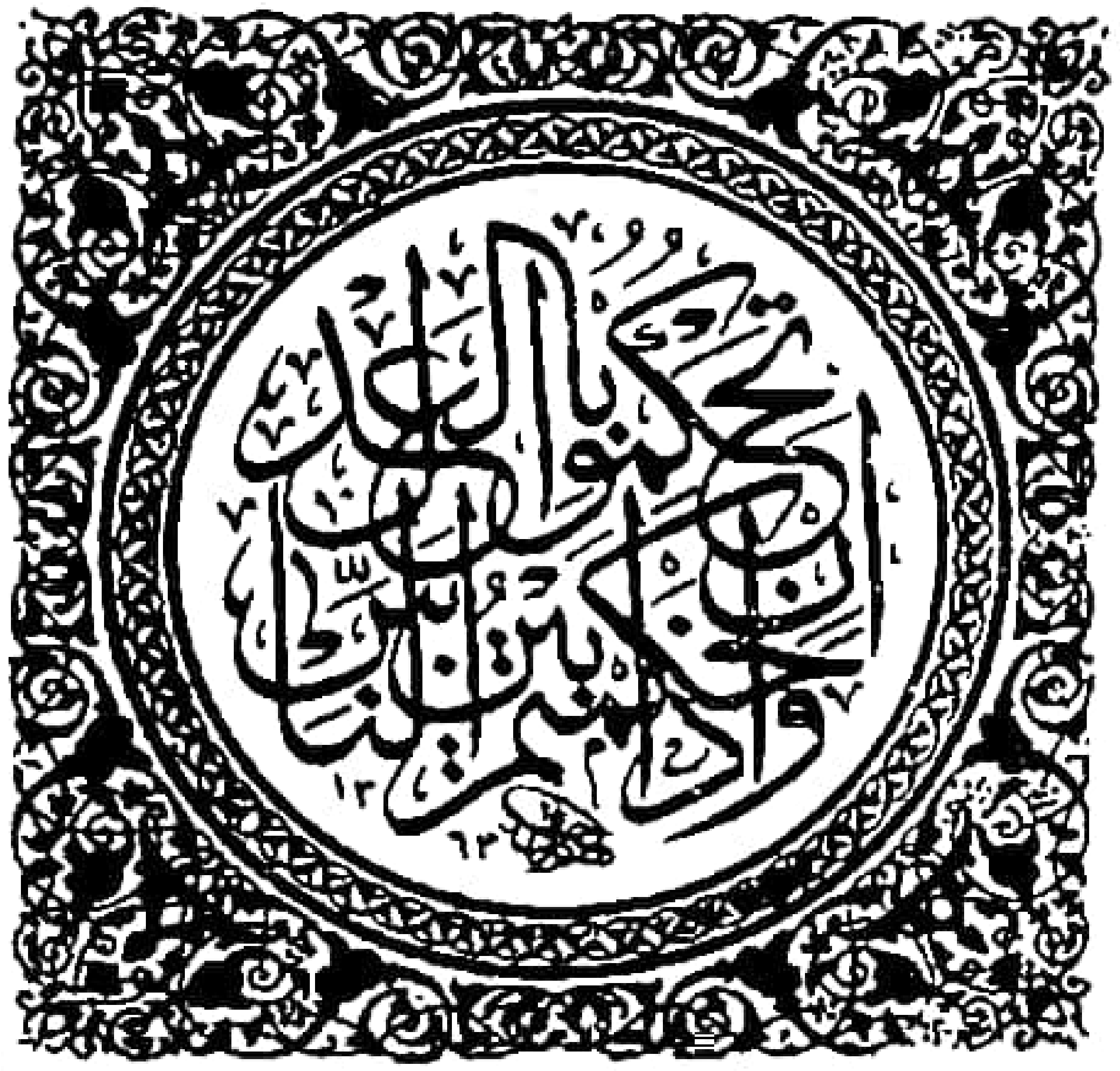

(62)

سونے کا محل

حافظ مظہر سعدی رحمۃ اللہ علیہ بہت متقی اور پرہیزگار شخص تھے۔ مسلسل ساٹھ (60) سال تک اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے شوق میں آنسو بہاتے رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ایک رات میں نے اپنے آپ کو خواب میں ایک ایسی نہر کے کنارے پایا جس میں عمدہ مشک بہہ رہا تھا۔ اس کے دونوں کناروں پر انتہائی قیمتی موتی بکھرے ہوئے تھے پھر میں نے سونے کی اینٹوں سے بنا ہوا محل دیکھا' جس میں خوبصورت لڑکیاں بہترین لباس و زیورات سے آراستہ بلند آواز میں اس طرح اللہ رب العزت کی پاکی بیان کر رہی تھیں:

''پاک ہے وہ پروردگار جس کی ہر زبان میں پاکی بیان کی جاتی ہے' وہ پاک ہے۔ پاکی ہے اس کے لئے جس کے جلوے ہر جگہ ہیں' وہ پاک ہے' اس کے لئے پاکی ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ پاک ہے وہ پروردگار۔''

میں نے جب ان کی تسبیح سنی تو پوچھا: ''تم کون ہو؟'' انہوں نے اپنی دلربا مسحور کن آواز میں کہا: ''ہم رحمٰن کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہیں۔'' میں نے کہا: ''تم یہاں کیا کرتی ہو؟'' انہوں نے بیک زبان کہا: ''حضرت سیدنا محمد ﷺ کے رب' لوگوں کے معبود' خدا نے ہمیں ان لوگوں کے لئے پیدا فرمایا ہے جو رات کو قیام کرتے ہیں اور اپنے پروردگار سے مناجات کرتے ہیں جبکہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔'' میں نے کہا: ''آفرین ہے ان لوگوں پر! وہ خوش نصیب لوگ کون ہیں؟ جن کی آنکھیں اللہ تبارک وتعالیٰ تم سے ٹھنڈی کرے گا۔'' انہوں نے کہا: ''کیا تم ان لوگوں کو نہیں جانتے؟'' میں نے کہا: ''نہیں' میں انہیں نہیں جانتا۔'' کہا: کیوں نہیں! بے شک یہ وہ لوگ ہیں جو قرآن کی تلاوت

Scanned with CamScanner

کرتے، تہجد پڑھتے اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ ایسے ہی خوش نصیب عبادت گزاروں کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں پیدا فرمایا ہے۔"

جب حافظ مظہر سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا یہ خواب لوگوں کو سنایا تو کسی کہنے والے نے کہا: "تعجب ہے ان لوگوں پر جن کی آنکھیں اس مختصر نیند کے جھونکے سے لذت پاتی ہیں کہ جس کے بعد موت تیار کھڑی ہے۔ بے شک رات کو طویل قیام پر صبر کرنا جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جانے سے بدرجہا بہتر و آسان ہے۔"

(عیون الحکایات)

(63)

مساجد پر فخر اور امام کا قتل

"حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ لوگ مسجدوں کے بارے میں ایک دوسرے پر فخر کریں گے۔"

(حجۃ اللہ علی العالمین ج ص830 بحوالہ مسند امام احمد)

یعنی جب قیامت آئے گی تو مسلمان ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر بڑی بڑی شاندار مسجدیں بنائیں گے اور پھر ان مسجدوں پر ایک دوسرے کے مقابلہ میں فخر ظاہر کریں گے اور یوں کہیں گے کہ میری مسجد تمہاری مسجد سے زیادہ اچھی ہے اور زیادہ شاندار ہے۔ میرے باپ دادا کی بنائی ہوئی مسجد تمہارے باپ دادا کی بنائی ہوئی مسجد سے بہت زیادہ لمبی چوڑی ہے وغیرہ وغیرہ۔

مسجدوں کو اس نیت سے اونچی، پختہ اور شاندار بنانا کہ یہ اسلام کی نشانی ہے اور اس سے کفار کی نظروں میں اسلام کی عظمت و ہیبت پیدا ہوگی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے خوش ہوں گے یہ بہت بڑے ثواب کا کام ہے لیکن اگر کوئی شخص دوسروں پر فخر و تکبر کرنے اور اپنی بڑائی کی نیت سے شاندار مسجد تعمیر کرے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: یہ قرب قیامت کی نشانی ہے قیام کی اس نشانی کا ظہور ہونے لگا ہے کیونکہ بعض مسجدیں اسی فخر اور دوسروں پر اپنی بڑائی ظاہر کرنے ہی کی نیت سے بنائی جانے لگی ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

☆......"حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم لوگ اپنے (امیر المومنین) کو قتل کرو گے اور آپس میں

ایک دوسرے کے ساتھ تلواروں سے جنگ کرو گے اور تمہارے بدترین لوگ تمہاری دنیا کے وارث ہوں گے۔ (مشکوٰۃ ج2 ص459)

یہ حدیث ترمذی ج2 ص29 باب امر بالمعروف میں بھی ہے اس حدیث میں بھی حضور اکرم ﷺ نے قیامت کی اس نشانی کے ظہور کی خبر دی ہے کہ مسلمانوں خود اپنی تلواروں سے اپنے امر المؤمنین کو قتل کریں گے اور مسلمان آپس ہی میں تلواروں سے جنگ کریں گے اور دنیا کی دولت اور سلطنت وحکومت بدترین انسانوں کے ہاتھوں میں آجائے گی۔

مسلمان حکمرانوں کے قتل کا سلسلہ

قیامت کی یہ نشانیاں ظاہر ہو چکیں اور قیامت سے پہلے آئندہ بھی ان نشانیوں کا مزید ظہور ہوگا۔ تاریخ اسلام گواہ ہے کہ سب سے پہلے مصر کے چند منحوس اور باغی مسلمانوں نے 35 ہجری میں امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر ڈالا پھر 40 ہجری میں بدنصیب عبدالرحمن بن ملجم مرادی کی تلوار سے امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا پھر یزید پلید کے دور حکومت میں 10 محرم الحرام 61 ہجری کو مسلمانوں ہی کے ہاتھوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا کے میدان میں شہید کیا پھر اس کے بعد عباسیوں کے دور حکومت میں تو خلفاء اور امیر المؤمنین کے قتل کا تانتا بندھ گیا اور مسلمانوں کی خانہ جنگی کا یہ عالم ہوا کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جو لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہوا تو بڑھتے بڑھتے یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ خاندان بنوامیہ کے بعد بدترین انسانوں کے ہاتھوں میں سلطنت کی باگ ڈور آگئی اور بار بار کی خونریز لڑائیوں اور خانہ جنگیوں میں مکہ مدینہ اور شام وعراق کے بے شمار مسلمان مسلمانوں ہی کی تلواروں سے قتل ہوئے جو تاریخ اسلام کے وہ اوراقِ غم ہیں کہ جن کے تصور ہی سے ایک دردمند اور حساس مسلمان لرزہ براندام ہو جاتا ہے۔

حرمین شریفین پہ حملہ

چنانچہ 63 ہجری میں یزید پلید نے مسلم بن عقبہ کو بیس ہزار لشکر کا سپہ سالار بنا کر مدینہ منورہ پر چڑھائی کا حکم دیا اور اس لشکر اشرار نے رسول اللہ ﷺ کے دربار اور مدینہ منورہ کے کوچہ و بازار میں وہ طوفان برپا کیا کہ جس کو دیکھ کر کفار بھی نادم وشرمسار ہو جائیں۔ ان خونخواروں نے مسلمان ہوتے ہوئے سات سو صحابہ کرام کو انتہائی بیدردی کے ساتھ شہید کیا اور دوسرے عام مسلمانوں کو ملا کر دس ہزار مسلمانوں کو ذبح کر ڈالا پھر یہی ظالموں کا لشکر مکہ مکرمہ پر حملہ آور ہوا اور ان بدباطنوں نے حرم الٰہی میں جہاں ایک پرند کا خون بہانا بھی جائز نہیں ہے مسلمانوں کا قتل کیا اور خانہ کعبہ پر نجاست ڈالی پھر کعبہ معظمہ میں آگ لگا دی جس سے کعبہ معظمہ کی چھت اور غلاف جل گیا یہاں تک کہ خانہ کعبہ کے تمام تبرکات کو جلا ڈالا۔ انہیں تبرکات میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں قربانی کیے ہوئے دنبہ کے وہ سینگ بھی جل گئے جو سینکڑوں برس سے کعبہ مکرمہ میں بطور تبرک رکھے ہوئے تھے۔ پھر 73 ہجری میں بنو اُمیہ کے بادشاہ عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف ثقفی ظالم کے ساتھ ایک عظیم لشکر مکہ مکرمہ بھیجا اور اس لشکر نے حرم الٰہی میں ہزاروں مسلمانوں کو ذبح کر ڈالا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جو خلیفہ مسلمین تھے اور حضور ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیر بن العوام جنتی صحابی کے فرزند اور امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے تھے حجاج بن یوسف ظالم کی فوجوں نے اس مقدس اور بزرگ صحابی کو شہید کر کے ان کی لاش مبارک کو سولی پر چڑھا دیا۔

الغرض! اسی طرح لگاتار ان جنگوں کا سلسلہ جاری رہا اور ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمان مسلمانوں کے ہی ہاتھوں سے قتل ہوتے رہے جن کی تفصیل تحریر کرنے کے لئے ایک بڑے دفتر کی ضرورت ہے۔ ہماری اس کتاب کا تنگ دامن ان واقعات کو سمیٹنے سے قاصر ہے۔

(قیامت کب آئے گی)

Scanned with CamScanner

(64)

معافی کے لئے ایک شرط

پرانے زمانے کی بات ہے' ایک آدمی کسی کے باغ میں داخل ہوا۔ اسے بہت زیادہ بھوک لگی ہوئی تھی۔ بھوک کی شدت سے کلیجہ منہ کو آرہا تھا۔ اس نے بھوک مٹانے کے لئے درختوں پر نگاہ ڈالی۔ باغ میں سیب کا درخت نظر آیا' چنانچہ اس نے ہاتھ بڑھایا اور سیب توڑ کر اس کا آدھا حصہ کھالیا' پھر باغیچے کے قریب ایک نہر کے پانی سے اپنی پیاس بجھائی۔

لیکن تھوڑی ہی دیر بعد وہ اپنی غفلت سے ہوش میں آیا کیونکہ بھوک کی شدت کے سبب اس نے سیب کھانے سے پہلے سوچا نہ تھا۔ اب جب جسم میں طاقت آئی تو سوچنا شروع کیا اور خود کو مخاطب کر کے کہنے لگا: ''تیرا ناس ہو! بغیر اجازت کے کسی کا پھل کھانا تیرے لئے کیوں کر جائز ہو سکتا ہے؟'' پھر اس نے قسم کھائی کہ جب تک باغیچے کے مالک سے مل کر اس سے معافی نہ مانگ لے' وہ واپس گھر نہیں جائے گا' چنانچہ اس نے باغیچے کے مالک کو تلاش کرنا شروع کیا اور اس کا گھر پا کر دروازے پر دستک دی۔ مالک گھر سے نکلا تو اس نے اپنی آمد کا مقصد تفصیل سے بیان کیا: دراصل میں بہت بھوکا تھا' اس لئے میں نہر کے قریب واقع آپ کے باغیچے میں گیا اور اس سے ایک سیب آپ کی اجازت کے بغیر توڑ کر اس کا آدھا حصہ کھالیا' پھر مجھے خیال آیا کہ یہ سیب بغیر اجازت کے کھانا میرے لئے جائز نہیں تھا' اس لئے میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ میری معذرت قبول فرمالیں اور اس غلطی پر مجھ سے درگزر کرلیں' یا پھر اس کا معاوضہ لے لیں۔ باغ کے مالک نے جب اس نوجوان کی بات سنی تو اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آیا۔ اس نے سوچا دنیا میں اتنے متقی لوگ بھی موجود ہیں اور پھر اچانک اسے ایک خیال آیا اور اس نے نوجوان سے کہا: میں تمہاری غلطی معاف نہیں کرسکتا' ہاں معافی کی صرف

ایک صورت ہے کہ تم میری ایک شرط قبول کرلو۔ نوجوان نے کہا: فرمایئے کونسی شرط ہے؟

باغ کے مالک نے کہا: میری شرط یہ ہے کہ تمہیں میری بیٹی سے شادی کرنا ہوگی۔

نوجوان نے کچھ دیر سوچا اور پھر موافقت میں سر ہلا دیا۔

یاالٰہی یہ ماجرا کیا ہے؟

مالک کہنے لگا: اس قدر خوش ہونے کی ضرورت نہیں۔ میری بیٹی اندھی' گونگی اور بہری ہے۔ میں مدت سے اس کے لئے خاوند کی تلاش میں تھا' کوئی مناسب شخص نہ ملتا تھا۔ نوجوان یہ سن کر غور وفکر کرنے لگا کہ اس بھنور سے نکلنے کا راستہ کیا ہے اور ایسی صورت میں اب کیا کرنا چاہئے؟ اس نے اپنے دل میں کہا: ایسی عورت سے شادی کر کے اس کی تربیت اور خدمت کے ذریعے آزمائش میں پڑنا اس بات سے کہیں زیادہ آسان ہے کہ میں ناجائز طریقے سے سیب کھانے کی وجہ سے جہنم میں جاؤں اور یہ دنیوی زندگی تو چند دنوں کی ہے' لیکن آخرت کی زندگی ہمیشہ رہنے والی ہے' اس لئے کیوں نہ دنیوی مصیبت ہی جھیل لی جائے' چنانچہ اس نے ناگواری کے ساتھ ہی سہی' اللہ رب العالمین سے اجر و ثواب کی امید کے ساتھ یہ رشتہ قبول کرلیا۔

جب شادی خانہ آبادی کے مراحل طے ہو چکے اور نوجوان کا نیا گھر آباد ہو گیا' تو شب زفاف کو اس پر رنج وغم چھا گیا۔ اس کے دل میں بار بار یہ بات آرہی تھی کہ ایک عورت جو بات نہیں کرسکتی' دیکھ نہیں سکتی' سن نہیں سکتی' ایسی گونگی' اندھی اور بہری کے پاس میں کس طرح جاؤں گا؟ بہرحال نوجوان اپنی تقدیر پر راضی ہوا' اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا اور کہا: (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ' اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ)

شب زفاف کو جب اپنی بیوی سے ملنے کے لئے وہ دلہن کے کمرے میں داخل ہوا تو دلہن جلدی سے اس کے استقبال کے لئے کھڑی ہوئی اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ کہا۔ جب نوجوان نے دیکھا تو اس کے سامنے ایک نہایت خوبصورت' دانا و بینا' صحیح سلامت دلہن کھڑی تھی۔ نوجوان نے تھوڑا سا توقف کیا اور پھر کہا: یہ کیا ہے؟ مجھ سے تو کہا گیا تھا کہ تمہاری دلہن اندھی' گونگی اور بہری ہے!

Scanned with CamScanner

دلہن کہنے لگی: میرے والد محترم نے آپ سے جو کچھ بھی میرے متعلق کہا ہے وہ بالکل سچ ہے!!

یہ ہیں امام اعظم کے والدین

نوجوان نے کہا: مجھے ان ساری باتوں کی حقیقت سے آگاہ کرو جو تمہارے والد نے مجھ سے کہی تھیں؟ دلہن نے جواب دیا:

(اَبِیْ قَالَ عَنِّیْ: اِنِّیْ خَرْسَاءُ لِاَنَّنِیْ لَمْ اَتَکَلَّمْ بِکَلِمَةِ حَرَامٍ، وَلَا تَکَلَّمْتُ مَعَ رَجُلٍ لَا یَحِلُّ لِیْ) ۔

”میرے ابوجان نے آپ سے میرے متعلق جو یہ کہا تھا کہ میں گونگی ہوں تو یہ اس لئے کہ میں نے اپنی زبان سے کبھی کوئی غیر شرعی کلمہ نہیں نکالا ہے اور نہ میں نے کبھی کسی ایسے شخص سے کوئی بات کی ہے جو میرا غیر محرم ہو۔“

(وَاِنِّیْ صَمَّاءُ لِاَنَّنِیْ مَا جَلَسْتُ فِیْ مَجْلِسٍ فِیْهِ غِیْبَةٌ وَنَمِیْمَةٌ وَلَغْوٌ)

”اور میرے ابوجان نے آپ سے جو میرے بارے میں یہ کہا تھا کہ میں بہری ہوں تو یہ اس لئے کہ میں کبھی کسی ایسی مجلس میں نہیں بیٹھی جس میں غیبت، چغل خوری یا بے کار و بے مقصد باتیں زینت مجلس بنتی ہوں۔“

(وَاِنِّیْ عَمْیَاءُ لِاَنَّنِیْ لَمْ اَنْظُرْ اِلٰی رَجُلٍ لَمْ یَحِلَّ لِیْ ۔)

”اور میرے ابوجان نے آپ سے میرے متعلق جو یہ کہا تھا کہ میں اندھی ہوں تو یہ اس لئے کہ میں نے اپنی نگاہ کبھی ایسے شخص کی طرف نہیں اٹھائی جو میرے لئے حلال نہ ہو (یعنی غیر محرم ہو)۔“

قارئین کرام! کیا آپ جانتے ہیں یہ نوجوان کون تھے؟ یہ ثابت بن نعمان تھے اور اس متقی شخص کو جو بیوی ملی اس کا تذکرہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ وہ کتنی پرہیزگار اور نیک سرشت تھی۔ اس پاکیزہ جوڑے سے اس عظیم ہستی نے جنم لیا جو آسمان علم پر ایک ستارے کی طرح چمکا اور جسے دنیا ”امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ“ کے نام سے جانتی ہے۔

(ماخوذ از سنہری کرنیں مطبوعہ دار السلام)

(65)

میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو برا کیسے کہہ سکتا ہوں؟

عَنْ سُوَیْدِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ رَأَیْتُ اَبَاذَرٍ جَالِسًا وَحْدَهُ فِی الْمَسْجِدِ، فَاغْتَنَمْتُ ذٰلِكَ، فَجَلَسْتُ اِلَیْهِ فَذَکَرْتُ لَهُ عُثْمَانَ ۔ فَقَالَ: لَا اَقُوْلُ لِعُثْمَانَ اَبَدًا اِلَّا خَیْرًا، رَأَیْتُهُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُنْتُ اَتَّبِعُ خَلْوَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَتَعَلَّمُ مِنْهُ فَذَهَبْتُ یَوْمًا فَاِذَا هُوَ قَدْ خَرَجَ فَاَتْبَعْتُهُ، فَجَلَسَ فِیْ مَوْضِعٍ فَجَلَسْتُ عِنْدَهُ فَقَالَ: یَا اَبَا ذَرٍّ مَا جَآءَ بِكَ ۔ قَالَ: قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ قَالَ: فَجَآءَ اَبُوْبَکْرٍ فَسَلَّمَ وَجَلَسَ عَنْ یَّمِیْنِ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ مَا جَآءَ بِكَ یَا اَبَابَکْرٍ ۔ قَالَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ قَالَ: فَجَآءَ عُمَرُ فَجَلَسَ عَنْ یَّمِیْنِ اَبِیْ بَکْرٍ فَقَالَ یَا عُمَرُ مَا جَآءَ بِكَ؟ قَالَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ ثُمَّ جَآءَ عُثْمَانُ فَجَلَسَ عَنْ یَّمِیْنِ عُمَرَ ۔ فَقَالَ یَا عُثْمَانُ مَا جَآءَ بِكَ؟ قَالَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ ۔ قَالَ فَتَنَاوَلَ النَّبِیُّ ﷺ سَبْعَ حَصَیَاتٍ اَوْ تِسْعَ حَصَیَاتٍ، فَسَبَّحْنَ فِیْ یَدِهٖ حَتّٰی سَمِعْتُ لَهُنَّ حَنِیْنًا کَحَنِیْنِ النَّحْلِ، ثُمَّ وَضَعَهُنَّ فَخَرِسْنَ، ثُمَّ وَضَعَهُنَّ فِیْ یَدِ اَبِیْ بَکْرٍ حَتّٰی سَمِعْتُ لَهُنَّ کَحَنِیْنِ النَّحْلِ، ثُمَّ وَضَعَهُنَّ فَخَرِسْنَ، ثُمَّ تَنَاوَلَهُنَّ فَوَضَعَهُنَّ فِیْ یَدِ عُثْمَانَ فَسَبَّحْنَ فِیْ یَدِهٖ حَتّٰی سَمِعْتُ لَهُنَّ حَنِیْنًا کَحَنِیْنِ النَّحْلِ، ثُمَّ وَضَعَهُنَّ فَخَرِسْنَ ۔

Scanned with CamScanner

کنکریوں کا تسبیح پڑھنا

ترجمہ: حضرت سوید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ مسجد میں تنہا بیٹھا ہوا دیکھا تو میں نے اس موقع کو غنیمت جانا' چنانچہ میں آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ میں نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر سوائے اچھائی کے نہیں کرسکتا۔ کیوں کہ میں نے انہیں حضور ﷺ کی خدمت میں دیکھا کرتا تھا۔ میں حضور ﷺ کی خدمت میں خلوت میں دین سیکھنے کے لئے جایا کرتا تھا' چنانچہ ایک دن میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری کے لئے گیا تو حضور ﷺ کہیں باہر تشریف لے گئے' چنانچہ میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے گیا۔ حضور ﷺ ایک جگہ تشریف فرما تھے پس میں آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر کیسے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا: صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے آیا ہوں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: اتنے میں حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے' انہوں نے سلام عرض کیا اور حضور علیہ السلام کی دائیں جانب بیٹھ گئے۔ حضور علیہ السلام نے پوچھا: اے ابوبکر! کیسے آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے آیا ہوں پھر حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ انہوں نے سلام عرض کیا' اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دائیں طرف بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ نے استفسار فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ کیسے آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے آیا ہوں پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ انہوں نے سلام عرض کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دائیں طرف بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ نے استفسار فرمایا: اے عثمان رضی اللہ عنہ کیسے آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: صرف اور صرف اللہ

تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے آیا ہوں۔ حضور ﷺ نے سات یا نو کنکریاں زمین سے اٹھائیں تو وہ کنکریاں آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک میں تسبیح پڑھنے لگیں اور میں نے ان سے شہد کی مکھی جیسی باریک آواز سنی۔

یہ شان ہے ان کے غلاموں کی

آپ ﷺ نے وہ کنکریاں زمین پر رکھ دیں تو وہ کنکریاں خاموش ہوگئیں پھر آپ ﷺ نے وہ کنکریاں اٹھا کر حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے دیں تو ان کے ہاتھ مبارک میں بھی میں نے ان سے شہد کی مکھی جیسی باریک آواز میں تسبیح سنی۔ انہوں نے وہ کنکریاں رکھ دیں تو وہ خاموش ہوگئیں۔ (پھر آپ ﷺ نے وہ کنکریاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے دیں تو میں نے ان سے شہد کی مکھی جیسی آواز میں تسبیح سنی۔ انہوں نے وہ کنکریاں رکھ دیں تو وہ خاموش ہوگئیں) پھر آپ ﷺ نے وہ کنکریاں اٹھا کر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے دیں تو میں نے ان کے ہاتھ مبارک میں بھی شہد کی مکھی جیسے باریک آواز میں تسبیح سنی۔ انہوں نے وہ کنکریاں زمین پر رکھ دیں تو وہ کنکریاں خاموش ہوگئیں۔

(اب بتاؤ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کیسے کرسکتا ہوں؟)

(مسند البزار از مسند ابی ذر غفاری حدیث نمبر 4040' کتاب السنۃ (ابوبکر بن خلال) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 288' حدیث خیثمہ صفحہ نمبر 105 باب ما جاء فی تسبیح الحصیٰ فی ایدی اصحاب رسول ﷺ' مجمع الزوائد (ہیثمی) جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 299' البحر الذخار شرح مسند البزار حدیث سوید بن یزید)

(66)

ایک ولیہ کا عارفانہ کلام

حضرت سیّدنا ابو الاشہب ابراہیم بن مہلب علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ دورانِ طواف میں نے ایک عورت کو دیکھا جو خانۂ کعبہ کا غلاف تھامے بڑے درد بھرے انداز میں یہ صدائیں بلند کر رہی تھی: ''اے انسیت کے بعد آنے والی وحشت! ہائے، عزت کے بعد ذلت! اے غناء کے بعد آنے والی تنگدستی و محتاجی!'' اس کی درد بھری آواز سن کر میں نے پوچھا: ''تمہیں کیا غم ہے؟ کیا تمہارا مال و اسباب گم ہو گیا ہے یا تمہیں کوئی بڑی مصیبت آ پہنچی ہے؟''

وہ میری جانب متوجہ ہوئی اور کہا: ''مال و اسباب نہیں بلکہ میرا دل گم ہو گیا ہے۔'' میں نے کہا: ''صرف اس مصیبت کی وجہ سے تم پریشان ہو؟'' اس نے کہا: ''دل گم ہو جانے اور محبوب سے جدا ہو جانے سے بڑی اور کیا مصیبت ہو گی؟'' میں نے کہا: ''تیری بلند آواز و خوش آوازی نے سامعین کو طواف سے روک دیا ہے، اپنی آواز پست رکھ۔'' اس نے کہا: ''اے شیخ! یہ تیرا گھر ہے یا اس (پروردگار) کا؟'' میں نے کہا: ''یہ گھر اسی کا ہے۔'' کہا: ''یہ تیرا حرم ہے یا اس کا؟'' میں نے کہا: ''یہ حرم بھی اسی خدائے بزرگ و برتر کا ہے۔'' کہا: ''اے شیخ! ہمیں چھوڑ دے! ہمیں اپنے محبوب سے جتنی الفت و محبت اور ملاقات کا شوق ہے اسی قدر ہم اس کی بارگاہ میں عرض و ناز کرتے ہیں۔'' پھر کہا: ''اے میرے مولیٰ! تجھے مجھ سے محبت کا واسطہ! مجھے میرا گمشدہ دل عطا فرما دے۔'' میں نے کہا: ''اے اللہ تعالیٰ کی بندی! تجھے کیسے معلوم ہوا کہ وہ تجھ سے محبت کرتا ہے۔'' کہا: مجھ پر اس کی عظیم عنایتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ دیکھو! اس

نے میرے لئے لشکر تیار کئے، جنہوں نے مال و اسباب خرچ کیا پھر یہاں اس کے گھر تک پہنچے۔ میرے رحیم و کریم پروردگار نے مجھے کفر و شرک کی تنگ و تاریک وادیوں سے نجات عطا فرما کر توحید کے مضبوط و منور قلعہ میں داخل فرمایا، میں اس سے ناواقف تھی اس نے مجھے اپنی معرفت عطا فرمائی۔ یہ تمام انعامات دے کر اس نے مجھ پر بے شمار بخششیں فرمائیں، کیا یہ اس کا عظیم کرم نہیں؟''

محبت کیا ہوتی ہے؟

میں نے کہا: ''تجھے اس پاک پروردگار سے کتنی محبت ہے؟'' کہا: ''مجھے تمام اشیاء سے زیادہ اس سے محبت ہے۔'' میں نے کہا: ''کیا تو محبت سے واقف ہے؟'' کہا: ''اے شیخ! اگر میں محبت ہی کو نہ پہچانوں گی تو پھر کس چیز کو پہچانوں گی۔'' میں نے کہا: ''محبت کیسی ہوتی ہے۔'' بولی: ''شراب سے بھی زیادہ رقیق (یعنی پتلی)۔'' میں نے پوچھا: ''محبت کیا ہے؟'' جواب دیا: ''وہ ایسی شئے ہے جسے حلاوت و مٹھاس سے گوندھا گیا، عظمت و جلال کے برتنوں میں اس کا خمیر تیار ہوا، اس کی مٹھاس نہ ختم ہونے والی ہے۔ جب محبت کی زیادتی ہوتی ہے تو وہ ایسا سرکہ بن جاتی ہے جو جسم کو ہلاک و بے کار کر دیتا ہے۔ محبت ایسا شجر ہے کہ جس کا اگانا نہایت دشوار لیکن اس سے حاصل ہونے والے پھل نہایت لذیذ ہوتے ہیں۔'' پھر وہ عورت ایک جانب روانہ ہو گئی اور اس کی زبان پر چند اشعار جاری تھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

''پریشان حال شخص جو مصیبت اور اس پر صبر کرنا نہ جانے تو اس کے لئے آنکھوں میں ایسے آنسو بھر آتے ہیں جن کے ساتھ رونا بہت تکلیف دہ ہوتا ہے، اور جس کا جسم غم و حزن کی وجہ سے نحیف و لاغر ہو گیا اور محبت کی آگ نے اسے جلا ڈالا ہو تو وہ اپنے زخموں کا علاج غم اور مصیبتوں کو برداشت کرنے کے ذریعے کرے۔ خاص طور پر وہ محبت جس کا ارادہ بھی مشکل ہوتا ہے تو جب محبت و کرم کی زیادتی کی امید فنا ہو جانے پر موقوف ہو تو زندگی دو بھر و دشوار ہو جاتی ہے۔''

Scanned with CamScanner

محبت میں ایسا گمایا الٰہی

وہ اشعار پڑھتی ہوئی جا رہی تھی اور میں حیرت سے اسے جاتا ہوا دیکھ رہا تھا کہ اس عورت نے کیسا عارفانہ کلام کیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جسے چاہے نوازے، جس پر چاہے اپنی خاص عنایت فرمادے۔

(عیون الحکایات)

(اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی سچی محبت عطا فرمائے ہم پر ایسا خاص لطف وکرم فرمائے کہ ہم ہر آن ہر گھڑی اس کی یاد میں مگن رہیں، بس ہر وقت ہماری آنکھوں کے سامنے اسی کے جلوے اور دل میں اسی کی یاد موجزن رہے۔ ہر ہر لمحہ اس کی عبادت واطاعت میں گزرے۔ اسے کاش! ہمیں ایسی محبت ملے کہ ہمیں اپنا ہوش نہ رہے بس اسی کی محبت میں گم رہیں۔)

محبت میں اپنی گما یا الٰہی
نہ پاؤں میں اپنا پتا یا الٰہی

(67)

وہ روتے تھے تو ساری کائنات آنسو بہاتی تھی

اس جہان فانی میں جو آیا ہے اس کو جانا ہے یہ دار البقاء نہیں ہے بلکہ دار الفناء ہے، یہ انسان ہمیشہ سے نہیں تھا لیکن ہمیشہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کو چند منزلیں در پیش ہیں آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل قبر ہے۔ من فز فاز ومن خسر خسر اس لئے انبیاء علیہم السلام آخرت کے لئے سب سے زیادہ متفکر اور غمگین رہتے تھے اور دوسروں کو موقع بموقع یاد آخرت اور فکر آخرت دلاتے رہتے تھے اور یہی کیفیت تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تھی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تم لوگ روزہ، نماز اور اجتہاد میں اگرچہ اصحاب محمد ﷺ سے زیادہ ہو، پھر بھی اصحاب محمد ﷺ تم سے بھلے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا: اے ابوعبدالرحمٰن یہ کیوں؟ فرمایا: وہ دنیا سے بہت زیادہ بے رغبت تھے اور ان کی رغبت آخرت کی طرف زیادہ تھی۔ (حلیہ ج1 ص136)

ابوارا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے اور داہنی طرف رخ کر کے بیٹھ گئے تو ایسا ظاہر ہوا جیسے کہ آپ پر رنج ہو جب دھوپ مسجد کی دیواروں پر ایک نیزہ کے برابر پھیل گئی تو دو رکعت نفل ادا کیے پھر اپنے ہاتھ کو پلٹ کر فرمایا: خدا کی قسم میں نے اصحاب محمد ﷺ کو دیکھا ہے، آج کوئی بھی ان کے مشابہ نہیں ہے وہ خالی ہاتھ، پراگندہ بال، غبار آلود ہو کر صبح کرتے تھے اور ان کی پیشانی کے بیچ اتنا بڑا (سجدہ) کا نشان ہوتا جتنا کہ بکری کے گھٹنے پر ہوتا ہے، ساری رات اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرنے میں گزارتے تھے اور قیام میں، اسی سجدہ وقیام میں

Scanned with CamScanner

راحت حاصل کرتے تھے اور جب وہ صبح کرتے لرزہ براندام ہو کر اللہ کا ذکر کرتے ان کے خوف کی کیفیت درخت کے لچکنے کی طرح ہوتی تھی اور ان کی آنکھوں سے آنسو یہاں تک گرتے کہ کپڑے تر ہو جاتے' خدا کی قسم! ان کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے زمانہ کے لوگوں نے ساری رات غفلت میں گزاری اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھ گئے اور موت تک کبھی ہنستے ہوئے دکھائی نہ دیئے۔

(ابن ابی الدنیا کذا فی البدایہ ج 8 ص 6 و فی الحلیہ ص 76)

مولائے کائنات کی گریہ وزاری

حضرت علی رضی اللہ عنہ پر فکر آخرت غالب رہتی تھی حضرت ضرار بن حمزہ کنانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بعض مقامات میں دیکھا ایسے وقت میں کہ رات کی تاریکی چھا رہی تھی اور ستارے غروب ہو رہے تھے کہ آپ اپنے محراب میں لرزہ براندام اپنی داڑھی پکڑے ہوئے اس قدر بے قرار تھے جیسے کہ زہریلے جانور کا ڈسا ہوا آدمی بے چین ہوتا ہے۔ غمزدہ لوگوں کی طرح روتے تھے اور آپ کی صدا گویا کہ آج بھی میرے کانوں میں گونج رہی ہے بار بار فرماتے یا ربنا یا ربنا خدا کی طرف گڑگڑاتے' پھر دنیا کو خطاب کر کے فرماتے تو مجھے دھوکہ میں ڈالنے آئی ہے۔ میرے لئے مزین بنی ہے دور ہو دور ہو' میرے غیر کو تو دھوکا دے میں تجھے تین طلاق دے چکا تیری عمر کم ہے تیری مجلس حقیر تیرے مصائب آسان ہیں آہ صد آہ توشہ کی کمی اور سفر کی دوری اور راستہ کی وحشت سے یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس قدر روئے کہ داڑھی آنسو سے تر ہوئی جب آنسو نہ روک سکے تو آستین سے پوچھنا شروع کر دیے اور باقی لوگوں کے بھی روتے روتے گلے میں پھندے پڑ گئے۔

(استیعاب ج 3 ص 44 کذا فی الحلیہ)

(68)

موت کی پیدائش کا حال

قَدْ جَآءَ فِی الْخَبَرِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی الْمَوْتَ حَجَبَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنِ الْخَلَآئِقِ بِاَلْفِ اَلْفِ حِجَابٍ وَّعَظْمَتُہٗ اَکْبَرُ مِنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِیْنَ وَلَقَدْ شُدَّ بِسَبْعِیْنَ اَلْفَ سِلْسِلَۃٍ وَھُوَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنَ. (دقائق الاخبار للغزالی)

ترجمہ: حدیث مرفوع میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب موت کو پیدا فرمایا تو اسے ہزار در ہزار (دس لاکھ) پردوں میں مخلوق سے پوشیدہ رکھا اور ہر پردے کی موٹائی سب آسمانوں اور زمینوں سے بڑی تھی اور موت کو ستر ہزار زنجیروں سے باندھ رکھا ہر زنجیر کی لمبائی ایک ہزار سال چلنے کی مسافت تھی۔ ملائکہ اس کے قریب نہ جا سکتے اور نہ اس کی جگہ جانتے اور اس کی آواز ہر طرف سے سنتے تھے اور یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کیا چیز ہے آدم علیہ السلام کی پیدائش تک یوں ہی رہا پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ملک الموت کے ذمہ اس کی موت کی تو ملک الموت نے عرض کیا: اے پروردگار موت کیا ہے؟ پس اللہ تعالیٰ نے پردوں کو موت سے کھلنے کا حکم دیا پردے کھل گئے یہاں تک کہ ملک الموت نے موت کو دیکھ لیا پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا: کھڑے ہو جاؤ اور موت کی طرف دیکھو تو سب کے سب فرشتوں نے کھڑے ہو کر موت کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ

Scanned with CamScanner

نے موت کو حکم دیا کہ ان فرشتوں پر اپنے تمام پروں کے ساتھ اڑ اور آنکھوں کو پوری طرح کھول پس جب موت نے پوری قوت کے ساتھ پرواز کی اور ملائکہ نے اسے دیکھا تو سب بے ہوش ہو کر گر پڑے دو ہزار برس تک ان پر غشی طاری رہی پھر جب انہیں افاقہ ہوا تو عرض کی: اے ہمارے پروردگار کیا تو نے کوئی چیز اس موت سے بڑی بھی پیدا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے اسے پیدا کیا اور میں اس سے بہت بڑا ہوں اور مخلوق سے ہر ایک نے اس موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا: اے عزرائیل میں نے تجھے اس موت پر قدرت دی تب اس نے عرض کی یا الٰہی کس قوت سے میں اس پر قابو پاؤں گا پس بے شک وہ تو بہت ہی بڑی ہے پھر جب اللہ تعالیٰ نے اسے قوت عطا کی اور ملک الموت نے موت پر قابو پالیا تو ساکن ہوگئی۔

موت کی زمین وآسمان میں ندا

تب موت نے عرض کی: اے پروردگار مجھے اذن دے تاکہ میں آسمان اور زمین میں ایک بار نداء کرلوں پھر اللہ تعالیٰ نے اسے اذن دیا تو موت نے بآواز بلند ندا دی کہ میں وہ موت ہوں کہ پیاروں کے درمیان جدائی کر دیتی ہوں اور میں وہ موت ہوں کہ شوہر اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی کر دیتی ہوں اور وہ موت ہوں جو بیٹیوں اور ماؤں کے درمیان جدائی کر دیتی ہے اور میں وہ موت ہوں جو بیٹوں اور باپوں کے درمیان جدائی کر دیتی ہوں اور میں وہ موت ہوں جو بنی آدم کے قوی اور ضعیف کسی سے نہیں ٹلتی ہوں اور میں وہ موت ہوں کہ بنی آدم کے بھائیوں کے بھائی چارے توڑ دیتی ہوں اور میں گھروں اور شہروں کو ویران کر دیتی ہوں اور میں وہ موت ہوں کہ تمہیں ہلاک کر دیتی ہوں اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہو اور مخلوق میں سے کوئی بھی میرا ذائقہ چکھنے سے نہیں بچتا' پس جب کسی کی موت کا وقت ہو

تو اپنی صورت میں اس کے سامنے کھڑی ہو جاتی ہے پھر وہ جان پوچھتی ہے تو کون ہے اور کیا چاہتی ہے؟ تب وہ کہتی ہے میں وہ موت ہوں کہ تجھے دنیا سے نکال لوں گی اور تیری اولاد کو یتیم کر دوں گی اور تیری بیوی کی بیوہ کر دوں گی اور تیرا مال تیرے ورثا کے درمیان میراث کر دوں گی۔ جن کو تو دنیا کی زندگی میں پسند نہیں کرتا تھا اور نہ وہ تجھے پسند کرتے تھے پس اگر تو نے اپنے لئے کچھ آگے بھیجا تو آج تجھے پہنچے گا اور پیچھے چھوڑا ہوا تیرے بعد تجھے فائدہ نہ دے گا پس جب قریب المرگ جان موت کا کلام سنتی ہے تو اپنا چہرہ اس سے موڑ کر دیوار کی طرف کر لیتی ہے تو موت کو اس جانب اپنے سامنے پاتی ہے اور اپنا رخ دوسری جانب کرتی ہے پس موت کو اس طرح اپنے سامنے کھڑی دیکھتی ہے پھر موت اسے کہتی ہے کیا تو مجھے پہنچانتا نہیں میں وہی موت ہوں جس نے تیرے والدین کی روح تیری آنکھوں کے سامنے قبض کی اور تو انہیں بچا نہ سکا آج میں تیری روح قبض کرتی ہوں در یں حال کہ تیری اولاد تجھے دیکھتی ہو گی اور تجھے کچھ فائدہ نہ دے گی اور میں وہ موت ہوں جس نے گذشتہ زمانے کے لوگوں کو نہ چھوڑا حالانکہ وہ تجھ سے قوی تھے۔

دنیا بوڑھی عورت کی شکل میں

پھر موت اس سے پوچھتی ہے تو نے دنیا کو کیسا پایا وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے اسے غدارہ اور مکارہ پایا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ دنیا کو بوڑھی عورت کی صورت میں اس مرنے والے کے سامنے پیش کرتا ہے اور وہ اسے کہتی ہے: اے عاصی تو شرم نہیں کرتا تھا تو میری طلب میں گناہ میں مبتلا ہو جاتا تھا اور گناہوں سے باز نہیں رہتا تھا تو نے مجھے طلب کیا میں نے تجھے طلب نہ کیا یہاں تک کہ تو حلال وحرام میں تمیز نہ کرتا تیرا گمان تھا کہ تو دنیا سے جدا نہ ہو گا پس اب میں تجھ سے اور تیرے عمل سے بیزار ہوں اور وہ اپنے مال کو

Scanned with CamScanner

دوسروں کے ہاتھ جاتا دیکھتا ہے تب اس کا مال اسے کہتا ہے: اے گناہ میں مبتلا ہونے والے تو نے مجھے ناجائز طریقہ سے حاصل کیا اور فقیروں مسکینوں پر خرچ نہ کیا آج میں تیرے غیر کے ہاتھ جارہا ہوں اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد شاہد ہے۔ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۔آج کے دن نہ نفع دے گا مال اور نہ اولاد مگر وہ جو کہ (بدعقیدگی اور گناہ سے) محفوظ دل کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا پھر وہ شخص کہے گا اے میرے پروردگار مجھے دنیا میں ایک بار پھر لوٹا شاید میں اچھے کام کرلوں جو پہلے نہ کرسکا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب انسانوں کی موت کا وقت آتا ہے تو وہ ایک گھڑی بھی اس کو پیچھے یا آگے نہیں کرسکتے اور اللہ ہرگز کسی جان کو مہلت نہیں دیتا جب اس کی موت کا معینہ وقت آجائے پھر ملک الموت اس کی روح قبض کرتا ہے اگر مرنے والا مومن ہو تو خوشخبری پر مرتا ہے اور اگر منافق ہو تو بدبختی پر جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: كَلَّا اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ۝ كَلَّا اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ حق ہے کہ تحقیق نیکوں کا اعمال نامہ علیین میں ہے حق ہے کہ بدکاروں کا اعمالنامہ سجین میں ہے۔

(دقائق الاخبار)

(69)

پاکیزہ روشنی

وہ ایک عرب ملک کا رہنے والا تھا۔ کوئی خاص مقصد حیات نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کم ہی تھا۔ کتنی ہی مدت گزری اس نے مسجد تک جانا گوارا نہیں کیا تھا' نہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کیا۔ وہ برے ساتھیوں کے ہمراہ شام سے فجر تک لہو ولعب اور برے کاموں میں مشغول رہتا اور بیوی کو گھر میں اکیلے چھوڑے رکھتا تھا جو اس تنہائی سے خاصی پریشانی اور تنگی محسوس کرتی تھی۔ اس کی وفادار اور نیک بیوی پر کم عمری کے باوجود بڑھاپے کے آثار نظر آتے تھے۔ اس نے اپنے شوہر کو سمجھانے بجھانے اور صحیح راستے کی طرف اس کی رہنمائی کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی لیکن اس کی ساری کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔

ایک مرتبہ وہ لہو ولعب کے کاموں میں شب بیداری کرنے کے بعد تقریباً تین بجے صبح گھر واپس آیا۔ دیکھا تو اس کی بیوی اور چھوٹی بچی دونوں گہری نیند سو رہے تھے۔ نیند اس سے کوسوں دور تھی۔ وہ انہیں بستر ہی پر چھوڑ کر دوسرے کمرے میں رات کا بقیہ حصہ گزارنے کے لئے داخل ہوگیا اور اخلاق سے گری ہوئی فلمیں ویڈیو میں دیکھنے لگا۔ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور پانچ سالہ بیٹی باپ کے سامنے تھی۔ بیٹی نے باپ کی طرف انتہائی تعجب کے ساتھ حقارت آمیز نگاہوں سے دیکھا اور بولی: (یا بابا' عیب علیك' اتق الله) ''ابا جان' آپ کے لئے یہ نہایت معیوب بات ہے۔ آپ کو اللہ سے ڈرنا چاہئے۔'' یہ جملہ بچی نے تین دفعہ دہرایا' اور پھر دروازہ بند کرکے واپس چلی گئی۔

باپ پر بچی کی بات بجلی بن کر گری اور وہ سخت شرمندہ اور پشیمان ہو کر اٹھا' ویڈیو کو

Scanned with CamScanner

بند کیا اور خود ہکا بکا ہو کر بیٹھ گیا۔ بچی کا جملہ اس کے دماغ میں بار بار گردش کر رہا تھا' پھر وہ کمرے سے نکلا۔ دیکھا تو بچی بستر پر جا چکی تھی۔ وہ حواس باختہ ہو گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس وقت اسے کونسی آفت نے آ گھیرا ہے۔ چند ہی منٹ گزرے تھے کہ قریبی مسجد سے مؤذن کی اذان اس کے کانوں سے ٹکرائی جو ڈراؤنی رات کے سکوت کو توڑ رہی تھی۔

ننھی سی لخت جگر نے باپ کو جہنم سے بچالیا

وہ جلدی جلدی وضو سے فارغ ہو کر مسجد پہنچا۔ اسے نماز پڑھنے کی کوئی خواہش نہیں تھی بلکہ وہ اپنی بے چینی سے نمٹنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ابھی سجدے میں پہنچ کر پیشانی زمین پر رکھی ہی تھی کہ بلا سبب اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک سیل رواں امڈ پڑا اور وہ سسکیاں لے کر رونے لگا۔ گزشتہ سال دو سال میں اس کی جبین نیاز پہلی دفعہ اپنے معبود برحق کے روبرو جھکی تھی۔ اس آہ وزاری نے اس کو احساس دلایا دیا کہ اب اس کے ایمان کی تازگی کا وقت آن پہنچا ہے اور اس کے ایمان کے مرجھائے ہوئے چمنستان میں پھر رونق آیا چاہتی ہے' چنانچہ اس آہ وزاری کے ساتھ اس نے اپنے دل و دماغ سے فسق و فجور اور فتنہ وفساد سے متعلقہ جملہ باتیں نکال پھینکیں اور حاشیۂ خیال میں بھی ایسی باتوں کے لئے کوئی گنجائش نہ چھوڑی' اب اس کی زندگی کی کایا پلٹ چکی تھی!!

فجر کی نماز ختم ہو گئی۔ وہ تھوڑی دیر مسجد ہی میں بیٹھا رہا' پھر اپنے گھر کو واپس ہوا اور کچھ سوئے بغیر صبح سویرے پوری تیاری کے ساتھ اپنی ڈیوٹی کے لئے نکل گیا۔ جب آفس پہنچا تو اس کا منیجر تعجب میں پڑ گیا کہ آخر ماجرا کیا ہے کہ رات بھر جاگنے کے سبب آخری وقت میں پہنچنے والا شخص آج صبح سویرے ہی ڈیوٹی پر پہنچ گیا ہے! منیجر نے اس کا سبب پوچھا تو اس نے گزشتہ رات کے ''حادثے'' سے آگاہ کیا۔ منیجر نے کہا: تم اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہیں ایسی نیک بچی سے نوازا ہے جس نے تمہیں ملک الموت کے آنے سے پہلے پہلے غفلت کی نیند سے بیدار کر دیا۔

ڈیوٹی ختم ہونے کے بعد وہ گھر واپس ہوا تا کہ کچھ آرام کر لے۔ وہ اس دوران

میں اپنی چھوٹی بچی کے دیدار کا از حد مشتاق تھا جو اس کی ہدایت اور اللہ کی طرف رجوع کا سبب بنی تھی۔

اور روشنی کی کرن زیر زمین چلی گئی

وہ گھر کے اندر داخل ہوا تو اس کی بیوی نے زار و قطار آنسو بہاتے ہوئے اس کا استقبال کیا۔ اس نے پوچھا: کیوں رو رہی ہو؟ بیوی نے چیختے ہوئے جواب دیا: تمہاری پیاری اور لاڈلی بیٹی وفات پا گئی ہے۔

اس اندوہناک خبر کے صدمے نے باپ کے اوسان خطا کر دیئے۔ وہ خود کو قابو میں نہ رکھ سکا' چنانچہ وہ بھی بیوی کے ساتھ زار و قطار رونے لگا۔ تھوڑی دیر بعد جب قدرے اطمینان ہوا تو اس کی سمجھ میں آیا کہ یہ جو کچھ بھی ہوا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی ابتلا و آزمائش ہے۔ اللہ تعالیٰ دراصل اس کا امتحان لینا چاہتا ہے' چنانچہ اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور اپنے دوست کو ٹیلی فون کر کے بلایا۔ دوست آیا اور اس نے بچی کو غسل دے کر کفنا دیا' پھر جنازے کی نماز پڑھ کر اسے قبرستان میں دفن کرنے گئے تو دوست نے کہا: تیرے علاوہ کسی اور کے لئے قبر میں اترنا مناسب نہیں' چنانچہ باپ نے بچے کو اٹھایا اور اسے قبر میں رکھا۔ اس دوران اس کی آنکھیں اشکبار تھیں اور اس کی زبان گویا تھی:

''میں اپنی بیٹی کو نہیں بلکہ اس روشنی کو دفن کر رہا ہوں جس نے میری زندگی کی اندھیری رات کو اجالے سے بدل دیا...... میں اس روشنی کو دفن کر رہا ہوں جس کی شعاعوں نے میری زندگی کی کایا پلٹ دی اور مجھے فسق و فجور کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان و عمل کی منور دنیا میں لے آئی۔''

(جریدۃ المسلمون: 421)

Scanned with CamScanner

(70)

صدیق تیری صداقت کو سلام ہے سلام ہے

غزوہ تبوک کے موقع پر جب تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی اپنی بساط کے مطابق حضور ﷺ کی خدمت میں مال پیش کیا تو یارِ غارِ مصطفٰی ﷺ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال حضور ﷺ کو پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا:

مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ؟ قَالَ اَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ ﷺ

ترجمہ: اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: میں ان کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ چھوڑ آیا ہوں۔

(سنن ابی داؤد کتاب الزکوۃ باب الرجل یخرج من مالہ فی رخصۃ فی ذالک' جامع ترمذی ابواب المناقب باب فی مناقب ابی بکر وعمر کلیھما' سنن الدارمی کتاب الزکوۃ باب الرجل یتصدق بجمیع ماعندہ)

☆......حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اہل مکہ نے جب ستایا اور آپ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے لگے تو راستہ میں ابن دغنہ سردار آپ کو اپنی امان دے کر واپس لے آیا تو اہل مکہ نے کہا: یہ اپنے گھر میں مخفی عبادت کر لیں اور مخفی قرأت کریں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں' چنانچہ آپ کچھ عرصہ تو ایسے ہی عبادت کرتے رہے آخر ضبط نہ ہو سکا تو بالجہر قرأت قرآن شروع کر دی۔ چونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انتہائی رقیق القلب تھے' اس لئے دوران قرأت آپ سے ضبط نہ رہتا اور آپ پر رقت طاری ہو جاتی۔ کفار مکہ کی خواتین اور ان کے بچے بھی آ جاتے اور پورے انہماک سے آپ سے قرآن پاک کی سماعت شروع کر دیتے۔ کفار مکہ کے لئے یہ بات ناگوار تھی' چنانچہ انہوں نے ابن

دغنہ سے شکایت کی۔ ابن دغنہ آپ کے پاس آیا اور کہا: آپ اس کام سے باز آ جاؤ ورنہ میں اپنی امان واپس لے لوں گا تو آپ نے اسے جواب دیتے ہوئے کہا:

فَاِنِّیْ اَرُدُّ اِلَيْكَ جِوَارَكَ وَاَرْضٰى بِجِوَارِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

ترجمہ: میں تمہاری امان واپس کرتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی امان پر راضی ہوں۔

(مصنف عبدالرزاق جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 387' صحیح ابن حبان جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 244' مسند اسحاق بن راہویہ حدیث نمبر 849' (مکتبۃ لایمان مدینہ منورہ)' حلیۃ الاولیاء (ابونعیم) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 63' الشریعہ (آجری) حدیث نمبر 1261' دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 473' فتح الباری (عسقلانی) جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 13' شرح ابن بطال باب جوار ابی بکر فی عہد النبی ﷺ وعقدہ' الریاض النضرۃ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 84' تفسیر در منثور تحت سورۃ التوبۃ آیت نمبر 40' تفسیر روح المعانی تحت سورۃ التوبۃ آیہ نمبر 40)

اِتباعِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

قَالَ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : اِنِّیْ رَأَيْتُ فِي الْكَلَالَةِ رَأْيًا فَاِنْ يَكُ صَوَابًا فَمِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ' وَاِنْ يَكُ خَطَأً فَمِنِّیْ وَمِنَ الشَّيْطَانِ ۔ اَرَى الْكَلَالَةَ مَا خَلَا عَنِ الْوَلَدِ وَالْوَالِدِ فَاَتْبَعَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى رَأْيِهٖ وَقَالَ لَا اَرْضٰى مِنْ نَّفْسِیْ اَنِّیْ اُنْسَبُ اِلٰى مُخَالِفَةِ اَبِیْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

(المبسوط (سرخسی) کتاب الفرائض باب الاخوۃ والاخوات جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 560)

ترجمہ: حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے کلالہ کے بارے میں غور و فکر کیا ہے' اگر تو وہ درست ہے تو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ہے اور اگر وہ غلط ہے تو وہ میری طرف سے اور شیطان کی طرف سے ہے۔ کلالہ وہ ہے جس کا بیٹا بھی نہ ہو اور باپ بھی فوت ہو چکا ہو۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اس مسئلہ میں حضرت سیّدنا ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ کی اتباع کی اور کہا: میں اپنے نفس سے اس بات پر راضی نہیں ہوں گا کہ میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مخالفت میں منسوب کیا جاؤں۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا رونا

ایک مرتبہ حضور ﷺ حرم میں داخل ہوئے' کفار جو مجلس میں موجود تھے ایک دم سب آپ ﷺ کی طرف جھپٹے اور آپ ﷺ کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور کہنے لگے کہ تم وہی ہو جو ایسا ایسا کہتے ہو یعنی ہمارے معبودوں کو اور ہمارے دین کو برا بتاتے ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! میں وہی ہوں جس نے ایسا کہا ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے ان میں سے ایک ایک آدمی کو دیکھا کہ آپ ﷺ کو چادر سمیت پکڑ لیا آپ ﷺ سے تھوڑی دور کے فاصلہ پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے تھے کہنے لگے اور روتے جاتے تھے کہ کیا تم ایسے آدمی کو قتل کر دو گے جو یہ کہتا ہے کہ میرا ربّ اللہ ہے؟

(مجمع الزوائد' بیہقی ج3 ص44)

☆......حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنا رکھی تھی اسی میں نماز پڑھتے اور قرآن شریف پڑھتے' مشرکین عورتیں اور بچے ان کے آس پاس جمع ہو جاتے اور تعجب سے (قرآن سنتے) اور ان کو دیکھتے رہتے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت رونے والے آدمی تھے قرآن مجید پڑھتے وقت انہیں اپنی آنکھوں پر قابو نہ رہتا تھا اور بے اختیار رونے لگتے' اس سے مشرکین کو پریشانی ہوتی۔ (بخاری ص552)

خوشی کے آنسو

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور ﷺ تشریف فرما تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عبا (قمیص) تھی اور بٹن نہ ہونے کی وجہ سے دونوں کو ایک کانٹے سے جوڑ رکھا تھا' حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر

ہوئے اور آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا سلام پہنچایا اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ابوبکر کو عبا پہنے ہوئے اور سینے پر کانٹے سے دونوں پلوں کو ملائے ہوئے دیکھ رہا ہوں یہ کیا بات ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا' اے جبرائیل! انہوں نے فتح مکہ سے پہلے میرے اوپر سب کچھ صرف کر دیا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: ان سے بھی اللہ تعالیٰ کا سلام کہہ دیجئے اور یہ بھی کہہ دیجئے کہ تمہارا ربّ تم سے پوچھ رہا ہے کہ تم اپنے اس فقر میں مجھ سے راضی ہو یا ناخوش؟ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف التفات کر کے فرمایا: اے ابوبکر! جبرائیل تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا سلام لائے اور اللہ تعالیٰ یوں پوچھ رہا ہے کہ تم اس فقر میں مجھ سے راضی ہو یا نہیں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو دیے اور بولے کیا میں اپنے ربّ پر ناراض ہوں گا؟ میں اپنے ربّ سے راضی ہوں میں اپنے ربّ سے راضی ہوں۔ (رواہ ابونعیم کذا فی کنز العمال ج4 ص353)

☆......حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ صبح و شام ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لاتے تھے ایک دن آپ ﷺ دوپہر کو تشریف لائے تو ابوبکر نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آج کوئی اہم بات پیش آئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے ہجرت کی اجازت دے دی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ رہوں گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس سے پہلے مجھے معلوم نہ تھا کہ کوئی خوشی سے بھی روتا ہے؟ میں نے اس دن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ خوشی سے رو رہے تھے۔ (رواہ ابن اسحاق والبغوی وفی کنز العمال ج8 ص3334)

حضور علیہ السلام کے لیے ابوبکر کا رونا

☆......حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب ہم نے غار سے نکل کر سفر شروع کیا تو قوم ہماری تلاش میں تھی ان میں سے سوائے سراقہ بن مالک کے کوئی ہم تک نہ پہنچا یہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ آدمی ہماری طلب میں آ پہنچا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی غم کی بات نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے جب وہ ہمارے اتنا قریب آ گیا کہ ایک یا دو نیزہ کا فاصلہ رہ گیا تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ

Scanned with CamScanner

تلاش کرنے والا آ پہنچا یہ کہہ کر میں رو دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں روتے ہو؟ میں نے عرض کیا خدا کی قسم! اپنی جان کے ڈر سے نہیں روتا میں تو آپ ﷺ کی وجہ سے روتا ہوں، حضور ﷺ نے اس سوار کے خلاف دُعا فرمائی اس کے گھوڑے کے پاؤں میں زمین میں پیٹ تک دھنس گئے۔ (اخرجہ احمد والبخاری والمسلم کذافی البدایۃ ج3 ص187)

☆ ...... حضرت عدوہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابوبکر رضی اللہ عنہ موضع سخ سے سوار ہو کر مسجد نبوی کے قریب اترے اور آپ ﷺ کے حجرہ مبارک کی طرف غمگین ہو کر دیکھا پھر اجازت لے کر داخل ہوئے آپ ﷺ کی ازواج مطہرات آپ ﷺ کے اردگرد تھیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر سب نے منہ چھپا لئے۔ آپ ﷺ بستر پر تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک سے چادر ہٹا کر بوسہ دیا اور روئے پھر فرمایا خدا کی قسم! جو کچھ عمر رضی اللہ عنہ کہہ رہے ہیں ایسا نہیں ہے۔ (یعنی وحی کی کیفیت) بلکہ آپ ﷺ وفات پا چکے ہیں اللہ تعالیٰ کی آپ ﷺ پر رحمت ہو آپ ﷺ حیات میں بھی اور وفات کے بعد بھی کس قدر پیارے ہیں، پھر مسجد میں جا کر خطبہ دیا۔ (بیہقی کذافی البدایہ ج5 ص243)

حضور علیہ السلام کی یاد میں رونا

☆ ...... سنہ 12ھ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نائب بنا کر حج کے لئے تشریف لائے تو عتّاب بن اسید، سہیل بن عمرو، عکرمہ بن ابی جہل اور ہشام بن حارث ان سے ملے اور یوں کہا: سَلَامٌ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةَ رَسُوْلِ اللهِ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے سلام میں رسول اللہ ﷺ کا نام سن کر رونا شروع کر دیا اور برابر روتے رہے یہاں تک کہ آپ بیت اللہ میں پہنچے۔ (ابن سعد ج3 ص131)

☆ ...... حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تھے آپ نے پانی طلب کیا آپ کے پاس پانی اور شہد لایا گیا آپ نے اپنے ہاتھ میں لیا اور رونے لگے ور بڑی زور سے روئے۔ یہاں تک کہ ہمیں گمان ہوا کہ آپ کو کچھ ہو گیا۔ جب آپ فارغ ہوئے ہم نے رونے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے فرمایا: ایک مرتبہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے پاس سے کسی چیز کو دفع کر

رہے ہیں لیکن مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ چیز کیا ہے جس کو آپ ﷺ دفع فرما رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا نے میری طرف ہاتھ بڑھایا تھا میں نے اس سے کہا پرے ہٹ مجھ سے دور ہو، تو دنیا نے کہا آپ ﷺ تو مجھ کو پکڑنے والے نہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس پر روتا ہوں کہ دنیا مجھ سے ملی ہوئی نہ ہو۔ (اور شہد اور پانی اسی کا پیش خیمہ نہ ہو)

(بزار کذافی مجمع الزوائد ج10 ص254 کذافی الترغیب ج5 ص168)

☆ ...... حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک روز اپنی مرض الوفات میں مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے ہم لوگ آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! میں اس وقت اپنے حوضِ کوثر پر کھڑا ہوا ہوں اور آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا ایک بندہ ہے جس پر دنیا اور اس کی زینت پیش کی گئی اور اس نے آخرت کو اختیار کر لیا۔ اس بات کو سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کسی نے نہ سمجھا۔

رو رو کے یارِ غار نے دریا بہا دیئے

☆ ...... حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے مقام میں کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بہت اچھی تعریف کی اور کثرت سے روئے۔ (مصنف عبدالرزاق کذافی کنز ج5 ص260)

☆ ...... حضرت عبدالرحمن بن اصبہانی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جبکہ آپ حضور ﷺ کے منبر پر تھے اور انہوں نے کہا میرے باپ کی جگہ سے اتریے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے سچ کہا بے شک یہ تمہارے باپ کی مجلس ہے اور انہیں اپنی گود میں بٹھا لیا اور رونے لگے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یہ اس نے میرے کہنے سے نہیں کہا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم پر الزام نہیں لگایا۔ (ابونعیم والجابری) (ابونعیم والجابری)

☆ ...... حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے کوئی سخت لفظ کہہ دیا جو

مجھے ناپسند ہوا اور اس کے بعد مجھ سے کہا کہ تم مجھے اس طرح کہہ لو تا کہ بدلا ہو جائے میں نے کہنے سے انکار کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تمہارا خیال درست ہے' ان کو جواب نہ دو بلکہ یوں کہو کہ اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! اللہ تمہاری مغفرت کرے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ سن کر ابو بکر رضی اللہ عنہ روتے ہوئے باہر چلے گئے۔

(مجمع الزوائد ج 4 ص 257 'ابو یعلیٰ ج 5 ص 336).

☆......حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سورہ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا نازل ہوئی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے جب یہ آیت اتری تو رو پڑے حضور ﷺ نے فرمایا: تمہیں کس چیز نے رلایا انہوں نے عرض کیا: مجھے اس سورت نے رلایا۔ (ابن جریر کذانی تفسیر ابن کثیر ج 4 ص 54)

☆......حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ منبر پر کھڑے ہوئے اس کے بعد روئے اور فرمایا: ہم میں رسول اللہ ﷺ پہلے سال منبر پر کھڑے ہوئے پھر روئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ پاک سے معافی اور عافیت کا سوال کرو' اس لئے کہ تم میں سے کسی کو ایمان کے بعد عافیت سے زیادہ بھلی بات نہیں دی گئی۔

(ترمذی' نسائی' کذانی الترغیب ج 5 ص 233)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اتنا کسی کے مال نے نفع نہیں پہنچایا جتنا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مال نے نفع پہنچایا ہے یہ سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ (خوشی کی وجہ سے) رو پڑے اور فرمایا اے اللہ کے رسول! کیا میں اور میرا مال آپ کے لئے (وقف) نہیں۔ (اسد الغابہ لابن الاثیر 218/3)

گھر والی نیکی

ایک صحابی سے مروی ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہاں ابو بکر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا گیا تو وہ رو پڑے اور فرمایا: میں پسند کرتا ہوں کہ میری ساری زندگی کے اعمال ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ایک دن رات کے عمل کی طرح ہوتے۔ رات (سے مراد) وہ کہ جب (ابو بکر رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غار کی طرف چلے جب وہاں پہنچ گئے تو ابو بکر نے فرمایا: اللہ کی

قسم! آپ ہرگز اندر داخل نہ ہوں گے جب تک میں آپ ﷺ سے قبل داخل نہ ہو جاؤں اگر اس میں تکلیف دہ چیز ہوگی تو وہ آپ سے قبل مجھے تکلیف پہنچائے گی وہ غار میں داخل ہو گئے۔ اسے صاف کیا اس میں سوراخ تھے انہیں بند کیا اپنی چادر پھاڑ کر۔

دو سوراخ بچ رہے تو ان پر اپنے پاؤں رکھ دیئے' پھر رسول اللہ ﷺ کو بلایا کہ آپ داخل ہو جائیں۔ آپ ﷺ اندر داخل ہوئے' آپ نے اپنا سر مبارک ان کی گود میں رکھ دیا اور سو رہے۔ پس (اس دوران میں) سانپ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاؤں کو ڈسا انہوں نے اس خوف سے کہ آپ ﷺ کے آرام میں خلل نہ آئے حرکت نہ کی...... (سانپ برابر ڈستا رہا یہاں تک کہ زہر کا اثر آنکھوں پر پہنچ گیا) اور آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو نکل کر رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور پر گرے آپ ﷺ بیدار ہو گئے فرمایا اے ابو بکر تجھے کیا ہوا؟ عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ (سانپ نے) ڈسا ہے رسول اللہ ﷺ نے لعاب دہن وہاں لگایا تو تکلیف جسے وہ محسوس کر رہے تھے دفع ہو گی پھر یہی (ابو بکر) کی موت کا سبب بنا (اور دن وہ کہ)۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی تو عرب میں فتنہ ارتداد نے سر اٹھایا اور انہوں نے کہا: ہم زکوٰۃ ادا نہ کریں گے تو (ابو بکر رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اگر انہوں نے ایک رسی بھی (زکوٰۃ) روکی تو میں ان سے اس کی وجہ سے جہاد کروں گا۔ میں نے کہا: اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ آپ لوگوں سے رحم و کرم کا معاملہ فرمائیں تو فرمایا (آپ زمانہ) جاہلیت میں بہادر تھے اور اسلام میں بزدل ہو گئے ہیں؟ سلسلہ وحی منقطع ہو گیا دین مکمل ہو گیا' پھر دین میں کمی واقع ہو اور میں زندہ رہوں؟ (اخرجہ النسائی کذانی ریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ)

مولیٰ علی شیر خدا بیعت کے لیے حاضر ہو گئے

حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے چھ ماہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت نہ کی۔ یہاں تک کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں اور بنی ہاشم میں سے کسی ایک نے بھی (چھ ماہ تک) بیعت نہ کی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد (علی رضی اللہ عنہ) نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے پاس آئیں لیکن آپ

Scanned with CamScanner

کے ساتھ کوئی دوسرا نہ ہو اور اس کو ناپسند سمجھا کہ عمر ساتھ آئے' اس لئے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے مزاج میں فطرتاً سختی تھی۔

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ اکیلے نہ جائیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم' میں اکیلے جاؤں گا مجھے کسی خطرے کا اندیشہ نہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ چل پڑے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچ گئے۔ ان کے ہاں بنی ہاشم تھے' علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اللہ کی حمد وثنا بیان فرمائی جو اس کے شان کے لائق تھی پھر فرمایا: امابعد! اے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم نے بیعت کرنے سے اس لئے تاخیر نہیں کی کہ ہم آپ کی (باقی امت پر) فضیلت کے منکر تھے لیکن ہم اس بارے میں فکر کر رہے تھے کہ اس امر (خلافت) میں ہمارا حق ہے لیکن آپ اس بارے میں ہم سے غائب ہو گئے پھر رسول اللہ ﷺ سے اپنی رشتہ داری کا ذکر فرمایا اور (وراثت) کے استحقاق کا ذکر فرمایا اس کا تذکرہ فرماتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ جب خاموش ہوئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اللہ کی شان کے لائق حمد وثنا کی پھر فرمایا امابعد! اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ کی قرابت مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں ان سے بہتر سلوک کروں اپنی قرابت داری سے اللہ کی قسم میں نے تمہیں اس کے مال میں جو میرے اور تمہارے درمیان سب سے بہترین ہیں' محروم نہیں کیا لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرمار ہے تھے جو ہم (انبیاء) جو مال چھوڑتے ہیں اس میں وراثت نہیں چلتی وہ صدقہ ہوتا ہے' آل محمد ﷺ اس مال میں سے کھائیں گے اور میں اللہ کی قسم اس بارے میں انشاء اللہ وہی کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تھا' پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: ہم آپ سے شام کو بیعت کریں گے جب ابوبکر رضی اللہ عنہ ظہر کی نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چند عذر (بیعت میں تاخیر کے) بیان کئے جو انہوں نے ان سے بیان کئے تھے۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں تعظیمی کلمات ارشاد فرمائے اور سابق فی امر الخلافۃ کا ذکر فرمایا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھے اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمائی۔ (صحابہ) حضرت علی کرم اللہ وجہہ' کی طرف

متوجہ ہوئے اور کہا آپ نے درست کیا اور احسن کام سرانجام دیا۔

(رواہ البخاری ومسلم کذا فی الریاض النضرۃ ج 343/1)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آخری وصیت

حضرت سیّدنا ابوابراہیم اسحاق بن ابراہیم رضی اللہ عنہما سے منقول ہے' میں نے اپنے دادا حضرت سیّدنا ابوبکر بن سالم رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا: ''جب خلیفہ اول امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وقت وصال قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس طرح وصیت لکھوائی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ وہ عہد ہے جو ابوبکر صدیق نے اپنے آخری وقت میں کیا' یہ اس کا دنیا سے نکلنے کا آخری اور آخرت میں داخل ہونے کا پہلا وقت ہے۔ یہ ایسی حالت ہوتی ہے کہ کافر بھی ایمان لے آتا' فاسق وفاجر متقی بن جاتا اور جھوٹا تصدیق کرنے لگتا ہے۔ میں اپنے بعد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کر کے جا رہا ہوں اگر وہ عدل وانصاف سے کام لیں تو میرا ان کے بارے میں یہی گمان ہے وہ میرے معیار کے مطابق ہوں گے اور اگر ظلم وزیادتی کریں تو ان کا عمل انہیں کے ساتھ ہے' میں نے تو خیر ہی کا ارادہ کیا ہے اور اللہ علام الغیوب (یعنی غیبوں کا جاننے والا) ہے۔ مجھے غیب کا علم نہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ○ (پ19' الشعراء' 227)

اور اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بلا کر ارشاد فرمایا: ''اے عمر (رضی اللہ عنہ)! بے شک اللہ کے کچھ حقوق ایسے ہیں جو رات میں ادا کئے جاتے ہیں دن میں کرنے سے وہ انہیں قبول نہیں فرماتا۔ اسی طرح کچھ عمل دن کے ہیں جو رات میں کرنے سے قبول نہیں ہوتے۔ اے عمر (رضی اللہ عنہ)! بھاری پلڑے والے وہی لوگ ہیں جن کا پلڑا بروز قیامت بھاری ہوگا۔ اس روز جن کا پلڑا ہلکا رہا وہی لوگ ہلکے اعمال ومیزان والے ہیں اور ایسے لوگوں کی اتباع بالکل باطل ہے جن کے اعمال کا وزن کم ہے اور ہلکا پلڑا وہی ہوگا جس میں باطل اشیاء ہوں گی۔ اے عمر رضی اللہ عنہ! سب سے پہلے میں تجھے تیرے بارے

Scanned with CamScanner

میں اور پھر لوگوں کے متعلق ڈراتا ہوں۔ بے شک وہ نظریں جما کر دیکھ رہے ہیں' ان کے سینے پھول چکے ہیں اور وہ پھسلنے والے ہیں۔ تم ان لوگوں میں شامل ہونے سے بچنا' جب تک تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو گے لوگ تم سے ڈرتے رہیں گے۔ اے عمر (رضی اللہ عنہ)! اللہ تعالیٰ نے جہنمیوں کا ذکر فرمایا تو ان کے برے اعمال کے ساتھ فرمایا اور ان کے اچھے عمل رد کر دیئے گئے۔ میں نے جب بھی ان لوگوں کو یاد کیا تو ڈرا کہ کہیں میں بھی ان میں سے نہ ہو جاؤں اور جب اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کا ذکر فرمایا تو ان کے اچھے اعمال کے ساتھ فرمایا اور ان کی برائیوں سے درگزر فرمایا۔ میں نے جب بھی ان لوگوں کو یاد کیا تو خوف زدہ ہو کر کہ کہیں ان میں شامل ہونے سے رہ نہ جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں آیت رحمت بیان فرمائی وہاں آیت عدل بھی بیان فرمائی تاکہ مؤمن امید و خوف کے درمیان رہے۔

اے عمر رضی اللہ عنہ! یہ میری تمہیں وصیت ہے اگر اسے یاد رکھو گے تو موت سے زیادہ تمہیں کوئی چیز محبوب نہ ہوگی اور وہ عنقریب آنے ہی والی ہے اور اگر تم نے میری وصیت کو ضائع کر دیا تو موت سے زیادہ ناپسندیدہ چیز تمہارے نزدیک کوئی نہ ہوگی اور اس سے چھٹکارا کسی صورت ممکن نہیں۔'' وعلیک السلام (عیون الحکایات)

یہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آخری وصیت تھی۔

سایۂ مصطفیٰ مایۂ اصطفیٰ عز و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

(71)

عمر تیری عدالت کو سلام ہے سلام

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ بِلَالًا كَانَ يَقُوْلُ: اَوَّلُ مَا اَذَّنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: قُلْ فِيْ اَثَرِهَا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُلْ مَآ اَمَرَكَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

(صحیح ابن خزیمہ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 188' فتح الباری (ابن رجب) کتاب الصلاۃ باب بدء الاذان' نصب الرایہ (زیلعی) باب الاذان جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 335 جامع الاحادیث (سیوطی) حدیث نمبر 39353' کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 157' الکامل (ابن عدی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 165' تاریخ الخلفاء (سیوطی) صفحہ نمبر 98)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے پہلی اذان دی اس میں اشھدان الا الٰہ الا اللہ کے بعد کہا ''حی علی الصلاۃ''۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ''اشھدان لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کے بعد ''اشھدان محمدا رسول اللہ'' کہو' پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ جس طرح عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو حکم دیا ہے ویسا ہی کرو (یعنی اشھد ان لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کے بعد اشھد ان محمدا رسول اللہ کو اذان کا حصہ بنالو)۔ (سبحان اللہ سبحان اللہ)۔

اگر آج موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو......

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِنُسْخَۃٍ مِّنَ التَّوْرَاۃِ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذِہٖ نُسْخَۃٌ مِّنَ التَّوْرَاۃِ . فَسَکَتَ . فَجَعَلَ یَقْرَأُ وَوَجْہُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَغَیَّرُ . فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ . ثَکِلَتْکَ الثَّوَاکِلُ ، اَمَا تَرٰی مَا بِوَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ؟ فَنَظَرَ عُمَرُ اِلٰی وَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ وَمِنْ غَضَبِ رَسُوْلِہٖ رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْبَدَا لَکُمْ مُوْسٰی فَاتَّبَعْتُمُوْہُ وَتَرَکْتُمُوْنِیْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِیْلِ ، وَلَوْ کَانَ حَیًّا وَّاَدْرَکَ نُبُوَّتِیْ لَاتَّبَعَنِیْ .

(سنن الدرامی جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 126 ، مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ صفحہ نمبر 32 ، مرقاۃ (ملاعلی قاری) شرح مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ، الکتاب عمر بن الخطاب (عبدالرحمٰن احمد البکری) صفحہ نمبر 54)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پاس تورات کا ایک نسخہ لے کر آئے اور عرض کیا: حضور یہ تورات کا نسخہ ہے۔ حضور ﷺ خاموش رہے، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھنا شروع کر دیا جب کہ حضور ﷺ کے چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر ہونے لگا ، چنانچہ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا: بچے گم کرنے والیاں تجھے گم کریں کیا تم حضور ﷺ کا چہرہ بدلتا نہیں دیکھ رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا تو فوراً کہا کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں۔ ہم اللہ تعالیٰ کے ربّ

ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور حضور ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں ، پس حضور ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر آج حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی آ جائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرو، تو تم یقیناً سیدھے راستہ سے گمراہ ہو جاؤ گے اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوں اور میری نبوت کو پالیں تو وہ بھی یقیناً میری ہی پیروی کریں گے۔

جب ہمارے آقا علیہ السلام کے علم پر اعتراض ہوئے

جب کچھ بد بخت لوگوں نے حضور ﷺ کے علم شریف پر اعتراض کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: لَا تَسْاَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا حَدَّثْتُکُمْ .

ترجمہ: قیامت تک کے لئے جو بھی سوال کرو گے میں تمہیں اس کا جواب دوں گا۔ کچھ لوگوں نے جوابات مانگے آپ ﷺ نے عطا فرمائے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے:

رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیًّا . نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ وَغَضَبِ رَسُوْلِہٖ ﷺ .

(مسند احمد جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 107 ، المعجم الاوسط (طبرانی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 129 ، ابن عساکر جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 20 ابن عساکر جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 47)

ترجمہ: ہم اللہ تعالیٰ کے ربّ ہونے ، اسلام کے دین ہونے ، حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے غضب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

☆......عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: یَا نَبِیَّ اللّٰہِ کَیْفَ تَصُوْمُ؟ قَالَ فَغَضِبَ النَّبِیُّ ﷺ فَلَمَّا رَاٰی ذٰلِکَ عُمَرُ قَالَ رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا . نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ

Scanned with CamScanner

وَغَضَبِ رَسُوْلِهٖ ﷺ وَجَعَلَ يُرَدِّدُهَا حَتّٰى سَكَنَ مِنْ غَضَبِ النَّبِيِّ ﷺ .

(صحیح مسلم کتاب الصیام باب استحباب ثلاثة ایام من کل شهر الخ' صحیح ابن حبان جلد نمبر 4صفحه نمبر 186' سنن کبریٰ بیهقی جلد نمبر 4صفحه نمبر 286' شعب الایمان بیهقی جلد نمبر 3صفحه نمبر 387' جامع الاصول ابن ثیر جزری جلد نمبر 6حدیث نمبر 4481' مشکوٰة شریف صفحه نمبر 179' کتاب الصوم باب القضاء' مستخرج ابی عوانه کتاب مبدأ الصیام ذکر الاخبار الدالة علی حظر صوم الدهر و ابطال فضیلته' السنن الصغیر از بیهقی جلد نمبر 1 صفحه نمبر 375' الریاض النضره جلد نمبر 1 صفحه نمبر 279' ارواء الغلیل البانی جلد نمبر 4صفحه نمبر 10 المکتب الاسلامی بیروت ۔)

ترجمہ: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ایک شخص حضور ﷺ کے پاس آیا اور آ کر (بے ادبی سے) پوچھنے لگا آپ کے روزے کیسے ہوتے ہیں؟ حضور ﷺ کو اس پر ناراضگی ہوئی جیسے ہی حضور ﷺ کی طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر اٹھی تو انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا: ''ہم اللہ تعالیٰ کے ربّ ہونے' اسلام کے دین ہونے' حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے غضب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ کہتے رہے یہاں تک کہ حضور ﷺ کا غصہ ٹھنڈا پڑ گیا۔

(72)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آنسو

(46)واقعات

1 ...... ابی عمران نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گزر ایک راہب پر ہوا آپ وہاں ٹھہرے' لوگوں نے راہب سے پکار کر کہا یہ امیر المؤمنین تشریف فرما ہیں۔ وہ باہر نکل آیا اس میں کمزوری' لاغری' مجاہدات اور ترک دنیا کے آثار نمایاں تھے۔ اسے دیکھ کر حضرت رو دیے۔ لوگوں نے عرض کیا حضور یہ تو نصرانی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی جانتا ہوں کہ یہ نصرانی ہے مگر مجھے اس کے حال پر ترس آ گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً) بعض چہرے مشقت کو برداشت کئے ہوئے تھکے ہوئے نہایت گرم آگ میں جھونک دیے جائیں گے' اس کی محنت و مشقت کو دیکھ کر مجھے رونا آ گیا کہ یہ باوجود تحمل مشقت کے جہنم میں جائے گا۔ (بیہقی' کنز' ص 175)

2 ..... محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مسجد نبوی کو چلا' راستہ میں میں نے بعض حالات دیکھے تو مسجد میں داخل ہوتے ہوئے میں نے با آواز بلند اللہ اکبر کہا اور یہ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ کہا ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلوایا اور پوچھا تم نے بلند آواز سے اللہ اکبر کیوں کہا اور یہ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ کہا۔ محمد بن مسلمہ نے کہا: اے امیر المؤمنین! میں گھر سے مسجد کے ارادہ سے چلا میرے سامنے سے فلاں بن فلاں قریشی گزرا وہ ایک جوڑے میں ملبوس تھا میں نے اس سے پوچھا یہ کس نے پہنایا؟ اس نے کہا امیر المؤمنین نے پھر میں آگے چلا ایک اور قریشی کا گزر ہوا وہ بھی

Scanned with CamScanner

ایک جوڑے میں ملبوس تھا میں نے اس سے پوچھا یہ کس نے پہنایا؟ اس نے کہا: امیر المؤمنین نے، پھر میں آگے چلا ایک انصاری کا گزر ہوا وہ بھی ایک جوڑے میں ملبوس تھا لیکن یہ پہلے دونوں جوڑوں سے کم قیمت تھا، میں نے اس سے پوچھا یہ کس نے پہنایا؟ اس نے کہا امیر المؤمنین نے اس کے بعد محمد بن مسلمہ نے فرمایا: بے شک رسول اللہ ﷺ نے سچ کہا، اے جماعت انصار تم میرے بعد اپنے اوپر ترجیح دیکھو گے اور میں اے امیر المؤمنین یہ باپ پسند نہیں کرتا کہ آپ کے زمانہ میں ایسا ہو، راوی کہتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت عمرؓ رو پڑے اور فرمایا: اللہ میری مغفرت کرے میں دوبارہ ایسا نہ کروں گا، چنانچہ اس قصہ کے بعد کسی انصاری پر کسی قریشی کو فضیلت دیا جانا حضرت عمرؓ کے زمانہ میں نہ دیکھا گیا۔ (کنز ج2 ص329)

بابرکت ہستیاں

حضرت عمرؓ حضرت ابو درداءؓ کے پاس داخل ہوئے تو دروازے پر کنڈی نہ تھی اور گھر میں چراغ نہ تھا، نہ بستر عمدہ نہ تکیہ عمدہ یہ سب کچھ دیکھ کر حضرت عمرؓ نے فرمایا: اے ابو دردا! کیا میں نے تم پر وسعت نہیں کر رکھی؟ حضرت ابو درداؓ نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین کیا تم کو وہ حیثیت یاد نہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: تھا لیکن بلاغ احد کم من الدنیا کراکب دنیا سے تم میں سے ہر ایک کے لئے گزر اوقات اتنی چاہئے جیسے کہ سواری کی زاد راہ ہوتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: بے شک آپ ﷺ نے ایسا ہی فرمایا۔ ابو دردا نے عرض کیا ہم نے کیا کیا؟ راوی کہتے ہیں کہ ان دونوں نے اس کے بعد رونا شروع کر دیا اور روتے روتے صبح کر دی۔ (کنز ج7 ص77)

4.....حضرت ابو موسیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ نے شام میں طاعون سنا تو ایک خط ابو عبیدہ بن الجراحؓ کو لکھا کہ میں تمہارے بغیر گزارہ نہیں کر سکتا تم میرے خط کو پڑھ کر فوراً میرے پاس پہنچو۔ ابو عبیدہؓ نے جواب لکھا کہ میں امیر المؤمنین کی ضرورت کو سمجھ گیا ہوں ان کا ارادہ ہے کہ اس کو باقی رکھیں جو باقی رہنے والا نہیں اور میں مسلمانوں کے لشکر میں ہوں اپنے کو ان پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ آپ مجھے

یہاں رہنے کی اجازت دیجیے جب اس خط کو حضرت عمرؓ نے پڑھا تو روئے اور ان کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے جو لوگ پاس تھے انہوں نے عرض کیا کیا ابو عبیدہؓ کا انتقال ہو گیا؟ فرمایا گویا کہ قریب ہے۔ (کنز ج2 ص324)

☆.....حضرت اسلمؓ فرماتے ہیں: ایک رات حضرت عمرؓ گشت کر رہے تھے کہ ان کا گزر ایک خیمہ پر ہوا اس سے بچوں کے رونے کی آوازیں آ رہی تھیں اور ایک ہانڈی آگ پر تھی حضرت عمرؓ نے پوچھا اے اللہ کی بندی یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟ اس نے کہا بھوک سے پوچھا: ہانڈی میں کیا ہے؟ اس نے کہا پانی ہے تاکہ ان کو اطمینان ہو جائے۔ عمرؓ کا اور میرا فیصلہ کل خدائے تعالیٰ کے ہاں ہوگا وہ ہمارے حال کی خبر نہیں لیتے یہ سن کر حضرت عمرؓ روئے اور بیت المال سے کچھ سامان لا کر ان کو دیا اور کھلایا تا آنکہ وہ بچے سیر ہو کر ہنسنے لگے۔ (طبری ج5 ص20)

بے مثال لوگ

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ تاجروں کا ایک قافلہ آیا جو عیدگاہ کے قریب ٹھہرا رات کو حضرت عمر اور عبد الرحمٰن بن عوفؓ ان کا پہرہ دیتے رہے اور گشت کرتے رہتے۔ حضرت عمرؓ نے ایک بچہ کے رونے کی آواز سنی تو اس طرف متوجہ ہوئے اور اس کی ماں سے کہا اللہ سے ڈر بچے سے اچھا سلوک کر پھر لوٹ گئے۔ تھوڑی دیر میں پھر اسی بچہ کے رونے کی آواز سنی تو اس کی ماں سے کہا اس سے اچھا سلوک کر، پھر لوٹ آئے رات کے آخری حصے میں پھر بچے کے رونے کی آواز سنی تو متوجہ ہوئے اور فرمایا تیرا ناس ہو میرا خیال یہ ہے کہ تو بہت بری ماں ہے کیا میں نے تجھے بار بار متوجہ نہیں کیا، اس عورت نے کہا اے اللہ کے بندے! تو نے مجھے آج ساری رات بڑی ڈانٹ پلائی میں بچہ کو دودھ چھڑانے پر پھسلا رہی ہوں اور یہ مانتا نہیں، پوچھا کیوں، کس لئے؟ عورت نے کہا! اس لئے کہ عمرؓ دودھ پیتے بچوں کا وظیفہ نہیں دیتے، پھر لوٹ آئے اور آ کر فجر کی نماز اس حال میں پڑھائی کہ حضرت عمرؓ کے رونے کی وجہ سے ان کے قرأت لوگوں کو سمجھ میں نہیں آ رہی تھی جب سلام پھیرا تو فرمایا ہائے عمر کی خرابی کہ مسلمانوں کے کتنے بچے مار

Scanned with CamScanner

ڈالے پھر ایک منادی کو حکم دیا جس نے یہ نداء کی کہ لوگ اپنے بچوں کا دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کریں میں نے جتنے بچے اسلام میں پیدا ہوں گے سب کا وظیفہ مقرر کر دیا اور اطراف عالم میں بھی یہ بات لکھ بھیجی۔ (اخرجہ ابن سعد ج3 ص217 کذا فی الکنز ج2 ص317)

☆...... حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ ابوبکر ؓ نے مجھ سے کہا: میں جب سے مسلمانوں کے امر کا والی ہوا ہوں' ان کا ایک دینار اور ایک درہم بھی نہیں کھایا' ہاں ہم نے ان کے موٹے آٹے سے اپنا پیٹ بھرا ہے اور ان کے موٹے کپڑے سے اپنی پیٹھ چھپائی ہے۔ میرے پاس مسلمانوں کے مال غنیمت میں سے نہ تھوڑا ہے اور نہ زیادہ سوائے حبشی غلام کے اور پانی لانے والے اونٹ کے اور سوائے اس پرانی چادر کے جب میں مر جاؤں تو ان کو حضرت عمر ؓ کے حوالہ کر دینا اور ان سے برات چاہ لینا' چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ نے ایسا ہی کیا جب قاصد عمر ؓ کے پاس پہنچا' حضرت عمر ؓ یہاں تک روئے کہ ان کے آنسو زمین پر بہنے لگے اور فرمایا اللہ ابوبکر ؓ پر رحم کرے انہوں نے اپنے بعد والوں کو مشقت میں ڈال دیا۔

(بیہقی ج6 ص353 وابن سعد ج3 ص139)

باکمال شخصیات

حضرت ابوسنان ؓ فرماتے ہیں: میں اور مہاجرین ؓ کی ایک جماعت حضرت عمر ؓ کے پاس موجود تھی آپ نے ایک برتن منگوایا جو عراق کے قلعوں سے لایا گیا تھا اس کی انگوٹھی وغیرہ بھی تھی اس کو ایک بچے نے اپنے منہ میں ڈال لیا۔ حضرت عمر ؓ نے اس کے منہ سے نکال کر رونا شروع کر دیا' اہل مجلس میں سے کسی نے عرض کیا آپ کیوں روتے ہیں؟ اللہ پاک نے آپ کو دشمن پر فتح دی آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ اس پر حضرت عمر ؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جب کسی قوم پر دنیا فتح کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت تک ان میں عداوت اور بغض ڈال دیتا ہے' میں اسی سے ڈر رہا ہوں۔ (اخرجہ احمد والبزار وابو یعلی کذا فی الترغیب ج5 ص144)

☆...... حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر ؓ نے

آدمی بھیج کر بلوایا جب میں ان کے دروازے پر پہنچا تو میں نے ان کے رونے کی آواز سنی تو میں نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ امیر المؤمنین کو ضرور کوئی حادثہ پیش آیا ہے میں اندر داخل ہوا تو میں نے حضرت عمر ؓ کے دونوں شانوں کو پکڑ کر عرض کیا۔ اے امیر المؤمنین کوئی خطرہ کی بات نہیں حضرت عمر ؓ نے فرمایا: کیوں نہیں بڑا سخت خطرہ ہے پھر میرا ہاتھ پکڑ کر ایک کوٹھڑی میں داخل کیا اس میں بڑے بڑے گٹھڑ ایک دوسرے کے اوپر رکھے تھے حضرت عمر ؓ نے فرمایا: اب آل خطاب اللہ کے نزدیک ذلیل ہو گئی اگر اللہ پاک چاہتا تو یہ مال میرے دونوں صاحب یعنی نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر ؓ کو دے دیتا اور وہ میرے لئے اس میں کوئی طریقہ مقرر کر جاتے۔ میں ان کی پیروی کرتا میں نے عرض کیا ہم بیٹھ کر مشورہ کر لیں گے پھر ہم نے امہات المؤمنین ؓ کے لئے چار ہزار مہاجرین کے لئے چار ہزار اور باقی لوگوں کے لئے دو ہزار مقرر کئے اور سب مال تقسیم کر دیا۔ (کنز ج2 ص317)

لاجواب ساتھی

ابن محصن ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر ؓ سے کہا: آپ حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے بہتر ہیں۔ حضرت عمر ؓ یہ سن کر رو دیے اور فرمایا: ایک رات ابوبکر ؓ کی اور ایک دن ابوبکر ؓ کا عمر کی تمام زندگی سے بہتر ہے۔ رات وہ ہے جب آپ ﷺ نے ہجرت کی اور حضرت ابوبکر ؓ آپ کے ساتھ تھے اور دن وہ جب آپ ﷺ نے وفات پائی امت پریشان تھی قبائل مرتد ہو چکے تھے انہوں نے ان کو سنبھالا۔

(بیہقی فی الدلائل)

☆...... حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر ؓ نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ چٹائی پر تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ پر صرف ایک لنگی تھی اور چٹائی کے نشانات آپ ﷺ کے پہلو پر نمایاں تھے یہ دیکھ کر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عمر ؓ کیوں روتے ہو؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہ روؤں؟ حالانکہ آپ ﷺ کا سارا اثاثہ

Scanned with CamScanner

میرے سامنے ہے یہ قیصر و کسریٰ والے باغات اور نہروں میں ہوں' آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ ہمارے لئے آخرت ہوگی اور ان کے لئے دنیا ہے۔ (رواہ احمد)

☆......صحابہ کرام علیہم الرضوان نے مشورہ دیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی جائے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں قیصر و کسریٰ فتح کئے آپ کے پاس عرب و عجم سے وفود آتے ہیں اور آپ یہ جبہ جس پر بارہ پیوند لگے ہوئے ہیں' پہنتے ہیں اگر اس کی جگہ جبہ بدل لو تو بہتر ہوگا اور صبح و شام عمدہ کھانا کھاؤ تاکہ مہمان بھی کھائیں لیکن کسی کی جرأت نہ ہو سکتی ہے کہ عرض کرے سب نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو وکیل بنایا۔ انہوں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین اللہ نے آپ کے ہاتھوں قیصر و کسریٰ فتح کئے اور عرب و عجم کے وفد آتے ہیں اور آپ پر یہ بارہ پیوند والا موٹا جبہ ہے اگر آپ یہ جبہ کسی نرم کپڑے کا بنالیں جس سے آپ بارعب معلوم ہوں اور صبح و شام اچھا کھانا خود بھی کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھلاؤ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت روئے (یعنی آنسو بہنے لگے) اور پھر فرمایا تم ہی بتاؤ حضور ﷺ نے کبھی گندم کے آٹے کی روٹی سے پیٹ بھرا یا وہ نرم بستر پر سوئے' یا آپ ﷺ نے اچھا لباس پہنا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نہیں۔ بس میں تو اپنے دونوں ساتھیوں کے نقش قدم پر چلوں گا خدا کی قسم اگر مجھے معلوم ہو جاتا تمہیں کس نے بھیجا ہے تو میں ان کے چہرے بگاڑ دیتا۔ (ابن عساکر کذانی الکنز ج 4 ص 408)

☆......حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم سے بیان کیا گیا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملک شام تشریف لے گئے تو ان کے لئے ایسا کھانا تیار کیا گیا تھا کہ اس جیسا انہوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا' فرمایا یہ ہمارے لئے ہے؟ ان فقرا مسلمین کے لئے جو وفات پا گئے کیا تھا؟ جو کہ روٹی سے پیٹ نہ بھر سکتے تھے حضرت عمرو بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا ان کے لئے جنت ہے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا ہمارا حصہ اس متاع دنیا سے ہے اور وہ لوگ جنت لے گئے تو یہ ہمارے اور ان کے درمیان بہت بڑا فاصلہ ہو گیا۔ (الکنز ج 4 ص 406)

Scanned with CamScanner

فقید المثال حکمران

حضرت زد بن سلیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک رات پہرہ دے رہے تھے ایک گھر میں چراغ جلتا نظر آیا آپ رضی اللہ عنہ اس طرف متوجہ ہوئے وہاں ایک بڑھیا اپنی اون کاتتے ہوئے یہ اشعار کہہ رہی تھی:

ترجمہ:۔ 1......حضرت محمد ﷺ پر بھلے لوگوں کا درود ہو۔ آپ ﷺ پر چیدہ چیدہ بھلے لوگ درود بھیجتے ہیں۔

2......آپ ﷺ رات کو عبادت کرنے والے اور اوقات صبح میں گریہ وزاری کرنے والے تھے اور موت کے لئے مختلف طریقے ہیں۔ اے کاش! میں جان لیتی کہ مجھے اور میرے حبیب ﷺ کو کیا کوئی جمع کرے گا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ کر رونے لگے اور برابر روتے رہے (یعنی آنسو بہاتے رہے) پھر بڑھیا کے درواز پر دستک دی بڑھیا نے کہا کون؟ آپ نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ اس نے کہا مجھے عمر سے کیا واسطہ؟ اس کو ایسے وقت میں کون سی چیز لائی پھر دروازہ کھولا اندر تشریف لے گئے اور پھر اس سے یہ شعر سنے جب وہ آخری شعر پر پہنچی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اس دعا میں مجھے بھی شامل کر لے۔ اس نے کہا وعمر غفر لہ یا غفار عمر کی بھی مغفرت کر' اے مغفرت کرنے والے پھر آپ لوٹ آئے۔ (اخرج ابن مبارک وابن عساکر کذانی الکنز' ج 4 ص 271)

☆......حضرت عبید بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز پڑھائی اور سورۃ یوسف شروع کی جب آیت وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ پر پہنچے تو روئے اور شدت خوف سے رک گئے اور رکوع کر دیا حضرت عبداللہ بن شداد بن ہاد فرماتے ہیں: میں صبح کی نماز میں آخری صف میں تھا۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی درد بھری آواز سنی جب آیت اِنَّمَا اَشْكُوْ پر پہنچے تو آواز رک گئی۔
(کنز ج 4 ص 401 وعبدالرزاق وسعید بن منصور والبیہقی وابن ابی شیبہ)

☆......حضرت ہشام بن حسن رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گلا یہ آیت پڑھتے پڑھتے گھٹ جاتا اور روتے روتے گر پڑتے' پھر اپنے گھر پڑے رہتے لوگ

ان کو مریض خیال کر کے عیادت کرتے۔ (ابونعیم ج 1 ص 51)

گناہ گار کی اصلاح

حدی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک روز نکلے آپ کے ساتھ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے' ایک گھر میں روشنی دیکھی اس گھر میں داخل ہوئے وہاں ایک بڈھا تھا اس کے سامنے شراب تھی اور گانے والی باندی گانا گا رہی تھی آپ نے فرمایا: اس رات سے برا منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ ایک ایسے بڈھے سے جو اپنی موت کا منتظر ہے؟ اس نے سر اٹھایا اور کہا: بے شک اے امیر المومنین لیکن جو کچھ آپ نے کیا وہ اس سے کہیں زیادہ برا ہے آپ نے تجسس کیا اور تجسس سے منع کیا گیا ہے اور آپ بغیر اجازت گھر میں داخل ہوئے یہ بھی منع ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے سچ کہا پھر عمر رضی اللہ عنہ اپنا کپڑا دانت سے پکڑ کر روتے ہوئے واپس چلے گئے اور کہہ رہے تھے اے عمر تجھے تیری ماں گم کرے اگر تیرا رب تیری مغفرت نہ کرے۔ اس کے بعد وہ بڈھا عرصہ تک خوف کی وجہ سے آپ کی مجلس میں نہ آیا۔ ایک روز چھپا ہوا آخری صف میں بیٹھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بلوایا وہ دوڑتا ہوا آیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: کان میرے قریب کرو اس نے کان آپ کے منہ کے قریب کر دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا رسول بنایا میں نے آپ کا فعل آج تک کسی کو نہیں بتلایا اور نہ ہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو جو میرے ساتھ تھے' اس بڈھے نے کہا آپ بھی اپنا کان میرے قریب کریں آپ نے کان قریب کیا اس نے کہا خدا کی قسم میں نے بھی وہ کام دوبارہ نہیں کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر زور سے اللہ اکبر کہا۔ (اخرجہ ابوالشیخ کذا فی الکنز ج 2 ص 141)

گورنر کو حکم نامہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر حج میں تھے ایک شخص آیا اور رو دیا۔ آپ نے فرمایا: کیوں روتے ہو؟ اگر تم مقروض ہو' میں

تمہاری اعانت کرتا ہوں اگر تجھے کسی کا خوف ہے تو میں امن دوں گا۔ اس نے کہا نہیں بلکہ میں نے شراب پی تھی اس پر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے مجھے کوڑے لگائے۔ میرا سر منڈایا اور میرا چہرہ کالا کیا اور لوگوں میں پھرایا اور اعلان کیا کہ اس کے ساتھ نہ کوئی بیٹھے اور نہ کوئی کھائے۔ اس اعلان کے بعد میرے دل میں تین باتیں آئیں۔

1- یہ کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دوں۔

2- یا میں آپ کے پاس آ جاؤں آپ مجھے شام منتقل کر دیں۔

3- یا دشمنوں سے مل جاؤں ان کے ساتھ کھاؤں اور پیوں۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو دیے (یعنی آنسو جاری ہو گئے) اور ایک خط ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے نام لکھا کہ مجھے فلاں بن فلاں نے اس اس طرح بیان کیا ہے خدا کی قسم! اگر تم نے دوبارہ ایسا کیا تو میں تمہارا چہرہ کالا کر کے لوگوں میں پھراؤں گا۔ اب اگر تم میری بات کو حق جانتے ہو تو اپنے ارادہ سے باز آ جاؤ اور لوگوں کو حکم دو کہ اس کے ساتھ کھائیں اور اس کے ساتھ بیٹھیں اگر اس نے توبہ کر لی تو اس کی گواہی بھی قبول کرو۔ (اخرجہ البیہقی کذا فی الکنز ج 3 ص 107)

حضرت علی اور امام حسن کی گواہی

حضرت ابومطر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس داخل ہوا جب کہ انہیں ابولولوٴ نے خنجر مارا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: اے امیر المومنین آپ کو کس چیز نے رلایا؟ فرمایا آسمانی خبر نے رلایا نہ جانے جنت کی طرف لے جایا جاؤں گا یا جہنم کی طرف' میں نے ان سے کہا آپ جنت کی بشارت حاصل کیجئے' اس لئے کہ میں نے بے شمار مرتبہ (حضور علیہ السلام کو) یہ کہتے ہوئے سنا کہ جنت کے ادھیڑ عمروں کے سردار ابوبکر و عمر ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ تم میرے لئے جنت کے گواہ ہو فرمایا ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے حسن رضی اللہ عنہ تو اپنے باپ پر گواہ ہو جا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: عمر جنتی ہے۔ (ابن عساکر کذا فی الکنز ج 4 ص 438)

Scanned with CamScanner

ہمدردیٔ امت

مالک الدار کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگوں کو قحط لگا ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس آ کر کہا: اے اللہ کے نبی! اپنی امت کے لئے اللہ سے بارش طلب کیجئے۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہلاک ہوئی جا رہی ہے۔ اس شخص کے خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جا اور انہیں میرا اسلام کہہ اور ان کو خبر دے کہ لوگ بارش طلب کر رہے ہیں اور ان سے کہہ کہ دانائی کو لازم پکڑ' دانائی کو لازم پکڑ' چنانچہ اس شخص نے آپ کو اطلاع دی۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور پھر فرمایا: اے میرے رب میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا مگر یہ کہ میں اس سے عاجز آ جاؤ۔ (بیہقی فی الدلائل کذانی الکنز ج 4 ص 289)

☆......سائب بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قحط کے زمانہ میں جب عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ صبح کے وقت معمولی کپڑے پہنے ہوئے تفرّع کر رہے ہیں اور استغفار کر رہے تھے اور آپ کی آواز بلند ہو رہی تھی اور آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو دونوں رخساروں پر بہہ رہے تھے۔ (اخرجہ ابن سعد ج 3 ص 321)

☆......مولیٰ ابو سعید کہتے ہیں کہ ہم مسجد میں جمع تھے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ سب نے باری باری دعا کروائی اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا مانگنی شروع کی تو قوم میں کوئی بھی ان سے زیادہ رونے والا اور آنسو بہانے والا نہ تھا۔

(اخرجہ ابن سعد ج 3 ص 294)

☆......ایک موقع پر حضرت حاطب بن ابی بلبعہ رضی اللہ عنہ نے ایک خط اہل مکہ کے نام لکھا' جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو صحابہ بھیج کر پکڑ والیا جب خط کھولا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے اللہ سے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منافقت کی مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑا دوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ یہ بدری صحابی ہے' اہل بدر کا امتحان اللہ تعالیٰ نے خود لینا ہے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ روئے اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ (تفصیل آگے آ رہی ہے) (بخاری ج 2 ص 567)

جس کے گورنر ایسے ہوں

حضرت شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حمص تشریف لائے تو انہوں نے حکم دیا کہ اس شہر کے غریبوں کے نام لکھ کر پیش کرو۔ جب فقرا کے نام لکھ کر پیش کئے گئے تو ان میں حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کا نام بھی تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تمہارا گورنر غریب ہے لوگوں نے کہا ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تعجب سے کہا: تمہارا گورنر کیسے غریب ہے اس کا ماہانہ وظیفہ اس کے ہدیے کہاں جاتے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: ہمارے گورنر کچھ نہیں لیتے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے پھر ایک ہزار دینا ان کے پاس ارسال کئے جب حضرت سعید نے ان کو دیکھا تو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا ان کی بیوی نے یہ سن کر پوچھا کیا امیر المؤمنین کی طرف سے آپ کو کوئی تکلیف پہنچی ہے؟ انہوں نے فرمایا: اس سے بھی بڑی بات ہے اس نے عرض کیا کیا کوئی علامت قیامت ظاہر ہوئی ہے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں بلکہ اس سے بھی بڑی بات ہے پھر پوچھا کیا بات ہے؟ فرمایا دنیا میرے پاس مجھے فتنہ میں ڈالنے آئی ہے۔ (یہ واقعہ ذرا تفصیل سے آگے بھی آ رہا ہے۔) (اسد الغابہ ج 3 ص 312)

☆......روایت ہے جب حضرت آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیوں روتے ہو۔ عرض کیا دین کے مکمل ہونے پر کیونکہ جب کوئی چیز مکمل ہو جائے تو اس میں نقصان آنا شروع ہو جاتا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے سچ کہا۔ (تفسیر ابو السعود عن درۃ الناصحین ج 1 ص 3)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے ایک روز خواب میں جنت کی سیر کی تو میں نے ایک عورت کو ایک محل کے قریب وضو کرتے دیکھا تو میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ اس نے کہا (عمر کا) میں نے داخل ہونے کا ارادہ کیا' لیکن تمہاری غیرت یاد آ گئی' اس لئے میں واپس لوٹ آیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور پھر عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے کیا غیرت میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان

Scanned with CamScanner

ہوں۔ (رواہ ابن ماجہ 5 ص 11)

فکر آخرت میں درجہ

قسامہ بن زہیر کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی حضرت عمر ؓ کے پاس آیا اور چند اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

1...... اے عمر بھلائی کا بدلا جنت ہے۔

2...... تو میری بیٹیوں کے لئے سامان تیار کر اور ان کو لباس پہنا۔

3...... میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تو ضرور بالضرور یہ کرے گا۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: اگر میں یہ نہ کروں تو پھر؟ اس نے کہا:

1...... میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تو ضرور وہ کام کرے گا۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: اگر میں یہ کر دوں اے دیہاتی پھر کیا ہوگا؟

2...... اس نے کہا قسم ہے خدا کی تجھ سے ضرور مال کے بارے میں سوال ہوگا۔

3...... بلکہ تجھ سے بہت سے سوالات ہوں گے۔

4...... اور تو میری بیٹیوں کے درمیان کھڑا کیا جائے گا اور سوال کیا جائے گا۔

5...... پھر فیصلہ ہو یا جنت کا یا جہنم کا قسامہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت عمر ؓ رو دیے یہاں تک کہ ان کے آنسوؤں سے ان کی داڑھی مبارک تر ہوگئی' پھر فرمایا اے غلام میری یہ قمیص اس دن کے لئے دے دے (جس سے یہ ڈرا رہا ہے) نہ اس کے اشعار کی وجہ سے خدا کی قسم میں اس قمیص کے علاوہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔ (اسد الغابہ ج 4 ص)

☆...... ایک مرتبہ حضرت عمر ؓ نے بیت المال کے امیر سے چار درہم ایک ماہ کی مدت کے لئے قرض مانگا تو خزانچی نے یہ کہہ کر جواب دے دیا کہ نا معلوم ایک ماہ زندہ رہو گے یا نہیں اگر اس سے پہلے فوت ہو گئے تو قرض ذمہ رہ جائے گا یہ سن کر حضرت عمر ؓ رو دیے اور فرمایا: ہاں مجھے اپنی زندگی کی ایک ساعت پر بھی بھروسہ نہیں۔

(درۃ الناصحین ج 1 ص 279)

کیا آج پوری دنیا میں کوئی ایسا حکمران ہے

حضرت اسلم ؓ کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر ؓ رات کو گشت کیا کرتے تھے اچانک آپ کا گزر ایک عورت پر ہوا جو اپنے گھر کے اندر تھی اور اس عورت کے اردگرد چھوٹے چھوٹے بچے رو رہے تھے' ایک ہانڈی آگ پر چڑھی ہوئی تھی جس کو اس عورت نے پانی سے بھر دیا تھا۔ حضرت عمر ؓ دروازے سے قریب ہوئے اور پوچھا اے اللہ کی بندی! یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟ عورت نے کہا یہ بھوک سے رو رہے ہیں۔ آپ نے پوچھا یہ ہانڈی آگ پر کیسے چڑھی ہوئی ہے؟ اس عورت نے کہا دیکھ لیجئے' اس میں پانی ہے یہ میں نے ان کی تسلی کے لئے کیا ہے تا کہ یہ سو جائیں اور انہیں وہم دلایا ہے کہ اس میں کچھ ہے' یہ سن کر حضرت عمر ؓ رو دیے اور اس کے بعد بیت المال تشریف لائے اور ایک گون اٹھائی اس میں آٹا' چربی' گھی' کھجور' کپڑا اور درہم رکھے جب وہ گون پر ہو گئی تو مجھ سے کہا: اے اسلم! مجھ پر یہ بوری لاد دے' میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین ؓ! میں آپ کی جانب سے اٹھا کر چلوں' آپ نے مجھ سے کہا: اے اسلم! تیری ماں مرے۔ میں ہی اس کو لاد کر لے چلوں گا' اس لئے کہ آخرت میں مجھ سے ان کے بارے میں سوال کیا جائے گا' چنانچہ اس بوری کو اپنی پشت پر لادا اور اس عورت کے گھر لائے' ہانڈی لی اس میں آٹا اور تھوڑی سی چربی اور کھجوریں ڈالیں اور اپنے ہاتھ سے اسے چلاتے رہے اور ہانڈی کے نیچے پھونک لگاتے رہے' میں نے دیکھا کہ دھواں آپ کی ڈاڑھی کے درمیان سے نکل رہا تھا' یہاں تک کہ ان بچوں کا پیٹ بھر گیا پھر وہاں سے نکلے اور ان کے مکان کے سامنے گھٹنے کے بل بیٹھ گئے جیسا کہ کوئی درندہ بیٹھتا ہے۔ مجھے آپ سے بات کرتے ہوئے ڈر محسوس ہوا۔ آپ اسی طرح بیٹھے رہے۔ یہاں تک کہ بچے کھیلنے لگے اور ہنسے' پھر آپ کھڑے ہوئے اور مجھ سے کہا: اے اسلم! تجھے پتہ ہے کہ میں کس لئے ان کے گھر کے دروازہ پر بیٹھا؟ اس نے کہا نہیں' آپ نے فرمایا: میں نے ان کو دیکھا تھا کہ وہ رو رہے تھے' میں نے مکروہ سمجھا کہ میں انہیں چھوڑ کر چلا جاؤں۔ جب تک میں انہیں ہنستا ہوا نہ دیکھ لوں جب میں نے انہیں ہنستا ہوا دیکھا لیا تو میری جان

Scanned with CamScanner

میں جان آئی ہے۔ بدایہ کی روایت میں حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے اس طرح ہے کہ حضرت اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک رات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حرہ اور اقم نامی ٹیلے کی طرف نکلا یہاں تک کہ جب ہم موضع صرار پر پہنچے (یہ مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے) ہم نے ایک آگ جلتی ہوئی دیکھی آپ نے فرمایا: اے اسلم! یہاں کوئی سواروں کی جماعت ہے رات کی وجہ سے یہاں ٹھہر گئے ہیں تو ہمارے ساتھ ان کے پاس چل! چنانچہ ہم ان لوگوں کے پاس پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ ایک عورت ہے اور اس کے ساتھ چند چھوٹے بچے ہیں اس کے بعد وہی قصہ بیان کیا۔

30...... شہر بن شب سے مروی ہے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ حمص (شہر) میں تشریف لائے تو حکم فرمایا: انہیں (شہر کے) فقراء کی فہرست لکھ دی جائے۔ جب وہ فہرست حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچائی گئی تو اس میں سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کا نام تھا فرمایا: یہ سعید بن عامر کون ہے؟

(حاضرین نے) کہا ہمارے (شہر کے) امیر فرمایا تمہارے امیر فقیر ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کو تعجب ہوا فرمایا: کیسے تمہارا امیر فقیر ہے؟ اس کے تحائف کہاں ہیں، اس کی پونجی کہا ہے؟ انہوں نے کہا: اے امیر المومنین ہمارا امیر (لوگوں سے) ہدیے قبول نہیں کرتا۔ راوی نے کہا امیر المؤمنین عمر بن خطاب رو پڑے پھر ایک ہزار دینار کی ایک تھلی ان کی طرف بھیجی اور فرمایا انہیں میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا کہ یہ امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھیجی ہے آپ اسے اپنی ضرورت میں خرچ کرنا۔ راوی کہتا ہے قاصد اس تھیلی کو حمص کے گورنر سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا۔ انہوں نے جو دیکھا تو وہ: ینار تھے، اللہ پڑھنے لگے ان کی بیوی نے کہا امیر المؤمنین کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچی ہے؟ فرمایا اس سے بھی بڑی بات ہے اس نے کہا کوئی قیامت کی علامت ظاہر ہوئی ہے؟

فرمایا: اس سے بھی بڑی بات ہے پھر کیا ہوا ہے؟ فرمایا: دنیا مجھے فتنے میں ڈالنے کے لئے آئی ہے۔ بیوی نے کہا آپ (مالک ہیں) جہاں چاہیں خرچ کر ڈالیں۔ انہوں

نے کہا تیرے پاس کوئی مددگار ہے؟ اس نے کہا ہاں (انہوں نے کہا) دنیا آگ ہے اور اس میں چنگاریاں ہیں، پھر اس کو راستے میں انڈیل دیا، اور نماز میں مشغول ہو گئے پھر صبح کو وہ سارا مال ایک لشکر کی تیاری میں خرچ کر دیا ان کی بیوی نے عرض کیا اگر آپ کچھ مال روک لیتے تو اپنی ضرورت میں خرچ کرتے انہوں نے کہا: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اگر جنت کی عورت دنیا میں جھانکے تو ساری زمین اس کی خوشبو سے بھر جائے، خدا کی قسم میں ان کے مقابلے میں کسی اور عورت کو پسند نہیں کرتا۔

(رواہ ابن الاثیر فی اسد الغابہ ج 331/2)

اہل بدر کا مقام اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کردار

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور ابو مرثد اور زبیر کو بھیجا ہم سب گھڑ سوار تھے فرمایا تم چلو یہاں تک کہ روضۂ خاخ (ایک جگہ کا نام ہے) پہنچو وہاں ایک مشرکہ عورت ہوگی اس کے پاس حاطب کی طرف سے مشرکین مکہ کی طرف لکھا ہوا خط ہے (وہ وصول کرلو) ہم نے اس کو وہاں پالیا کہ وہ اونٹ پر سوار جارہی تھی جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ ہم نے خط کا مطالبہ کیا اس نے کہا میرے پاس تو کوئی خط نہیں۔ ہم نے اس کے اونٹ کو بٹھایا اور تلاشی لی لیکن ہمیں خط نہ ملا ہم نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ نہیں بولا ہم تجھ سے ضرور خط نکالیں گے ورنہ تیرے کپڑے اتاریں گے جب اس نے ہماری سختی کو دیکھا تو اس نے بالوں کی مینڈھیوں سے خط نکال دیا۔

ہم اس خط کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس (حاطب رضی اللہ عنہ) نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خیانت کی آپ مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑا دوں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت حاطب سے فرمایا) تجھے خط لکھنے پر کس چیز نے ابھارا؟ حاطب رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم مجھے کیا ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاؤں۔ میں نے یہ ارادہ کیا میرے اہل وعیال مکہ میں ہیں مشرکین کے نرغے میں وہ اس خط کی وجہ سے میرے اہل وعیال سے رعایت برتیں گے۔ اس لئے کہ میرا وہاں کوئی رشتہ دار

نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حاطب نے سچ کہا اسے بھلائی کی بات کے علاوہ کچھ نہ کہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور مومنین سے خیانت کی ہے مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن ماروں۔ فرمایا: یہ ایک بات ہے کیا وہ بدر یین میں سے نہیں؟ فرمایا بے شک اللہ ربّ العزت نے اہل بدر کا خود امتحان لیا ہے۔ بس فرمایا: اب جیسا عمل بھی کریں میں نے ان کے لئے جنت کو واجب کر دیا یعنی میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ (یہ سن کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں پرنم ہوئیں اور موتیوں جیسے آنسو آنکھوں سے ڈھلک پڑے اور یوں غم بھری آواز میں گویا ہوئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ (رواہ البخاری)

امیر المؤمنین کو بیت المال سے ایک ماہ کے لئے چار درہم کا قرض نہ ملا

ابن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ وہ مکتب سے واپس آ کر اپنے والد امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے رو پڑے انہوں نے پوچھا اے میرے بیٹے آپ کو کس نے رلایا؟ (ابن عمر نے) کہا مکتب میں بچے میرا مذاق اڑاتے ہیں میری قمیص میں پیوند لگے ہونے کی وجہ سے اور کہتے ہیں کہ ابن امیر المؤمنین کی طرف دیکھو اس کی قمیص میں پیوند لگے ہوئے ہیں اور (واقعی) ان کی قمیص میں چودہ پیوند لگے ہوئے تھے اور بعض پیوند تو چمڑے کے تھے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خزانچی کی طرف پیغام بھیجا کہ مجھے بیت المال سے چار درہم ایک ماہ تک کے لئے قرض دے دیں۔ جب مہینہ ختم ہو تو میرے مشاہرہ (وظیفے) سے کاٹ لینا جو وظیفہ میں بیت المال سے لیتا ہوں۔ خزانچی نے (جواباً) لکھا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ کیا آپ نے ایک ماہ زندگی کا یقین کر رکھا ہے۔ آپ موت سے مامون ہیں کہ میں ایک ماہ آئندہ کا ایک آپ کے لئے وظیفہ جاری کروں؟

اگر آپ دار فانی سے کوچ کر گئے تو آپ پر دراہم کا قرضہ ہوگا آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہوگا؟

جب عمر رضی اللہ عنہ نے خزانچی کے کلام کو سنا تو آبدیدہ ہو گئے اور آنکھوں نے بادلوں کی

طرح آنسو برسائے اور فرمایا اے میرے لخت جگر بیٹے واپس مکتب چلا جا میں اپنی روح کا ایک گھڑی بھی مالک نہیں۔ (درۃ الناصحین ج 279/1 عن مشکوٰۃ الانوار)

حالت کفر میں قرآن سن کر رونا

ابن اسحاق نے کہا اور یہ اہل مدینہ میں سے نئے نئے حدیث بیان کرنے والوں میں تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کے بارے میں روایت کرتے ہیں: اس نے کہا مجھ سے عبداللہ بن نجیح المکی نے کہا اس نے اپنے اساتذہ سے عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی روایت نقل کی۔ کہ عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں (ابتداءً) اسلام سے بہت دور تھا اور زمانۂ جاہلیت میں شراب نوشی کرتا تھا اور اس کو پسند کرتا اور ہماری ایک مجلس منعقد ہوتی تھی۔ آل عمران بن عمران المخزومی کے دور میں چند نوجوان قریشی وہاں جمع ہوتے۔ کہا ایک رات میں نکلا اپنے ہم نشینوں کی تلاش میں میں نے انہیں اسی جگہ پایا ان کے پاس آیا لیکن ان میں سے ایک غیر حاضر تھا فرمایا میں نے کہا شاید کہ مکہ میں وہ شراب فروخت کر رہا ہوگا میں اس کے پاس جاؤں تا کہ شراب پیوں فرماتے ہیں میں نکلا اس کی تلاش میں لیکن اسے نہ پایا۔

فرمایا پھر میں نے کہا کعبۃ اللہ کی طرف چلوں تا کہ طواف کروں سات یا ستر (راوی کو شک ہے) فرمایا مسجد حرام آیا طواف کے ارادے سے کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ (فداہ اَبی واُمی) کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور عادت مبارکہ تھی کہ جب کعبۃ اللہ میں نماز پڑھتے تو اس طرح سے کھڑے ہوتے کہ ملک شام آپ کے سامنے ہوتا اور کعبۃ اللہ اس سمت کی طرف حائل ہوتا اور آپ کی نماز پڑھنے کی جگہ دو رکنوں کے درمیان ہوتی رکن یمانی اور رکن اسود فرمایا میں نے (دل میں) کہا۔ جس وقت میں نے آپ ﷺ کو اس حال میں دیکھا اللہ کی قسم! اگر میں آج رات محمد ﷺ کی طرف کان لگاؤں تا کہ سنوں کہ آپ کیا کہتے ہیں۔ میں نے کہا اگر میں قریب ہو کر سنوں اچھے طریقے سے سن سکتا ہوں میں حجر اسود کی طرف سے آیا اور میں بیت اللہ کے غلاف میں داخل ہوا اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا چلا اور رسول اللہ ﷺ کھڑے نماز پڑھتے

Scanned with CamScanner

رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے جا کھڑا ہوا لیکن میرے اور آپ ﷺ کے درمیان کعبۃ اللہ کا غلاف حائل تھا۔

فرمایا جب میں نے قرآن سنا تو میرے دل میں رقت پیدا ہوئی اور میری آنکھیں ڈبڈبا گئیں اور آنسو چھلک پڑے اور میں بدستور اپنی جگہ کھڑا رہا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی نماز مکمل کی اور آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ دار ابن ابی حسین کی طرف سے نکلتے اور یہی آپ ﷺ کا راستہ ہوتا حتی کہ مسعیٰ سے گزر جاتے پھر دار عباس بن عبدالمطلب اور ابن ازھر کے گھر سے ہوتے ہوئے اخنس بن شریق کے گھر سے گزر کر اپنے گھر تشریف لے جاتے۔ (اخرجہ محب الطبری فی مناقب العشرۃ ج 280/1)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک کافر نے دیکھا تو مسلمان ہو گیا

اوزاعی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ وہ لوگوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے مدینہ سے باہر تشریف لے جاتے ایک مرتبہ (اسی غرض سے گئے) ظہر کی نماز مدینہ سے دور ایک درخت کے سائے میں پڑھی' پھر اپنا سر زمین پر رکھ دیا اور استراحت کے لئے سو گئے (اتنے میں) ایک کافر وہاں سے گزر ہوا اور آپ کے سر کے برابر آن کھڑا ہوا اور یوں گویا ہوا اے عمر رضی اللہ عنہ تو نے حکومت کی ذمہ داری کو احسن طریقے سے انجام دیا تو نے لوگوں سے انصاف کیا۔ (اس لئے) سکون کی نیند کر رہا ہے۔ جب عمر بیدار ہوئے تو وہ حاضر خدمت اور اسلام کی لازوال دولت سے سرفراز ہوا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ (یہ دیکھ کر خوشی سے رونے لگے اور) آنکھیں بھر آئیں اور (بے اختیار) رو دیے اور فرمایا ربّ ذوالجلال اگر تو نے عمر پر رحمت نہ کی تو عمر رضی اللہ عنہ ہلاک ہو جائے گا۔ (رواہ احمد الطبری فی مناقب العشر ج 193/1)

ڈھونڈھا تھا آسماں کے انہیں خاک چھان کے

ابو مسلم خولانی جب مدینہ منورہ واپس تشریف لائے یمن سے کہ اسود بن قیس نے نبوت کا دعویٰ کیا یمن میں تو اس نے ابو مسلم سے کہا کہ وہ اس کی جھوٹی نبوت کی گواہی

دے تو انہوں نے گواہی دینے سے انکار کیا اور پھر کہا: تو اس کی گواہی دیتا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں ابو مسلم نے فرمایا: ہاں۔ راوی کہتا ہے کہ اس نے حکم دیا کہ آگ بھڑکائی جائے پھر اس نے ابو مسلم کو اس آگ میں ڈال دیا لیکن آگ نے اس کو کچھ نقصان نہ دیا۔ تو اس نے پھر ملک بدر کر دینے کا حکم دیا چنانچہ وہ مدینہ تشریف لائے جب مسجد کے دروازے میں داخل ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارے ملک میں اسود کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور اس نے ایک آدمی کو آگ میں پھینکا تو اللہ نے اس کو نجات دی اس کو جانتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں خوب جانتا ہوں عمر نے یہ واقعہ سنا تھا اور اس کو دیکھا نہ تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہیں تم تو عبداللہ بن ثوب نہیں؟ (یہ ابو مسلم کا نام ہے) انہوں نے کہا ہاں میں ہی ہوں تو عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور معانقہ کیا اور فرمایا تمام تعریفیں اس ذات کے لئے مختص ہیں جس نے مجھے مرنے سے قبل محمد ﷺ کی امت میں ایسا آدمی دکھایا جو ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے مشابہت رکھتا ہے اور پھر آنسو بہا دیئے......!

☆......انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا: ایک رات امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ گشت کر رہے تھے کہ اچانک ایک دیہاتی کے پاس سے گزر ہوا جو خیمہ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ امیر المؤمنین اس کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے اور اس کے حالات معلوم کرنے لگے اور فرمایا کس وجہ سے تو نے ان شہروں کا رخ کیا؟

گفتگو جاری تھی کہ اچانک خیمہ کے اندر سے آواز آئی' پوچھا یہ کیسی آواز ہے؟ اس نے کہا: یہ عورت کا مسئلہ ہے کہ ایک عورت دردزہ میں مبتلا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے لوٹے اور فرمایا (اپنی بیوی سے) اے اُمّ کلثوم ایک نیک کام کے لئے تیار ہے؟ کہا کیوں نہیں فرمایا پھر کپڑے لے لو اور کچھ کھانے کا سامان میرے پیچھے چلی آؤ ایک عورت کا اس طرح کا مسئلہ ہے دونوں چل پڑے یہاں تک کہ اس خیمہ میں جا پہنچے۔

اس دیہاتی سے فرمایا: کیا اس عورت کو اندر جانے کی اجازت ہے کہ یہ اس کی

Scanned with CamScanner

غمخواری کرے گی اس نے اجازت دے دی۔ (ام کلثوم زوجہ امیر المؤمنین) اندر داخل ہوئیں اور تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ اندر سے آواز دی امیر المؤمنین اپنے ساتھی کو بچے کی پیدائش کی خوشخبری دے دیں جب اس دیہاتی نے امیر المؤمنین کا لفظ سنا تو سٹپٹایا اور ندامت کے ساتھ جلدی سے امیر المؤمنین کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گیا اور معذرت کرنے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حرج نہیں تجھ پہ کچھ الزام نہیں۔ صبح کو ہمارے پاس آنا ہم تیرے بچے کا وظیفہ مقرر کر دیں گے۔ صبح کو وہ حاضر خدمت ہوا تو امیر المؤمنین نے اس کے لئے وظیفہ مقرر کر دیا۔

پچیس دینار کے بدلے ظلم خرید لیا

روایت ہے کہ جب امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شام سے واپس آئے تو لوگوں سے علیحدہ ہو کر باہر تشریف لے گئے' تا کہ لوگوں کے حالات معلوم کریں۔ (اس دوران میں) ایک بڑھیا پہ ان کا گزر ہوا جو اس خیمے میں تھی آپ نے اس کے حالات معلوم کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا: اے فلاں! عمر رضی اللہ عنہ نے کیا کیا (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے) کہا وہ شام سے آئے ہیں اس (عورت) نے کہا: اللہ ان کو میری طرف سے جزائے خیر نہ دے آپ نے تعجب سے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا وہ جس دن سے خلیفہ بنا ہے اس دن سے آج تک اس کی طرف سے ایک روپیہ بھی ہمیں نہیں ملا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تعجب سے فرمایا تو یہاں (مدینے سے دور) ہے عمر کو تیرے حالات کا کیا علم؟

بڑھیا نے کہا سبحان اللہ! میں خیال کرتی کہ ایک آدمی کو لوگوں کا والی (امیر) مقرر کیا جائے اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ مشرق اور مغرب کے درمیان کیا ہو رہا ہے۔

(راوی نے) کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنسو بہاتے ہوئے متوجہ ہوئے اور کہہ رہے تھے ہائے عمر کی ہلاکت ہائے عمر کی خصومت ہر ایک تجھ سے اے عمر زیادہ فقیہ ہے پھر اس سے فرمایا: اپنے ظلم کو کتنے میں فروخت کرے گی اس لئے کہ عمر رضی اللہ عنہ آگ سے بہت ڈرتے ہیں اس نے کہا اللہ کی تجھ پر رحمت ہو ہمارے ساتھ مذاق نہ کر۔ انہوں نے فرمایا: یہ مذاق نہیں ہمیشہ اسے فرماتے رہے یہاں تک کہ پچیس دینار کے بدلے اس کا ظلم

(معافی سے) خرید لیا اور اسی میں مصروف تھے کہ اچانک حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور کہا السلام علیکم یا امیر المؤمنین۔ اس بڑھیا نے (یہ سن کر) سر پر اپنا ہاتھ رکھا اور کہا ہائے میری برائی میں نے تو امیر المؤمنین کو منہ پر گالی دی امیر المؤمنین نے فرمایا: تجھ پر کوئی الزام نہیں اللہ کی تجھ پر رحمت ہو پھر عمر رضی اللہ عنہ نے چمڑے کا ایک ٹکڑا منگایا وہ کہیں سے نہ ملا تو اپنے لباس سے ایک ٹکڑا کاٹا اور اس پر لکھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ یہ سند ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فلانی (بڑھیا کی طرف) سے جو کچھ اس پر عمر رضی اللہ عنہ کے والی ہونے کے دن سے آج تک ہوا اس کو پچیس دینار کے عوض خرید لیا۔ اب یہ عورت روز قیامت جبکہ اللہ کے دربار میں حاضر ہوگی۔ اس کا دعویٰ نہیں کرے گی عمر اس ذمہ سے بری ہے اس پر علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ گواہ ہیں پھر وہ ٹکڑا کتابت شدہ علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا اور فرمایا: اگر میں تجھ سے پہلے دار فانی سے کوچ کروں تو میرے کفن میں رکھ دینا۔ (رواہ محب الطبری فی مناقب العشرۃ ج2/390)

نابغۂ روزگار حکمران

روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ کے پاس تشریف لائے ان کی وفات کے بعد اس سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی گھر میں اعمال کے بارے میں سوال کیا کہ گھر میں وہ کیا کرتے تھے۔ اس نے بتایا کہ وہ رات بھر قیام کرتے تھے اور دیگر اعمال جو گھر میں وہ کیا کرتے مگر وہ ہر جمعہ کی رات وضو کرتے اور عشاء کی نماز کے بعد قبلہ رو ہو کر بیٹھ جاتے اور اپنا سر اپنے گھٹنوں پر رکھ لیتے جب سحری کا وقت ہوتا تو ایک لمبا سانس لیتے بس (جس کی وجہ سے) گھر میں جلے ہوئے جگر کی خوشبو سونگھی جاتی۔ بس عمر (یہ سن کر) آبدیدہ ہوئے اور آنسو بہہ پڑے اور فرمایا کاش کہ عمر رضی اللہ عنہ کا دل بھی اللہ کی محبت میں جلا ہوا ہوتا۔ (اخرجہ الملاء فی سیرۃ کذافی ریاض النضرۃ ج1/95)

☆ ...... ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ (عمر رضی اللہ عنہ) ایک مرتبہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ حج کو نکلے یہاں تک کہ ابواء مقام پر پہنچے تو وہاں ایک بوڑھا راستے کے قریب بیٹھا ہوا ملا اس نے آواز

Scanned with CamScanner

دی او قافلہ والو ٹھہر جاؤ قافلہ اس کے لئے ٹھہر گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے بوڑھے کہہ جو کہنا ہے:

اس نے کہا کیا تم میں رسول اللہ ﷺ موجود ہیں؟ اہل قافلہ نے کہا نہیں وہ اپنے مولیٰ سے جا ملے اس نے کہا کیا وہ وفات پا چکے؟ انہوں نے کہا ہاں تو وہ رو پڑا (اس قدر کہ) ہمیں خیال یہ ہونے لگا کہ اس کے جسم سے روح نکل جائے گی پھر اس نے کہا: آپ ﷺ کے بعد امت کا والی (امیر) کون بنا؟

انہوں نے کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ اس نے کہا بنو تمیم کا سردار؟ انہوں نے کہا ہاں اس نے کہا کیا وہ تم میں موجود ہیں؟ انہوں نے کہا وہ بھی وفات پا چکے ہیں اس نے کہا وفات پا چکے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ وہ رویا حتی کہ ہم نے اس کے رونے میں ہچکیاں سنیں اور پھر کہا اس کے بعد کون امت کا والی (امیر) مقرر ہوا؟ انہوں نے کہا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس نے کہا بنی امیہ کی سفیدی کہاں ہے؟ اس کی مراد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ اس لئے کہ وہ زیادہ نرم مزاج اور نرم خو ہیں۔

معاملہ بہتر کے سپرد ہوا

پھر اس نے کہا اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ والی بنے ہیں تو معاملہ بہتر کے سپرد ہوا ہے کہا وہ تم میں موجود ہیں؟ انہوں نے کہا وہ آج صبح سے مصروف گفتگو ہیں۔ اس نے کہا آپ میری مدد کریں' اس لئے کہ میرا کوئی مددگار نہیں۔ (عمر رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: تو کون ہے جو مددگار کی تلاش میں ہے۔ اس نے کہا میں ابو عقیل بنو ملیک میں سے ہوں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میری ملاقات ہوئی آپ نے اسلام کی دعوت دی اور ایمان لایا اور آپ کے لائے ہوئے دین کی تصدیق کی آپ ﷺ نے مجھے اپنے بچے ہوئے ستو پلائے پہلے آپ نے پیا پھر مجھے دیا (اس کی برکت سے) جب بھی مجھے بھوک لگی میں نے سیری محسوس کی اور جب بھی پیاس لگی سیرابی اور خوشبو محسوس کی جب بھی گرمی ہوئی اس کی وجہ سے ٹھنڈک محسوس کی پھر میں بکریوں کا ریوڑ لے کر جنگل کو چل نکلا دن رات میں پانچ نمازیں پڑھتا اور رمضان المبارک کے روزے رکھتا اور سال کے بعد دسویں ذی الحجہ کو

بکری ذبح کرتا یہاں تک کہ اس سال سوائے ایک بکری کے باقی سب ختم ہو گئیں اس کو بھی گزشتہ شب بھیڑیا لے گیا اور اس کی بچت ہمیں ملی اور ہم نے وہ کھائی اور اب ہم آپ تک پہنچے۔ آپ ہماری مدد کریں اللہ تعالیٰ آپ کا مددگار ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ آپ مدد کو پہنچ گئے مجھے پانی کی اطلاع دے کہ پانی کہاں ہے؟

راوی نے کہا ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا اور ہم نے اپنے زادراہ کا بقیہ جمع کیا' (راوی کہتا ہے) گویا کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ سڑک کے قریب چادر اوڑھے ہوئے اس کی اونٹنی کی لگام تھامے ہوئے ہیں اور کھانا نہیں کھاتے اس بوڑھے کا انتظار کر رہے تھے شدت سے۔ جب قافلے کے کوچ کا وقت آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پانی والے کو بلایا اور اس شیخ کی صفات اور تعارف کرایا اور فرمایا جب یہ تیرے پاس آئے تو اس کا اور اس کے اہل وعیال کا خرچہ دے دیا کر یہاں تک کہ میں تیرے پاس لوٹ کر آؤں گا' انشاء اللہ (راوی نے کہا) ہم نے حج کے احکام پورے گئے اور واپس لوٹنے لگے۔ جب ہم اسی پڑاؤ کی جگہ پہنچے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چشمے والے کو بلایا اور فرمایا کیا تو نے اس بوڑھے سے اچھا معاملہ کیا؟ اس نے کہا جی ہاں وہ آپ کے وعدے پر میرے پاس آیا اور بیمار ہوا میرے پاس تین دن رہا اور وفات پا گیا میں نے اس کو دفن کر دیا اور یہ اس کی قبر ہے۔

ایک بوڑھے کی موت پہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رونا

(راوی کہتا ہے) گویا کہ وہ منظر اب بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے میں عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ رہا ہوں کہ اپنے قدموں کو حرکت دی اور تھوڑی دور اس کی قبر پر جا کے اس پر نماز جنازہ پڑھی پھر گردن جھکا لی اور رو پڑے' پھر فرمایا اللہ رب العزت نے اس کے لئے تمہاری مدد ناپسند فرمائی اور اسے اپنے پاس موجود نعمتوں سے نوازا پھر اس کے اہل وعیال کے بارے میں کفالت کی ذمہ داری کا حکم فرمایا ان پر ہمیشہ خرچ کرتے رہے یہاں تک کہ اپنے مولیٰ سے جا ملے۔ (رواہ الطبری فی مناقب العشرۃ)

Scanned with CamScanner

مولیٰ علی اور حسنین کریمین کی گواہی

ابوجعفر سے مروی ہے فرمایا: امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عدنیہ کے راستوں میں سے ایک راستے پر چل رہے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مع حسنین کریمین رضی اللہ عنہم ملے جو کہ ان کے دائیں بائیں تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے جیسا کہ رویا کرتے تھے انہوں نے کہا امیر المؤمنین آپ کو کس چیز نے رلایا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے علی مجھ سے زیادہ کون رونے کا مستحق ہے' حالانکہ میں اس امت کا امیر مقرر کیا گیا ہوں میں ان میں فیصلے کرتا ہوں نا معلوم درست کرتا ہوں یا غلط۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! آپ انصاف کرتے ہیں اور انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے انصاف گنوائے۔ اس پر بھی وہ رونے سے نہ رکے۔

پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے آپ کے عدل وانصاف اور خوبی امارت کے بارے میں کلام فرمایا مگر پھر بھی باز نہ آئے۔

پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کلام فرمایا اور امور خلافت کی خوبی بیان فرمائیں اس پر وہ رونے سے خاموش ہوگئے پھر فرمایا: اے میرے بھتیجو کیا تم اس پر گواہ بنتے ہو وہ دونوں خاموش ہوگئے اور والد محترم کی طرف دیکھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: گواہ ہو جاؤ (عمر رضی اللہ عنہ کے دل پر) اور میں تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

(رواہ محب الطبری فی ریاض النضرۃ ج 373/1)

☆.....عبداللہ بن عیسیٰ سے مروی ہے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ کے چہرے میں دو سیاہ لکیریں رونے کی وجہ سے پڑ گئی تھیں۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی چادر ڈال کر روتے یہاں تک کہ چہرے کے بل گر پڑتے اور اپنے گھر میں ٹھہرے رہتے حتیٰ کہ آپ کی عیادت کی جاتی۔ (اخرجہ الملاء کذا فی مناقب العشرۃ ج 373/1)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے اسلام لانے کا واقعہ بیان کرتے ہیں

عن اسامة بن زيد عن ابيه عن جده کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

فرمایا: کیا تم پسند کرتے ہو کہ میں تمہیں اپنے اسلام لانے کا قصہ سناؤں؟ راوی کہتا ہے کہ ہم کہا ہاں سنائیں۔ فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ پر سختی میں لوگوں سے آگے تھا۔ ایک دن گرمی کے موسم میں سخت گرم دن میں مکہ کے راستوں میں سے ایک راستے پر تھا کہ مجھے ایک قریشی آدمی ملا اس نے کہا: اے ابن الخطاب اس وقت کہاں کا ارادہ ہے؟

فرمایا میں نے کہا اس آدمی کے (معاذ اللہ) قتل کا ارادہ ہے جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اس نے مجھے کہا تجھ پر تعجب ہے: اے ابن الخطاب تو کیسا ارادہ رکھتا ہے حالانکہ یہ اسلام تیرے گھر میں داخل ہو چکا ہے فرمایا میں نے کہا وہ وہ کیسے.....؟

اس نے کہا تیری بہن اسلام لا چکی ہے فرمایا میں غضب آلود واپس لوٹا اور رسول اللہ ﷺ نے میرے بہنوئی کے پاس دو اور مسلمان مرد بھیجے تھے۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ آواز آئی کون؟ میں نے کہا ابن الخطاب (خطاب کا بیٹا) اور وہ قرآن پڑھ رہے تھے جو ان کے ہاتھوں میں تھا جلدی سے اٹھے اور مجھ سے چھپ گئے اور صحیفے کو وہیں چھوڑ دیا جب میری بہن نے دروازہ کھولا میں نے کہا: اے اپنی جان کی دشمن کیا تو صابی (بدمذہب) ہوگئی ہے؟ اور جو میرے ہاتھ میں تھا بہن کے سر میں مارا' جس سے اس کے سر میں سے خون بہنے لگا جب اس نے خون بہتا دیکھا تو رو پڑی اور کہا جو کچھ تجھ سے ہو سکے کر گزر میں صابی (مسلمان) ہو چکی ہوں۔ فرمایا: پھر میں اندر داخل ہوا غصے میں تھا چارپائی پر بیٹھ گیا میں نے دیکھا صحن میں صحیفہ رکھا ہوا تھا میں نے بہن سے کہا یہ کیسا صحیفہ ہے؟ مجھے دکھا اس نے کہا تو اس کو دیکھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا اس لئے کہ تو غسل جنابت نہیں کرتا اور طہارت نہیں کرتا اور یہ ایسی کتاب ہے جس کو پاک ہاتھ ہی چھو سکتے ہیں میں برابر اصرار کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے مجھے دے دیا۔ میں نے لیا اور کھولا اس میں لکھا تھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ جب میں نے پڑھا اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تو خوفزدہ ہو کر رکھ دیا پھر میرے دل میں خیال آیا تو میں نے دوبارہ اٹھایا پھر پڑھا تو لکھا ہوا تھا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ ترجمہ: اللہ ہی کی پاکی بیان کرتے ہیں جو کچھ آسمان زمین میں ہیں اور

Scanned with CamScanner

غالب حکمتوں والا ہے۔

فرمایا جب بھی میں اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی نام سے گزرتا تو کانپ جاتا اور رکھ دیتا پھر میرے دل میں خیال ابھرتا اور پڑھتا یہاں تک کہ میں اس آیت پر پہنچا۔ (وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ) فرمایا پھر میں نے کہا: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

یہ خود آیا نہیں لایا گیا ہے

فرمایا پھر میرے بہنوئی اور ان کے ہمراہی باہر نکلے اور نعرۂ تکبیر بلند کیا اور انہوں نے کہا خوشخبری ہو اے ابن الخطاب تحقیق رسول اللہ ﷺ نے سہ شنبہ کو دعا مانگی اے اللہ اسلام کو عزت دے دو آدمیوں میں سے جو تجھ کو زیادہ محبوب ہو عمر بن الخطاب یا ابوجہل بن ہشام اور ہمارا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعا آپ کے لئے قبول ہوگئی آپ کے لئے خوشخبری ہو۔

فرمایا میں نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ کے مکان کے بارے خبر دو فرمایا انہوں نے مجھے بتایا کہ صفاء پہاڑی کے نیچے ان کا مکان ہے وہاں تشریف فرما ہیں۔

میں چلا یہاں تک دروازے پر پہنچا دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے آواز آئی کون؟ میں نے کہا ابن الخطاب کسی کو دروازہ کھولنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اس لے کہ وہ میری سختی سے واقف تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دروازہ کھولو۔ اللہ نے عمر کی بھلائی اور ہدایت کا ارادہ فرمایا ہے۔

انہوں نے دروازہ کھولا اور دو آدمیوں نے میرے بازو پکڑ کر مجھے رسول اللہ ﷺ کے سامنے بٹھلایا۔ فرمایا: عمر کو خلوت دو (یعنی چلے جاؤ) آپ ﷺ نے میری قمیص سے پکڑ کر کھینچا اپنی طرف اور فرمایا عمر اسلام لے آ' اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دے۔ میں نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مسلمانوں نے نعرہ بلند کیا یہاں تک کہ مکہ میں اس کی آواز سنی گئی اور اس سے قبل آواز بلند کرتے ہوئے ڈرتے تھے۔

(اخرجہ الحافظ ابوالقاسم فی مناقب العشرۃ ج 278/1)

شانِ عمر بزبانِ علی رضی اللہ عنہما

ابو اسحٰق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا۔ (ایک مرتبہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ زور سے رونے لگے کہا گیا اے امیر المؤمنین! آپ کو کس چیز نے رلایا؟ فرمایا مجھے میرے دوست عمر رضی اللہ عنہ کی یاد نے رلایا یہ چادر ان کے کپڑوں پر ہوتی تھی۔ ابو السفر سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک چادر اکثر اوڑھا کرتے تھے۔ عرض کی گئی حضرت یہ چادر آپ کے کندھوں پر اکثر دیکھی جاتی ہے؟ فرمایا یہ میرے دوست اور محبوب عمر رضی اللہ عنہ کی چادر ہے جس کو وہ اوڑھا کرتے تھے۔

☆...... ابو القاسم حریری کی روایت میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی طرف پورے متوجہ ہوئے اور اللہ نے بھی ان کو پورا قرب عطا فرمایا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا اگر کسی نے مجھ کو عمر رضی اللہ عنہ پر فضیلت دی تو میں اس کو سزا دوں گا اور علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھے معلوم ہوا کہ کوئی ایک مجھے عمر رضی اللہ عنہ سے افضل بتاتا ہے تو میں اس کو ماردوں گا۔

(اخرجہ سعد کذا فی مناقب العشرۃ ج 401/1)

Scanned with CamScanner

(73)

شیخین کریمین عتیق وعمر رضی اللہ عنہما

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں: حضور ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر ؓ نے حضرت عمر ؓ سے کہا آؤ ہم اُمّ ایمن ؓ کی زیارت کو چلیں جیسا کہ حضور ﷺ تشریف لے جایا کرتے تھے یہ حضرت اُمّ ایمن ؓ کے پاس پہنچے تو وہ ان کو دیکھ کر رونے لگیں۔ ان حضرات نے ان سے کہا کس لئے روتی ہو؟ اُمّ ایمن ؓ نے کہا میں اس پر روتی ہوں کہ وحی کا آسمان سے آنا بند ہوگیا۔ اس بات نے دونوں حضرات کو بھی رونے پر آمادہ کر دیا اور یہ دونوں حضرات بھی رونے لگے۔

(ریاض الصالحین کذا فی البدایہ ج5 ص 274)

☆...... جب بنی قریظہ کا حضرت سعد ؓ نے فیصلہ کر دیا تو ان کو ان کے خیمہ میں واپس لایا گیا جو مسجد کے قریب تھا ان کے زخم سے خون نکلنے لگا ان کے پاس حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ؓ تشریف لائے اور یہ دونوں حضرات رو رہے تھے۔ پس یہ آپس میں رحماء بینھم کی تفسیر تھے۔ (یعنی ایک دوسرے پر انتہائی مہربان تھے) (رواہ احمد)

1...... حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے نہیں معلوم کہ تمہارے درمیان میری اب کتنی زندگی باقی رہ گئی ہے۔ لہٰذا تم لوگ میری بعد دو شخصوں کی پیروی کرنا اور وہ ابوبکر وعمر ہیں۔

2...... حضور ﷺ نے فرمایا: آسمان میں میرے دو وزیر جبرائیل اور میکائیل علیہم

السلام ہیں اور زمین میں میرے دو وزیر ابوبکر وعمر ؓ ہیں۔ (مشکوٰۃ از ترمذی)

خندق کا دن

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں خندق کی لڑائی کے دن گھر سے نکل کر لوگوں کے پیچھے انہیں دیکھتی پھر رہی تھی میں نے اپنے پیچھے زمین پر پیروں کی چاپ سنی میں نے دیکھا کہ سعد بن معاذ ؓ اور ان کے چچیرے بھائی حارث بن اوس ؓ ہیں جو اپنی اپنی ڈھال اٹھائے ہوئے چلے آرہے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں بیٹھ گئی سعد بن معاذ ؓ گزرے' ان پر لوہے کی ایک زرہ تھی ان کے قد کی لمبائی کی وجہ سے ان کا کچھ حصہ ظاہر ہو رہا تھا میں نے ان کے کھلے ہوئے حصہ پر دشمن کے وار کا خطرہ محسوس کیا۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ حضرت سعد ؓ بڑے قد آور بھاری بھرکم انسان تھے اور وہ یہ پڑھتے ہوئے جا رہے تھے۔

لبث قلیلا یدرک الھیجا جمل

ما احسن الموت اذا حان الاجل

''ذرا ٹھہر جا میدان جنگ میں اونٹ کو پہنچ جانے دے' موت کس قدر خوشگوار معلوم ہوتی ہے جب اس کا وقت آجائے۔''

اس کے بعد میں اٹھی اور ایک باغ میں چلی گئی چند مسلمان وہاں بیٹھے ہوئے تھے انہیں میں حضرت عمر بن خطاب ؓ بھی تھے اور ان میں ایک آدمی اور تھا کہ اس کے اوپر اس کا سبغہ تھا' یعنی خود۔ مجھے دیکھ کر حضرت عمر ؓ نے فرمایا: تم کس لئے آئی ہو؟ خدا کی قسم تم انتہائی دلیر ہو' تم کیسے پناہ پکڑو گی اگر مصیبت ٹوٹ پڑی یا کفار چڑھ آئے؟ انہوں نے مجھے یہاں تک ملامت کرنی شروع کی کہ مجھے یہ تمنا پیدا ہوئی کہ زمین پھٹ جاتی اور میں اس میں سما جاتی' اتنے میں اس آدمی نے جو خود پہنے ہوئے تھے' خود اتاری تو معلوم ہوا کہ وہ طلحہ بن عبیداللہ ؓ ہیں اور انہوں نے کہا: اے عمر! بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم نے تو آج بہت کچھ کہہ ڈالا کہاں بچاؤ اور کہاں حفاظت بغیر اللہ کے؟ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ جیسا حضرت سعد ؓ کے بارے میں میرا خیال تھا وہی ہوا ایک قریشی

Scanned with CamScanner

جسے ابن عرقہ کہتے ہیں اس نے ایک تیر لیا اور یہ کہہ کر حضرت سعد کو مارا ''لے یہ تیرا اور میرا نام ابن عرقہ ہے'' جس کی وجہ سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی رگ اکحل کٹ گئی' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اسی وقت اللہ پاک سے دعا کی کہ اے اللہ! مجھے اس وقت تک موت نہ دے جب تک میری آنکھیں بنی قریظہ کے انجام بد کو دیکھ کر ٹھنڈی نہ ہو جائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں بنی قریظہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے دوست اور حلیف تھے' چنانچہ ان کا زخم فوراً بند ہو گیا اور اللہ پاک نے مشرکین پر ایک آندھی نازل کی' جس کی طرف ان آیات میں اشارہ ہے۔ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا۝ (سورۂ احزاب ع3)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ مومنین کی طرف سے لڑائی کے لئے کافی ہو گیا اور اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا زبردست ہے۔''

بنو قریظہ کا محاصرہ

ابوسفیان اور اس کے ساتھی تہامہ یعنی مکہ اور عینیہ بن بدر اور اس کے ساتھ نجد چلے گئے اور بنو قریظہ اپنے قلعہ میں آ کر بند ہو گئے' حضور ﷺ مدینہ واپس تشریف لائے اور چمڑے کے ایک خیمہ کا حکم دیا جو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لئے مسجد میں لگایا گیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اتنے میں جبرائیل علیہ السلام آئے اور ان کے دانتوں پر لڑائی کا گرد و غبار جم رہا تھا۔ فرمانے لگے کیا ہتھیار رکھ دیئے گئے؟ خدا کی قسم ہم ملائکہ نے تو اب تک ہتھیار نہیں رکھے ہیں چلیے بنی قریظہ کی طرف چل کر ان سے لڑیئے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنا خود پہنا اور لوگوں میں کوچ کا اعلان کرایا کہ چلو اور وہ (چل دیئے) آپ ﷺ بنی غنم کے پاس سے گزرے یہ مسجد نبوی ﷺ کے آس پاس بستے تھے۔ حضور ﷺ نے ان لوگوں سے پوچھا: تمہارے پاس سے کون گزرا ہے؟ ان لوگوں نے عرض کیا: دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ہمارے پاس سے گزرے ہیں۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی ڈاڑھی اور عمر اور چہرہ بالکل

حضرت جبرائیل علیہ السلام جیسا تھا (اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کی صورت میں تشریف لائے تھے) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے پچیس رات دن بنی قریظہ کا محاصرہ جاری رکھا جب وہ محاصرہ سے تنگ آ گئے اور ان کی مصیبت بڑھ گئی ان سے کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق قلعہ سے اتر آؤ تو ان لوگوں نے ابولبابہ بن المنذر رضی اللہ عنہ سے کہا: ہم سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کے مطابق اترنا چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا انہیں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کے مطابق اتارو' چنانچہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو گدھے پر سوار کرا کر لایا گیا جس پر کھجور کے چھلکوں کا پالان پڑا ہوا تھا اور ان کے گرداگرد ان کی قوم تھی جوان سے کہتی آ رہی تھی اے ابوعمرو! یہ لوگ تمہارے حلیف تھے تمہارے دوست تھے اور مصیبت میں تمہارے کام آنے والے تھے اور تمہیں خود بھی پتہ ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا یہود کے بارے میں تاریخی فیصلہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کی کسی بات کا جواب نہ دیا اور ان کی طرف کوئی التفات نہ کیا' جب بنی قریظہ کی آبادی کے قریب آئے تو اپنی قوم کی طرف التفات کر کے کہا اب میرے لئے وہ وقت آ گیا کہ میں اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پروانہ کروں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جب یہ قریب آئے تو حضور ﷺ نے فرمایا: اپنے سردار کی (تعظیم کی) طرف کھڑے ہو جاؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارا سردار تو اللہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کو اتار کر لاؤ انصار رضی اللہ عنہم آپ رضی اللہ عنہ کو اتار کر لائے رسول اللہ ﷺ نے (ان سے) فرمایا: بنی قریظہ کے بارے میں فیصلہ دو' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا میں ان لوگوں کے بارے میں یہ حکم دیتا ہوں کہ جوان میں سے لڑنے والے ہیں ان کو قتل کیا جائے اور ان کی اولاد کو

Scanned with CamScanner

گرفتار کیا جائے اور ان کا مال تقسیم کیا جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تم نے ان لوگوں کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق فیصلہ دیا ہے اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ اے میرے اللہ! اگر تو نے نبی اکرم ﷺ پر قریش کی لڑائی سے کچھ ابھی باقی رکھا ہے تو مجھے بھی اس لڑائی کے لئے باقی رکھ اور اگر تو آپ کے اور قریش کے درمیان لڑائی کا خاتمہ کر چکا ہے تو مجھے اپنی طرف بلا لے یہ کہتے ہی ان کے اس زخم سے جو مندمل ہو چکا تھا خون بہنے لگا اور اس قدر خون بہا کہ یہ کان کی بالی کے تار کی طرح پتلے دکھائی دینے لگے۔ انہیں اسی خیمہ میں واپس لایا گیا' جو ان کے لئے مسجد میں حضور ﷺ نے نصب کرایا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ان کے پاس حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما تشریف لائے۔ قسم اس ذات کی کہ محمد ﷺ کی جان اس کے قبضہ قدرت میں ہے یہ دونوں حضرات رو رہے تھے' میں ان دونوں کے رونے کی آواز اپنے حجرہ سے علیحدہ علیحدہ سن رہی تھی' یہ حضرات اسی حالت پر تھے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ آپس میں ایک دوسرے پر انتہائی مہربان تھے' حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے پوچھا: اے میری ماں! رسول اللہ ﷺ کیا کر رہے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ ﷺ کی دونوں آنکھیں کسی پر آنسو نہیں بہاتی تھیں لیکن جب آپ ﷺ کو رنج شدید پہنچتا تو آپ ﷺ اپنی ڈاڑھی مبارک پکڑ لیتے تھے۔ (ماخوذ از صحابہ کرام کے آنسو)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور بیعت رضوان

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ذات مبارکہ پر ایک شخص اعتراضات لے کر آیا تو آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جنگ بدر اور بیعت رضوان میں شریک نہ ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِنَّ عُثْمَانَ قَدِ انْطَلَقَ فِیْ حَاجَةِ اللّٰهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ فَضَرَبَ لَهٗ بِسَهْمٍ، وَلَمْ یَضْرِبْ لِاَحَدٍ غَابَ غَیْرَهٗ وَبَعَثَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ بَیْعَةِ الرِّضْوَانِ، وَهُوَ یُرِیْدُ اَنْ یَّدْخُلَ مَكَّةَ فَقَالَ: اِنَّ عُثْمَانَ انْطَلَقَ فِیْ حَاجَةِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنِّیْ اُبَایِعُ اللّٰهُ لَهٗ فَصَفَقَ اِحْدٰی یَدَیْهِ عَلَى الْاُخْرٰی ۔

(سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی من جاء بعد الغنیمۃ لا سہم لہم فضائل الصحابۃ (امام احمد بن حنبل) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 483' مشکل الاثار (طحاوی) (جدید) حدیث نمبر 5408' شرح معانی الاثار (طحاوی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 134' المستدرک جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 98' کتاب المغازی (واقدی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 93' الطبقات الکبریٰ (ابن سعد) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 74' المعجم الاوسط (طبرانی) جلد نمبر صفحہ 8' نمبر 143' (مکتبۃ العارف الریاض)' الشریعۃ (آجری) کتاب فضائل امیر المؤمنین عثمان بن عفان باب عذر عثمان' ابن عساکر جلد نمبر 39' صفحہ نمبر 263' جامع الاصول (ابن اثیر جزری) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 678' تحفۃ الاشراف (مزیؒ) جلد نمبر 7' صفحہ نمبر 264' زاد المعاد (ابن قیم) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 93' تہذیب الاسماء (شرف الدین النووی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 446' الریاض النضرۃ (باب ذکر اختصاصہ باقامۃ ید النبی الکریمۃ ما قام ید عثمان)

ترجمہ: بے شک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی حاجت میں گئے تھے اور حضور ﷺ نے ان کے لئے مال غنیمت میں سے حصہ بھی مقرر فرمایا تھا' جبکہ اس جنگ میں سے غائب رہنے والے کسی بھی شخص کے لئے آپ ﷺ نے مال غنیمت میں سے کوئی بھی حصہ نہیں مقرر کیا تھا۔ حضور ﷺ نے ان کی بیعت رضوان والے دن بھیجا تھا کہ وہ مکہ میں داخل ہونا چاہتے تھے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:: وہ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی حاجت کے لئے گئے ہیں اور میں عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی بیعت کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ دیا۔

Scanned with CamScanner

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، اللہ، رسول کی حاجت میں

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا اُمِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَهْلِ مَكَّةَ قَالَ: فَبَايَعَ النَّاسَ. قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ عُثْمَانَ فِيْ حَاجَةِ اللّٰهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" فَضَرَبَ بِاِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى فَكَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ خَيْرًا مِّنْ اَيْدِيْهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ.

(سنن ترمذی' ابواب المناقب باب مناقب عثمان بن عفان' کتاب الاوسط (ابن منذر) حدیث نمبر 3184' جامع الاصول (ابن اثیر جزری) جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 643' ابن عساکر جلد نمبر 39' صفحہ نمبر 76' جامع الاحادیث (سیوطی) حدیث نمبر 36044 کنز العمال (علی متقی' جلد نمبر 13 صفحہ نمبر 29' تفسیر بحر العلوم (سمرقندی) سورۃ الفتح آیت نمبر 18' زاد المسیر (ابن جوزی) سورۃ الفتح آیت نمبر 1' تفسیر ابن کثیر سورۃ الفتح آیت نمبر 10' تفسیر در منثور (سیوطی) سورۃ الفتح آیت نمبر 18' الریاض النضرۃ (محب طبری) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 21)

ترجمہ: حضرت سیّدنا انس بن مالک سے روایت ہے کہ جب حضور ﷺ کو بیعت رضوان لینے کا حکم (من جانب اللہ) ہوا تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اہل مکہ کی طرف حضور ﷺ کے قاصد بن کر گئے ہوئے تھے۔ (اس دوران افواہ اٹھی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے) تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے قصاص عثمان رضی اللہ عنہ پر بیعت لی اور بیعت کے آخر میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اللہ کی حاجت اور اس کے رسول ﷺ کی حاجت میں ہیں' چنانچہ آپ ﷺ نے اپنا ایک ہاتھ اپنے دوسرے ہاتھ پر (بیعت) کی غرض سے رکھ دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ہاتھ مبارک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لئے دوسرے ہاتھوں سے بہتر تھا۔

مقام عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اُمَّ كُلْثُوْمٍ جَآءَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: زَوْجُ فَاطِمَةَ خَيْرٌ مِّنْ زَوْجِىْ. فَاَسْكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ: زَوْجُكِ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَيُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَاَزِيْدُكِ لَوْ قَدْ دَخَلْتِ الْجَنَّةَ فَرَاَيْتِ مَنْزِلَةً لَمْ تَرٰى اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِىْ يَعْلُوْهُ فِىْ مَنْزِلَةٍ.

(المعجم اوسط (طبرانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 454' (مکتبۃ المعارف الریاض)' مجمع الزوائد (سیوطی) جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 88' کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 13 صفحہ نمبر 21-26 (تحمہ فضائل ذی النورین عثمان)' جامع الاحادیث (سیوطی) حدیث نمبر 38546' مسند شامیین (طبرانی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 99' ابن عساکر جلد نمبر 39' صفحہ نمبر 48)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی صاحبزادی آپ کے پاس حاضر ہوئیں اور عرض کیا: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے خاوند (حضرت علی رضی اللہ عنہ) میرے خاوند (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) سے بہتر ہیں۔ حضور ﷺ کچھ دیر خاموش رہے پھر ارشاد فرمایا: تیرے خاوند کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پسند کرتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند کرتا ہے اور مزید یہ بھی بتا دوں کہ جب تم جنت میں جاؤ گی تو تم دیکھو گی کہ میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تمہارے خاوند سے بڑھ کر کسی کا بلند درجہ نہ ہوگا۔

Scanned with CamScanner

(74)

عثمان تیری سخاوت کو سلام ہے سلام ہے

قَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ: کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ غَدَاۃٍ فَاَصَابَ النَّاسَ جَهْدٌ حَتّٰی رَاَیْتُ الْکَآبَۃَ فِیْ وَجْهِ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْفَرَحَ فِیْ وُجُوْهِ الْمُنَافِقِیْنَ . فَلَمَّا ذٰلِکَ رَاٰی ذٰلِکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَاللّٰہِ لَا تَغِیْبُ الشَّمْسُ حَتّٰی یَاْتِیَکُمُ اللّٰہُ بِرِزْقٍ فَعَلِمَ عُثْمَانُ اَنَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَهٗ سَیَصْدُقَانِ، فَاشْتَرٰی عُثْمَانُ اَرْبَعَ عَشَرَ رَاحِلَۃً مِنَ الطَّعَامِ فَوَجَّهَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ تِسْعَۃً مِّنْهَا، فَلَمَّا رَاٰی ذٰلِکَ النَّبِیُّ ﷺ قَالَ مَا هٰذَا؟ فَقَالُوْا اَهْدٰی اِلَیْکَ عُثْمَانُ فَعُرِفَ الْفَرَحُ وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْکَآبَۃُ فِیْ وُجُوْهِ الْمُنَافِقِیْنَ . وَرَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ قَدْ رَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی رُئِیَ بَیَاضُ اِبْطَیْهِ یَدْعُوْ لِعُثْمَانَ مَاءً مَا سَمِعْتُهٗ دَعَا لِاَحَدٍ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهَا: اَللّٰهُمَّ اَعْطِ عُثْمَانَ، اَللّٰهُمَّ ....

(فضائل الصحابہ (احمد بن حنبل) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 288، (دار ابن جوزی)' المعجم الاوسط (طبرانی) جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 126۔ (مکتبۃ المعارف الریاض)' ابن عساکر جلد نمبر 39 'صفحہ نمبر 68 'مجمع الزوائد (ہیثمی) جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 96 'الخصائص الکبریٰ (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 179 'جامع الاحادیث (سیوطی) حدیث نمبر 42078 'کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 13 صفحہ نمبر 19)

ترجمہ: حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ تھے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو غلہ کے حوالے سے کچھ پریشانی آئی جس

کی بناء پر مسلمانو کے چہروں پر تکلیف کے آثار نمایاں ہوئے تو مسلمانوں کی اس تکلیف پر منافقین کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے' چنانچہ حضور ﷺ نے جب یہ دیکھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم سورج کے غروب ہونے سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے رزق کا اہتمام فرما دے گا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ یقیناً سچے ہوں گے (کہ اللہ تعالیٰ کہیں نہ کہیں سے انتظام فرما ہی دے گا تو کیوں نہ یہ سعادت میں ہی حاصل کرلوں)' چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسی سوچ کے تحت چودہ اونٹ خریدے جن پر غلہ لدا ہوا تھا۔ انہوں نے ان میں سے نو اونٹ حضور ﷺ کی طرف روانہ کر دیئے۔ حضور ﷺ نے جب اونٹ آتے ہوئے دیکھا تو پوچھا: یہ کیا ہے؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے بے مثال دعا

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ یہ غلہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں ہدیہ بھیجا ہے۔ اس پر حضور ﷺ کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا اور منافقین کے چہرے دکھ سے مرجھا گئے۔ (حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ راوی حدیث کہتے ہیں) میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لئے دعا کی خاطر دونوں ہاتھ بلند کر دیئے اور اتنے بلند کئے کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ آپ ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لئے وہ دعا کی کہ جو آپ ﷺ کے منہ سے اس سے پہلے نہ تو کسی کے لئے سنی اور نہ اس کے بعد ہی کسی اور کے لئے سنی۔ کہ اے اللہ عثمان رضی اللہ عنہ کو اور عطا فرما۔ اے اللہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ اچھا معاملہ فرما (اسی طرح آپ ﷺ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ دعائیں فرماتے رہے)۔

نوٹ: المعجم الکبیر (طبرانی) جلد نمبر 17 صفحہ نمبر 249 میں چالیس اونٹوں کا ذکر ہے۔ واللہ اعلم

Scanned with CamScanner

سب سے زیادہ سچے اور حیاء والے

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام ہانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ ان سے کہا گیا کہ جب جنت یا جہنم کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو آپ روتے نہیں لیکن جب قبر کا تذکرہ ہوتا ہے تو آپ بہت روتے ہیں کیا وجہ ہے؟ فرمایا میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل قبر ہے اگر اس سے کوئی نجات پا گیا تو بعد والی ساری منزلیں آسان ہو جائیں گی۔ (ترمذی)

☆.....حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ سے بڑے محبت تھی آپ ﷺ پر اپنا سب کچھ خرچ کرنے کو ہر وقت تیار رہتے تھے آپ ﷺ کی ادنیٰ تکلیف کو دیکھ کر تڑپ جاتے ایک مرتبہ اہل بیت نبوی ﷺ پر کئی روز فاقہ سے گزر گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو بے چین ہو کر رونے لگے اور اسی وقت کئی بورے گندم کا آٹا بکری کا گوشت اور تین صد نقد لے کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیش کئے اور عرض کیا جب اس قسم کی ضرورت پیش آئے تو عثمان کو یاد فرمالیا کریں۔

(کنز ج2 ص376' تاریخ اسلام 1 ص24)

1.....حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور میرا رفیق جنت میں عثمان ہیں۔ (مشکوٰۃ از ترمذی)

2.....حضور ﷺ نے فرمایا: میری امت کے لوگوں میں عثمان رضی اللہ عنہ سب سے سچے اور حیادار ہیں۔ (مشکوٰۃ از ترمذی)

(75)

علی رضی اللہ عنہ تیری شجاعت کو سلام ہے سلام ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ خطبہ ارشاد فرمایا اور لوگوں سے پوچھا بتاؤ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ حاضرین نے کہا: آپ نے فرمایا: نہیں سب سے زیادہ بہادر ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے بدر کے دن حضور ﷺ کے ساتھ رہنے کو سوائے ان کے کوئی تیار نہ ہوا اور اپنی تلوار سونت کر آپ ﷺ کے سرہانے کھڑے ہو گئے' اور میں نے قریش کو دیکھا کہ انہوں نے آپ ﷺ کو پکڑ لیا کوئی کچھ کرتا ہے کوئی کچھ کرتا ہے خدا کی قسم' سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہم میں سے آپ ﷺ کے قریب کوئی نہ گیا' کسی سے یہ لڑتے کسی سے مار پیٹ ہوتی اور کہہ رہے تھے تمہارا ناس ہو گیا تم اس آدمی کو قتل کر ڈالو گے جو یہ کہتا ہے کہ میرا ربّ اللہ ہے؟ اتنا کہنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر اتاری اور اتنا روئے کہ ان کی ڈاڑھی تر ہو گئی۔ (اخراجہ البزار کذافی البدایہ ج3 ص 271)

☆.....حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک روز خطبہ دیا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد موت اور قبر کا تذکرہ فرمایا قبر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے یا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ قبر ہر دن یہ اعلان کرتی ہے کہ میں تاریکی کا گھر ہوں میں کیڑوں کا گھر ہوں میں وحشت کا گھر ہوں سن لو اس کے بعد ایک دن آنے والا ہے جس میں بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور بڑے حواس باختہ ہو جائیں گے اور ہر حمل والی حمل گرا دے گی اور تو لوگوں کی مست دیکھے گا حالانکہ وہ مست نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب سخت ہو گا پھر حضرت علی رضی عنہ روئے (یعنی آنسو بہنے لگے) اور آپ کے آس پاس تمام مسلمان روئے۔ (کنز ج8 ص110 'وذکرابن کثیر فی البدایۃ ج8 ص6)

Scanned with CamScanner

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کے آنسو

زیاد اعرابی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ کے منبر پر فتنہ اور جنگ نہروان کے بعد تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور دنیا کی عبرت کی چیزوں نے ان کی آواز گلے میں روک دی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ روئے یہاں تک کہ ان کی ڈاڑھی ان کے آنسوؤں سے تر ہو گئی اور اس پر سے آنسو بہنے لگے انہوں نے اپنی ڈاڑھی جھاڑی اس سے چھڑے ہوئے قطرے گر پڑے تو ہم کہا کرتے تھے جن پر ان کے آنسوؤں کا قطرہ پڑا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ پر حرام کر دیا۔ (اخرجہ ابن النجار کذافی الکنز ج 8 ص 220)

☆......علی بن حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بنو ہاشم کے ایک جوان نے پوچھا: آپ خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں اے میرے اللہ! ہماری اسی چیز کے ساتھ اصلاح فرما، جس کے ساتھ خلفاء راشدین کی اصلاح کی وہ خلفاء راشدین کون ہیں؟ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں پھر فرمایا وہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تھے۔ یہ دونوں ہدایت کے امام تھے۔ اسلام کے شیخ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انہیں دو سے ہدایت پائی گئی جس نے ان کا اتباع کیا اسی صراط مستقیم کی ہدایت دی گئی اور جس نے ان کی اقتدا کی وہ راہ راست دکھایا گیا جس نے ان دونوں کو لازم پکڑا وہ اللہ تعالیٰ کی جماعت سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی فلاح پانے والی ہے۔ (المنتخب ج 4 ص 444)

☆......حضرت کمیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا ہم ایک قبر پر گزرے تو قبرستان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے قبر والو اے مصیبت والو تمہاری کیا خبر ہے؟ ہماری خبر یہ ہے کہ مال تقسیم ہو گئے اولاد یتیم ہو گئی، عورتوں نے خاوند اور خاوندوں نے بیویاں کر لیں۔ یہ خبر ہماری ہے تمہاری کیا خبر ہے؟ پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے کمیل اگر انہیں جواب دینے کی اجازت ہوتی تو یوں کہتے بہترین توشہ تقویٰ ہے اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ روئے (یعنی آنسو بہنے لگے) اور فرمایا اے کمیل قبر عمل کا صندوق ہے مرتے وقت یہ بات معلوم ہو جائے گی۔ (اخرجہ ابن عساکر کذافی الکنز ج 2 ص 142)

☆......جس روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد کے

دروازے پر بلند آواز سے کہہ رہے تھے اے اللہ میں قتل عثمان رضی اللہ عنہ سے بری ہوں نہ میں اس پر راضی ہوں اور نہ اس کی مجھے امید تھی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر داخل ہوئے اور روئے۔ یہاں تک روئے کہ لوگوں کو گمان ہو گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی فوت ہو گئے۔

(البدایۃ ج 7 ص 182)

بغض جس سینے میں ہے صدیق کا فاروق کا

حضرت سوید غلفہ کہتے ہیں کہ میں (دنیا کی بدبخت قوم) کے پاس سے گزرا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دے رہے تھے اور ان کے نقص نکال رہے تھے۔ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے امیر المؤمنین میں ایک قوم کے پاس سے گزرا وہ حضرت صدیق اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہما کو گالیاں دے رہے تھے اور ان کے نقص نکال رہے تھے اگر وہ لوگ اس کو جان لیتے جو آپ حضرت صدیق اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہما کے بارے میں اپنے دل میں چھپائے ہوئے ہیں (یعنی محبت) تو وہ ایسی بات کرنے کی جرأت نہ کرتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: معاذ اللہ! اللہ کی پناہ اس سے میں ان دونوں کے لئے سوائے محبت کے اور کچھ نہیں چھپاتا اور اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر جو ان دونوں کے لئے سوائے اچھائی اور بھلائی کے کوئی بات اپنے دل میں رکھے پھر اٹھے ان کی دونوں آنکھیں جاری تھیں اور روتے تھے اور لوگوں کو جمع کیا اور منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خوبصورت سفید ڈاڑھی پر ان کے آنسو بہہ رہے تھے، پھر کھڑے ہوئے اور مختصر اور دردناک خطبہ دیا اور فرمایا لوگوں کو کیا ہوا کہ وہ قریش کے سرداروں کو اور مسلمانوں کے رہنماؤں کو گالیاں دیتے ہیں میں ان کی باتوں سے بری ہوں اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ان کو سزا دیں گے قسم ہے اس ذات کی جو دانوں پھاڑتا ہے اور ہوا چلاتا ہے حضرت صدیق اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہما سے صرف مومن اور متقی ہی محبت کرتا ہے اور ان دونوں سے صرف فاجر اور گمراہ بدبخت ہی بغض رکھتا ہے وہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی تھے اور ساتھی تھے اور وزیر تھے۔

(البدایۃ ج 4 ص 22)

Scanned with CamScanner

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے وصال پہ فرمایا

حضرت اسید بن صفوان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس روز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو مدینہ رونے والوں کی آواز سے گونج اٹھا اور لوگ اس طرح پریشان تھے جس طرح حضور ﷺ کی وفات کے روز پریشان تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے روتے ہوئے اناللہ پڑھتے اور فرمارہے تھے کہ آج نبوت کی خلافت ختم ہوگئی۔ یہاں تک کہ اس دروازے پر کھڑے ہوئے جس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ فرمایا: اسلام والے اور پختہ یقین والے اور بہت زیادہ قناعت والے تھے اور اسلام پر پکے اور حضور ﷺ کے بارے میں محتاط تھے اور بہترین ساتھی تھے اور زیادہ مناقب والے بلند درجات والے اور مجلس کے لحاظ سے حضور ﷺ کے زیادہ قریب تھے اور شرافت اور اخلاق میں رہنمائی میں حضور ﷺ کے زیادہ مشابہ تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا کرے۔ تمام مسلمانوں کی طرف سے کہ انہوں نے حضور ﷺ کی تصدیق کی جب لوگ آپ ﷺ کو جھٹلا رہے تھے‘ پس اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں آپ کا نام صدیق رکھا۔

(اسد الغابۃ ج ۱ ص ۹۱)

1.....حضور ﷺ نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ تمام اہل ایمان کے دوست ہیں۔ (مشکوٰۃ از ترمذی)

2.....حضور ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے علی رضی اللہ عنہ کو برا کہا درحقیقت اس نے مجھے برا کہا۔ (مشکوٰۃ از ترمذی)

3.....حضور ﷺ نے فرمایا: میں حکمت و دانائی کا گھر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہیں۔ (مشکوٰۃ از ترمذی)

فتح خیبر کا جھنڈا

جنگ خیبر کے موقع پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَاُعْطِیَنَّ هٰذِهِ الرَّایَةَ رَجُلًا یَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰی یَدَیْهِ وَیُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ﷺ وَیُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ﷺ ۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب فضائل علی بن ابی طالب‘ صحیح بخاری کتاب الجہاد

والسیر باب دعاء النبی الی الاسلام والنبوۃ الخ‘ مسند احمد جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 185‘ فضائل الصحابہ (امام احمد بن حنبل) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 818,751,748‘ مسند ابن ابی شیبہ حدیث نمبر 114‘ کتاب الایمان (ابن مندہ) صفحہ نمبر 103‘ کتاب السنہ (ابن ابی عاصم) صفحہ نمبر 314‘۔ (دار ابن حزم)‘ طبقات ابن سعد جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 84‘ الشریعۃ (آجری) کتاب الایمان والتصدیق باب ذکر خلافۃ امیر المومنین علی بن ابی طالب‘ سنن سعید بن منصور جلد نمبر 2‘ صفحہ نمبر 179‘ دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 213,211,209, 208, 206, 205‘ ریاض الصالحین (یحی بن شرف النووی) صفحہ نمبر 90‘ المطالب العالیۃ (عسقلانی) باب غزوۃ خیبر کتاب السیرۃ والمغازی)

ترجمہ: میں یقیناً ایسے آدمی کو جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کامیابی دے گا اور وہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں۔ (چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا فرمادیا)۔

مولائے مرتضیٰ علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ

حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو ارشاد فرمایا:

مَنْ یَّکُنِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ﷺ مَوْلَاهُ فَاِنَّ هٰذَا مَوْلَاهُ یَعْنِیْ عَلِیًّا رضی اللہ عنہ ۔

(المعجم الکبیر (طبرانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 357‘ السنۃ ابن ابی عاصم صفحہ نمبر 312‘ حدیث نمبر 1395‘ مجمع الزوائد (ہیثمی) جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 106‘ الجامع الکبیر (سیوطی) حدیث نمبر 2489‘ جامع الاحادیث (سیوطی) حدیث نمبر 37124‘ کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 13 صفحہ نمبر 61)

ترجمہ: جس کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ مولا ہوں گے یہ علی رضی اللہ عنہ اس کے مولا ہوں گے۔

☆...... عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ مَا کُنَّا نَعْرِفُ الْمُنَافِقِیْنَ اِلَّا بِتَکْذِیْبِهِمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالتَّخَلُّفِ عَنِ الصَّلَوَاتِ وَالْبُغْضِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ ۔

(المستدرک (حاکم) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 129‘ جامع الاحادیث (سیوطی) حدیث نمبر 41707‘ کنز

Scanned with CamScanner

العمال (علی متقی) جلد نمبر 13 صفحہ نمبر 47' رواہ البغدادی فی المتفق کما ذکر سیوطی وعلی المتقی رحمہم اللہ تعالیٰ۔ الریاض النصرۃ (محب طبری) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 163)

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ہم منافقوں کی پہچان نہیں کرتے تھے مگر یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے تھے اور نمازوں سے پیچھے رہتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے تھے۔

مولیٰ مرتضیٰ نے حضور سے حضرت فاطمہ کا رشتہ مانگا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتْ فَاطِمَةُ تُذْكَرُ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يُذْكَرُهَا اَحَدٌ اِلَّا صَدَّ عَنْهُ حَتّٰى يَئِسُوْا مِنْهَا فَلَقِيَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ عَلِيًّا فَقَالَ: اِنِّيْ وَاللهِ مَا اَرٰى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْبِسُهَا اِلَّا عَلَيْكَ . فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ فَلِمَ تَرٰى ذٰلِكَ؟ فَوَاللهِ مَا اَنَا بِاَحَدِ الرَّجُلَيْنِ . مَا اَنَا بِصَاحِبِ دُنْيَا يُلْتَمَسُ مَا عِنْدِيْ وَقَدْ عَلِمَ مَالِيْ صَفْرَاءُ وَلَا بَيْضَاءُ وَمَا اَنَا بِكَافِرِ الَّذِيْ يُتَرَفَّقُ بِهَا عَنْ دِيْنِهٖ يَعْنِيْ يَتَاَلَّفُهٗ بِهَا اِنِّيْ لَاَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ . فَقَالَ سَعْدٌ فَاِنِّيْ اَعْزِمُ عَلَيْكَ لَتُفَرِّجَنَّهَا عَنِّيْ فَاِنَّ لِيْ فِيْ ذٰلِكَ فَرَجًا . قَالَ: اَقُوْلُ مَاذَا؟ قَالَ: تَقُوْلُ: جِئْتُ خَاطِبًا اِلَى اللهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ قَالَ: فَانْطَلَقَ عَلِيٌّ وَهُوَ ثَقِيْلٌ حَصِرٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ لَكَ حَاجَةً يَا عَلِيُّ؟ قَالَ: اَجَلْ جِئْتُكَ خَاطِبًا اِلَى اللهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَرْحَبًا .

(المعجم الکبیر طبرانی جلد نمبر 22' صفحہ نمبر 410' جلد نمبر 24 صفحہ نمبر 132' الاحادیث الطوال طبرانی صفحہ نمبر 307' مصنف عبدالرزاق جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 486' مجمع الزوائد جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 143' سمط النجوم العوالی از عصامی' کتاب فی بیان احوال علیہ السلام باب فی اولادہ علیہ السلام)

حضور علیہ السلام نے فرمایا مرحبا

ترجمہ: حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے کئی ایک لوگ رشتہ کی غرض سے حاضر ہوئے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کو انکار فرماتے رہے یہاں تک کہ تمام لوگ مایوس ہو گئے' چنانچہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے کہا: اللہ کی قسم یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا صرف تمہاری خاطر کسی اور سے عقد نہیں کر رہے۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ اللہ کی قسم ان حالات میں میں دو آدمیوں میں سے ایک بھی نہیں ہوں' نہ تو میں مالدار ہوں کہ میرے پاس سے دنیا کا مال تلاش کیا جا سکے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ میرے پاس نہ تو سونا ہے اور نہ ہی چاندی ہے اور نہ ہی میں ایسا شخص ہوں جو کافر ہو اور اس کے دل کو نرم کر کے اسلام کی طرف اس کے دل میں الفت ڈالی جا سکے کیوں کہ میں تو ابتدائی مسلمانوں میں سے ہوں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تجھے مال کے معاملے میں یقین دلاتا ہوں کہ میری طرف سے تمہیں تعاون حاصل رہے گا۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کیا عرض کروں؟ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ جا کر یہ کہنا کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لئے نکاح کی غرض سے حاضر ہوا ہوں' چنانچہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ لجاتے شرماتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے علی لگتا ہے کہ تمہیں کوئی حاجت ہے؟۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں اس غرض سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کے پیغام کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مرحبا''۔

Scanned with CamScanner

(76)

کمینوں کی خوشحالی اور علماء کا قتل

"حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ کمینے کا بیٹا کمینہ سب سے زیادہ دنیا میں خوشحال ہو گا۔" (ترمذی جلد دوم، ص 44، باب اشراط الساعۃ)

تشریح: اس حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے قیامت کی ایک خالص علامت اور مخصوص نشانی کا ذکر فرمایا ہے: قرب قیامت میں وہ لوگ جو باپ دادا وغیرہ کے زمانے سے نسلاً بعد نسل کمینے، احمق اور لچے لفنگے ہوں گے وہ دنیا میں مال و دولت اور اثر و رسوخ نیز دنیاوی ساز و سامان کے لحاظ سے بہت ہی خوشحال ہوں گے اور جو جتنا بڑا کمینہ اور لچا ہوگا اسی قدر زیادہ وہ خوش حال ہوگا۔

تبصرہ: اس زمانے میں قیامت کی یہ نشانی اس طرح ظاہر ہو چکی ہے کہ ہر چھوٹا بڑا اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ پشت ہا پشت کے شریف زادگان علماء صلحا، عقلاء دیندار مسلمان آج غربت و افلاس کا شکار اور دنیا میں ہر طرف ذلیل و خوار نظر آ رہے ہیں اور کئی پشتوں کے چور ڈاکو، لچے، لفنگے اور بدمعاش عیش و عشرت کی جنت میں چین کر رہے ہیں اور مزے اڑا رہے ہیں جن کو دیکھ کر بے اختیار زبان پر یہ شعر آ جاتا ہے کہ

حور کی گود میں لنگور خدا کی قدرت
زاغ کی چونچ میں انگور خدا کی قدرت

اس وقت مجھے غصہ آ رہا ہے اور جی چاہتا ہے کہ ایسے چند کمینوں کے چہروں سے نقاب اٹھا کر ناظرین سے ان کا تعارف کرادوں مگر ڈر لگتا ہے کہ

میں جو اسرار حقیقت کبھی ظاہر کروں
ابھی بیدم رسن و دار کا سامان ہو جائے

ایسا دور بھی آیا

"حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں علماء کتوں کی طرح قتل کیے جائیں گے تو کاش علماء اس زمانہ میں بیوقوف بن جاتے"۔ (تاکہ قتل سے بچ جاتے)۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج 2 ص 829، بحوالہ دیلمی)

تبصرہ: قیامت کی یہ علامت پوری ہو چکی۔ اس لئے کہ کئی دور ایسے گزر گئے کہ حق گو علماء کو ظالم حکومتوں نے بلاقصور کتوں کی طرح قتل کرایا اور حکومت عباسیہ کے زمانے میں مامون رشید اور اس کے بھائی معتصم باللہ کی سلطنت میں ہزاروں علماء کی گردنیں ماری گئیں۔ اسی طرح اس صدی میں بھی کیمونسٹ حکومت نے روس میں، ملحدوں کی حکومتوں نے مصر و عراق میں ہزاروں علمائے کرام کو پھانسیاں دے دیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ تمنا ظاہر فرمائی کہ کاش اس زمانے کے علمائے کرام ایسے وقت میں جاہل و احمق اور پاگل بن جاتے تاکہ ظالم حکومتیں انہیں جاہل اور پاگل سمجھ کر قتل نہ کرتیں اور اس طرح امت رسول کے علماء کی قیمتی جانیں بچ جاتیں، چنانچہ تاریخوں سے پتا چلتا ہے کہ بعض عالموں نے ایسے وقتوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بتائے ہوئے نسخہ پر عمل کر کے اپنی جان بچالی ہے۔

Scanned with CamScanner

(77)

انوکھی رسیاں اور بادشاہ کی درویشی

حضرت عتبی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں ''رومیوں نے مسلمان عورتوں کو قید کر لیا' جب یہ خبر خلیفہ ہارون الرشید رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی تو انہوں نے مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دلائی' منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ بھی لوگوں کو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے ابھارنے لگے۔ جذبۂ جہاد سے سرشار مسلمان ملک کے گوشہ گوشہ سے ''رقہ'' میں جمع ہونے لگے' ہر کوئی حسب حیثیت جہاد میں شرکت کے لئے تیار تھا۔ جب مجاہدین کا لشکر دشمنان اسلام کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا تو منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ایک تھیلی پھینکی گئی جو اچھی طرح بند کی گئی تھی اس کے ساتھ ایک رقعہ بھی تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تھیلی اٹھائی اور اس میں موجود رقعہ پڑھا تو اس پر یہ عبارت درج تھی۔

''میں عربی عورتوں میں سے ایک عورت ہوں' مجھے خبر ملی ہے کہ رومیوں نے میری مسلمان بہنوں کو قید کر لیا ہے اور اب دشمنوں کی سرکوبی کے لئے مجاہدین کا لشکر اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ جہاد پر روانہ ہو رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کو جہاد کی خوب ترغیب دلائی ہے۔ ہر ایک نے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق جہاد میں حصہ لیا میں بھی اپنے جسم کی عظیم شے راہِ خدا میں میں پیش کر رہی ہوں اس تھیلی میں میرے سر کے بال ہیں جنہیں میں نے کاٹ کر رسیاں بنادی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ! مجاہدین کے گھوڑوں کو ان رسیوں سے باندھنا' میرا یہی عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہو جائے کچھ بعید نہیں کہ میرا پاک پروردگار میری اس حالت اور میرے بالوں کو مجاہدین کی رسیوں میں دیکھ کر مجھ پر رحم فرمائے اور میری مغفرت فرمادے۔'' والسلام: ایک مسلمان عورت

منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ نے یہ خط اور تھیلی خلیفہ ہارون الرشید رحمۃ اللہ علیہ کو دی تو وہ اس عورت کا جذبۂ ایمانی دیکھ کر زار و قطار رونے لگے اور پورے لشکر کو اس عورت کے عظیم کارنامے سے آگاہ کیا اور پھر لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔'' (عیون الحکایات)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی پریشانی

حضرت سیّدنا عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے ایک واقعہ بیان کیا تو اس کا ان کے دل پر بڑا گہرا اثر ہوا میں حضرت سیّدنا مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور انہیں امیر المؤمنین رحمۃ اللہ علیہ کی حالت سے آگاہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: ''تم نے ایسا کون سا واقعہ بیان کیا جس کی وجہ سے امیر المؤمنین رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حالت ہوئی؟'' میں نے کہا: ''میں نے انہیں یہ واقعہ سنایا تھا کہ سابقہ بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ نے بڑا ہی خوبصورت شہر تعمیر کیا جس میں تمام سہولیات مہیا کیں۔ اس کی تعمیر و ترقی کے لئے خوب کوشش کی اور حتی الامکان اس میں کوئی عیب والی چیز نہ چھوڑی۔ اس کی کوشش تھی کہ میں ایسا شہر بناؤں جس میں کوئی خرابی و خامی نہ ہو۔ جب اسے اطلاع دی گئی کہ شہر کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے تو اس نے شہر میں ایک پرتکلف دعوت کا اہتمام کیا اور لوگوں کو باری باری شہر میں بھیجتا رہا' دروازے پر سپاہی کھڑے کر دیئے تاکہ دعوت کھا کر آنے والے ہر شخص سے پوچھا جائے کہ ہمارے اس شہر میں کوئی نقص یا خرابی تو نہیں؟''

جس سے بھی پوچھا جاتا وہ یہی کہتا: ''اس شہر میں کوئی عیب نہیں یہ ہر لحاظ سے مکمل ہے۔'' دعوت کا سلسلہ چلتا رہا سب سے آخر میں چند ایسے لوگ شہر میں داخل ہوئے جن کے کندھوں پر تھیلے تھے۔ جب ان سے پوچھا گیا: ''کیا تم نے بادشاہ کے اس عظیم الشان شہر میں کوئی عیب دیکھا ہے؟'' تو انہوں نے کہا: ''ہاں! ہم نے اس میں دو بڑے بڑے عیب دیکھے ہیں۔'' یہ سن کر سپاہیوں نے ان خرقہ پوش بزرگوں کو پکڑ لیا اور بادشاہ کو اطلاع دی۔ بادشاہ نے کہا: ''میں تو اس شہر میں ایک ہلکے سے عیب پر بھی راضی نہیں' انہیں اس میں دو بڑے بڑے کون سے عیب نظر آ گئے' جاؤ جلدی سے انہیں میرے پاس لاؤ۔''

Scanned with CamScanner

جب بزرگوں کا قافلہ آیا تو بادشاہ نے پوچھا: ''کیا تم نے شہر میں کوئی عیب دیکھا ہے؟'' فرمایا: ''ہاں! اس میں دو عیب ہیں۔'' بادشاہ نے پریشان ہو کر پوچھا: ''جلدی بتاؤ! وہ کون سے عیب ہیں؟'' کہا: ''تیرا یہ شہر خراب اور فنا ہو جائے گا اور اس میں رہنے والا بھی مر جائے گا۔''

دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اَولیٰ

سمجھ دار بادشاہ نے کہا: ''کیا تم کسی ایسے گھر کے بارے میں جانتے ہو جو کبھی فنا نہ ہو اور اس کا مالک کبھی موت کا شکار نہ ہو؟'' بزرگوں نے کہا: ''اگر اس گھر کے خواہش مند ہو تو تخت و تاج چھوڑ کر ہمارے ساتھ چلے آؤ۔'' بادشاہ نے کہا: ''ٹھیک ہے میں تیار ہوں' لیکن میں علانیہ تمہارے ساتھ گیا تو میرے وزراء نہیں جانے دیں گے۔ ہاں' فلاں وقت میں تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔'' چنانچہ' وہ بزرگ وہاں سے چلے آئے اور مقررہ وقت پر انتظار کرنے لگے۔ بادشاہ نے تخت و تاج چھوڑا' فقیرانہ لباس زیب تن کیا اور بزرگوں کے ساتھ شامل ہو گیا۔ کافی عرصہ وہ اس قافلہ کے ساتھ رہا۔ ایک دن انہیں متوجہ کر کے کہا: ''اب مجھے اجازت دو میں کہیں اور جانا چاہتا ہوں۔'' بزرگوں نے کہا: ''کیا تمہیں ہمارے درمیان کوئی ناگوار بات پیش آئی ہے؟'' کہا: ''ایسی کوئی بات نہیں۔'' پوچھا: ''پھر کیوں جانا چاہتے ہو؟'' کہا: ''بات دراصل یہ ہے کہ تم مجھے جانتے ہو اس لئے عزت و احترام کرتے ہو۔ اب میں ایسی جگہ جانا چاہتا ہوں' جہاں مجھے کوئی جاننے والا نہ ہو۔'' یہ کہہ کر بادشاہ ایک نامعلوم منزل کی جانب چلا گیا۔

حضرت سیّدنا عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کے بعد میں نے حضرت سیّدنا مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: ''یہ تھا وہ واقعہ جو میں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا تھا۔'' پھر حضرت سیّدنا مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت لے کر میں واپس آ گیا۔ ایک دن حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے یہی واقعہ سن رہے تھے کہ حضرت سیّدنا مسلم رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے تو امیر المؤمنین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اے مسلم! تمہارا بھلا ہو' اس شخص کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے جس پر اس کی برداشت سے زیادہ

بوجھ ڈال دیا گیا ہو اگر ایسا شخص اس بوجھ (یعنی حکومت کی ذمہ داری) کو چھوڑ کر رضائے الٰہی کے لئے خلوت نشین ہو جائے تو کیا اس پر کچھ حرج ہے؟'' حضرت سیّدنا مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''اے امیر المؤمنین رحمۃ اللہ علیہ! امت محمدیہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈریئے۔ خدا کی قسم! اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کو چھوڑ کر چلے گئے تو یہ اپنی ہی تلواروں سے ایک دوسرے کو قتل کر ڈالیں گے۔'' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اے مسلم! میں کیا کروں؟ یہ خلافت کا بھاری بوجھ میری برداشت سے باہر ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ بار بار یہی کہتے رہے اور حضرت سیّدنا مسلم رحمۃ اللہ علیہ آپ کو تسلی دیتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت سنبھل گئی۔ (ایضاً)

(78)

جان کیسے نکلتی ہے

حضرت مقاتل بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب السلوئی میں انہی سے روایت ہے کہ:

اِنَّ مَلَکَ الْمَوْتِ کَانَ لَهٗ سَرِيْرٌ فِي السَّمَآءِ السَّابِعَةِ وَيُقَالُ فِي السَّمَآءِ الرَّابِعَةِ خَلَقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى......... وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۔

ترجمہ: بے شک ملک الموت کے لئے ساتویں آسمان میں تخت ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چوتھے آسمان میں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نور سے بنایا ہے جس کے ستر ہزار پائے ہیں اور ملک الموت کے چار پر ہیں اور اس کا تمام جسم پروں سے بھرا ہوا ہے اور اس کی زبانیں بقدر تمام مخلوق آدمیوں اور پرندوں اور درندوں کے ہیں اور نہیں کوئی ایک بھی اس مخلوقات میں سے آدمیوں اور پرندوں اور وحشیوں سے اور تمام ذی روح سے مگر ان سب کے بقدر ملک الموت کے جسم میں چہرے آنکھیں اور ہاتھ ہیں تو ان کی روح ان کے ساتھ قبض کرتا ہے اور نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: تحقیق ملک الموت کے چھ چہرے ہیں ایک چہرہ اس کے سامنے ہے اور ایک چہرہ اس کی پیٹھ کی طرف ہے اور ایک چہرہ اس کے سر پر ہے اور ایک چہرہ اس کے قدموں کے نیچے ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ ملک الموت کے اتنے چہرے کس لئے ہیں؟

عزرائیل علیہ السلام کے چہرے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ چہرہ جو دائیں طرف ہے اس سے وہ اہل مشرق کی روح قبض کرنے پر متوجہ ہوتا ہے اور وہ چہرہ جو بائیں جانب ہے اس سے وہ اہل مغرب کی ارواح قبض کرنے کو متوجہ ہوتا ہے اور جو چہرہ اس کی پیٹھ کے پیچھے ہے اس سے اہل کبائر اور اہل دوزخ کی روحیں نکالنے کو متوجہ ہوتا ہے اور وہ چہرہ جو سامنے کی طرف ہے اس سے وہ میری امت کے مومنین ومومنات کی روحیں نکالنے کو متوجہ ہوتا ہے اور وہ چہرہ جو اس کے سر پر ہے اس سے وہ آسمان والوں کی روحیں قبض کرنے کو متوجہ ہوتا ہے اور وہ چہرہ جو اس کے قدموں کی طرف ہے اس سے جنات کی روحیں نکالنے کی طرف رُخ کرتا ہے اور حضور ﷺ نے فرمایا: ملک الموت اس ہاتھ سے روح قبض کرتا ہے اور اس چہرے سے دیکھتا ہے جو روح کے محاذی ہو اور ایسے ہی مخلوق کی ارواح ہر جگہ قبض کرتا ہے تو مخلوق میں سے جب کوئی دنیا سے فوت ہو جائے تو ملک الموت کی بھی ایک آنکھ جسم سے چلی جاتی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ملک الموت کے چار چہرے ہیں ایک اس کے سامنے اور دوسرا اس کے سر پر اور تیسرا اس کی پیٹھ کی طرف اور چوتھا اس کے قدموں کے نیچے، پس انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کی روحیں قبض کرتے ہوئے اس چہرہ سے متوجہ ہوتا ہے جو اس کے سر پر ہے اور مومنین کی ارواح قبض کرتے ہوئے اس چہرہ سے متوجہ ہوتا ہے جو اس کے سامنے ہے اور جب کفار کی روحیں نکالتا ہے تو اس چہرہ سے دیکھتا ہے جو اس کی پیٹھ کی طرف ہے اور جب شیطانوں اور سرکش جنوں کی روحیں نکالتا ہے تو اس چہرے سے دیکھتا ہے جو اس کے قدموں کے نیچے ہے اور موت کے فرشتے کا ایک پاؤں دوزخ کے پل پر ہے اور دوسرا جنت کے تخت پر۔

Scanned with CamScanner

ملک الموت کی جسامت:۔

اور ملک الموت کی جسامت اس قدر بڑی ہے کہ اگر تمام دریاؤں اور نہروں کا پانی اس کے سر پر ڈالا جائے تو ایک قطرہ بھی زمین پر نہ گر سکے اور بیان کیا گیا ہے کہ تمام دنیا ملک الموت کے پہلو میں اس دستر خوان کی طرح ہے جس پر ہر قسم کے کھانے رکھے جائیں اور وہ دستر خوان ایک شخص کے آگے رکھا جائے تا کہ وہ اس سے کھائے تو اس نے کھایا جو چاہا پس ایسے ہی ملک الموت کی مثال تمام مخلوق میں ہے اور ملک الموت دنیا کو اپنی ہتھیلی میں ایسے گھماتا ہے جیسے کوئی آدمی درہم کو اپنی ہتھیلی میں گھماتا ہے اور کہا گیا ہے کہ ملک الموت انبیاء اور رسل علیہم السلام کے سوا کسی کی طرف نہیں اترتا اور درندوں اور چوپائیوں کی ارواح قبض کرنے کو اس کے نائب ہیں اور بیان ہوا ہے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ جب سب مخلوق انسانوں وغیرہم کو فنا کر دیگا تو ملک الموت کے جسم سے تمام آنکھیں محو ہو جائیں گی سوا آٹھ آنکھوں کے جو آٹھ فرشتوں کے لئے ہیں کہا گیا ہے کہ وہ جبرائیل اور اسرافیل وعزرائیل و میکائیل علیہم السلام اور چار فرشتے حاملین عرش ہیں علیہم السلام اور اجلوں کا وقت پورا ہونے کی پہچان پس کہا گیا ہے کہ تحقیق ملک الموت کی طرف جب موت اور مرض اٹھائی جائے گی تو عرض کرے گا الٰہی وسیدی میں تیرے بندہ کی روح کب اور کس حال اور ہیئت پر قبض کروں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے ملک الموت یہ غیبی علم ہے، جس پر میرے بتائے سوا کوئی مطلع نہیں ہوتا لیکن جب اس کا وقت آئے گا تو میں تجھے بتا دوں گا اور تیرے لئے نشانیاں کر دوں گا کہ ان کے ذریعے تو اس پر آگاہ ہو جائے گا اور وہ یہ کہ بے شک آئے گا تیرے پاس وہ فرشتہ جو مقرر ہے سانسوں پر پس وہ کہے گا فلاں بن فلاں کے سانس پورے ہو گئے اور آئے گا وہ فرشتہ جو مقرر ہے رزقوں اور اعمالوں پر کہے گا فلاں بن فلاں کا رزق اور عمل پورا

ہو گیا پس اگر نیک بختوں سے ہو گا تو اس کا وہ نام ظاہر کرے گا جو لکھا ہوا ہے۔

کسی کی موت کا پہلے سے علم ہونا

اس صحیفہ میں جو ملک الموت کے پاس ہے کہ اس اسم کے ارد گرد نور کا دائرہ ہے اور اگر وہ آدمی بدبختوں سے ہو گا تو اس کا نام سیاہ دائرہ میں ظاہر ہو گا پھر ملک الموت کے لئے ان علامتوں کے ساتھ علم پورا نہ ہو گا یہاں تک کہ ملک الموت پر اس درخت کا ایک پتہ گرے گا جو عرش کے نیچے ہے اس پر جسے موت آنی ہے اس کا نام لکھا ہو گا پس اس وقت موت کا فرشتہ اس کی روح قبض کرے گا اور حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے ایک درخت پیدا کیا ہے اس پر تمام مخلوق کی تعداد کے برابر پتے ہیں تو جب کسی کی اجل قریب آتی ہے اور اس کی عمر کے چالیس روز باقی رہ جاتے ہیں تو اس درخت کا ایک پتہ گرتا ہے تو عزرائیل علیہ السلام کے پہلو پر لگتا ہے پس وہ مطلع ہوتا ہے اس کے ساتھ تو اس کے بعد اپنے نائب کو حکم دیتا ہے روح قبض کرنے کا اس کی جس کے نام کا پتہ گرا ہے اسی وقت آسمان پر اس کا نام مردہ شمار ہوتا ہے۔ حالانکہ زمین پر وہ ابھی زندہ ہوتا ہے چالیس دن تک اور یہ بھی بیان ہوا ہے کہ ملک الموت کے پاس میکائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک صحیفہ لے کر آتا ہے جس میں اس کا نام شمار ہوتا ہے، جس کی روح قبض کرنے کا حکم دیا گیا ہو اور اس جگہ کا نام جس میں اس کی روح قبض ہو اور اس سبب کا ذکر ہوتا ہے جس سے وہ مرے اور ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ عرش کے نیچے سے دو قطرے گرتے ہیں ایک قطرہ سبز رنگ کا اور دوسرا سفید، پس جب کسی کے نام پر سبز قطرہ پڑے تو اس کے بدبخت ہونے کی علامت ہوتا ہے اور جب کسی کے نام پر سفید قطرہ پڑے تو اس کے نیک ہونے کی علامت

Scanned with CamScanner

ہوتا ہے۔

مرنے کی جگہ

پس کہا گیا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے فرشتہ پیدا کیا ہے جو کہ ہر پیدا ہونے والے کے ساتھ موکل ہے اسے ملک الارحام کہا جاتا ہے جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے فرشتے کو اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ ملایا جائے اس نطفہ میں جو کہ اس کی ماں کے رحم میں ہے اس مٹی سے جس پر اس کی موت آئے گی پھر وہ گھومتا ہے جہاں گھومنا چاہے آخر اسی جگہ لوٹتا ہے جہاں سے نطفہ میں ملانے کو مٹی لی گئی تھی تو اس جگہ وہ مرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد دلالت کرتا ہے کہ اے میرے محبوب ''فرمادیجئے اگر تم اپنے گھروں میں ہوا اللہ ضرور ان کو جن کا قتل ہونا لکھا جا چکا ہے ان کی قتل گاہوں کی طرف لے جائے گا''۔ اسی طرح جس جگہ سے بندہ کے خمیر کے لئے مٹی لی گئی وہاں اس کی موت آتی ہے۔

ایک نوجوان کا قصہ جو اپنی موت کی جگہ سے بہت دور تھا

حکایت بیان کی گئی ہے کہ تحقیق ملک الموت پہلے زمانے میں نظر آتا تھا تو ایک دن سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے دربار میں داخل ہوا وہاں بیٹھے ایک نوجوان کو تیز نظروں سے دیکھنے لگا جس سے نوجوان کانپنے لگا پس جب ملک الموت غائب ہوا تو وہ نوجوان سلیمان علیہ السلام سے عرض کرنے لگا کہ اے اللہ کے نبی علیہ السلام میں چاہتا ہوں کہ آپ ہوا کو حکم کریں کہ وہ مجھے چین لے جائے سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو حکم دیا وہ اسے اٹھا کر چین لے گئی پھر ملک الموت سلیمان علیہ السلام کے پاس آیا تو سلیمان علیہ السلام نے اس سے پوچھا: نوجوان کو ہیبت کی نظر دیکھنے کا کیا سبب تھا اس نے کہا: مجھے اس دن اس کی چین سے روح قبض کرنے کا حکم تھا جب میں نے اسے آپ کے پاس دیکھا تو مجھے اس سے تعجب ہوا پھر سلیمان علیہ السلام نے اس

کا واقعہ بیان کیا کہ اس نے مجھ سے کس طرح سوال کیا کہ میں ہوا کو حکم دوں تا کہ اسے اٹھا کر چین لے جائے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ تحقیق ملک الموت کے کچھ معاون ہیں جن میں ہر ایک ارواح قبض کرنے پر تیار رہتا ہے کیا تو نے نہیں دیکھا جو کہ روایت میں آیا کہ بے شک ایک شخص کی زبان پر جاری ہوا اے اللہ مجھے بخش دے اور اس فرشتے کو جو سورج پر مامور ہے تو اس فرشتے نے اپنے رب سے اس شخص کو ملنے کا اذن چاہا پس جب اس پر اترا تو اسے کہا تو نے میرے لئے بہت دعا کی اب بتا تیری کیا حاجت ہے اس نے کہا میری حاجت تجھ سے یہ ہے کہ تو مجھے اپنی جگہ اٹھا کے لے جا اور ملک الموت سے کہہ کہ مجھے میری موت کے قریب ہونے کا وقت بتائے پس اس نے اسے اٹھالیا اور اسے وہاں جا بیٹھایا جو سورج سے اس کے بیٹھنے کی جگہ ہے پھر وہ اوپر کو ملک الموت کے پاس گیا اور اسے بتایا کہ بنی آدم سے ایک شخص جس کی زبان پر جاری ہوتا ہے جب کہ وہ نماز پڑھتا ہے مجھے اور سورج کے فرشتے کو بخش دے مجھ سے سوال کیا کہ میں تجھ سے پوچھوں اس کی موت کا وقت کب ہے تا کہ وہ اس کی تیاری کر لے تو ملک الموت نے اپنی کتاب کو دیکھا پھر کہا بے شک تیرے صاحب کی بڑی شان ہے وہ نہیں مرے گا جب تک وہ اس جگہ نہ بیٹھے جو سورج سے تیرے بیٹھنے کی جگہ ہے، پس اس نے کہا تحقیق وہ میری جگہ بیٹھا ہے پھر ملک الموت نے کہا پس یہی اس کی موت کا وقت ہے ہمارے بھیجے ہوئے اسی جگہ اسے موت دینگے اور وہ اپنے کام میں کوتاہی نہیں کرتے۔

چوپائیوں اور پرندوں کی موت

پس نبی کریم ﷺ سے مرفوع حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: چوپائیوں کی آجال اللہ تعالیٰ کے ذکر پر موقوف ہیں جب وہ اللہ کا ذکر چھوڑ دینگے اللہ تعالیٰ ان کی روحوں کو قبض کرلے گا۔ ملک الموت کو ان کی

Scanned with CamScanner

ارواح سے کچھ سروکار نہیں اور تحقیق کہا گیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ ارواح کو قبض کرنے والا ہے اور ملک الموت کی طرف قبض ارواح کی صرف اس طرح نسبت کی جاتی ہے جس طرح قتل کی نسبت قاتل کی طرف اور موت کی نسبت امراض کی طرف، اور اسی پر ہی اللہ تعالیٰ کا ارشاد دلالت کرتا ہے ''اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو نہ مریں انہیں ان کے سونے میں پھر جس پر موت کا حکم فرما دیا اسے روک رکھتا ہے اور دوسری معیاد مقرر تک چھوڑ دیتا ہے بیشک اس میں ضرور نشانیاں ہیں۔ سوچنے والوں کے لئے''۔

(دقائق الاخبار)

(79)

آسمانی ہسپتال میں

''لیلیٰ حلو'' مراکش کی رہنے والی تھی۔ وہ کچھ ہی عرصہ پہلے ایک مشہور ایکٹریس تھی، فلمی حلقوں میں اس کا نام بڑا معروف تھا۔ اسے ایک انتہائی مہلک مرض لاحق ہوگیا جسے دنیا اب تک لاعلاج تصور کرتی ہے اور جسے ''کینسر'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جس کا تصور ہی رونگٹے کھڑے کر دینے کے لئے کافی ہے۔ خاتون نے اپنے مہلک مرض کے علاج کے لئے مختلف ماہرین طب کے دروازے کھٹکھٹائے، لیکن ڈاکٹروں کی تمام کوششیں ناکام ثابت ہوئیں اور اب خاتون کو اپنی زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ ہاں ایک امید باقی تھی اور وہ اس کے ربّ کا دروازہ تھا۔

لیلیٰ کہتی ہے: میں ایک عرصے سے ایک بے حد خطرناک مرض کا شکار ہوگئی تھی جسے دنیا ''سرطان'' یا کینسر'' کے نام سے جانتی ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ یہ مرض انتہائی خطرناک اور مہلک ہے لیکن مراکش میں ہم اسے ''کینسر'' کا نام نہیں دیتے بلکہ ہمارے یہاں اس کو ''خبیث مرض'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ میرے دل کی وہ شریان جو بائیں جانب سے نکل کر دل کو خون بہم پہنچاتی ہے اور جو تاج نما ہوتی ہے، اس موذی مرض میں مبتلا ہوگئی۔ اس وقت میرا اللہ تعالیٰ پر ایمان کمزور بلکہ نہ ہونے کے برابر تھا۔ میرا دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے یکسر خالی تھا کیونکہ میں اللہ سے بالکل غافل تھی۔ میں تو مشہور فلمی ایکٹریس تھی۔ میں سمجھتی تھی کہ انسان کا حسن و جمال تا حیات اس کی شخصیت کو تازگی بخشتا رہتا ہے اور یہ نعمت پوری عمر زائل ہونے کا نام نہیں لیتی اور عنفوان شباب کی مسرتوں سے اسے ہمیشہ لطف اندوزی کا خوش کن موقع نصیب رہتا ہے، نیز اس کی صحت ہمیشہ تروتازہ رہتی ہے جس کی وجہ سے اس کی قلبی فرحت کو روئیدگی و بالیدگی ملتی رہتی ہے۔ میرے

حاشیۂ خیال میں یہ تصور تک بھی نہیں گزرا تھا کہ میں کبھی ''کینسر'' جیسی مہلک و جان لیوا بیماری میں گرفتار ہو جاؤں گی' لیکن جب میں اس خطرناک مرض میں مبتلا ہو گئی تو اس کے خوف و دہشت نے میرے وجود کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور میں بری طرح حواس باختہ ہو گئی۔ میرا جی چاہتا تھا کہ کہیں بھاگ جاؤں' لیکن بھاگ کر جاتی بھی تو کدھر جاتی؟ جہاں کہیں بھی جاؤں گی یہ لاعلاج مرض بھی تو میرے ساتھ ساتھ جائے گا' اس لئے میں نے سوچا کہ کیوں نہ میں خودکشی کرلوں' لیکن مجھے میرے شوہر اور بچوں سے شدید محبت تھی' اس لئے میں نے خودکشی نہ کی۔

ایک گلوکارہ کو ہدایت کیسے ملی؟

قارئین یہ نہ سمجھیں کہ اس وقت میرے خودکشی نہ کرنے کی وجہ اللہ تعالیٰ کا خوف یا ڈر تھا۔ اس طرف تو کبھی خیال گیا ہی نہیں تھا۔ دراصل میں تو اسلام سے' اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کوسوں دور تھی۔ میں توبہ اور استغفار سے ناواقف تھی۔ بس شاید میرے رب کو میری ہدایت اور رہنمائی منظور تھی' تبھی تو مجھے یہ خطرناک مرض لگ گیا۔ ہاں! بعض اوقات بیماری بھی انسان کے لئے رحمت کا باعث ہوتی ہے اور وہ اس کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتی ہے۔ شاید اللہ چاہتا تھا کہ نہ صرف مجھ پر کرم کر کے مجھے سیدھے راستے پر لائے بلکہ کتنے ہی اور لوگ میری وجہ سے سیدھے ہو جائیں۔ ہاں میں وہی لیلیٰ حلو جو نجانے کتنے لوگوں کو گمراہ کر چکی تھی' اپنے جسم کی نمائش کر کے' رقص کے ذریعے' سینما کی سکرین کے ذریعے..... میں بیمار ہوئی..... دولت..... شہرت..... تعلقات..... ایک سے بڑھ کر ایک ڈاکٹر..... ہسپتال..... سب کچھ میسر تھا..... تو محترم قارئین! میں بیرون ملک بلجیئم گئی' بہت سے ڈاکٹروں سے بغرض علاج رجوع کیا۔ سب نے میرے شوہر سے کہا کہ اس کی چھاتی کاٹ دینا ضروری ہے' اور ایسی کیمیکل دوائیں استعمال کرنا پڑیں گی جن سے سر کے بال جھڑ جائیں گے' پلکیں اور بھویں گر جائیں گی' چہرے پر داڑھی کے بال اگ آئیں گے' ناخن اور دانت گر جائیں گے۔ میں نے ڈاکٹروں کی تجویز سن کر ان کے علاج سے مکمل انکار کر دیا اور کہا: میں چھاتی کٹانے' گنجی ہونے اور قدرتی بناوٹ اور

خوبصورتی کو داغدار کرنے پر مر جانے کو ترجیح دوں گی' چنانچہ میں نے ڈاکٹروں سے گزارش کی کہ وہ میرے لئے آسان سا علاج سوچیں۔

پھر میں مراکش واپس آ گئی اور چھوٹا موٹا علاج کرتی رہی لیکن اس کا کوئی خاطر خواہ اثر نہ ہوا۔ مجھے نجانے کیسے محسوس ہوا کہ ڈاکٹروں نے میری درست تشخیص نہیں کی اور خواہ مخواہ میرے اندر کینسر کا مرض ثابت کر دیا ہے جبکہ میں بالکل صحیح سلامت ہوں' لیکن تقریباً چھ ماہ کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ میرے وزن میں خاطر خواہ کمی ہو چکی ہے' میرا رنگ خاصا بدل چکا ہے۔ مجھے رنج والم کی شکایت رہنے لگی اور یہ شکایت آہستہ آہستہ مستقل ہوتی گئی۔ جب میں نے ایک مراکشی ڈاکٹر سے طبی جانچ کروائی تو اس نے مجھے بلجیئم جانے کا مشورہ دیا' چنانچہ میں نے دوبارہ بلجیئم کے لئے رخت سفر باندھا۔

بلجیئم میں ڈاکٹروں نے جب میرا معاینہ کیا تو انہوں نے نہایت افسوس ناک خبر میرے شوہر کو بتائی کہ: ''کینسر'' پورے جسم میں پھیل چکا ہے اور پھیپھڑے بھی اس سے بری طرح متاثر ہو چکے ہیں۔ ہمارے پاس اب ایسی صورتحال سے نمٹنے کے لئے کوئی دوا یا علاج نہیں ہے۔ اب تمہارے لئے صرف ایک صورت رہ گئی ہے کہ تم اپنی بیوی کو وطن لے جاؤ تاکہ اسے وہاں قبر نصیب ہو سکے۔

ڈاکٹروں نے جب میرے خاوند کو یہ رپورٹ دی تو ان پر یہ خبر بجلی بن کر گری' وہ حواس باختہ ہو گئے پھر ہم لوگوں نے واپس اپنے وطن مراکش جانے کی بجائے بلجیئم سے فرانس کا ٹکٹ لے لیا' شاید مجھے وہاں کوئی علاج مہیا ہو سکے اور وہاں میں چھاتی کٹوا کر کیمیاوی دوائی استعمال کروں تاکہ کسی طرح زندگی بچ سکے۔

پیرس سے بیت اللہ کا سفر

اچانک میرے خاوند کے ذہن میں آیا کہ ہم تمام دنیاوی علاج کروا چکے ہیں مگر ایک طبیب باقی رہ گیا ہے' اس کے پاس جانا چاہئے۔ اس نے جب مجھ سے بات کی تو جیسے مجھے کوئی بھولی ہوئی بات یاد آ گئی ہو۔ بلاشبہ' ہمیں مکہ مکرمہ جانا چاہئے' بیت اللہ کی زیارت کریں اور وہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دربار میں توبہ و استغفار کریں اور اللہ تعالیٰ

Scanned with CamScanner

سے دعا کریں کہ وہ اس مہلک مرض سے مجھے شفایاب کر دے' کیونکہ آسمان کے دروازے ہر مریض کے لئے ہر وقت کھلے رہتے ہیں اور وہاں ہر بیماری کا کامیاب علاج ہمہ وقت دستیاب ہے!!

غرض ہم میاں بیوی پیرس سے خانہ کعبہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ راستہ بھر ہم (لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَـرُ) کے ورد سے رطب اللسان تھے۔ مجھے بڑی خوشی ہو رہی تھی کیونکہ بیت اللہ شریف کی طرف میری زندگی کا یہ پہلا سفر تھا اور پہلی دفعہ اللہ کے گھر کا دیدار نصیب ہونے والا تھا۔ میں نے پیرس ہی میں قرآن کریم کا ایک نسخہ خرید لیا تھا اور گاہے بگاہے اس کی تلاوت کرتی رہتی۔

آخر کار وہ مبارک وقت آ گیا جب ہم مکہ مکرمہ پہنچ کر صحن کعبہ میں داخل ہوئے۔ جونہی نگاہ کعبہ پر پڑی' میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ مجھے اپنی گزشتہ زندگی یاد آ گئی' رب کی نافرمانی اور معصیت کی زندگی۔ میرا ماضی بے حد غلط تھا۔ نماز روزہ سے قطعاً دور رہی۔ فرائض کا پتہ تک نہ تھا۔ اب میں نہایت عاجزی کے ساتھ اس رب العالمین کے دروازے پر حاضر تھی جو توبہ قبول کرنے والا' اپنے بندوں پر شفقت کرنے والا ہے اور پھر میں نے خانہ کعبہ کے دروازے کے قریب جا کر رو رو کر یہ دعا کی:

ایک مضطر و مجبور کی دعا

''اے میرے پروردگار! میری مہلک بیماری کا علاج ڈاکٹروں کے بس میں نہیں۔ وہ ہزار کوشش کے باوجود میرے علاج سے انکار کر چکے ہیں۔
میرے پیارے رب! بیماری تیری ہی طرف سے آتی ہے اور اس کا علاج بھی تو ہی کرتا ہے۔ میری بیماری کے علاج کے معاملے میں ڈاکٹروں نے ہسپتالوں کے دروازے بند کر رکھے ہیں' صرف تیرا دروازہ میرے لئے کھلا ہوا ہے۔ میں اپنے علاج کے لئے تیرے ہسپتال میں پہنچ چکی ہوں۔
میرے رب! اپنا دروازہ میرے لئے بند مت کر دینا۔''

پھر میں نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور اس دوران میں اللہ تعالیٰ سے بکثرت

دعا کرتی رہی کہ ''اے اللہ! میری دعا کو نامراد واپس نہ کرنا اور مجھے ناامید مت کرنا اور مجھے شفا عنایت کر کے ڈاکٹروں کو اپنی عظمت شان سے حیران و ششدر کر دینا۔''

جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے' میں اس سے پہلے اللہ تعالیٰ سے بالکل غافل تھی اور اس کے دین پر کبھی عمل نہ کیا تھا' لیکن اب میری وہ کیفیت نہ رہی جو پہلے تھی' بلکہ اب میں نے اللہ تعالیٰ کے دین کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا' چنانچہ میں مکہ مکرمہ میں موجود علماء و مشائخ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے ایسی دعاؤں پر مشتمل کتابوں کے متعلق پوچھتی جنہیں میں جلدی سے یاد کر سکوں تاکہ حسب ضرورت ان دعاؤں کا ورد کیا کروں اور اللہ رب العزت کے دربار میں دعا و مناجات کا نذرانہ پیش کر سکوں۔ علماء و مشائخ نے کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے اور زیادہ سے زیادہ آب زم زم پینے کی نصیحت فرمائی۔ نیز انہوں نے مجھے یہ بھی نصیحت کی کہ میں زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کروں اور رسول اکرم ﷺ پر درود وسلام بھیجوں۔ مسجد حرام میں مجھے کافی راحت محسوس ہو رہی تھی اور میرے دل کو بہت ہی اطمینان تھا۔ میں نے اپنے خاوند سے کہا: آپ مجھے مسجد حرام ہی میں وقت گزارنے کی اجازت دیں۔ میں اب ہوٹل کم ہی جاؤں گی۔ زیادہ وقت اللہ کے گھر میں گزاروں گی۔ میرے خاوند نے میری درخواست قبول فرمائی اور میں اپنے اوقات مسجد حرام ہی میں رب ذوالجلال والاکرام کے مقدس دربار میں دعا و مناجات کے ساتھ گزارنے لگی۔

مسجد حرام میں اعتکاف

مسجد حرام کے اندر میرے پڑوس میں مصر اور ترکی کی چند خواتین تھیں جو کثرت آہ و بکا سے میری آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسو دیکھتی تھیں۔ انہوں نے میری کثرت آہ و زاری کا سبب دریافت کیا۔ میں نے ان سے جواباً کہا: پہلی بات تو یہ ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے مبارک گھر کا طواف نصیب ہوا جس کے بارے میں مجھے گمان بھی نہیں تھا کہ اس سے ایسی محبت ہو گی جیسی اب میرے دل میں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ مجھے کینسر کی بیماری لاحق ہے' اس لئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں آہ و زاری کر رہی ہوں۔

ان خواتین کا معمول تھا کہ نمازوں کے بعد میرے ارد گرد بیٹھ جاتیں اور خاصی دیر

Scanned with CamScanner

بعد الگ ہوتیں۔ یوں ہماری اللہ کے لئے آپس میں محبت ہوگئی پھر میں نے ان سے کہا: کیوں نہ میں مسجد میں اعتکاف کی نیت کرلوں؟ ان عورتوں نے اس بات کو پسند کیا اور کہنے لگیں کہ ہم بھی تمہارے ساتھ شریک ہوتی ہیں۔ ہر چند کہ رمضان المبارک کا مہینہ نہ تھا پھر بھی ان عورتوں کے خاوندوں نے اجازت دے دی اور اب ہم سب اللہ کے گھر میں معتکف تھیں۔ اب ہمارا سارا دن ذکر واذکار' قرآن پاک کی تلاوت' نمازوں اور نوافل میں گزر جاتا۔ نیند بھی کم آتی۔ بھوک تو گویا مٹ ہی گئی تھی' چند لقمے کفایت کر جاتے۔ ہاں اب ہم آب زمزم کثرت سے پیتیں کیونکہ نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد ہمیں یاد تھا: (مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ)

''آب زم زم جس نیت سے بھی پیا جائے وہ نیت پوری ہو جاتی ہے''۔

(صحیح' ابن ماجہ: 3062)

زمزم شریف کا استعمال

یعنی آب زمزم اگر بیماری سے شفایابی کی نیت سے نوش کیا جائے تو اللہ تعالیٰ شفا بخشتا ہے۔ اگر سیرابی کی نیت سے پیا جائے تو پیاس مٹ جاتی ہے اگر اللہ کی پناہ کی نیت سے پیا جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے دامن میں پناہ دیتا ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہماری بھوک کو زمزم کی برکت سے ختم کر کے ہمیں آسودگی بخشی۔

ہم خواتین مسلسل خانہ کعبہ کا طوفاف کرتیں اور طواف کے اختتام پر دو رکعتیں مقام ابراہیم کے پیچھے (اور اگر مقام ابراہیم کے پیچھے جگہ نہ ملتی تو مسجد کے کسی بھی حصہ میں) پڑھتیں اور پھر دوبارہ طواف کرنے لگتیں اگر کچھ تھکاوٹ اور بھوک محسوس ہوتی تو اس کے لئے آب زمزم ہر وقت دستیاب تھا۔

میں جب بیت اللہ شریف پہنچی تھی اس وقت بہت ہی پتلی دبلی اور کمزور تھی۔ میرے جسم کے اوپری حصے میں سوجن اور چھوٹی چھوٹی بہت ساری سرخ پھنسیاں تھیں جو اس بات کی واضح علامت تھیں کہ میرے جسم کے اوپر والے حصے میں کینسر پھیل چکا ہے۔ میری سہیلیاں مجھے نصیحت کرتیں کہ میں اپنے جسم کے اوپر والے حصے کو آب زمزم سے دھوتی رہوں' لیکن جسم کی پھنسیوں اور سوجن کو چھونے سے مجھے خوف لاحق ہوتا اور

دھونے کا تصور آتے ہی میں کانپ اٹھتی تھی۔ مجھے جب بھی اس مہلک مرض کا خیال آتا میرا دھیان اللہ تعالیٰ کے ذکر واذکار اور اس کی عبادت سے ہٹ کر اس میں الجھ جاتا۔ بہر حال میں نے اپنے جسم کو ہاتھ لگائے بغیر آب زمزم کو اپنے جسم پر ڈالنا شروع کیا۔

کچھ دن یوں ہی گزر گئے۔ میری سہیلیوں نے مجھے مجبور کیا کہ میں اپنے جسم کو آب زمزم سے دھوڈالوں۔ میں نے شروع میں انکار کیا' مگر مجھے محسوس ہوا کہ کوئی اندرونی طاقت مجھے آب زمزم سے اپنے جسم کو دھونے پر آمادہ کر رہی ہے' میں نے خوف کی وجہ سے اس پر عمل نہیں کیا۔ دوسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا لیکن اس مرتبہ بھی میں نے اپنے جسم کو آب زمزم سے نہیں دھویا' کیونکہ مجھے ڈر لگتا تھا' تاہم جب تیسری مرتبہ بھی میرے دل نے گواہی دی اور مجبور کیا کہ میں اپنے جسم کو زمزم سے ضرور دھوؤں تو میں اٹھی اور آب زمزم لے کر اپنے ہاتھوں سے جسم اور چھاتی پر ملنا شروع کر دیا جو فاسد خون' پیپ' پھنسیوں وغیرہ سے پر تھی...... لیکن...... دیکھتے ہی دیکھتے میرا جسم حیرت انگیز طور پر ان تمام بیماریوں سے پاک ہونے لگا...... چھوٹی چھوٹی پھنسیاں جانے کدھر گئیں...... جسم کو چور کر دینے والے درد و الم اور خون اور پیپ...... سب غائب ہو گئے۔

اور کینسر کے پھنسی پھوڑے غائب ہو گئے

میں پہلے تو گھبرا اٹھی' پھر اپنے کپڑے کے نیچے ہاتھ لے جا کر بار بار جسم کو چھونے لگی' لیکن میرے جسم کے اندر اب ہرگز کوئی سوجن نہیں تھی۔ میں کانپ اٹھی' مگر فوراً میرے ذہن نے کہا: اس قدر تعجب کیوں کرتی ہو؟ کیا اللہ رب العزت اس کام پر قادر نہیں ہے؟ میں نے اپنی ایک سہیلی سے کہا: ذرا میرے جسم کو چھونا اور میری پھنسیوں کو دیکھنا۔ میری سہیلیوں نے جب دیکھا کہ میرے جسم سے ساری پھنسیاں غائب ہیں اور میرا جسم بالکل صحیح سالم ہے تو بے ساختہ چیخ اٹھیں: اللہ اکبر...... اللہ اکبر......

میں فرط مسرت سے اپنے شوہر کو خوشخبری دینے کے لئے مسجد حرام سے نکل کر ہوٹل کو چلی۔ کمرے میں داخل ہو کر جب اپنے شوہر کے سامنے کھڑی ہوئی تو ان سے کہنے لگی: ''دیکھو' یہ دیکھو اللہ کی رحمت......!! کدھر ہیں میرے جسم پر پھوڑے پھنسیاں!!...... ہیں کہیں؟...... ختم ہو گئی نا!! پھر میں نے انتہائی مسرت و شادمانی کے ساتھ اسے اپنے

Scanned with CamScanner

حالات سے آگاہ کیا' لیکن میرے شوہر کو میری گفتگو افسانہ معلوم ہو رہی تھی۔ وہ میری بات کو مذاق سمجھ رہا تھا۔ یکا یک اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور اس نے بلند آواز میں کہا: کیا تجھے نہیں معلوم' کیا تو اتنی جلدی بھول گئی کہ صرف تین ہفتہ قبل ڈاکٹروں نے قسم کھا کر کہا تھا کہ تو چند ہی دنوں کی مہمان ہے؟ میں نے اپنے شوہر سے کہا:

(اِنَّ لَآ جَالَ بِيَدِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى وَلَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ)

''زندگی اور موت کا وقت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ غیب کا علم ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو نہیں۔''

اس کے بعد ہم میاں بیوی بیت اللہ شریف میں ایک ہفتہ قیام پذیر رہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی ان گنت نعمتوں پر اس کا شکریہ ادا کرتی رہی اور اس کی حمد وثنا بیان کرتی رہی پھر ہم نے مسجد نبوی شریف اور روضہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور اس کے بعد فرانس واپس ہو گئے۔ جب وہاں کے ڈاکٹروں نے مجھے پوری صحت و عافیت کی ساتھ دیکھا اور انہیں علم ہوا کہ مہلک وخطرناک مرض نے مجھے خیر باد کہہ دیا ہے تو وہ حیران و پریشان رہ گئے۔ وہ حیرت زدہ ہو کر مجھ سے کہنے لگے: محترمہ! کیا آپ ہی وہ خاتون ہیں جو..... ؟ میں فخر سے جواب دیتی: جی ہاں' میں ہی ہوں وہ خاتون جس کی موت کا اعلان آپ لوگوں نے کر رکھا تھا' اور یہ میرے شوہر ہیں جنہوں نے میری شفایابی کیلئے سارے وسائل استعمال کر ڈالے تھے۔ میں آپ لوگوں کے علاج سے فرار ہو کر اپنے ربّ تعالیٰ کے ہسپتال میں جا کر داخل ہو گئی اور اب اس کے علاج سے شفایابی کے بعد واپس آئی ہوں۔ مجھے اب اس کے سوا کسی کا خوف اور ڈر نہیں ہے کیونکہ قضا و قدر اللہ کے ہاتھ میں ہے' وہی زندگی و موت کا مالک ہے اور تمام امور اسی کی نگرانی میں انجام پاتے ہیں۔ ایک پتا بھی اس کے حکم کے بغیر نہیں گرتا ہے۔

ڈاکٹروں کا تعجب

ڈاکٹروں نے مجھ سے کہا: محترمہ! آپ کا یہ معاملہ عجیب و غریب ہے۔ تعجب

ہے کہ آپ کی سوجن ختم ہو گئی مگر ضروری ہے کہ آپ کا دوبارہ چیک اپ کیا جائے' نئے سرے سے ٹیسٹ لئے جائیں۔

چنانچہ ڈاکٹروں نے دوبارہ میری تشخیص کی اور میرے تمام ٹیسٹ لئے' مگر تمام ٹیسٹ کلیئر تھے' مجھے الحمدللہ کوئی بیماری نہ تھی۔ وہ سب دنگ رہ گئے۔ شاید ان کا تعجب اس لئے بھی زیادہ تھا کہ جو مرض مجھے لاحق تھا' اس کے علاج میں اب تک میڈیکل سائنس ناکام ہے۔ بہرحال میں جب اس مرض میں مبتلا تھی تو سوجن کی وجہ سے میرے لئے سانس لینا بھی دوبھر ہو چکا تھا لیکن جب میں نے بیت اللہ شریف کا سفر کیا اور اللہ تعالیٰ سے اپنی شفایابی کی دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرما کر مجھے اس آفت سے یکسر نجات عطا فرما دی اور سرطان جیسی خوفناک بیماری ایسے غائب ہو گئی جیسے کبھی ہوئی ہی نہ تھی۔

پھر اس کے بعد میرا یہ معمول بن گیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی سیرت پاک اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی حیات مبارکہ کا مطالعہ کرتی اور زار و قطار روتی۔ نیز پہلے مجھ سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے جو تقاضے پورے نہ ہو سکے تھے اور جن ایام کو میں نے اللہ کی یاد سے کوسوں دور گزارا تھا' انہیں یاد کر کے بارہا میری آنکھیں ڈبڈبا جاتیں اور میں بے ساختہ رونے لگتی تھی۔

میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتی ہوں کہ الٰہ العالمین میری اور میرے شوہر کی توبہ قبول فرمائے اور تمام مسلمانوں کو اپنے دامن بخشش اور مغفرت میں جگہ عنایت فرمائے۔ آمین۔

(العائدون الی اللہ' عبدالعزیز المسند ج2۔ (بتصرف یسیر) مؤلف کا کہنا ہے کہ انہوں نے یہ قصہ خود ''لیلیٰ حلو'' کی آواز میں ایک کیسٹ کے حوالے سے سن کر اختصار کے ساتھ نقل کیا ہے)۔

Scanned with CamScanner

(80)

خداو مصطفیٰ ﷺ کا شیر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

جنگ احد میں جب کفار کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف ابن سباع میدان میں آیا تو حضرت سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اس کو یہ کہہ کر للکارتے ہوئے نکلے:۔

يَا ابْنَ مُقَطِّعَةِ الْبُظُوْرِ اَتُحَادُّ اللهَ وَرَسُوْلَهُ ﷺ ثُمَّ شَدَّ عَلَيْهِ فَكَانَ كَاَمْسِ الذَّاهِبِ ۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل حمزۃ' مسند احمد جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 501' صحیح ابن حبان جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 300' دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 242' جامع الاصول (ابن اثیر جزری) جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 248' عمدۃ القاری (عینی) کتاب المغازی باب قتل حمزۃ۔ جلد نمبر 17 صفحہ نمبر 211)

ترجمہ: حضرت سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: او عورتوں کے ختنے کرنے والی کے لڑکے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے دشمنی کرتا ہے (یہ کہہ کر) آپ نے اس پر سخت حملہ کر دیا اور اس کو واصل جہنم کر دیا۔

☆...... اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهٗ لَمَكْتُوْبٌ عِنْدَ اللهِ فِي السَّمَآءِ السَّابِعَةِ: حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَسَدُ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ ۔

(المعجم الکبیر (طبرانی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 243 حدیث نمبر 2881' المستدرک جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 199' دیلمی جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 376' سیرۃ ابن ہشام باب حزن الرسول علی حمزۃ جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 83' مجمع الزوائد (ہیثمی) جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 434' السیرۃ النبویۃ (ابن کثیر) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 79' فتح الباری (عسقلانی) جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 371)

ترجمہ: بے شک حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں ساتویں آسمان میں لکھا ہوا ہے کہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے شیر ہیں۔

دو تلواروں کے ساتھ لڑنے والے

اِنَّ حَمْزَةَ كَانَ يُقَاتِلُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ بِسَيْفَيْنِ وَيَقُوْلُ: اَنَا اَسَدُ اللهِ وَاَسَدُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 384' المعجم الکبیر (طبرانی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 149' المعجم الصغیر (طبرانی) جلد نمبر 2' صفحہ نمبر 206' طبقات ابن سعد جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 17,12 (غزوہ بدر)' المستدرک (حاکم) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 119' مجمع الزوائد (ہیثمی) جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 434' البدایۃ والنھایۃ (ابن کثیر) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 273' السیرۃ النبویۃ (ابن کثیر) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 414)

ترجمہ: حضرت سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے سامنے دشمن سے دو تلواروں کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے یہ رجز پڑھ رہے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا شیر ہوں۔

☆...... حضور ﷺ نے حضرت سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر حضرت سیدہ فاطمہ الزاہرا رضی اللہ عنہا اور اپنی پھوپھی صاحبہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو تسلی دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا:

اَبْشِرَا اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّ حَمْزَةَ (رضی اللہ عنہ) مَكْتُوْبٌ فِيْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ: حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَسَدُ اللهِ وَاَسَدُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

(کتاب المغازی (واقدی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 250' المعجم الکبیر (طبرانی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 149' المستدرک (حاکم) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 194' مسند الفردوس (دیلمی) جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 104' فتح الباری (عقلانی) جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 371' المجالسۃ والجواہر العلم (ابوبکر احمد بن مروان دینوری) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 271' کشف الخفاء (العجلونی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 344 (احیاء التراث)' البدایۃ والنھایۃ (ابن کثیر) جلد

نمبر 4 صفحہ نمبر 40)

ترجمہ: تم دونوں کو خوشخبری ہو مجھے جبرائیل علیہ السلام نے آ کر خبر دی ہے کہ آسمان والوں میں یہ لکھا ہوا ہے (مشہور ہے) کہ حضرت سیّدنا امیر حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے شیر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شیر ہیں۔

ان کے آگے وہ حمزہ کی جانبازیاں
شیر غرانِ سطوت پہ لاکھوں سلام

(81)

دین سے نکل جانے والی قوم

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانے میں ایک قوم نکلے گی جو نوعمر اور بے عقل ہوگی۔ یہ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلقوم سے نیچے (دل تک) نہیں پہنچے گا۔ یہ لوگ بہتر مخلوق (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کی باتیں کہیں گے لیکن یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے (بدن کو چھید کر) نکل جاتا ہے۔

تشریح: یہ حدیث بخاری و مسلم میں بھی کئی جگہ مذکور ہے۔ اس حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بتائی ہے کہ قرب قیامت کے وقت کچھ نئی نئی عمروں والے کم عقل لوگ ٹولیاں بنا بنا کر نکلیں گے۔ یہ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن کریم ان کے حلقوموں سے آگے بڑھ کر ان کے دلوں تک نہیں پہنچے گا۔ یعنی قرآن پڑھیں گے مگر قرآن کی ہدایت کے اثرات ان کے دلوں میں نہیں ہوں گے۔ یہ لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں لوگوں کو سناتے پھریں گے، لیکن اس کے باوجود یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح کسی پرندہ یا کسی چرند جانور کا تیر سے شکار کیا جائے تو تیر شکار کے جانور کو چھیدتا ہوا باہر نکل جاتا ہے اور شکار کے خون یا گوشت کا کوئی اثر اور نشان تیر پر لگا ہوا نظر نہیں آتا۔ اسی طرح یہ لوگ اسلام میں داخل ہو کر اس طرح اسلام سے نکل جائیں گے کہ اسلام کا کوئی اثر و نشان ان لوگوں میں باقی نہیں رہے گا اور یہ لوگ بالکل ہی اسلام سے خارج اور مرتد و بے دین ہو جائیں گے۔

Scanned with CamScanner

خارجیوں کا فرقہ

قیامت کی یہ نشانی بھی ظاہر ہو چکی۔ ایک حدیث میں حضور ﷺ نے اس قوم کا نام بھی بتا دیا ہے کہ یہ خارجیوں کا فرقہ ہے یہ لوگ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کی لڑائیوں کے وقت میں ظاہر ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس فرقہ والوں سے ''نہروان'' میں جہاد فرمایا اور ان لوگوں کا قتل عام کیا پھر بھی کچھ لوگ باقی بچ گئے اور ان لوگوں نے مقام ''حروراء'' میں جو عراق میں واقع ہے اپنا ایک مضبوط اڈہ بنالیا۔ اسی لئے یہ لوگ فرقہ حروریہ کہلانے لگے پھر اس فرقہ کی بہت سی شاخیں ہو گئیں ان میں فرقہ معتزلہ کو بہت زیادہ شہرت حاصل ہوئی' یہاں تک کہ ان لوگوں کا اقتدار شاہی درباروں میں بھی بڑھ گیا اور ان لوگوں نے علماء اہلسنت کو بڑی بڑی ایذائیں دے کر خوب اپنے باطل کا پرچار کیا اور اسلام کو بے حد نقصان پہنچایا۔

(قیامت کب آئے گی)

(82)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ رو پڑے

حضرت عون رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو ان کے بھائی عتبہ کی وفات کی خبر ملی تو تشریف لائے اور روئے اور ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔ لوگوں نے کہا آپ بھی روتے ہیں؟ فرمایا یہ میرے بھائی اور حضور ﷺ کے صحابی اور میرے ساتھی ہیں میں اس کو پسند نہیں کرتا تھا کہ ان کی وفات پہلے ہو اور میں ثواب کی نیت کروں بلکہ میری وفات پہلے ہوتی اور وہ اس پر صبر کر کے ثواب کی نیت کرتے۔

(اخراجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج 4 ص 253)

☆.....حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو مقام ربذہ کی طرف منتقل کر دیا تھا میں ایک موقع پر عراق سے ایک جماعت کے ساتھ عمرہ کے لئے آ رہا تھا ہمیں کسی چیز نے پریشان نہیں کیا' مگر ایک جنازہ نے جو راستہ کے درمیان رکھا تھا اور ایک غلام کہہ رہا تھا یہ ابوذر صحابی رسول ﷺ ہیں ہماری دفن میں مدد کرو یہ سن کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ رونے لگے اور پھر فرمایا حضور ﷺ نے سچ فرمایا تھا کہ تو تنہا چلے گا اور تنہا وفات پائے گا اور تنہا اٹھایا جائے گا پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ اترے اور ان کو دفن کیا' پھر اپنے ساتھیوں کو پورا واقعہ سنایا۔ (اخرج ابن سعد ج 4 ص 234)

☆.....حضرت زید بن وہب کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کہ قرآن کی ایک آیت سیکھوں تو انہوں نے مجھے آیت پڑھائی میں نے عرض کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو مجھے یہ آیت اس طرح سکھائی ہے' (یعنی مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کے خلاف) یہ سن کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رو دیے اور اس قدر روئے کہ ان کے آنسو

Scanned with CamScanner

میں نے کنکریوں کے درمیان دیکھے‘ اس کے بعد فرمایا اسی طرح پڑھو جیسے تمہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھایا ہے۔ بے شک وہ اسلام کا مضبوط قلعہ تھے۔ جہاں سے اسلام داخل ہوتا تھا اور پھر نکلتا نہیں تھا۔ (اخرجہ ابن سعد ج3 ص 371)

اس سے معلوم ہوا کہ رائے میں اختلاف کے باوجود بڑوں کی اتباع کو لازم پکڑنا چاہیے۔

حدیث بیان کرتے ہوئے حالت غیر ہو جانا

حضرت عمر بن میمون کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سال تک لگاتار حاضر ہوتا رہا میں نے کبھی ان کو کوئی بات حضور ﷺ کی طرف نسبت کر کے بیان کرتے ہوئے نہیں سنا ایک روز بیان فرماتے ہوئے زبان پر یہ ارشاد نبوی ﷺ آ گیا کہ حضور ﷺ نے یہ فرمایا تو بدن کانپ گیا آنکھوں میں آنسو بھر آئے‘ پیشانی پر پسینہ آ گیا‘ رگیں پھول گئیں اور فرمایا انشاء اللہ یہی فرمایا تھا اس کے قریب قریب یا اس سے کچھ کم یا زیادہ فرمایا تھا۔ (فضائل اعمال ص 106 ‘ابن ماجہ)

☆ ...... سعد بن الحرم کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہا تھا کہ آپ لوہار کے قریب سے گزرے جنہوں نے لوہے کو آگ سے نکالا تھا تو کھڑے ہو کر دیکھتے رہے اور روتے رہے اور ایک روایت میں ہے کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ (اخرجہ احمد وابن ابی الدنیا)

☆ ...... حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ دنیا قیامت کے دن اس طرح لائی جائے گی کہ وہ اپنی زیب و زینت میں ٹہلتی ہوئی آئے گی اور عرض کرے گی کہ اے اللہ تو مجھے اپنے بہترین بندوں کا ٹھکانہ بنا دے اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ میں تجھے ان کے لئے پسند نہیں کرتا تو بالکل لایعنی ہے جا بکھرا ہوا غبار بن جا‘ چنانچہ وہ بکھرا ہوا غبار بن جائے گی۔ (تنبیہ الغافلین ص 265)

(83)

روح کیا کہتی ہے؟

فِي الْخَبَرِ اَنَّ مَلَكَ الْمَوْتِ اِذَا اَرَادَ قَبْضَ الرُّوْحِ يَقُوْلُ الرُّوْحُ لَا .... وَيُرِيْهِ فَاِذَا اَرَاهُ رُوْحَ الْعَبْدِ يَخْرُجُ مَعَ النِّشَاطِ .

حدیث میں آیا ہے کہ تحقیق ملک الموت جب روح قبض کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو روح کہتی ہے میں تیری نہیں مانوں گی جب تک مجھے اللہ حکم نہیں دیتا تو ملک الموت کہتا ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا پھر روح اس سے علامت اور دلیل مانگتی ہے روح کہتی ہے کہ بے شک میرے رب نے مجھے پیدا کیا اور جسم میں مجھے داخل کیا اور تو اس وقت موجود نہ تھا تو اب تو مجھے نکالنا چاہتا ہے پس ملک الموت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لوٹ جاتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ بے شک تیرا بندہ ایسا ایسا کہتا ہے اور دلیل مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ملک الموت میرے بندے کی روح نے سچ کہا اب جنت کی طرف جا اور ایک سیب لے کر آ جس پر میرا نام لکھا ہے اور وہ سیب میرے بندے کی روح کو دکھا پھر ملک الموت جاتا ہے پس سیب لاتا ہے اور اس پر لکھا ہوتا ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: ملک الموت روح کو دکھاتا ہے جب بندے کی روح وہ سیب دیکھتی ہے تو بخوشی نکلنے پر آمادہ ہو جاتی ہے۔

(دقائق الاخبار)

Scanned with CamScanner

(84)

کون بادشاہ اور کون مسکین؟

حضرت سیّدنا سعید بن ابو ہلال رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ: ''ایک مرتبہ پوری دنیا کے بادشاہ حضرت سیّدنا ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ دورانِ سفر ایک شہر میں داخل ہوئے تو تمام شہر والے زیارت کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بڑھنے لگے۔ عورتیں، بچے، بوڑھے، جوان الغرض ہر شخص اپنے بادشاہ کے دیدار کے لئے کھچا چلا آ رہا تھا لیکن ایک بوڑھا شخص اپنے کام میں مصروف تھا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کے قریب سے گزرے اور اس نے آپ کی طرف توجہ نہ دی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے متعجب ہو کر کہا: ''کیا بات ہے سب لوگ مجھے دیکھنے کے لئے جمع ہوئے لیکن تم اپنے کام میں مگن رہے، تم نے ایسا کیوں کیا؟'' اس نے جواب دیا: ''اے ہمارے بادشاہ! جو حکومت آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہے، وہ مجھے تعجب میں نہیں ڈالتی کیونکہ میں نے دیکھا کہ ایک بادشاہ اور مسکین کا ایک ساتھ انتقال ہوا ہم نے انہیں دفنا دیا۔ چند دن بعد ان کے کفن پھٹ گئے، پھر کچھ دن بعد ان کا گوشت گل سڑ گیا، مزید کچھ دن گزرنے پر ان کی ہڈیاں جوڑوں سے علیحدہ ہو کر آپس میں مل گئیں۔ اب بادشاہ اور مسکین میں پہچان نہیں ہو سکتی تھی کہ کون سی ہڈیاں بادشاہ کی ہیں اور کون سی مسکین کی۔ لہٰذا اے ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ! مجھے آپ کی حکومت اور شان و شوکت تعجب میں نہیں ڈالتی، اسی لئے میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف توجہ نہیں کی۔ حضرت سیّدنا ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ اس بزرگ کی یہ باتیں سن کر بہت حیران ہوئے اور جاتے ہوئے یہ حکم صادر فرمایا: آئندہ یہ حکیم و دانا شخص اس شہر پر حاکم ہوگا۔ (عیون الحکایات)

تمام لوگوں سے زیادہ عقل مند

حضرت سیّدنا حارث بن تمیمی رحمۃ اللہ علیہ ایک قریشی بزرگ کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ شاہ سکندر ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے شہر سے گزرے جس پر سات بادشاہوں نے حکومت کی تھی اور اب سب انتقال کر چکے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں سے پوچھا: ''کیا اس شہر پر حکومت کرنے والے بادشاہوں کی نسل میں سے کوئی ایک شخص بھی باقی ہے؟'' لوگوں نے کہا: ''ہاں! ایک شخص باقی ہے، لیکن اب وہ قبرستان میں رہتا ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بلوایا اور پوچھا: ''کس چیز نے تجھے قبرستان میں رہنے پر مجبور کیا؟'' کہا: ''عالی جاہ! میں نے ارادہ کیا کہ قبرستان جاؤں اور ہلاک ہونے والے بڑے بڑے بادشاہوں اور ان کے فوت شدہ غلاموں کی ہڈیوں کو علیحدہ علیحدہ کر دوں تاکہ بادشاہوں کا غلاموں سے امتیاز ہو جائے، لیکن میں اپنی اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا کیونکہ بادشاہوں اور غلاموں کی ہڈیاں ایک جیسی ہی ہیں۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: ''کیا تم میرے عہدے داران میں شامل ہونا چاہتے ہو؟ اس طرح تمہارے آباؤ اجداد کا وقار بحال ہو جائے گا، اگر تم میں طاقت ہے تو میری پیش کش قبول کر لو۔'' کہا: ''اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ میری ایک خواہش پوری کر دیں تو میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیش کش قبول کر لوں گا۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''بتاؤ! تمہاری کیا خواہش ہے؟'' اس نے کہا: ''ایسی زندگی جس میں موت نہ ہو، ایسی جوانی جسے بڑھاپا لاحق نہ ہو، ایسی خوشحالی جس کے بعد تنگدستی نہ ہو اور ایسی خوشی جس کے ساتھ غم نہ ہوں۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''ان میں سے کوئی بات بھی میں پوری نہیں کر سکتا۔'' اس نے کہا: ''پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ جائیے اور مجھے ان چیزوں کو اسی کے پاس ڈھونڈنے دیجئے جو ان تمام چیزوں کا مالک اور انہیں دینے پر قادر ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی یہ حکمت بھری باتیں سن کر کہا: ''میں نے اسے تمام لوگوں سے زیادہ عقل مند پایا۔'' (ایضاً)

زندہ کی امانت مردہ کو مل گئی

حضرت سیّدنا محمد بن یوسف قریابی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے: ''قیساریہ'' میں ایک

عورت فوت ہوگئی اور اس کی بیٹی نے اسے خواب میں یوں کہتے سنا: ''تم لوگوں نے مجھے بہت تنگ کفن پہنایا تھا جس کی وجہ سے میں اپنے ہمسایوں میں شرم محسوس کرتی ہوں۔ سنو! فلاں عورت فلاں دن ہمارے پاس آنے والی ہے۔ میں نے فلاں مقام پر چالیس دینار چھپا رکھے ہیں تم کفن خرید کر اسے دے دو، وہ ہم تک پہنچا دے گی۔'' اس کی بیٹی کہتی ہے کہ جس جگہ کے متعلق میری والدہ نے خواب میں بتایا تھا وہاں واقعی چالیس (40) دینار موجود تھے، لیکن جس عورت کے بارے میں بتایا تھا وہ بالکل تندرست تھی پھر چند دن بعد وہ بیمار ہوگئی۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کی بیٹی کچھ لوگوں کے ساتھ میرے پاس آئی اور اپنا خواب بیان کرتے ہوئے کہا: ''آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟'' ان کی باتیں سن کر مجھے اُمّ المؤمنین حضرت سیّدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی یہ حدیث پاک یاد آ گئی: ''بے شک مردے اپنے کفنوں میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔''

(مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الجنائز، ما قالوا فی تحسین الکفن ..... الخ، الحدیث 3، ج3، ص153، باختلاف الرواۃ)

میں نے ان سے کہا: ''تم بزازین جاؤ، وہاں دو مشہور محدث ''ابن نیشاپوری'' اور ''ابوتوبہ'' کے نام سے مشہور ہیں وہ تمہارا مسئلہ حل کر دیں گے۔ لوگوں نے اس عورت کی لڑکی کو وہاں بھیجا تو ان محدثوں نے اسے ایک کفن خرید کر دے دیا پھر جس عورت کے متعلق اس کی والدہ نے بتایا تھا وہ اس کے پاس پہنچی اور کہا: ''محترمہ! میں آپ کو ایک چیز دوں گی اگر آپ کا انتقال ہو جائے تو وہ چیز میری والدہ کو دیدینا۔'' اس نے کہا: ''ٹھیک ہے! میں تمہاری امانت پہنچا دوں گی۔'' پھر جو وقت اور دن مرحومہ نے خواب میں بتایا تھا ٹھیک اسی وقت اس عورت کا انتقال ہو گیا۔ لوگوں نے لڑکی کا خریدا ہوا کفن عورت کے کفن میں رکھ دیا۔ چند دن بعد اس نے اپنی والدہ کو خواب میں یہ کہتے سنا: ''اے میری بیٹی! فلاں عورت ہمارے پاس پہنچ گئی ہے اور کفن مجھے مل چکا ہے جو بہت اچھا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تجھے اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ (ایضا)

(85)

دھوکے کا برا انجام

قاضی ابن ابی لیلیٰ عدالت میں تشریف فرما تھے کہ دو عورتیں ایک نوجوان اور ایک بوڑھی کمرۂ عدالت میں داخل ہوئیں۔ نوجوان عورت کہنے لگی: قاضی کی سلامتی ہو، میں شادی شدہ عورت ہوں اگر قاضی اجازت دیں تو میں نقاب اٹھا کر اپنا مقدمہ پیش کروں۔ بوڑھی عورت فوراً بول پڑی: قاضی کی خیر ہو، یہ لڑکی نہایت خوبصورت اور حسین و جمیل ہے۔ یہ اپنے حسن و جمال سے آپ کو دھوکہ دینا چاہتی ہے۔ لہٰذا اس کی بات پردہ میں ہی سنیں۔ اللہ اس کے حسن و جمال سے آپ کو محفوظ رکھے۔ مجھے خدشہ ہے کہ اگر آپ نے اس کا چہرہ دیکھ لیا تو کہیں فتنے میں نہ آ جائیں اور درست اور صحیح فیصلہ نہ کر سکیں۔

قاضی ابن ابی لیلیٰ نے نوجوان عورت کو ٹکا سا جواب دے دیا اور کہا: پردے میں ہی گفتگو کرو۔ وہ نوجوان عورت اپنی حسرت دل میں ہی لئے رہ گئی اور پھر کہنے لگی: اللہ قاضی کی عزت میں اضافہ کرے، یہ عورت جو میرے ساتھ ہے میری سگی پھوپھی ہے۔ میں اس کو اس کی زیادہ عمر اور اس رشتہ کی وجہ سے ماں کا درجہ دیتی ہوں اور اس کو ماں کہہ کر پکارتی ہوں۔ جب میرا والد فوت ہوا، جس کی میں اکیلی وارث تھی۔ میری پھوپھی نے کوشش کی کہ وہ کسی طرح میری دولت پر قبضہ کر لے۔ بہر حال میں اس کی عزت اور خدمت کرتی تھی۔ دولت میری تھی اور سارا خرچ اسی سے ہوتا مگر میں مطمئن تھی کہ میں اپنی پھوپھی کے گھر میں ہوں۔ جب میں جوان ہوگئی تو میرے چچازاد بھائی نے میرا رشتہ مانگا، چنانچہ میری اس سے شادی ہوگئی اور میں اس کے گھر منتقل ہوگئی۔ ہم دونوں

نہایت خوش وخرم تھے۔ آپس میں شدید محبت تھی' وقت گزرتا گیا' میں اپنے خاوند کے گھر نہایت خوش تھی۔ اسی دوران میری اس پھوپھی کی بیٹی جوان ہوگئی۔ نجانے میری پھوپھی کو کیا ہوا کہ اس نے میرے خاوند کو پھسلانا شروع کر دیا۔ اسے ترغیب دی کہ وہ اس کی بیٹی سے شادی کر لے۔ اس کی مسلسل ترغیب رنگ لائی اور اس نے میری پھوپھی کو باقاعدہ منگنی کا پیغام بھجوا دیا۔ میری یہ پھوپھی نجانے کب سے میرے ساتھ بغض وعناد رکھتی تھی' وہ میرے اوپر سوتن تو لا ہی رہی تھی' اس نے میرا گھر بھی اجاڑنے کا فیصلہ کرلیا۔
جب میرے خاوند نے پیغام بھیجا تو اس نے عجیب وغریب شرط لگا دی کہ میری اس بھتیجی کا فیصلہ میرے ہاتھ میں دے دو۔ مراد یہ کہ تم مجھے مکمل طور پر اختیار دے دو کہ طلاق وغیرہ کا معاملہ میرے ہاتھ میں ہو۔ میرا خاوند اس کی بیٹی پر فریفتہ ہو چکا تھا۔ اس نے ہاں کر دی۔
اب میری ازدواجی زندگی کا فیصلہ میری پھوپھی کے ہاتھ میں آ گیا' میں اپنے گھر میں نہایت اطمینان سے بیٹھی تھی کہ میری پھوپھی نے ایک شخص کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ تمہاری پھوپھی تمہیں سلام کہتی ہے اور کہا ہے کہ تمہارا خاوند میری بیٹی سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ میں نے اس سے یہ شرط لگائی کہ جب تک وہ تمہارا معاملہ میرے ہاتھ میں نہ کر دے' میں اس وقت تک رشتہ منظور نہ کروں گی تو اس نے میری بات منظور کر لی۔ اب تم کو طلاق ہے۔

پھوپھی بھانجی کی عجیب لڑائی

میں گھر بیٹھے اجڑ گئی۔ اس کے باوجود میں نے صبر کا دامن پکڑے رکھا۔ اللہ کا شکر ادا کیا۔ اسی دوران میری پھوپھی کا خاوند سفر سے واپس آ گیا' اس کو حالات کا علم ہوا تو خاصا ناراض ہوا۔ وہ میرے پاس آیا اور آ کر کہنے لگا کہ تم میرے ساتھ شادی کرلو۔ میں نے کہا: مجھے کوئی اعتراض نہیں بشرطیکہ میری پھوپھی کا معاملہ میرے ہاتھ میں کر دو۔ اس نے کہا: تم کیا کرو گی؟۔ میں نے کہا: میری مرضی۔ ہوسکتا ہے میں معاف کر دوں یا انتقام لوں۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے تمہاری پھوپھی کا معاملہ تمہارے سپرد ہوا۔
اب میں نے ایک شخص کے ہاتھ اپنی اس پھوپھی کو پیغام بھیجا کہ تمہارے خاوند

نے مجھے پیغام نکاح دیا ہے۔ میں نے اس سے انکار کیا اور کہا: ایک شرط ہے کہ تمہارا معاملہ میرے ہاتھ کر دے۔ تو اس نے اسے منظور کرلیا۔ اب تم کو طلاق ہے۔
قاضی ابن ابی لیلیٰ بے اختیار ہنسنے لگے۔ بوڑھی عورت کہنے لگی کہ قاضی! ابھی سے نہ ہنسو' اصل واقعہ تو اب شروع ہونے والا ہے۔
اب دوبارہ نوجوان عورت کہنے لگی کہ اس عورت کا سابقہ خاوند جو اب میرا خاوند تھا وفات پا گیا اور کافی جائیداد چھوڑی ہے۔ اب یہ عورت مجھ سے میراث کے لئے جھگڑنے لگی اور عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔

قاضی اور خلیفہ کا فیصلہ

ادھر میں نے اپنے چچازاد بھائی کو غیرت دلائی اور اسے مقدمہ کی پیروی کرنے کے لئے کہا تو وہ میری بات مان گیا اور اپنی ساس کے مقابلہ میں میری مدد کرنے لگا۔
کچھ ماہ گزرے میں نے ایک دن اس سے کہا: میرے چچا کے بیٹے! مجھے سچ کہنے میں کوئی باک نہیں۔ میں تمہارے ساتھ خوش تھی تم نے ناحق مجھے طلاق دے دی۔ اب جب کہ میرا خاوند وفات پا چکا ہے تو میں تمہارے لئے حلال ہوں۔ تم مجھ سے دوبارہ شادی کر سکتے ہو۔ اس کو بھی سابقہ محبت یاد آ ئی۔ کہنے لگا کہ میں تم سے شدید محبت کرتا تھا یہ تمہاری پھوپھی تھی جس نے مجھے ورغلایا اور اپنی بیٹی سے شادی کر دی۔ بہر حال اب میں دوبارہ شادی کرنے کے لئے تیار ہوں۔ میں نے اس سے کہا: ایک شرط ہے۔ وہ بولا کونسی؟ میں نے کہا: میری پھوپھی زاد بہن کا معاملہ میرے ہاتھ میں دے دو۔ اس نے کہا: منظور ہے۔ اب میں نے اپنی پھوپھی زاد بہن کی طرف پیغام بھیجا کہ تمہارے خاوند نے مجھے نکاح کا پیغام دیا ہے' میں نے اس پر شرط لگائی تو اس نے تمہارا معاملہ میرے ہاتھ میں دے دیا اور میں تمہیں طلاق دیتی ہوں۔ تم کو طلاق ہو۔
اب بوڑھی عورت کہنے لگی کہ قاضی کی خیر اور عزت میں اضافہ ہو کیا ایسا بھی ممکن ہے یا ایسا جائز ہے کہ اس نے مجھے اور میری بیٹی کو طلاق دے دی۔
قاضی ابن ابی لیلیٰ نے اپنا سر اٹھایا اور کہنے لگے: (نعم التعس والنكس للك)

Scanned with CamScanner

''کیا خوب محرومی و بدنصیبی ہے، اور ہاں شکست و پسپائی اور ذلت و رسوائی کی سزا وار تو ہی ہے۔'' اور پھر خلیفہ منصور کے پاس گئے۔ وہ بھی بے اختیار ہنسنے لگا اور کہا:

(ابعد اللہ العجوز ولا فرج عنها)

''اللہ تعالیٰ اس بڑھیا کو (اپنی رحمتوں سے) دور رکھے اور اس کو مشکلات و پریشانیوں سے دستبردار نہ کرے۔''

(ماخوذ از سنہری کرنیں)

(86)

کربلا والا حسین رضی اللہ عنہ

حضرت اُمّ المومنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی کو میرے پاس نہ آنے دینا میں نے خیال رکھا۔ اس دوران حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ آپ کے پاس داخل ہو گئے کچھ دیر بعد مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہچکیاں لے کر رونے کی آواز آئی تو میں نے اندر جھانکا تو میں نے دیکھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم روتے ہوئے ان کی پیشانی چھو رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: اللہ کی قسم مجھے ان کے آنے کا کوئی پتہ نہیں چلا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ جِبْرِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ کَانَ مَعَنَا فِی الْبَیْتِ فَقَالَ تُحِبُّهُ؟ قُلْتُ اَمَّا مِنَ الدُّنْیَا فَنَعَمْ ۔ قَالَ: اِنَّ اُمَّتَكَ سَتَقْتُلُ هٰذَا بِاَرْضٍ یُّقَالُ لَهَا كَرْبَلَاءُ فَتَنَاوَلَ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنْ تُرْبَتِهَا فَاَرَاهَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اُحِیْطَ بِحُسَیْنٍ حِیْنَ قُتِلَ قَالَ: مَا اِسْمُ هٰذِهِ الْاَرْضِ ؟ قَالُوْا كَرْبَلَاءُ قَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَرْضُ كَرْبٍ وَّبَلَاءٍ! ۔

ہمارے پاس گھر میں حضرت جبرائیل علیہ السلام موجود تھے۔ انہوں نے پوچھا: کیا آپ ان سے محبت کرتے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں دنیا سے زیادہ۔ انہوں نے کہا بیشک آپ کی امت ان کو ایک ایسی جگہ پر قتل کرے گی جسے کربلاء کہا جاتا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے اس جگہ کی مٹی لی اور وہ مٹی

حضور ﷺ کو دکھلائی، چنانچہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہادت کے لئے گھیر لئے گئے تو آپ نے پوچھا: اس جگہ کا کیا نام ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اس کا نام کربلاء ہے۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا تھا کہ یہ جگہ مصائب اور دکھوں والی جگہ ہے۔ (المعجم الکبیر طبرانی جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 108، مجمع الزوائد جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 302)

(87)

جب حجر اسود اکھاڑا جائے گا اور تارے گر جائینگے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ رکن (حجر اسود) کو (اس کی جگہ سے) اٹھالیا جائے گا۔ اس حدیث کو سبھی محدثین نے روایت کیا ہے! (حجۃ اللہ العالمین ج2 ص829)

تشریح: قیامت کی یہ نشانی ظاہر ہو چکی ہے کیونکہ خلافت عباسیہ کے دور میں ایک ملحد اور باغی ''ابوطاہر قرمطی'' نے مکہ معظمہ پر چڑھائی کر کے اس شہر پر قبضہ کر لیا اور خاص ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ کو مسجد حرام کے اندر ہزاروں حاجیوں کو قتل کر ڈالا اور حجر اسود پر اپنا گرز مار کر اس مقدس پتھر کو توڑ ڈالا پھر اس کو اکھاڑ کر وہ اپنے دارالسلطنت ''ہجر'' میں لے گیا اور بیس برس تک حجر اسود کعبہ معظمہ سے جدا ہو کر ''ہجر'' میں پڑا رہا، پھر عباسی خلیفہ ''مطیع'' کے زمانے میں جب ابوطاہر قرمطی کے تبعین مغلوب ہو گئے تو حجر اسود شریف ہجر سے لا کر پھر کعبہ معظمہ کے ایک کونے میں بدستور سابق دیوار میں جوڑ دیا گیا۔

روایت ہے کہ جب ''ابوطاہر قرمطی'' اس مقدس پتھر کو اونٹ پر لاد کر ہجر لے جانے لگا تو جس اونٹ پر اس کو لادا جاتا وہ اونٹ مر جاتا تھا یہاں تک کہ چالیس اونٹ مر گئے اور جب اس مقدس پتھر کو ہجر سے مکہ معظمہ میں بیس سال کے بعد لایا گیا تو ایک لاغر اونٹنی پر اس کو لادا گیا اور وہی ایک اونٹنی اس کو مکہ معظمہ لے کے چلی آئی اور اس کی برکت سے مکہ مکرمہ پہنچ کر یہ اونٹنی خوب فربہ ہو گئی۔

اپنے وقت کا فرعون

ابوطاہر قرمطی اپنے وقت کا فرعون تھا۔ محمد بن ربیع بن سلیمان کا بیان ہے کہ جس سال قرامطہ کا مکہ مکرمہ پر غلبہ ہو گیا میں مکہ مکرمہ میں موجود تھا میں نے یہ دیکھا کہ ان

Scanned with CamScanner

لوگوں میں ایک آدمی کعبہ پر چڑھ گیا اور مجھ سے صبر نہ ہو سکا تو میں نے کہا: اے میرے پروردگار! تو کیا ہی حلیم ہے میرے منہ سے یہ لفظ نکلا ہی تھا کہ وہ شخص سر کے بل زمین پر گر پڑا اور مر گیا اور محمد بن ربیع کہتے ہیں کہ ابوطاہر قرمطی مسجد حرام کے ممبر پر چڑھ کر یہ کہنے لگا کہ میں خدا کی قسم! مخلوق کو پیدا بھی کرتا ہوں اور ان کو فنا بھی کرتا ہوں اس کے بعد ہی ابوطاہر کو ایسی خطرناک چھینک آئی کہ اس کا سارا بدن سڑ گل کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ج2 ص829)

☆.....حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ کچھ قوموں کے سر آسمان کے ستاروں سے کچل دیئے جائیں گے اس لئے کہ وہ قوم لوط کے عمل (لواطت) کو حلال سمجھنے لگیں گے۔ (حجۃ اللہ ج2 ص829 بحوالہ دیلمی)

تبصرہ:۔ قیامت کی اس نشانی کا ظہور بھی ہو چکا ہے چنانچہ 323 ہجری میں جب کہ عباسی خلیفہ راضی باللہ کا دور حکومت تھا۔ رات بھر تارے ٹوٹ ٹوٹ کر زمین پر گرتے رہے اور اس کے بعد بھی کئی بار آسمان سے شہاب ثاقب گرتے رہے اور انسانوں کے سر کچل کچل کر ان کو ہلاک کرتے رہے۔ (حجۃ اللہ ج2 ص829)

لواطت:۔ گناہ کبیرہ ہے اور یہ ملعون کام ہے کہ قوم لوط اسی گناہ کبیرہ کی وجہ سے اس طرح ہلاک کر دی گئی کہ اس پوری بستی پر پہلے پتھروں کی بارش ہوئی پھر وہ بستی الٹ پلٹ دی گئی۔ (قرآن مجید)

"اس حدیث میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ خبر دی ہے کہ جو لوگ اس فعل حرام کو حلال سمجھنے لگیں گے ان کے سر ٹوٹنے والے تاروں سے کچل ڈالے جائیں گے اور وہ ہلاک کر دیئے جائیں گے۔"

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: لواطت کرنے والوں پر خدا کی لعنت ہے اور حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ حضرت علی ؓ نے اپنے دور خلافت میں لواطت کرنے والوں کو یہ سزا دی کہ فاعل و مفعول دونوں کو آگ میں جلا ڈالا اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں لواطت کرنے والے فاعل و مفعول دونوں کو زمین پر بٹھا کر ان کے اوپر دیوار گرا دی اور یہ دونوں دب کر مر گئے۔ (مشکوٰۃ ج323)

(88)

ابن عباس اور ابن عمر ؓ رونے لگے

1.....ابن ابی ملیکہ ؓ فرماتے ہیں: میں حضرت ابن عباس ؓ کے ساتھ مکہ سے مدینہ تک رہا جہاں کہیں پڑاؤ ڈالتے تو آدھی رات کے بعد سے وہ عبادت میں لگ جاتے ابن ابی ملیکہ ؓ سے ایوب ؓ نے پوچھا: حضرت ابن عباس ؓ کی قرأت کی کیا کیفیت ہوتی تھی؟ فرمایا جب اس آیت پر پہنچے وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ تو ترتیل سے پڑھتے اور روتے روتے انہیں ہچکیاں آنے لگتیں۔

(اخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج1 ص327)

2.....حضرت ابورجاء ؓ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس ؓ کے چہرہ پر آنسو کی وجہ سے دو نالیاں سی بن گئیں تھیں گویا دو پرانے تسمیہ ہیں۔ (حلیۃ ج1 ص329)

3.....حضرت ابن عباس ؓ مسجد میں اعتکاف میں تھے ایک شخص آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا ابن عباس ؓ نے فرمایا: اے فلاں تم پریشان کیوں ہو؟ اس نے کہا فلاں کا میرے اوپر حق ہے اور میں اس کی ادائیگی پر قادر نہیں ہوں۔ آپ نے فرمایا: میں تیری طرف سے اس سے بات چیت کروں؟ اس نے کہا اگر آپ پسند فرمائیں یہ کہہ کر جوتا پہنا اور مسجد سے نکل گئے۔ اس شخص نے عرض کیا حضرت آپ اعتکاف بھول گئے فرمایا نہیں لیکن میں اس صاحب قبر ﷺ سے سنا ہے اور ابھی زمانہ قریب ہی ہے یہ کہتے ہوئے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے کہ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت میں چلے پھرے اس میں کوشش کرے یہ بات دس سال کے اعتکاف سے بہتر ہے۔

(اخرجہ الطبرانی والبیہقی کذا فی الترغیب ج2 ص272)

Scanned with CamScanner

☆......ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمر ؓ بھی حضور ﷺ کا تذکرہ فرماتے تو رو دیتے۔ (بیہقی کذا فی الاصابہ ج2 ص349)

☆......حضرت ابن عمر ؓ فرماتے ہیں: غزوہ بدر میں جہاد کے لیے پیش ہوا آپ ﷺ نے مجھے چھوٹا سمجھ کر قبول نہ فرمایا جانے کی اجازت نہ دی' میرے اوپر کبھی بھی ایسی سخت رات نہیں گزری تھی رنج کی وجہ سے ساری رات نیند نہیں آتی تھی اور میں روتا ہی رہا۔ (اخرجہ ابن عساکر کذا فی الکنز ج5 ص231)

خوفِ خدا سے نکلنے والے آنسو

حضرت قاسم کہتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے ابن عمر ؓ کو سنا وہ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ پڑھ رہے تھے جب يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ پر پہنچے تو روئے اور اتنے روئے کہ گر پڑے اور اس کے بعد کا حصہ نہ پڑھ سکے۔

(اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج1 ص305)

☆......حضرت نافع ؓ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر ؓ جب بھی سورۂ بقرہ کی ان دو آیتوں کو پڑھتے وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ (الآیہ) تو رو دیتے۔

(اخرجہ احمد کذا فی صفۃ الصفوۃ ج1 ص234)

☆......حضرت نافع ؓ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر ؓ جب یہ آیت اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ پڑھتے تو روتے روتے عاجز ہو جاتے۔

(اخراجہ ابو العباس کذافی اصابۃ ج2 ص349)

حضرت یوسف بن ماہک کہتے ہیں کہ میں ابن عمر ؓ کے ساتھ حضرت عبید بن عمیر ؓ کے پاس گیا وہ وعظ فرما رہے تھے جب انہوں نے یہ آیت فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ (الآیہ) پڑھی تو ابن عمر ؓ نے رونا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ ان کی ڈاڑھی اور گریبان ان کے آنسوؤں سے تر ہو گیا۔ (اخرجہ ابن سعد ج4 ص162' کذا فی الحلیۃ)

حضرت یعلی بن عطاء بیان کرتے ہیں: میری ماں حضرت ابن عمر ؓ کے لئے سرمہ تیار کرتی تھیں کیونکہ حضرت ابن عمر ؓ بہت کثرت سے رویا کرتے تھے۔ یہاں

تک کہ ان کی آنکھوں سے رطوبت غلیظہ نکلنے لگی۔ (اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج1 ص290)

رو رو کر داڑھی اور گریبان بھیگ گیا

حضرت معاذ بن جبل ؓ فرماتے ہیں: میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ دو کلمے ایسے ہیں ان میں سے ایک کے لئے عرش کے نیچے جگہ نہیں اور دوسرا آسمان و زمین کو (ثواب سے) بھر دیتا ہے حضرت ابن عمر ؓ نے پوچھا کیا تم نے سنا ہے فرمایا ہاں یہ سن کر حضرت ابن عمر ؓ یہاں تک روئے کہ ان کے آنسوؤں سے ان کی داڑھی تر ہو گئی اور فرمایا ہم ان کلموں کو گردن میں لٹکائیں اور ان سے الفت پکڑیں۔

(اخرجہ الطبرانی کذا فی الترغیب ج3 ص94)

حضرت ابو مسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ اور عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ میں مروہ پہاڑ پہ ملاقات ہوئی ان دونوں نے ایک دوسرے سے باتیں کیں اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ چلے گئے اور حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیٹھے رہے جو رو رہے تھے ان سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ اے ابو عبدالرحمٰن ؓ، تمہیں کس چیز نے رلایا کہ جواب دیا: اس نے یعنی عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ نے انہوں نے دعویٰ سے کہا کہ انہوں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے جو شخص کہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہوگا اللہ اس کو چہرہ کے بل جہنم میں ڈال دے گا۔

(صحابہ کرام کے آنسو)

Scanned with CamScanner

(89)

اعضاء کیا کہتے ہیں؟

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فِي الْخَبَرِ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَبْضَ رُوْحِ عَبْدِهٖ يَجِيْءُ مَلَكُ الْمَوْتِ مِنْ قِبَلِ الْفَمِ لِيَقْبِضَ رُوْحَهٗ مِنْهُ........ قَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ رحمۃ اللہ علیہ اَكْثَرُ مَالَمْ يُسْلَبِ الْاِيْمَانُ مِنَ الْعَبْدِ فِيْ وَقْتِ النَّزْعِ اَعَاذَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ مَنْ سَلْبِ الْاِيْمَانِ .(دقائق الاخبار)

ترجمہ: حدیث میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ بندے کی روح نکالنا چاہتا ہے تو ملک الموت منہ کی طرف سے آتا ہے تاکہ روح کو اس سے قبض کرے پس اس کے منہ سے ذکر آتا ہے اور ملک الموت سے کہتا ہے اس طرف سے روح نکالنے پر تجھے قابو نہیں اس میں تو میرے ربّ کا ذکر جاری ہے پھر ملک الموت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لوٹ جاتا ہے اور عرض کرتا ہے: اے میرے پروردگار بے شک تیرا بندہ ایسے ایسے کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کی روح کسی دوسری طرف سے قبض کرلو تو ملک الموت ہاتھ کی طرف سے آتا ہے تاکہ روح کو اس طرف سے نکالے پس ہاتھ ملک الموت سے کہتا ہے تجھے مجھ پر کچھ قابو نہیں کیونکہ میں بکثرت خیرات کرتا ہوں اور یتیم کے سر پر پھرتا اور علم لکھتا رہا ہوں اور اللہ کی راہ میں کفار کی گردنوں پر تلوار چلاتا رہا ہوں پھر ملک الموت پیر کی طرف سے روح نکالنے آتا ہے تو پیر کہتا ہے تیرا میری طرف سے کچھ زور نہیں چلے گا کیونکہ میرے ساتھ وہ جمعہ اور

جماعت اور مریض کی عیادت اور مجلس علم وعلماء کو چل کر جاتا ہے پھر وہ کانوں کی جانب آتا ہے تو وہ کہتے ہیں تجھے ہم پر کچھ قابو نہیں اس لئے وہ ہمارے ساتھ قرآن اور ذکر سنتا ہے پھر فرشتہ آنکھوں کی طرف سے آتا ہے تو آنکھیں کہتی ہیں تیرے لئے ہماری طرف سے کوئی راستہ نہیں اس لئے وہ ہمارے ساتھ قرآن وعلماء کی زیارت کرتا ہے پھر ملک الموت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لوٹ جاتا ہے اور عرض کرتا ہے! اے میرے پروردگار تیرے بندے کے اعضاء حجت کے ساتھ مجھ پر غالب آگئے اور وہ ایسے ایسے کہتے ہیں' اب میں اس کی روح کیسے قبض کروں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا نام اپنی ہتھیلی پر لکھ لو اور میرے مومن بندے کو دکھاؤ تاکہ وہ اسے دیکھے پس ملک الموت اللہ تعالیٰ کا نام اپنی ہتھیلی پر لکھ لیتا ہے اور بندہ مومن کی روح کو دکھاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا حکم مان کر بندہ مومن کے جسم سے نکل آتی ہے۔

نزع کی سختی کیسے ٹلتی ہے

پس اللہ سبحان تعالیٰ کے نام سے محبت کے سبب نزع کی سختی اس سے ٹل جاتی ہے اور روح بخوشی قبض ہو جاتی ہے تو پھر آخرت کا عذاب کیسے نہ ٹلے گا اور اللہ تعالیٰ سے انقطاع اور شرمندگی کیونکر ہوگی اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اپنا نام لکھا ہے۔ دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''وہی ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھا''۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''پس جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا وہ اپنے ربّ کے نور پر ہے'' تو اسی طرح عذاب اور قیامت کے خوف ٹل جائیں گے اور حدیث میں ہے کہ جب بندہ نزع میں مبتلا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا دینے والا ندا دیتا ہے کہ اس کے بندہ کو چھوڑ دو تاکہ آرام پائے پس جب روح اس کے سینہ کو پہنچتی ہے پھر جب روح حلق کو پہنچتی ہے تو منادی ندا کرتا ہے کہ اسے چھوڑ دو تاکہ اعضاء ایک دوسرے کو الوداع کریں پس آنکھیں الوداع کرتی

Scanned with CamScanner

ہوئی کہتی ہیں تجھ پر قیامت تک سلامتی ہو اور اس طرح کان و ہاتھ اور پاؤں الوداع کرتے ہیں اور روح و نفس الوداع کہتے ہیں پس ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں ایمان کے وداع ہونے زبان سے اور دل کے وداع ہونے اللہ تعالیٰ کی معرفت سے پس پھر ہاتھ اور پاؤں بلا حرکت رہ جاتے ہیں اور آنکھیں بلا بینائی رہ جاتی ہیں اور کانوں میں قوت سماعت نہیں رہتی اور بدن بغیر روح ہو جاتا ہے پھر اگر زبان بلا شہادت اور دل بلا معرفت ہو جائے تو بندے کا قبر میں کیا حال ہو گا وہاں تو کسی کو نہیں دیکھے گا نہ باپ کو نہ ماں نہ اولاد نہ بھائی اور نہ دوستوں کو اور نہ فرش اور نہ پردہ پس اگر اس کا رب کریم رحم نہ کرے تو بلا شبہ وہ بہت بڑے نقصان میں پڑ جائے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ وقت نزع بندے کے ایمان کے سلب ہونے کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں ایمان کے سلب ہونے سے محفوظ رکھے (آمین)

(90)

خوف خدا اور شرم و حیاء

حضرت سیّدنا عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب حضرت سیّدنا ابو محمد حبیب رحمۃ اللہ علیہ کا آخری وقت آیا تو بہت زیادہ آہ و زاری کی اور مسلسل ان کلمات کا تکرار کرنے لگے: ''ہائے! اب میں ایسے سفر پر جانے والا ہوں جہاں پہلے کبھی نہیں گیا' میں ایسے راستے پر چلنے والا ہوں جس پر کبھی نہیں چلا۔ اب میں اپنے مالک و مولیٰ کی زیارت کے لئے جا رہا ہوں جسے میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ ہائے! اب میں ایسے پر ہول مقام کی طرف جانے والا ہوں جہاں کبھی نہیں گیا۔ ہائے! اب میں مٹی کے نیچے چلا جاؤں گا اور قیامت تک وہیں رہوں گا پھر مجھے میرے پروردگار کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا۔ ہائے! مجھے یہ خوف کھائے جا رہا ہے کہ اگر مجھ سے یہ کہہ دیا گیا: ''اے حبیب! ساٹھ (60) سالہ زندگی میں اگر تو نے کبھی کوئی ایک تسبیح بھی ایسی کی ہو جس میں شیطان تجھ پر کامیاب نہ ہوا ہو تو وہ تسبیح لے آ' اگر کوئی خالص عبادت تمہارے پاس ہے تو لے آؤ۔'' ہائے! اس وقت میں کیا جواب دوں گا کوئی میرے پاس نہ ہو گا' پس میں بصد عاجزی بارگاہ خداوندی میں عرض کروں گا: میرے مالک و مولیٰ! واقعی میرے پاس ایسا کوئی عمل نہیں' اے میرے رحیم و کریم پروردگار! تیرا گنہگار بندہ تیری بارگاہ میں حاضر ہے' اس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن سے بندھے ہوئے ہیں۔ اے کریم! تو کرم کر! تیرا کرم ہی میرا کام بنائے گا۔''

راوی کہتے ہیں کہ: ''یہ تو اس شخص کی آہ و بکا ہے جس نے مسلسل ساٹھ سال اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کی کہ دنیا کی کسی چیز کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ جی ہاں! یہ حضرت سیّدنا ابو محمد حبیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے مشہور اولیاء میں سے تھے۔ جب وہ اس طرح آہ و زاری کر رہے ہیں تو ہم جیسے گنہگاروں کا کیا حال ہو گا' ہمارا کیا بنے گا۔

Scanned with CamScanner

ہم اللہ تعالیٰ سے مدد و نصرت طلب کرتے ہیں۔ وہی ہمارا حافظ و ناصر ہے۔

(عیون الحکایات)

انواع واقسام کے غیبی کھانے

حضرت سیّدنا ابوہلال اسود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ سفرِ حج میں میری ملاقات ایک ایسی عورت سے ہوئی جو حج کے لئے جارہی تھی لیکن اس کے پاس زادِ راہ بالکل نہ تھا حتیٰ کہ پانی پینے کے لئے بھی کوئی برتن نہ تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: ''اے اللہ تعالیٰ کی بندی! تو کہاں سے آرہی ہے؟'' کہا: ''بلخ'' سے۔ میں نے کہا: ''کیا بات ہے کہ تیرے پاس نہ تو کوئی سواری ہے اور نہ ہی کھانے پینے کی کوئی چیز۔'' اس نے کہا: 'بلخ سے چلتے وقت میں نے دس درہم اپنے ساتھ لئے تھے' کچھ خرچ ہوگئے کچھ باقی ہیں۔'' میں نے کہا: ''جب یہ ختم ہوجائیں گے تو پھر کیا کروگی؟'' کہا: ''میرے جسم پر یہ جبہ اضافی ہے اسے بیچ کر گزارہ کروں گی۔'' میں نے کہا: ''جب اس کی رقم بھی ختم ہوجائے گی تو کیا کروگی؟'' کہا: ''میں اپنی چادر بیچ کر گزارہ کرلوں گی۔'' میں نے کہا: ''ان اشیاء کے بدلے ملنے والی رقم تو بہت جلد ختم ہوجائے گی پھر تم کیا کروگی؟'' کہا: ''پھر میں اپنے پاک پروردگار سے سوال کروں گی تو وہ مجھے عطا فرمادے گا۔'' میں نے کہا: ''ان تمام مراحل سے گزرنے کے بعد ہی کیوں سوال کروگی پہلے کیوں نہیں مانگ لیتی؟'' کہا: تیرا بھلا ہو! مجھے اپنے پاک پروردگار سے حیا آتی ہے کہ دنیا کی کوئی بھی اضافی چیز میرے پاس ہو اور میں پھر بھی اس سے کچھ مانگوں۔''

عورت کی یہ حکمت بھری باتیں میرے دل میں اترتی چلی گئیں۔ میں نے اس سے کہا: ''اے اللہ تعالیٰ کی بندی! تم میرے اس گدھے کا خیال رکھو' تھوڑی دور اسے لے چلو' میں حاجت سے فارغ ہوکر ابھی آتا ہوں۔'' کہا: ''ٹھیک ہے! بے فکر ہوکر چھوڑ جاؤ۔'' چنانچہ' میں قضائے حاجت کے لئے چلا گیا۔ جب واپس آیا تو میرا گدھا موجود تھا اور انواع واقسام کے تازہ کھانوں سے بھرا تھیلا اس پر رکھا ہوا تھا' میں نے کبھی ایسے عمدہ کھانے دیکھے تک نہ تھے۔ جب متعجب ہوکر آس پاس دیکھا تو دور دور تک اس عورت کا نام و نشان نہ تھا' نہ جانے اتنی جلدی وہ کہاں غائب ہوگئی۔ (ایضاً)

(91)

وہ خاتون جس نے نو کافروں کو جہنم رسید کیا

مسجد نبوی میں اللہ کے رسول ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ اچانک اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا داخل ہوئیں۔ عرض کرنے لگیں: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان' میں خواتین کی نمائندہ بن کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔ میرے پیچھے عورتوں کی ایک جماعت ہے جس کی ترجمانی کرنے کے لئے میں حاضر ہوئی ہوں۔ ان تمام کے احساسات اور جذبات وہی ہیں جو میں بیان کرنے جارہی ہوں۔ میرے ایک ایک لفظ کی وہ تائید کریں گی۔ یہ کہہ کر انہوں نے اپنی بات شروع کی:

(اِنَّ اللہَ تَعَالٰی بَعَثَکَ اِلَی الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ کَافَّۃً فَاٰمَنَّا بِکَ وَاتَّبَعْنَاکَ)

''آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کے مردوں اور عورتوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ ہم خواتین آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور آپ ﷺ کی فرماں برداری کی۔''

(نَحْنُ مَعْشَرَ النِّسَاءِ مَقْصُوْرَاتٌ مُخَدَّرَاتٌ قَوَاعِدُ بُيُوْتٍ وَمَوَاضِعُ شَهَوَاتِ الرِّجَالِ وَ حَامِلَاتُ اَوْلَادِهِمْ' وَاِنَّ الرِّجَالَ فُضِّلُوْا بِالْجُمُعَاتِ وَشُهُوْدِ الْجَنَائِزِ وَالْجِهَادِ' وَاِذَا خَرَجُوْا لِلْجِهَادِ حَفِظْنَا لَهُمْ اَمْوَالَهُمْ وَرَبَّيْنَا اَوْلَادَهُمْ اَفَنُشَارِكُهُمْ فِي الْاَجْرِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟)

Scanned with CamScanner

عورت کا بہترین سوال

''اور ہم خواتین گھروں میں قید رہ کر پردہ نشینی کی حالت میں گھر کی ذمہ داریاں سنبھالتی ہیں' اپنے خاوندوں کو راحت وسکون پہنچاتی ہیں اور ان کے لئے اولاد کو جنم دیتی ہیں۔ مردوں کو ہم پر یہ فضیلت حاصل ہے کہ وہ مساجد میں نماز جمعہ ادا کرتے ہیں' کوئی فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلتے ہیں۔ جب ہمارے خاوند جہاد کے لئے جاتے ہیں تو ہم ان کے مال و دولت کی حفاظت کرتی ہیں اور ان کی اولاد کی پرورش کرتی ہیں۔ اللہ کے رسول (ﷺ)! کیا مردوں کے نیک اعمال کے ثواب میں کچھ ہمارا حصہ بھی ہے؟'' اللہ کے رسول ﷺ اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے فرمایا:

(هَلْ سَمِعْتُمْ مَقَالَةَ امْرَأَةٍ أَحْسَنَ سُؤَالًا عَنْ دِينِهَا مِنْ هٰذِهِ؟)۔

''کیا تم نے دین کے حوالے سے اس عورت سے بہتر کسی کو سوال کرتے ہوئے سنا ہے؟''

انہوں نے عرض کی کہ اللہ کے رسول (ﷺ)! واقعی ہم نے اس سے بہتر کسی عورت کی گفتگو نہیں سنی۔ اب اللہ کے رسول ﷺ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

(انْصَرِفِي يَا أَسْمَاءُ وَأَعْلِمِي مَنْ وَرَاءَكِ مِنَ النِّسَاءِ أَنَّ حُسْنَ تَبَعُّلِ إِحْدَاكُنَّ لِزَوْجِهَا وَطَلَبَهَا لِمَرْضَاتِهِ وَاتِّبَاعَهَا لِمُوَافَقَتِهِ يَعْدِلُ كُلَّ مَا ذَكَرْتِ لِلرِّجَالِ)۔

''اے اسماء! (خوش خوش) واپس جاؤ اور خواتین کو بتا دو کہ جو عورت اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے' اس کی خوشنودی حاصل کرے اور اس کی رضا مندی و موافقت طلب کرے' اسے وہی ثواب ملے گا جس کا تم نے مردوں کے لئے ذکر کیا ہے۔''

اب اسماء رضی اللہ عنہا اس حال میں واپس ہوئیں کہ زبان پر لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کے کلمات ہیں کیونکہ ان کی وساطت سے قیامت تک کی مسلمان عورتوں کو دربار رسالت مآب ﷺ سے ایک عظیم خوشخبری ملی ہے۔

(الاستیعاب: 3267' الدر المنثور للسیوطی: 153/2)

خطیبۃ النساء صحابیہ

یہ عظیم صحابیہ جس کو بعد ازاں ''خطیبۃ النساء'' کا لقب ملا' ان کے بارے میں ہم مزید کچھ پڑھتے ہیں۔

یہ انصاریہ صحابیہ قدیم الاسلام تھیں بلکہ جن عورتوں نے سب سے پہلے اللہ کے رسول ﷺ کی بیعت کی تھی یہ ان میں شامل تھیں۔ وہ بڑے فخر کے ساتھ بتلایا کرتی تھیں کہ میں سب سے پہلی خاتون ہوں جس نے اپنی بہن حوا کے ساتھ اللہ کے رسول ﷺ کی بیعت کی تھی۔ واضح رہے کہ عورتوں کی بیعت زبانی ہوتی تھی۔ عورتیں اللہ کے رسول ﷺ کے ہاتھ پر ہاتھ نہیں رکھتی تھیں۔

ان کا گھرانہ نبی کریم ﷺ کی محبت سے مالا مال تھا۔ غزوۂ احد میں مشرکین مکہ کی پوری کوشش اور خواہش تھی اللہ کے رسول ﷺ کو کسی طرح قتل کر دیں۔ جب مسلمانوں کے قدم اکھڑے تو لڑائی کا سارا زور اس جانب تھا جہاں اللہ کے رسول ﷺ موجود تھے۔ ایسے کٹھن وقت میں مسلمانوں کی ایک جماعت اللہ کے رسول ﷺ کا دفاع کر رہی تھی جن میں اسماء رضی اللہ عنہا کے چچا حضرت زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ بھی پیش پیش تھے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں:

(أُفْرِدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ فِي سَبْعَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ. فَلَمَّا رَهِقُوهُ قَالَ: مَنْ يَرُدُّهُمْ عَنَّا وَهُوَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ)

''احد کے روز ایک وقت ایسا بھی آیا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ صرف سات انصاری اور دو قریش رہ گئے۔ جب آپ ﷺ پر زیادہ ہجوم ہوا تو

ارشاد ہوا جو ہم سے ان کافروں کو ہٹائے گا وہ جنت میں میرا رفیق ہو گا۔"

اب انصاری صحابہ مدافعت کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں اور کافروں کو روکتے ہیں۔ تیروں کی بارش میں انصار اپنے آپ کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے ڈھال بنا دیتے ہیں اور پھر ایک ایک کر کے جام شہادت نوش کر لیتے ہیں۔ انہی میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے چچا زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ (مسلم:1789)

ایک خطیب کی زبان سے

اس موقع کی منظر کشی ایک خطیب کے الفاظ میں ان کے خطبات میں سے من وعن یہ واقعہ لکھے دیتا ہوں:۔

"حضرت زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ کا واقعہ بڑا مشہور ہے۔ امام ابن ہشام نے اپنی سیرت میں اور دیگر ائمہ نے اپنی اپنی کتابوں میں جو سرور کائنات ﷺ کی سیرت پر لکھی گئی ہیں ان میں لکھا ہے کہ حضرت محمد ﷺ میدان احد میں تشریف لے گئے۔ دشمن کے حملوں کا سارا زور نبی کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس پر تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ جب تک حضور ﷺ موجود ہیں مسلمانوں کو ان کے دین سے برگشتہ نہیں کیا جا سکتا اور ان کے قدموں کے اندر ڈگمگاہٹ پیدا نہیں کی جا سکتی۔ حضور ﷺ کو نقصان پہنچانے کے لئے سارا زور لگایا۔ بڑھ بڑھ کر حملے کرتے رہے۔ نبی رحمت ﷺ نے یہ عالم دیکھا۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں سے خطاب کیا۔ فرمایا:

"مسلمانو! کون ہے جسے محمد (ﷺ) اپنی تلوار دیتے ہیں؟ وہ مجھ سے عہد کرے کہ جیتے جی مجھ تک دشمن کو نہیں پہنچنے دے گا۔ جب تک زندہ رہے گا میرے دروازے پر پہرہ دے گا۔"

ایک دبلے پتلے سے آدمی زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ اٹھ کے کھڑے ہوئے، عرض کی: آقا ﷺ! میں آج آپ ﷺ سے یہ وعدہ کرتا ہوں جب تک زندہ رہوں گا آپ ﷺ کے خیمے کے دروازے سے نہیں ہٹوں گا۔ حضور ﷺ نے دیکھا یہ کمزور آدمی ہے۔ آپ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ پھر کہا، پھر وہی اٹھے پھر کہا، پھر وہی اٹھا۔ آپ ﷺ نے اپنی تلوار اسے

دے دی۔ فرمایا: دیکھنا وعدہ کیا ہے، اس کو پورا کرنا۔ اس نے کہا: اللہ کے حبیب ﷺ! وعدہ نبھاؤں گا۔ حدیث میں آیا ہے دشمن نے سارا زور نبی ﷺ کے خیمے پر حملوں میں لگا دیا۔ ہر حملہ آتا، زیاد رضی اللہ عنہ اسے اپنے سینے پر روکتے، جسم پر بہتر (72) زخم کھائے۔ ایک دو، تین چار نہیں بہتر زخم۔ کہنا بڑا آسان اور کھانا بڑا مشکل، دودھ پینے والے مجنوں تو بہت ہوتے ہیں خون دینے والا کوئی نہیں ہوتا۔ بہتر زخم لگے۔ حدیث میں آیا ہے بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما آگے بڑھے، جلدی سے اٹھایا کہ زخمیوں کے خیمے میں لے جائیں۔ اٹھاتے ہوئے ہوش آ گیا، آنکھیں کھول دیں۔ فرمایا: کیا بات ہے؟

حضور سے کیا ہوا وعدہ نبھا دیا

کہا: زیاد! تم بہت زخمی ہو۔ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ کہا: ہم تمہیں زخمیوں کے کیمپ میں لے جانا چاہتے ہیں۔ آنکھوں سے آنسو آ گئے۔ کہنے لگے: نہیں مجھ پر رحم کرو۔ مجھ کو زخمیوں کے کیمپ میں نہ لے جاؤ۔ مجھ کو حضور ﷺ کے خیمے کا سہارا دے کے کھڑا کر دو۔ کہنے لگے: کیا کہتے ہو؟

کہا: یہی کہتا ہوں۔ مجھ کو نبی ﷺ کے خیمے کی طناب کے سہارے کھڑا کر دو کہ میں نے اپنے آقا ﷺ سے وعدہ کیا ہے، جیتے جی آپ ﷺ کے خیمے سے نہیں ہٹوں گا اور ابھی میری زندگی کے سانس باقی ہیں۔ کہا: تم زخمی ہو۔ کہا: کچھ ہو جب تک میں زندہ ہوں نبی ﷺ کے دروازے سے ہٹنا گوارا نہیں ہے۔ اصرار۔ انکار۔ آخرش ان کی درخواست اتنی غالب ہوئی کہ سہارا دے کر کھڑا کر دیا۔

حدیث میں آیا ہے کہ پھر تیر برسے، پھر تلواریں چلیں، پھر نیزوں کے زخم آئے، پھر زخم لگے۔ بانوے زخم لگے۔ جب ترانواں زخم لگا، منہ سے چیخ نکلی اور گر پڑے۔ چیخ کی آواز رحمت کائنات ﷺ کے کانوں تک پہنچی۔ خیمے سے بھاگتے ہوئے باہر تشریف لائے۔ دیکھا کہ زیادہ کے جسم پہ زخم لگنے کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ اتنے زخم لگے ہیں کہ اب وہاں کوئی زخم لگنے کی جگہ بھی باقی نہیں رہی ہے۔ آخری لمحات اور......زیاد! تیری محبت کا کیا کہنا اور تیرے نصیب کا کیا کہنا۔ حضور ﷺ نے جلدی سے زیاد رضی اللہ عنہ کے سر

Scanned with CamScanner

کو اٹھایا۔ خود ننگی زمین پہ بیٹھے اور اسے اپنی گود میں رکھ لیا۔ حدیث کے الفاظ ہیں: جب دیکھا کہ سر سے لے کر پاؤں تک ہر جگہ سے خون ٹپک رہا ہے' آنکھوں میں آنسو آ گئے کیونکہ شان ہے:

عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ○

(التوبہ:129)

سینے پہ تسلی کو تیرا ہاتھ دھرا ہو

میں نے اتنا مہربان نبی ﷺ تم میں بھیجا ہے! کانٹا تمہارے پاؤں میں چبھتا ہے' ٹیس اپنے دل میں محسوس کرتا ہے۔ اتنا مہربان اور مشفق نبی۔ آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے ٹپکے' زیاد رضی اللہ عنہ کے چہرے پر گرے۔ گرم گرم قطروں نے آب حیات کا کام کیا۔ آنکھیں کھول دیں۔ کیا دیکھتا ہے کہ سامنے سرور کائنات ﷺ کا چہرہ ہے۔ آنکھیں پھر بند کیں' پھر کھولیں کہ کہیں خواب تو نہیں دیکھ رہا۔ حضور ﷺ کا چہرہ سامنے ہے۔ حضور ﷺ نے زیاد کی آنکھوں کو کھلا ہوا دیکھا۔ پیار سے اپنے دست مبارک کو اٹھایا' حضرت زیاد رضی اللہ عنہ نے اپنی نحیف آواز میں اپنے آقا ﷺ سے گزارش کی: آقا! جاتے ہوئے اپنی زیارت سے محروم تو نہ کیجئے۔ میں چاہتا ہوں کہ قیامت کے دن جب رب پوچھے کہ کیا کرتا ہوا آیا اور دنیا میں آخری نگاہ کس پر پڑی' تو میں کہوں کہ محمد ﷺ سے وعدہ کو نبھاتا ہوا آیا اور جس پہ نگاہ پڑی وہ تیرے محبوب ﷺ کا چہرہ تھا۔ اس سعادت سے محروم تو نہ کیجئے۔ رحمت کائنات ﷺ نے ہاتھ اٹھا لیا۔ زیاد عرض کرنے لگے: آقا! آخری لمحے ایک بات کی گواہی تو دے دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: زیاد! کیا بات ہے؟

کہنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! قیامت کے دن یہ گواہی دیجئے گا کہ میں نے آپ سے کیا ہوا وعدہ پورا کیا تھا۔ دیکھ لیجئے جیتے جی تو آپ کے خیمے سے نہیں ہٹا ہوں۔ جب تک زندگی میں سانس کی آمدورفت باقی تھی' میں آپ کے دروازے پر کھڑا رہا' ڈٹا رہا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: زیاد! تو خوش ہو جا کہ تو نے بھی اپنے وعدے کو پورا کیا اور محمد ﷺ کا رب بھی اپنے وعدے کو پورا کر رہا ہے۔ یہ کہا اور زیاد رضی اللہ عنہ کی روح قفس عنصری سے

پرواز کر گئی۔ حضور ﷺ نے پیار سے زیاد کا سر زمین پر رکھا۔ صحابہ کا جمگھٹا' آنکھوں میں آنسو اس منظر کو دیکھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ساتھیو! تم نے میرے محب کا آخری وقت دیکھا ہے؟

صحابہ نے کہا: یارسول اللہ (ﷺ) دیکھا۔ فرمایا: تمہیں کیا معلوم ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے آ کے مجھے خبر دی' رب نے حجابات اٹھائے اور میں نے دیکھا کہ زیاد کی روح کے استقبال کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت کے آٹھوں دروازوں کو کھول دیا ہے۔"

(بتصرف یسیر)

انصار کی عورتیں بہترین عورتیں ہیں

یہ تو سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے عم گرامی کا حال تھا اور اسی روز ان کے بھائی عامر نے بھی اپنے جسم کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے ڈھال بنا لیا تھا۔ انہوں نے بھی اللہ کے رسول ﷺ کے قدموں میں جام شہادت پیا تھا۔ ایک ایسے گھرانے کی بیٹی جس کے باپ' بھائی اور چچا نے اپنی جانیں اللہ کے رسول ﷺ پر قربان کی ہوں' ان کی تربیت اس انداز میں ہوئی کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ سے شدید محبت کرنے والی تھیں۔ وہ بلا کی ذہین اور فطین خاتون تھیں۔ جیسا کہ پہلے گزرا وہ بلاغت اور خطابت میں بڑی مشہور تھیں حتیٰ کہ ان کو "خطیبۃ النساء" کا لقب دیا گیا۔ وہ اللہ کے رسول ﷺ سے بلا خوف و تردد گفتگو کرتیں اور دین کے معاملے میں بلا جھجک سوال کرتیں۔ خواتین کے خاص مسائل کے حوالے سے وہ اللہ کے رسول ﷺ سے وضاحتیں چاہتیں حتیٰ کہ اللہ کے رسول ﷺ ان کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کر دیتے کہ وہ ان کی وضاحت کر دیں۔ اسی لئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تھا:

(نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ لَمْ يَكُنْ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَسْأَلْنَ عَنِ الدِّيْنِ وَيَتَفَقَّهْنَ بِهِ)۔

"انصار کی عورتیں بہترین خواتین ہیں کہ دین کے بارے میں سوال اور دین کی سمجھ حاصل کرنے میں انہیں حیا مانع نہیں ہوتی۔"

Scanned with CamScanner

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا علم حاصل کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتی تھیں۔ کوشش ہوتی کہ کسی نہ کسی طرح اللہ کے رسول ﷺ کی مجلس میں کچھ وقت گزر جائے تا کہ علم حاصل کر سکیں۔ ان کو عورتوں میں ''فقیہہ'' کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔

محبت کا یہ عالم کہ ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ کی اونٹنی ''العضباء'' کی نکیل تھام کر چلنے لگیں۔ خود فرماتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کی اونٹنی کی نکیل تھامی ہوئی تھی جب آپ ﷺ پر سورۃ المائدہ نازل ہوئی۔ آپ ﷺ اونٹنی پر سوار تھے جب وحی کا نزول ہوا۔ وحی کی شدت کی وجہ سے: (فَكَادَتْ مِنْ ثِقَلِهَا تَدُقُّ بِعَضُدِ النَّاقَةِ)

''آپ ﷺ کی اونٹنی کا بازو شدید بوجھ کے باعث ٹوٹنے کے قریب ہو گیا۔'' (مسند احمد: 455/6)

وہ عورت جس کے بارے میں قرآن نازل ہوا

وہ ان خوش قسمت خواتین میں شامل ہیں جن کو اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی زبان اقدس سے جنت کی خوشخبری دی تھی۔ یوں تو عورتوں کے احکامات قرآن میں بڑے واضح ہیں مگر اسماء رضی اللہ عنہا ان خواتین میں شامل ہیں جن کے بارے میں قرآن مجید نازل ہوا۔

ہوا یوں کہ ان کو طلاق ہوگئی۔ اس وقت تک مطلقہ کی عدت کے بارے میں کوئی حکم موجود نہ تھا، چنانچہ حکم ربانی نازل ہوا:

(وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ)

''طلاق یافتہ عورتیں تین مہینے انتظار کریں۔''

اللہ کے رسول ﷺ بھی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی علم سے محبت اور تحصیل علم کے شوق سے خوب واقف تھے۔ اسی لئے وہ ان کو نصیحت بھی فرماتے اور ان کے سوالات کا جواب بھی ارشاد فرماتے۔ اسی نصیحت کا ایک واقعہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔

ابن عساکر راوی ہیں کہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ مسجد میں تشریف لائے۔ مسجد کے ایک کونے میں عورتیں جمع تھیں جن میں میں بھی شامل تھی۔ عورتوں نے آپس میں گفتگو شروع کر دی اور آہستہ آہستہ شور بلند ہونے لگا۔

جب شور بڑھا تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

(يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ اَنْتُنَّ اَكْثَرُ حَطَبِ جَهَنَّمَ)

''اے عورتوں کی جماعت! تم میں سے اکثر جہنم کا ایندھن بنیں گی۔''

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے جب یہ الفاظ سنے تو رہ نہ سکیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا وہ اللہ کے رسول ﷺ سے سوال کرنے میں بڑی دلیر اور بہادر تھیں۔

فوراً عرض کیا: اے اللہ کے رسول (ﷺ)! اس کی وجہ کیا ہے؟ ارشاد ہوا:

(اِنَّكُنَّ اِذَا اُعْطِيْتُنَّ لَمْ تَشْكُرْنَ وَاِذَا ابْتُلِيْتُنَّ لَمْ تَصْبِرْنَ وَاِذَا اُمْسِكَ عَنْكُنَّ شَكَوْتُنَّ وَاِيَّاكُنَّ وَكُفْرَ الْمُنْعِمِيْنَ)

''تم وہ ہو جب تمہیں کوئی عطیہ دیا جاتا ہے تو شکر ادا نہیں کرتیں اور جب کوئی آزمائش آتی ہے تو صبر نہیں کرتیں اور جب کوئی چیز روک لی جاتی ہے تو شکوہ کرنے لگ جاتی ہو اور ہاں خبردار! منعمین کی ناشکری نہ کرنا۔''

عورت کی ناشکری کیا ہے؟

کہنے لگیں: دوسری باتوں کی سمجھ تو آ گئی لیکن یہ منعمین سے کیا مراد ہے؟ ارشاد ہوا:

(اَلْمَرْاَةُ تَكُوْنُ تَحْتَ الرَّجُلِ قَدْ وَلَدَتِ الْوَلَدَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ فَتَقُوْلُ: مَا رَاَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ)

''عورت شادی شدہ ہے، اس کے اپنے خاوند سے دو یا تین بچے بھی ہو گئے۔ (خاوند سے ذرا ناراض ہوئی) تو کہتی ہے: میں نے تمہارے گھر میں کبھی خیر نہیں دیکھی۔'' (یہاں منعمین یعنی احسان کرنے والوں میں شوہر شامل ہیں۔)

آپ ﷺ نے یہ کلمات عورتوں کی اصلاح احوال کے لئے ارشاد فرمائے تھے، اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ تمام عورتیں ایسی ہوتی ہیں۔ یقیناً مسلمان عورتوں کی ایک بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو خاوند کی نہایت فرمانبردار اور شکر گزار ہوتی ہیں اور باوجود تنگی و ترشی کے نہایت سکون سے زندگی گزارتی ہیں۔

Scanned with CamScanner

جیسا کہ پہلے گزرا اسماء رضی اللہ عنہا اللہ کے رسول ﷺ سے شدید محبت کرنے والی خواتین میں سے تھیں۔ ایک مرتبہ ان کو اللہ کے رسول ﷺ کی میزبانی کا شرف حاصل ہو گیا۔ کھانا تیار کیا اور پھر نہایت محبت سے عرض کرتی ہیں: (بِأَبِيْ وَأُمِّيْ تَعِشْ) ''میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! آپ لمبی عمر پائیں'' اور پھر کھانا پیش کیا۔ آپ ﷺ نے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کھانا تناول کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے گھر میں مشکیزے کو منہ لگا کر پانی پیا۔ انہوں نے اس مشکیزے کو محفوظ کر لیا۔ اس کو خوشبو میں بسایا اور پھر خود فرماتی ہیں:

(كُنَّا نَسْقِيْ مِنْهَا الْمَرِيْضَ وَنَشْرَبُ مِنْهَا رَجَاءَ الْبَرَكَةِ)

''ہم اس مقدس مشکیزے کا پانی خود بھی پیتے اور مریضوں کو بھی پلاتے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی برکت حاصل ہو۔''

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا محض عالمہ، فاضلہ، فقیہہ، اور خطیبہ ہی نہیں تھیں بلکہ خواتین کے دنیاوی امور کے حوالے سے بھی بے حد سمجھدار تھیں۔

شادی میں دولہا کو دودھ پیش کرنا

آیئے حضرت اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے حوالے سے ایک حدیث کا مطالعہ کرتے ہیں۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے وقت ان کو تیار کیا اور پھر آپ ﷺ کے پاس آئی اور آپ ﷺ کو اندر آنے کے لئے کہا۔ آپ اندر تشریف لائے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پہلو میں تشریف فرما ہو گئے۔ نبی ﷺ کو دودھ پیش کیا گیا اور آپ ﷺ نے اس میں سے کچھ پیا اور بقایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے کیا۔ انہوں نے حیا کے مارے اپنی گردن کو جھکا لیا۔ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو محبت بھرے انداز میں سرزنش کی اور کہا: اللہ کے رسول ﷺ کے ہاتھ سے پیالہ پکڑ لو۔ اب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دودھ کا پیالہ پکڑ لیا اور اس میں سے کچھ پیا پھر اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے کہا: اب اسے اپنی سہیلیوں کو دے دو۔ میں نے عرض کی: ''اے اللہ کے

رسول (ﷺ)! (بَلْ خُذْهُ فَاشْرَبْ مِنْهُ ثُمَّ نَاوِلْنِيْهِ مِنْ يَدِكِ)

''آپ اس پیالے کو پکڑیئے اس میں سے کچھ دودھ پیجئے اور باقی مجھے عطا فرمایئے۔'' (فَأَخَذَهُ فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ نَاوَلَنِيْهِ)

''چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اس میں سے کچھ دودھ پیا اور باقی مجھے عطا فرما دیا۔'' اب حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی محبت اور عقیدت کا اندازہ کیجئے۔ کہتی ہیں:

(فَجَلَسْتُ ثُمَّ وَضَعْتُهُ عَلٰى رُكْبَتِيْ ثُمَّ طَفِقْتُ أُدِيْرُهُ وَأَتْبَعُهُ بِشَفَتَيَّ لِأُصِيْبَ مِنْهُ مَشْرَبَ النَّبِيِّ ﷺ)

''میں نے پیالے کو اپنے گھٹنے پر رکھ لیا اور اس کو ادھر ادھر گھمانا شروع کر دیا اور اس جگہ کو تلاش کرنے لگی جہاں آپ ﷺ کے مبارک ہونٹ لگے تھے کہ مجھے آپ ﷺ کے لعاب دہن کا کوئی حصہ میسر آ جائے۔''

(مسند احمد: 458/6)

میدانِ جنگ میں خدمات

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نہایت بہادر خاتون تھیں۔ یہ عورتوں کو صرف وعظ ہی نہ کرتیں بلکہ بیماروں کی مرہم پٹی بھی کرتی تھیں۔ حتیٰ کہ خود میدان جنگ میں باقاعدہ شرکت فرماتیں۔

ابن کثیر فرماتے ہیں: یرموک کی جنگ میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ان خواتین میں شامل تھیں جو اس جنگ میں مجاہدین کی حوصلہ افزائی اور مرہم پٹی کے لئے ساتھ آئی تھیں۔ اس روز اس جنگ میں خواتین نے بھی مردوں کے شانہ بشانہ شرکت کی اور بہت سے رومیوں کو قتل کیا اگر کوئی مسلمان مجاہد میدان جنگ سے پیچھے ہٹتا یا کمزوری دکھاتا تو یہ عورتیں اس کو کنکریاں مارتیں، رجز و توبیخ کرتیں اور اس سے کہتیں: اے تم کہاں ہو؟ کیا کر رہے ہو؟ ہمیں تو رومیوں کے مقابلے کے لئے لائے تھے اور خود پیچھے بھاگ رہے ہو۔ اب اس قسم کے الفاظ سن کر کون مرد تھا جو پیچھے رہتا، فوراً آگے بڑھتا اور دیوانہ وار دشمن کی صفوں میں گھس جاتا۔

Scanned with CamScanner

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے الاصابہ میں ذکر کیا ہے کہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے معرکۂ یرموک میں شرکت کی اور اپنے خیمے کے عمود سے 9 رومیوں کو قتل کیا۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اس واقعے کی تائید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس روز اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے خیمے کے ستون سے نو رومیوں کو قتل کیا تھا۔

اس طرح اس مجاہد خاتون نے جہاد، علم، عمل اور دین سیکھنے سکھلانے میں ساری زندگی گزار دی۔ لمبی عمر پائی۔ وہ آخری دور میں شام منتقل ہوگئی تھیں۔ وہاں بھی حدیث کا علم لوگوں تک پہنچاتی رہیں۔ ان سے 181 احادیث مبارکہ مروی ہیں۔ خلیفہ عبدالملک بن مروان کے دور خلافت میں 69 ہجری میں وفات پائی اور دمشق میں مدفون ہوئیں۔ (رضی اللہ عنہا) (ماخوذ از سنہری کرنیں)

(92)

خوشی کی انتہا

اِنَّ رَجلًا تزَوَّجَ اِمْرَاَةً وَلَمْ يَفرِضْ لَهَا صَدَاقًا ۔ فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ يَدْخُلَ بِهَا فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ: لَهَا صَدَاقُ مِثْلِهَا نِسَائِهَا لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ فَلَمَّا قَضٰى قَالَ فَاِنْ يَّكُ صَوَابًا فَمِنَ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنْ يَّكُ خَطَأً فَمِنِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ وَمِنَ الشَّيْطٰنِ وَاللهُ وَرَسُوْلُهٗ بَرِيْئَانِ ۔ فَقَامَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ وَاَبُو الْجَرَّاحِ حَامِلُ رَايَةَ الْاَشْجَعِيِّيْنَ فَقَالَا: نَشْهَدُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِيْ اِمْرَاةٍ مِّنَّا يُقَالُ لَهَا بِرْوَعَ بِنْتَ وَاشِقِ الْاَشْجَعِيَّةِ بِمِثْلِ قَضَائِكَ هٰذَا فَسُرَّ ابْنُ مَسْعُوْدٍ سُرُوْرًا لَمْ يُسَرَّ مِثْلَهٗ قَطُّ بَعْدَ اِسْلَامِهٖ . .

ترجمہ: ایک آدمی نے شادی کی لیکن اس کا حق مہر مقرر نہ کیا اور مقاربت سے پہلے ہی وہ فوت ہوگیا تو یہ معاملہ حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ نے فیصلہ دیا کہ اس کا حق مہر اس کی اپنی بقیہ ازواج ہی کی مثل ہوگا' نہ کم نہ زیادہ ساتھ ہی آپ نے یہ بھی ارشاد فرمادیا کہ اگر یہ فیصلہ درست ہے تو یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے اور اگر یہ غلط ہے تو یہ غلطی ابن اُمّ عبد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کی طرف سے اور شیطان کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بری ہیں تو ایک صحابی جن کا نام حضرت معقل بن سنان رضی اللہ عنہ تھا اور

حضرت ابوالجراح رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ یہ دونوں بنی اشجع کے علم بردار تھے۔ انہوں نے کہا: ہم دونوں گواہی دیتے ہیں کہ بیشک حضور ﷺ نے ایسا ہی فیصلہ دیا تھا۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اتنی زیادہ خوشی ہوئی کہ قبول اسلام کے بعد اس سے زیادہ خوشی کبھی بھی نہیں ہوئی تھی (کہ میرا فیصلہ حضور ﷺ کے فیصلے کے مطابق ہو گیا)۔

(سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی من تزوج ولم یسم الصداق)' (سنن نسائی کتاب النکاح باب اباحۃ التزویج بغیر صداق)' (مسند احمد بن حنبل جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 447)' (المستدرک (حاکم) کتاب النکاح جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 196)' (سنن کبریٰ (بیہقی) جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 245)' (صحیح ابن حبان جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 316)' (موطا امام محمد کتاب النکاح باب الرجل یتزوج الرجل ولا یفرض لھا الصداق)

(93)

کیا یہ زمانہ آ نہیں گیا؟

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ لوگ جانوروں کی طرح راستہ میں جفتی کریں گے''۔

(حجۃ اللہ ج 2' صفحہ 81 بحوالہ دیلمی)

قیامت کی اس نشانی کی آثار بھی ظاہر ہونے لگے ہیں کیونکہ اعلانیہ زنا کاری کی وارداتیں جابجا ہونے لگی ہیں۔ یہاں تک کہ سڑکوں پر اور میلوں میں اس قسم کے واقعات ہونے لگے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب انسانوں میں روز بروز بے حیائی بڑھتی جا رہی ہے اور شرم و حیاء کا جنازہ نکلتا جا رہا ہے تو اس کا انجام یہی ہوگا کہ انسان ایک دن اس قدر بے حیا اور بے شرم ہو جائے گا کہ وہ گھوڑوں' گدھوں' کتوں کی طرح عام راستوں پر اپنی شہوت پوری کرنے لگے گا!

☆ ..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: قیامت نہیں قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ تم (مسلمان) ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے اور یہاں تک کہ تم لوگ ترکوں سے جنگ کرو گے جن کی آنکھیں چھوٹی' جن کے چہرے سرخ' جن کے ناکیں پست ہوں گی۔ گویا ان کے چہرے تہہ بہ تہہ کھال چڑھائی ہوئی ڈھال ہوں گے۔

اس حدیث میں تو حضور اقدس ﷺ نے قیامت کی یہ نشانی بتائی کہ قیامت سے پہلے مسلمانوں کی ترک کافروں سے جنگ ہوگی اور اس قوم کا حلیہ بتاتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ لوگ بالوں کے جوتے پہنے ہوئے ہوں گے۔

حدیث کا مطلب

اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ لوگ جانوروں کے بالوں کو بٹ کر دھاگہ بنائیں گے اور ان دھاگوں سے موزے کی طرح جوتا بنا کر پہنیں گے اور اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ ایسے چمڑے کا جوتا پہنے ہوں گے جس پر بال ہوں گے۔ ان لوگوں کی آنکھیں عربوں کی بہ نسبت چھوٹی ہوں گی اور ان لوگوں کی ناک چھوٹی اور پست ہوگی اور ان کے چہرے سرخ رنگ کے ہوں گے جو گولائی لئے ہوں گے اور ان لوگوں کے چہروں پر اس قدر گوشت بھرا ہوگا جیسے تہہ بہ تہہ چمڑا چڑھائی ہوئی گول مٹول موٹی موٹی ڈھال۔

یہ حدیث شریف مختلف الفاظ کے ساتھ بخاری شریف کے چند ابواب میں مذکور ہے اور مسلم ج2 ص395 باب اشراط الساعۃ میں بھی ہے۔

اس حدیث کے بارے میں شیخ محی الدین ابوزکریا یحیٰ بن شرف نووی (متوفی 676ھ) کا بیان ہے کہ قیامت کی یہ نشانی معرض وجود میں آچکی کیونکہ ترکوں سے بار ہا مسلم افواج کی جنگ ہو چکی اور حدیث حضور اکرم ﷺ کا معجزہ ہے کہ آپ نے ترکوں کا حلیہ بیان فرماتے ہوئے ان لوگوں سے مسلمانوں کی جنگ اور لڑائیوں کی خبر دی جو بلاشبہ غیب کی خبریں ہیں۔ (شرح مسلم للنووی ج2 ص395)

(94)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی آہ و بکا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کو کوئی تکلیف ہے کہ آپ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! بھوک' میں یہ سن کر رو پڑا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رو نہیں قیامت کے دن حساب کی سختی بھوک کو برداشت کرنے والے کو نہ لگے گی بشرطیکہ اس نے ثواب کی نیت سے اس کو برداشت کیا ہو۔

(اخرجه ابونعيم فى الحلية وابن عساكر و كذا فى الكنز ج4 ص41)

☆......حضرت مسلم بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے مرض میں روئے ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا سنو میں تمہاری اس دنیا پر نہیں روتا لیکن میں اس لئے روتا ہوں کہ میرا سفر دور کا ہے اور توشہ میرے پاس کم ہے میں نے ایسے ٹیلے پر صبح کی ہے جو جنت اور دوزخ کی طرف اترتا ہے مجھے کوئی علم نہیں کہ میں ان میں سے کس طرف چلا جاؤں گا۔

(اخرجه ابن سعد ج4 ص62 كذافى الحلية ج1 383)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے مجھے اپنے نعلین مبارکین دے کر فرمایا: اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! جاؤ جو شخص لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کی گواہی دیتا ہوا سے جنت کی خوشخبری سنا دو۔ فرمایا: میں نکلا سامنے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملے میں نے سارا واقعہ سنایا تو انہوں نے میرے سینہ پر ایسا گھونسا مارا کہ میں اپنے سرین کے بل گر پڑا اور مجھ سے کہا

Scanned with CamScanner

واپس چلا جا' چنانچہ میں روتا ہوا حاضر خدمت ہوا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی میرے پیچھے آ گئے۔ آپ ﷺ نے رونے کا سبب پوچھا میں نے کہہ سنایا۔ آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تمہیں کس چیز نے اس پر آمادہ کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا تھا؟ فرمایا: آپ ﷺ نے ہاں۔ میں نے عرض کیا: آپ ﷺ ایسا نہ کریں ورنہ لوگ اسی پر بھروسہ کر لیں گے' عمل کوئی نہ کرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے لوگوں کو چھوڑ دو تا کہ وہ عمل کریں۔

(رواہ مسلم کذافی مجمع الزوائد ج ۱ ص 7)

حدیث بیان کرتے ہوئے حالت غیر ہوگئی

شفیا رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو میں نے ایک شخص کے اردگرد بہت سے لوگوں کو جمع دیکھا میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں میں ان کے قریب ہو گیا جب تنہائی ہوگئی میں نے عرض کیا میں آپ کو حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ آپ ضرور مجھے ایسی حدیث سنائیں جو آپ نے حضور ﷺ کی زبان سے سنی ہو اور اس کو جانا اور اس کو سمجھا ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک میں تجھے ایسی حدیث سناؤں گا جو میں نے آپ ﷺ کے منہ سے سنی ہے اور اس کو جانا ہے اور سمجھا ہے یہ کہہ کر ایک آہ بھری اور بے ہوش ہو گئے' پھر ہوش آیا تو وہی الفاظ دہرائے اور پھر بے ہوش ہو گئے' پھر وہی الفاظ دہرائے اور بے ہوش ہو گئے' پھر ہوش آیا تو اپنا چہرہ صاف کیا' پھر حدیث بیان فرمائی۔ (ترمذی)

ابو صالح فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب ان باتوں کو یاد کرتے تھے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کی گئی تھیں رو دیتے اور ہاہ ہاہ کہتے اور پھوٹ پھوٹ کر روتے تھے۔ (ابن سعد ج3 ص 81)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور ﷺ سے درخواست کی کہ میری ماں کے لئے ہدایت کی دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ گھر گئے تو دیکھا کہ ان کی ماں غسل کر رہی ہے جب غسل سے فارغ ہوئی تو اس نے کلمہ شہادت

پڑھا' پس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خوشی سے رونے لگے اور حضور ﷺ کو فوراً اطلاع دی کہ اللہ نے آپ کی دعا کو قبول فرمالیا۔ (اخرجہ مسلم 1 ج6ج145)

سب سے پہلے کس کا حساب ہوگا؟

حضرت عقبہ بن مسلم رضی اللہ عنہ سے شفیا اصحی نے بیان کیا کہ یہ شفیا رضی اللہ عنہ مدینہ میں داخل ہوئے۔ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جس کے اردگرد بہت سے لوگ جمع ہیں تو انہوں نے پوچھا: یہ کون شخص ہیں لوگوں نے بیان کیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ شفیا رضی اللہ عنہ نے کہا میں ان کے پاس گیا اور یہاں تک کہ ان کے سامنے بیٹھ گیا اور وہ لوگوں سے بات کر رہے تھے۔ جب آپ خاموش ہوئے اور تنہائی ہوگئی تو میں نے ان سے کہا: میں آپ سے حق اور حق کا واسطہ دے کر یہ سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھ سے ضرور ایسی حدیث بیان کیجئے گا جس کو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو اور سمجھا ہو اور خوب جانا ہو تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ضرور ایسا کروں گا۔ البتہ تجھ سے ضرور ایسی حدیث بیان کروں گا جو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے بیان کی ہے اور میں نے اس کو جانا اور سمجھا ہے پھر ایک ایسی آہ بھری جس سے بے ہوشی آ گئی۔ ہم تھوڑی دیر ٹھہرے' پھر انہیں ہوش آیا تو فرمایا البتہ میں تجھ سے ضرور ایسی حدیث بیان کروں گا' جو مجھ سے حضور ﷺ نے اسی گھر میں بیان کی تھی' ہمارے ساتھ کوئی بھی سوائے میرے اور آپ ﷺ کے نہ تھا' پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک ایسی آہ بھری جس سے سخت بے ہوشی آ گئی' پھر ہوش میں آئے اور اپنا چہرہ پونچھا اور فرمایا میں ضرور ایسا کروں گا کہ میں تجھ سے وہ حدیث بیان کروں گا جو کہ مجھ سے حضور ﷺ نے بیان کی تھی۔ میں اور آپ ﷺ اس گھر میں تھے اور ہمارے ساتھ کوئی اور سوائے میرے اور آپ ﷺ کے نہ تھا' اس کے بعد پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آہ بھری اور ان پر سخت بے ہوشی آ گئی وہ ایک طرف کو مائل ہوئے اپنے چہرہ کے بل گرے پڑے رہے تھے میں نے ان کو بڑی دیر تک سہارا دیا پھر وہ ہوش میں آئے اس کے بعد فرمایا: مجھ سے جناب رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا ہے۔ بے شک اللہ پاک جب قیامت کا دن ہوگا بندوں کی طرف (اپنی شان کے مطابق) اترے گا تا کہ ان

Scanned with CamScanner

کے درمیان فیصلہ دے اور ہر جماعت گھٹنے کے بل بیٹھی ہوگی' پس سب سے پہلا وہ آدمی ہوگا جو بلایا جائے گا جس نے قرآن یاد کیا اور ایک وہ آدمی ہوگا جس نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا اور ایک وہ آدمی ہوگا جس کا مال بہت تھا۔ اللہ پاک قاری سے کہے گا: کیا میں نے تجھے اس چیز کا علم نہیں دیا جس کو میں نے اپنے رسول ﷺ پر اتارا تھا؟ وہ کہے گا اے رب! بے شک تو نے مجھے اس چیز کا علم دیا اللہ پاک فرمائے گا تو نے جس چیز کو جانا اس پر کیا عمل کیا وہ کہے گا کہ میں اس کی دن و رات کے اوقات میں تلاوت کیا کرتا تھا' اللہ پاک اس سے فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا اور ملائکہ اس سے کہیں گے تو نے جھوٹ کہا اور اللہ اس سے کہے گا بلکہ تو نے اس بات کا ارادہ کیا تھا کہ تو کہلایا جائے کہ فلاں شخص قاری تھا' چنانچہ یہ بات کہی گئی پھر مال والے کو کہلایا جائے گا۔ اللہ پاک اس سے فرمائے گا کیا میں نے تجھے یہاں تک وسعت نہیں دی تھی کہ میں نے تجھ کو کسی مال میں کیا عمل کیا جو میں نے تجھ کو دیا تھا؟ وہ کہے گا کہ میں صلہ رحمی کرتا تھا اور صدقہ کرتا تھا۔ اللہ پاک اس سے کہے گا تو نے جھوٹ کہا اور فرشتے کہیں گے تو نے جھوٹ کہا اللہ پاک فرمائے گا بلکہ تو نے اس بات کا ارادہ کیا تھا کہ کہلایا جائے' فلاں شخص سخی ہے اور یہ بات کہہ دی گئی پھر اس شخص کو لایا جائے گا جس کو اللہ کے راستے میں قتل کیا گیا تھا۔ اللہ اس سے پوچھے گا تو کس سلسلہ میں مارا گیا وہ کہے گا کہ تیرے راستہ میں مجھے جہاد کا حکم دیا گیا تو میں یہاں تک لڑا کہ قتل کیا گیا۔ اللہ پاک اس سے کہے گا تو نے جھوٹ کہا اور فرشتے اس سے کہیں گے تو نے جھوٹ کہا اور اللہ پاک کہے گا بلکہ تو نے ارادہ کیا تھا کہ کہا جائے فلاں شخص بہت بہادر ہے' چنانچہ ایسا کہا گیا اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے میرے گھٹنے پر ہاتھ مارا اور کہا: اے ابوہریرہ! یہ تینوں اللہ کی مخلوق میں وہ پہلے آدمی ہوں گے جن سے بروز قیامت جہنم کی آگ دہکائی جائے گی۔

(ماخوذ از صحابہ کرام علیہم الرضوان کے آنسو)

(95)

شیطان کیسے ایمان چھینتا ہے؟

امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فِی الْخَبَرِ یَجِیْءُ الشَّیْطٰنُ اِلَیْهِ فَیَجْلِسُ عِنْدَ یَسَارِهٖ وَهُوَ فِی النَّزْعِ فَیَقُوْلُ لَهٗ اُتْرُكْ هٰذَا الدِّیْنَ .... فَاِنَّهٗ یَكُوْنُ فِرَاقًا مِّنَ الرَّبِّ فَاِنَّ فِرَاقَ الرُّوْحِ مِنَ الْجَسَدِ غَیْرُ فِرَاقِ الرَّبِّ فَاِنَّهٗ فِرَاقٌ لَا بَدْلَ مِنْهَا ۔

ترجمہ: حدیث شریف میں ہے کہ شیطان بندے کے پاس نزع کے وقت آ کر اس کی بائیں جانب بیٹھ جاتا ہے اور اسے کہتا ہے اس دین کو چھوڑ دے اور کہہ دو خدا ہیں تا کہ تو اس سختی سے خلاصی پائے پس جب معاملہ اس طرح ہے یعنی ایمان کے سلب کا خوف بہت ہے تو تجھے گریہ وزاری اور رات کو بیدار رہنا اور رکوع و سجود کی کثرت کرنا ضروری ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات پائے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کون سے گناہ سے ایمان کے سلب کا زیادہ خطرہ ہے۔ فرمایا: ایمان پر شکر نہ کرنا اور برے خاتمہ سے بے خوف ہونا اور بندوں پر ظلم کرنا اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس میں یہ تینوں عادتیں ہوں اندیشہ ہے کہ وہ دنیا سے کافر مرے ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں ہاں مگر جس کسی کی دستگیری سعادت ازلیہ کرے اور کہا گیا ہے کہ سخت تر تکلیف میت کو نزع کے وقت پیاس اور جگر سوزی کی ہوتی ہے تو اس وقت شیطان اس پر موقع پا کر ایمان چھیننے کی

Scanned with CamScanner

کوشش کرتا ہے اس لئے کہ مومن اس وقت پیاسا ہوتا ہے پس شیطان اس کے سر کے پاس ٹھنڈے پانی کا پیالہ لاتا ہے اور اس کی طرف بڑھاتا ہے تو مومن اس سے پانی مانگتا ہے اس کے قریب میں نہ آئے تو شیطان اس کے قدموں کی طرف سے آتا ہے اور پانی کا پیالہ اس کے سامنے چھلکاتا ہے تو مومن اس سے پانی مانگتا ہے۔ شیطان اسے کہتا ہے کہ نبیوں کو جھوٹا کہے (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ) تب میں تجھے پانی دوں گا پھر جس کو ازلی بدبختی نے گھیر لیا وہ اس کی مان لے گا کیونکہ وہ پیاس پر تاب نہ لا سکے گا تو دنیا سے کافر جائے گا اور جس کی ازلی سعادت نے دستگیری کی وہ شیطان کی بات کو رد کرے گا اور اپنی آخرت کی فکر کرے گا۔

حکایت:

حضرت ابوزکریا زاہد یہ جب موت کا وقت قریب آیا تو سکرات موت کے عالم میں ان کے پاس اس کا ایک دوست آیا اور اسے کلمہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھنے کی تلقین کی تو زاہد نے اس کی طرف سے اپنا چہرہ پھیر لیا اور نہ پڑھا پھر اس نے اسے پڑھنے کو کہا اس نے منہ پھیر لیا پھر جب اس نے تیسری بار کہا تو اس نے کہا میں نہیں پڑھتا تب اس کا دوست ناراض ہو گیا پھر جب کچھ وقت بعد ابوزکریہ کو افاقہ ہوا اور اپنی آنکھوں کو کھولا اور پوچھا کیا تم نے مجھے کچھ کہا تھا لوگوں نے نے کہا ہاں ہم نے تم کو تین بار کلمہ پڑھنے کو کہا پس تو نے دو بار تو اپنا چہرہ پھیر لیا اور تیسری بار کہا: میں نہیں پڑھتا تب اس نے بتایا کہ میرے پاس اس وقت ابلیس آیا اور اس کے پاس پانی کا بھرا پیالہ تھا اور میری دائیں جانب کھڑا ہو گیا اور پیالے کو حرکت دی اور مجھ سے کہا کیا تجھے پانی کی حاجت ہے میں نے کہا ہاں اس نے کہا پھر عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہو پس میں نے اس سے انکار کیا پھر وہ میرے پاؤں کی طرف سے آیا تو مجھے وہی کہا میں نے پھر اس کا انکار کیا اور

اس نے تیسری بار مجھے کہا کہو کوئی بھی معبود نہیں میں نے کہا میں ایسا نہیں کہوں گا۔ تب اس نے پیالہ زمین پر پھینک دیا اور نادم ہو کر چل دیا تو میں نے اس وقت شیطان کی بات کو رد کیا تھا تمہاری بات کا انکار نہیں کیا تھا' پس میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد ﷺ اللہ کا خاص بندہ اور رسول ہے۔

انسان کا حال پانچ طرح تقسیم ہوتا ہے

اور اس حدیث کی بناء پر حضرت منصور بن عمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا: جب بندہ کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اس کا حال پانچ طرح پر تقسیم ہوتا ہے مال ورثاء کے لئے روح ملک الموت کے لئے گوشت کیڑوں کے لئے ہڈیاں مٹی کے لئے اور نیکیاں حقوق طلب کرنے والوں کے لئے تو بعد از موت مال ورثاء لیجاتے ہیں اور روح ملک الموت لے جاتا ہے اور گوشت کیڑے کھا جاتے ہیں اور ہڈیاں مٹی کھا جاتی ہے اور نیکیاں حقوق مانگنے والے لے جاتے ہیں اور کاش کہ شیطان ایمان کو بوقت موت نہ لیجائے کیونکہ ایمان کا جانا رب سے جدائی ہے اور بیشک روح کی جسم سے جدائی رب سے جدائی نہیں رب سے جدائی تو وہ چیز ہے جس کا کوئی بدل نہیں ہو سکتا۔ (دقائق الاخبار باب نمبر 8)

Scanned with CamScanner

(96)

رحمت حق بہانہ ڈھونڈتی ہے

حضرت سیّدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''کل بروز قیامت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک ایسے شخص کو پیش کیا جائے گا جس کے پاس صرف ایک نیکی ہوگی' اللہ ربّ العزت اس سے فرمائے گا: ''میرے اولیاء کے پاس چلا جا' اگر تو ان میں سے کسی کو جانتا ہے تو ان کو پہچاننے کی وجہ سے میں تجھے بخش دوں گا۔'' وہ شخص تیس (30) سال گھومتا رہے گا لیکن ایسے کسی بھی ولی کو نہ پائے گا جسے وہ جانتا ہو' پس بارگاہ خداوندی میں عرض کرے گا: ''اے میرے پروردگار! میری کسی ولی سے ملاقات نہ ہو سکی۔''

اللہ ربّ العزت فرشتوں کو حکم دے گا کہ اسے آگ میں ڈال دو۔ فرشتے اسے جہنم کی آگ کی طرف گھسیٹیں گے' تو رحمٰن و رحیم کی رحمت اس بندے کی طرف متوجہ ہوگی اور رحمت خداوندی سے اس کے دل میں ایک بات آئے گی' وہ عرض کرے گا: ''اے میرے خالق و مالک! اگر تیری مخلوق میں میرا کوئی جاننے والا ہوتا تو تو میری مغفرت فرما دیتا۔ میرے مالک! جب میں تیری وحدہ لاشریک ذات کو جانتا ہوں تو تیری رحمت کے زیادہ لائق ہے کہ تو اپنی معرفت کی وجہ سے مجھے بخش دے۔'' دریائے رحمت جوش میں آئے گا اور حکم ہوگا: ''اے فرشتو! میرے عارف کو واپس لے آؤ۔ بے شک! یہ تو مجھے جاننے والا ہے' یہ میرا عارف اور میں اس کا معروف ہوں۔ اسے جنتی لباس پہنا کر جنت میں لے جاؤ۔'' (عیون الحکایات)

اس بے کسی میں دل کو میرے ٹیک لگ گئی — شہرہ سنا جو رحمت بے کس نواز کا
کیوں کر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسن — بندہ بھی تو ہوں کیسے بڑے کارساز کا

(97)

ایمان لانے کے بعد سب سے بڑی خوشی

ایک سائل نے حضور ﷺ سے پوچھا متی الساعۃ قیامت کب آئے گی۔ آپ ﷺ نے جو سوال پوچھا اور اس نے جو جواب عرض کیا پیش خدمت ہے۔ فرمایا:

مَا اَعْدَدْتَ لَهَا؟ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَعْدَدْتُ لَهَا كَبِيْرَ صَلَاةٍ وَّلَا صَوْمٍ اِلَّا اِنِّىْ اُحِبُّ اللهَ وَرَسُوْلَهُ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ بِهٖ وَاَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ فَمَا رَاَيْتُ فَرِحَ الْمُسْلِمُوْنَ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَرِحَهُمْ بِهَا۔ قَالَ اَبُوْ عِيْسَى التِّرْمَذِىُّ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کی کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا: نہ تو زیادہ (نفلی) نمازیں پڑھی ہیں اور نہ ہی زیادہ (نفلی) روزے رکھے البتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں آپ نے فرمایا: آدمی جس کے ساتھ محبت کرتا ہے اسی کے ساتھ ہوگا اور تو جس کے ساتھ محبت کرتا ہے تو اس کے ساتھ ہوگا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کو قبول اسلام کے بعد اس سے بڑھ کر کوئی خوشی نہیں ہوئی۔

(جامع ترمذی کتاب الزھد باب المرء مع من احب' صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمر بن خطاب' صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب المرء مع من احب' مسند احمد جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 178' مصنف عبدالرزاق جلد نمبر 11 صفحہ نمبر 199)

(98)

ایک کذاب اور ایک مہلک

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبیلہ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک مہلک (بہت زیادہ خونریزی کرنے والا پیدا ہوگا۔)

(ترمذی ج2 ص45)

تشریح:۔ اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ قیامت سے پہلے عرب کے ایک قبیلہ میں جس کا نام ثقیف ہے ایک کذاب (بہت ہی جھوٹا) اور ایک مہلک (بہت زیادہ قتل کرنے والا) پیدا ہوگا۔ یہ غیب جاننے والے نبی ﷺ نے اپنی امت کو برسوں پہلے غیب کی خبر دی ہے۔

تبصرہ:۔ حضور ﷺ کی یہ خبر غیب وجود میں آچکی۔ امام ترمذی کا بیان ہے کہ محدثین ومورخین کا یہ قول ہے کہ قبیلہ ثقیف کا کذاب تو ''مختار بن عبید'' ہے اور قبیلہ ثقیف کا مہلک حجاج بن یوسف ہے۔ (ترمذی ج2 ص45)

''مختار بن عبید ثقفی'' اس کے باپ بہت ہی بلند پایہ صحابی تھے مگر یہ صحابی نہیں ہے اس کی پیدائش ۱ ہجری میں ہوئی مگر اس کو حضور نبی کریم ﷺ کا دیدار نصیب نہیں ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ بہت بڑا عالم وفاضل تھا اور اہل بیت کا محب بھی تھا لیکن کچھ دنوں کے بعد اس پر حکومت کی حرص وہوس کا بھوت سوار ہوگیا اور یہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا باغی بن گیا اور چند دنوں کے لیے اس کو کوفہ میں تسلط واقتدار میں بھی مل گیا اور اس نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے خوب خوب بدلہ بھی لیا مگر پھر اس کے عقائد میں اس قدر خرابی پیدا ہوگئی کہ نبوت کا دعویٰ کرنے لگا اور یہ کہنے لگا کہ مجھ پر وحی اترتی ہے یہاں تک

کہ حضرت مصعب بن زبیر کے دور امارات میں یہ کوفہ کے اندر قتل کر دیا گیا۔

(حاشیہ ترمذی ج2 ص42)

ایک لاکھ بیس ہزار افراد کا قاتل

حجاج بن یوسف ثقفی، سلطنت بنوامیہ کا وہ ظالم وخوں خوار گورنر ہے جس نے بغیر جنگ کے لوگوں کو پکڑ پکڑ اور گرفتار کر کے قتل کیا۔ ان کے تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہے اور ان مقتولوں میں اکثر وہ لوگ ہیں جو اعلیٰ درجہ کے عابد وزاہد علماء اور صحابہ تابعین تھے اور جنگلوں میں جو لوگ اس کے حکم سے قتل کیے گئے ان کی تعداد تو شمار سے باہر ہے۔

(ترمذی ج2 ص45)

حجاج بن یوسف ثقفی، سلطنت اُمیہ کا وہ ظالم وخوں خوار گورنر ہے جس نے بغیر جنگ، کے لوگوں کو پکڑ پکڑ اور گرفتار کر کے قتل کیا۔ ان کے تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہے اور ان مقتولوں میں اکثر وہ لوگ ہیں جو اعلیٰ درجہ کے عابد وزاہد علماء اور صحابہ تابعین تھے اور جنگلوں میں جو لوگ اس کے حکم سے قتل کیے گئے ان کی تعداد تو شمار سے باہر ہے۔

(ترمذی ج۲ ص۴۵)

روایت ہے کہ حجاج بن یوسف کی موت کے بعد ایک آدمی نے اپنی بیوی سے یہ کہہ دیا کہ ''اگر حجاج بن یوسف جہنمی نہ ہو تو تجھ کو طلاق''۔ اس کے بعد اس آدمی نے اپنے زمانے کے علماء سے دریافت کیا کہ میری بیوی پر طلاق پڑی یا نہیں؟ تو علماء نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر اس آدمی نے ایک اللہ کے ولی سے یہ مسئلہ پوچھا جو صاحب کشف وکرامت تھے تو انہوں نے فرمایا کہ تیری بیوی پر طلاق نہیں پڑی کیونکہ حجاج بن یوسف جہنمی ہے۔ (تقریر ترمذی ص۵۱)

Scanned with CamScanner

(99)

جو روتا ہے اسی کا کام ہوتا ہے

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں: میں نے ابواحمد بن جحش رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ یہ اپنی بہن حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اُمّ المؤمنین کا جنازہ اٹھائے ہوئے تھے' یہ نابینا تھے اور رو رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے ابواحمد! تم چار پائی سے ہٹ جاؤ ایسا نہ ہو کہ لوگ تمہیں روند دیں۔'' تو ابواحمد رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اے عمر رضی اللہ عنہ! یہ میری وہی بہن ہے جس کی بدولت ہم نے ہر بھلائی پائی اور یہ چار پائی کالے کر چلنا اس حرارت کو جس کو میں محسوس کر رہا ہوں' ٹھنڈا کرے گا۔'' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اچھا تو چار پائی سے لگے رہو۔'' (اخرجہ ابن سعد ج8 ص80)

☆ ..... حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (بقرہ رکوع3) تلاوت فرمائی اور فرمایا: جہنم پر ایک ہزار سال آگ جلائی گئی تو وہ سرخ ہوگئی پھر ایک ہزار سال آگ دہکائی گئی' وہ سفید ہوگئی پھر ہزار سال اس میں آگ جلائی گئی' تو وہ سیاہ ہوگئی' پس وہ کالی ہے' تاریک ہے' اس کی لپیٹ بجھنے والی نہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کالے رنگ کا آدمی تھا۔'' یہ سن کر اس نے رونے کی آواز نکالی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت تشریف لائے اور پوچھا ''یہ رونے والا کون ہے؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حبشہ کا رہنے والا ایک شخص ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بھلائی بیان فرمائی' حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت وجلال اور بلندی کی قسم! جب کبھی کسی بندہ کی آنکھ دنیا میں میرے خوف سے روئے گی' میں ضرور اسے جنت میں زیادہ سے زیادہ

ہنساؤں گا۔ (اخرجہ البیھقی والاصبہانی کذا فی الترغیب ج 194)

رونے والا بازی لے گیا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایک شخص حبشہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پوچھو میں جواب دوں گا۔ اس نے عرض کیا' حضرت! اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو صورت' رنگت اور نبوت کے اعتبار سے تو ہم پر فضیلت دی ہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتائیں اگر میں ان لوگوں کی طرح ایمان لے آؤں اور عمل کروں تو کیا میں جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ داخل ہو جاؤں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! پھر آپ نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! حبشی کالے (ایمان والے) کی سفیدی خوبصورتی جنت میں ایک ہزار سال کی مسافت سے نظر آئے گی.....'' یہ سن کر وہ حبشی (خوشی سے) رونے لگا اور فوت ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دفن فرمایا۔ (اسد الغابۃ)

☆ ..... حضرت ابو بردۃ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نیزہ سے زخمی ہوئے تو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بلند آواز سے روتے ہوئے متوجہ ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے اوپر روتے ہو؟ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا' کیا تمہیں علم نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس پر رویا جاتا ہے' وہ مبتلائے عذاب ہوتا ہے۔'' (اخرجہ ابن سعد ج3' ص363)

☆ ..... حضرت عثمان بن ابی سودۃ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو دیکھا' وہ مسجد کی فصیل پر سینہ رکھے ہوئے رو رہے تھے' جو وادیٔ جہنم کی طرف ہے۔ میں نے عرض کیا: اے ابوالولید رضی اللہ عنہ کیوں رو رہے ہو؟ فرمایا' یہ وہی جگہ ہے' جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی تھی کہ جہنم کو اسی مقام پر دیکھا ہے۔ (اخرج ابونعیم ج63 ص110)

☆ ..... حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت سعید بن زید روئے کسی نے کہا' آپ کو کس چیز نے رلایا ہے؟ فرمایا: اسلام پر روتا ہوں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات نے

Scanned with CamScanner

اسلام میں رخنہ پیدا کر دیا ہے' ایسا رخنہ جو قیامت تک نہ بھر سکے گا۔

(اخرجہ ابن سعد' ج3ص372)

اِن آنسوؤں کے سوا میرے پاس کچھ بھی نہیں

☆......حضرت ابواشعب صنعانی فرماتے ہیں: صنعاء پر ایک امیر مقرر تھے جن کو ثمامہ بن عدی رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا' یہ صحابی تھے۔ جب ان کے پاس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر آئی تو روئے اور فرمایا' یہ وہ وقت ہے کہ خلافت نبوی ﷺ چھین لی گئی اور اب بادشاہت اور جبر باقی رہ گیا' جو کوئی کسی پر غالب آ جائے گا اسے کھا جائے گا۔ (کنز' ج5ص27)

☆......حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لئے جب ان کے مکان کا محاصرہ کیا گیا تھا' رویا کرتے تھے۔

(اخرجہ ابن سعد' ج3ص81)

☆......حضرت تمیم بن سلمۃ فرماتے ہیں: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملک شام تشریف لائے ان کا استقبال ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مصافحہ کیا اور ان کا ہاتھ چوما۔ اس کے بعد دونوں تنہائی میں بیٹھ کر رونے لگے۔ (کنز' ج5ص54)

☆......مسلم بن اکیس کہتے ہیں کہ بعض حضرات نے جو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے بیان کیا کہ انہوں نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو روتا ہوا پایا' تو ان سے دریافت کیا کہ آپ کو کس چیز نے رلایا ہے؟ فرمانے لگے میں اس پر روتا ہوں کہ ایک دن حضور ﷺ نے فتوحات کا ذکر فرمایا: اور شام کی فتح کی خوشخبری بھی دی اور فرمایا: ''اے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اگر تم کچھ دنوں زندہ رہے تو تیرے لئے تین غلام کافی ہوں گے اور تین گھوڑے کافی ہوں گے۔'' لیکن آپ ﷺ کے فرمان کے بعد آج میں اپنے گھروں کو غلاموں سے اور اپنے اصطبل کو گھوڑوں سے بھرا ہوا دیکھتا ہوں' پھر میں حضور ﷺ سے کیسے ملوں گا؟ کیونکہ آپ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ ''تم میں سے مجھے زیادہ محبوب اور میرے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا' جو مجھ سے اسی حال میں ملے جس حال میں اسے چھوڑ کر جا رہا ہوں۔

(اخرجہ احمد وابن عساکر کذافی مجمع الزوائد' ج10ص253)

(100)

روح کا ذکر خیر

حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فِي الْخَبَرِ اِذَا فَارَقَ الرُّوْحُ مِنَ الْبَدَنِ نُوْدِيَ مِنَ السَّمَآءِ ثَلٰثَ صَيْحَاتٍ .... فَاِنَّهٗ اَرْحَمُ عَلَيْكَ الْيَوْمَ رَحْمَةً يَتَعَجَّبُ مِنْهَا الْخَلَائِقُ وَاَنَا اَشْفَقُ عَلَيْكَ مِنَ الْوَالِدَةِ بِوَلَدِهَا .

ترجمہ: حدیث میں ہے کہ جب روح بدن سے جدا ہوتی ہے تو آسمان سے تین بار آواز آتی ہے کہ اے ابن آدم کیا تو نے دنیا چھوڑ دی یا دنیا نے تجھے چھوڑ دیا۔ کیا تو نے دنیا جمع کی یا دنیا نے تجھے جمع کیا؟ کیا تو نے دنیا قبول کی یا دنیا نے تجھے قبول کیا اور جب اسے تختہ غسل پر رکھا جاتا ہے تو آسمان سے تین بار آواز دی جاتی ہے کہ اے ابن آدم تیرا قوی بدن کہاں ہے اب کس چیز نے اسے ضعیف کر دیا ہے اور تیری فصیح زبان کہاں ہے اسے کس چیز نے خاموش کر دیا اور تیرے سننے والے کان کہاں ہیں تو اب انہیں کس نے بہرا کر دیا اور تیرے پیارے دوست کہاں ہیں؟ اب کس نے تجھے تنہا کر دیا اور جب اسے کفن میں لپیٹا جاتا ہے تو تین آوازیں آتی ہیں کہ ابن آدم خوشی ہے تیرے لئے اگر تیرا ٹھکانہ جنت ہے اور خرابی ہے تیرے لئے اگر تیرا ٹھکانہ آگ ہے اور اے ابن آدم تیری خوش بختی ہے اگر تیرا ساتھی اللہ کی رضا ہو اور بربادی ہے تیرے لئے اگر تجھ پر اللہ کی ناراضگی ہے۔ اے ابن آدم تحقیق تو طویل سفر کی طرف بغیر زادِ راہ کے جا رہا ہے اور تو جس گھر

Scanned with CamScanner

سے نکل رہا ہے اس کی طرف نہیں آئے گا اور تو خوف ناک گھر کی طرف چلا جائے گا۔

قبرستان کا سفر

اور جب اسے قبرستان لے جانے کو چار پائی پر رکھا جاتا ہے تو تین بار آوازیں دی جاتی ہیں کہ اے ابن آدم تیرے لئے خوشی ہے اگر تیرے عمل اچھے تھے اور تیری خرابی ہے اگر تیرے عمل برے تھے اور تیرے لئے خوشی ہے اگر تو توبہ کرنے والا ہے کہ تیرے لئے اللہ کی رضا ہے اور تیرے لئے خرابی ہے اگر تجھ پر اللہ کی ناراضگی ہے اور جب جنازہ کے لئے رکھا جاتا ہے تو تین بار ندا آتی ہے کہ اے ابن آدم ہر عمل جو تو نے کیا اسے اب دیکھ لیا اگر اچھا تھا تو اچھا دیکھا اور برا تھا تو بُرا دیکھا خوشی ہے تیرے لئے اگر تو نے اپنی زندگی اصلاح و نیکی میں گزاری اور خرابی ہے تیرے لئے اگر تو نے اپنی زندگی کو ضائع کیا اور جب میت کی چار پائی قبر کے کنارے پر رکھی جاتی ہے تو اسے زمین تین بار آواز دیتی ہے کہ اے ابن آدم جب تو میری پشت پر تھا تو ہنستا تھا اب میرے پیٹ میں روتا ہوا جائے گا اور جب تو میری پشت پر تھا تو خوش تھا اب تو میرے پیٹ میں غمناک ہو کر جائے گا تو میری پشت پر ناطق تھا اب مجھ میں خاموش رہے گا اور جب لوگ اسے دفنا کر پلٹتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے بندے اب تو تنہا رہے گا تیرے پیارے تجھے اندھیری قبر میں چھوڑ گئے جن کے لئے تو نے میری نافرمانی کی بس آج تجھ پر رحمت کرتا ہوں جس پر مخلوق حیران رہے گی اور میں اس سے بڑھ کر تجھ پر شفیق ہوں کہ جتنی شفقت باپ کو اپنی اولاد پر ہوتی ہے۔

(دقائق الاخبار الغزالی)

(101)

بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

حضرت سیّدنا محمد بن حزب ہلالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر نذرانہ درود و سلام پیش کر رہا تھا کہ ایک اعرابی نے مزار پر انوار پر حاضر ہو کر صلوۃ و سلام پیش کیا اور حضور انور، شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں اس طرح عرض گزار ہوا: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ (پ5، النساء: 64)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنا شفیع بناتا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ عاشق رسول رونے لگا اور اس کی زبان پر یہ اشعار جاری تھے۔

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمہ
فطاب من طیبھن القاع والاکم
روحی الفداء لقبر انت ساکنہ
فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم

کس کے در پہ جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر

ترجمہ: 1 ......اے وہ بہترین ذات جس کی مبارک ہڈیاں زمین پر دفن کی گئیں! تو ان کی عمدگی اور پاکیزگی سے میدان اور ٹیلے پاکیزہ ہو گئے۔

2 ......میری جان فدا ہو اس قبر انور پر جس میں آپ ﷺ آرام فرما ہیں! جس میں پاک دامنی، سخاوت اور عفو و کرم کا بیش بہا خزانہ ہے۔

وہ عاشق رسول ﷺ ان اشعار کا تکرار کرتا رہا پھر استغفار کیا، گناہوں کی معافی مانگی اور روتا ہوا واپس چلا گیا۔ محمد بن حرب ہلالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس کے جاتے ہی میری آنکھ لگ گئی، میں نے خواب میں سرکار دو عالم، نور مجسم ﷺ کی زیارت کی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس اعرابی سے ملو اور اسے خوشخبری سناؤ کہ اللہ تعالیٰ نے میری سفارش کی وجہ سے اس کی مغفرت فرما دی ہے۔'' (عیون الحکایات)

سرگزشت غم کہوں کس سے ترے ہوتے ہوئے
کس کے در پہ جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر
بخشوانا مجھ سے عاصی کا روا ہو گا کسے
کس کے دامن میں چھپوں دامن تمہارا چھوڑ کر

(102)

جو انگوٹھی حضور ﷺ نے پہنائی ہے

مُحَمَّدُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ رَأَيْتُ عَلَى الْبَرَاءِ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَكَانَ النَّاسُ يَقُولُونَ لِمَ تَخَتَّمُ بِالذَّهَبِ وَقَدْ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ الْبَرَاءُ : بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ غَنِيمَةٌ يَقْسِمُهَا سَبْيٌ وَخُرْثِيٌّ . قَالَ فَقَسَمَهَا حَتّٰى بَقِيَ هٰذَا الْخَاتَمُ فَرَفَعَ طَرْفَهُ . فَنَظَرَ إِلٰى أَصْحَابِهِ ثُمَّ خَفَضَ ثُمَّ رَفَعَ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ : أَيْ بَرَاءُ''فَجِئْتُهُ حَتّٰى قَعَدْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَخَذَ الْخَاتَمَ فَقَبَضَ عَلٰى كُرْسُوعِي ثُمَّ قَالَ خُذِ الْبَسْ مَا كَسَاكَ اللهُ وَرَسُولُهُ'' قَالَ وَكَانَ الْبَرَاءُ يَقُولُ : كَيْفَ تَأْمُرُونِي أَنْ أَضَعَ مَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَسْ مَا كَسَاكَ اللهُ وَرَسُولُهُ''

ترجمہ: محمد بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا۔ لوگ کہہ رہے تھے کہ آپ نے سونے کی انگوٹھی کیوں پہنی ہوئی ہے، جب کہ حضور ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے؟ حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم حضور ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے سامنے مال غنیمت، لونڈیاں اور سامان تھا جسے آپ تقسیم فرما رہے تھے۔ صرف ایک انگوٹھی بچ گئی۔ آپ ﷺ نے اسے پکڑا اور صحابہ کرام کی طرف دیکھا پھر اسے رکھ دیا پھر پکڑا پھر ان کی طرف دیکھا

Scanned with CamScanner

اور فرمایا اے براء! میں حاضر ہو گیا اور آپ ﷺ کے سامنے دو زانوں ہو کر بیٹھ گیا، پس آپ ﷺ نے انگوٹھی کو کنارے سے پکڑا اور ارشاد فرمایا: اسے پہن لو یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ تمہیں پہنا رہے ہیں۔ حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم مجھے کیسے کہتے ہو کہ میں اتار دوں جبکہ حضور ﷺ نے مجھے خود ارشاد فرمایا: اسے پہن لو یہ اللہ تعالیٰ اور رس کے رسول ﷺ تمہیں پہنا رہے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد نمبر 4، صفحہ نمبر 294، مسند ابی یعلیٰ جلد نمبر 2، صفحہ نمبر 94، جامع الاحادیث (سیوطی) حدیث نمبر 4697، جامع الکبیر (سیوطی) حدیث حرف "ال" حدیث نمبر 4697، شرح معانی الاثار (طحاوی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 324، اتحاف الخیرۃ المہرۃ جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 109، مجمع الزوائد (ہیثمی) جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 151، غایۃ المقصد (ہیثمی) کتاب الزینۃ باب خاتم الذہب، الکامل (ابن عدی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 255)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ

(103)

تلواریں جہاد سے معطل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہیں۔ 1۔ پڑوسیوں کے ساتھ برا سلوک کرنا۔ 2۔ رشتہ داری کو کاٹ دینا۔ 3۔ تلوار کا جہاد معطل ہو جانا۔ 4۔ دین کے ذریعے دنیا کمانا۔ (حجۃ اللہ ج 2 ص 831 بحوالہ ابن مردویہ)

قیامت کی مذکورہ بالا چاروں نشانیاں تمام دنیا میں علی الاعلان ظاہر ہو چکی ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ آج دنیا کا ہر پڑوسی اپنے پڑسیوں کی بدسلوکیوں سے نالاں اور بیزار ہے۔ اسی طرح ذرا ذرا سی باتوں پر آج بھائی اپنی بہن سے کہہ کر رشتہ کاٹ ڈالتا ہے کہ جا۔ آج سے تو میری بہن نہیں اور میں تیرا بھائی نہیں ہائے افسوس! اللہ تعالیٰ نے تو بھائی بہن کا رشتہ جوڑا تھا تا کہ ایک دوسرے سے محبت و الفت کا برتاؤ کر کے ایک دوسرے کا سہارا بنیں مگر اللہ تعالیٰ کے بندے اس قدرتی رشتہ کو کاٹ کر ایک دوسرے کے دشمن بنے ہوئے ہیں۔ اس طرح جہاد تمام دنیا میں بند ہو چکا ہے اور تلواریں جہاد سے معطل پڑی ہوئی خدا کی راہ میں نیاموں سے نکلنے کے لئے بے قراری کے ساتھ تڑپ رہی ہیں اس طرح بد عمل علماء اور مصنوعی مشائخ دین کے نام پر جس طرح عوام کا استحصال کر رہے ہیں اور روپیہ کمانے کی مشین بنے ہوئے ہیں مجھے افسوس ہے کہ اس کی تصویر کشی کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ (قیامت کب آئے گی)

Scanned with CamScanner

(104)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے مبارک آنسو

حضرت معاذ ؓ کی جب وفات کا وقت قریب آیا تو رونے لگے۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو کس چیز نے رلایا ہے؟ فرمایا خدا کی قسم نہ تو میں موت کی گھبراہٹ سے روتا ہوں اور نہ دنیا کے چھوٹ جانے کی وجہ سے' لیکن میں نے حضور ﷺ سے سنا کہ ''دو مٹھیاں ہیں' ایک مٹھی جہنم میں جائے گی اور دوسری جنت میں۔'' اور مجھے علم نہیں ہے کہ میں کون سی مٹھی میں ہوں گا۔ (طبرانی کذافی مجمع الزوائد ج7 ص187)

☆...... حضرت معاذ ؓ فرماتے ہیں: جب حضور ﷺ نے مجھے یمن کی طرف روانہ فرمایا تو مجھے وصیت کرتے ہوئے دور تک تشریف لائے میں سوار تھا' آپ ﷺ پیدل تھے پھر فرمایا: ''اے معاذ بہت ممکن ہے کہ تم مجھ سے اس سال کے بعد نہ مل سکو اور شاید تم میری اس مسجد میں میری قبر پر گزرو گے۔'' یہ سن کر حضرت معاذ ؓ آپ ﷺ کے فراق میں شدت درد سے رو دیئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے مدینہ کی طرف چہرۂ مبارک کر کے فرمایا: ''لوگوں میں مجھ سے زیادہ قریب' پرہیز گار ہوگا' جو بھی ہو اور جہاں بھی ہو۔'' (اخرج ابن والبیھقی ج9 ص22)

☆...... حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر ؓ کا حضرت معاذ بن جبل ؓ پر گزر ہوا یہ رو رہے تھے۔ ان سے پوچھا: کیوں روتے ہو؟ فرمایا: ایک حدیث ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ ''ادنی درجہ کی ریا کاری بھی شرک ہے' اللہ تعالیٰ کو تمام بندوں سے وہ لوگ پسندیدہ ہیں' جو متقی ہوں اور اپنے کو اس قدر چھپاتے ہوں کہ اگر وہ غائب ہو جائیں تو کوئی انہیں تلاش نہ کرے اور اگر موجود ہوں تو کوئی انہیں نہ پہچانے'

یہی لوگ ہدایت کے امام اور علم کے چراغ ہیں۔''

(مستدرك ج3ص270' كذافی الحلية ج1ص15)

اے معاذ! کیوں روتے ہو؟

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں: حضرت معاذ ؓ حضور ﷺ کے پاس آئے تو سخت رو رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ! تجھے کس چیز نے رلایا ہے؟'' حضرت معاذ ؓ نے عرض کیا' یارسول اللہ! دروازہ پر ایک جوان ہے' نحیف بدن' صاف کپڑے اور خوبصورت چہرہ والا' وہ ایسے روتا ہے' جیسے ماں اکلوتے بیٹے پر روتی ہے اور آپ ﷺ کے پاس آنا چاہتا ہے' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو لے آؤ!'' وہ حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے جوان! کیوں روتا ہے؟'' اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں کیوں نہ روؤں حالانکہ میں گناہوں کی کشتی پر سوار ہوں' اگر میں نے بعض گناہ کو بھی لے گیا تو جہنم میں ڈالا جاؤں گا' یہ کہتا ہوا اور روتا ہوا وہ جنگل کی طرف نکل گیا اور رو رو کر پکارتا رہا' اے میرے مولا! اے میرے مولا! اے میرے رب! میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔ (اسد الغابہ ج1 ص210)

☆...... حسن ؓ فرماتے ہیں: جب حضرت معاذ ؓ کی موت کا وقت قریب آیا تو وہ رونے لگے۔ ان سے کہا گیا: آپ تو حضور ﷺ کے ساتھی ہیں اور آپ تو ان ان صفات کے مالک ہیں' کیا آپ بھی موت کے خوف سے روتے ہیں؟ تو حضرت معاذ ؓ نے فرمایا: ''میں نہ موت کی وجہ سے روتا ہوں اور نہ دنیا کے چھوٹ جانے پر' بلکہ اس پر روتا ہوں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ (اپنی شان کے مطابق) دو مٹھی بھر کر ایک جنت میں اور ایک جہنم میں پھینکے گا' نہ معلوم میں کس مٹھی میں ہوں گا!'' (اسد الغابہ ج4 ص378)

(105)

زمین اور قبر کا ندا کرنا

قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ الْاَرْضَ يُنَادِىْ كُلَّ يَوْمٍ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ يَقُوْلُ يَابْنَ آدَمَ تَسْعٰى عَلٰى ظَهْرِىْ وَمَصِيْرُكَ فِىْ بَطْنِىْ وَتَعْصِىْ عَلَىَّ وَتُعَذَّبُ فِىْ بَطْنِىْ .... وَهُوَ الصَّدَقَةُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاهْرَاقُ الدُّمُوْعِ وَاَنَا بَيْتُ سُؤَالِ مُنْكَرٍ وَّ نَكِيْرٍ فَاَكْثِرْ عَلٰى ظَهْرِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔(دقائق الاخبار باب نمبر10)

ترجمہ:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہر دن زمین دس کلموں کے ساتھ ندا کرتی ہے کہ اے ابن آدم اب تو میرے پیٹھ پر بھاگتا ہے آخر تیرا ٹھکانا میرا پیٹ ہوگا اور میری پیٹھ پر نافرمانی کرتا ہے آخر میرے پیٹ میں تجھے عذاب ہوگا اور میری پیٹھ پر ہنستا ہے پھر میرے پیٹ میں روتا آئے گا اور اب میری پشت پر حرام کھاتا ہے میرے پیٹ کے اندر تیرا گوشت کیڑوں کی غذا ہوگا اور اب تو میری پشت پر خوش ہے اور پھر میرے پیٹ میں غم کرے گا اور اب تو میری پشت پر پلتا ہے پھر میرے پیٹ میں پگھلے گا اور اب میری پشت پر اترا کر چلتا ہے پھر میرے میں عاجز بن کے آئے گا اور آج تو مجھ پر خوشی سے چلتا ہے پھر تو مجھ میں غمناک ہوگا اور آج تو میرے اوپر روشنی میں چلتا ہے کل تو میرے اندر اندھیرے میں رہے گا آج تو میرے اوپر پیاروں کے ساتھ ہے کل تو میرے اندر تنہا رہے گا۔

گور کی آواز یہ تو گوش رکھ

حدیث مبارکہ میں ہے کہ قبر ہر دن تین بار تین کلموں کے ساتھ ندا دیتی ہے کہتی ہے کہ میں وحشت کا گھر ہوں اور میں کیڑوں کا گھر ہوں اور میں اندھیرا گھر ہوں تو نے میرے لئے کیا تیاری کی' اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ قبر ہر دن پانچ بار ندا کرتی ہے کہتی ہے میں تنہائی کا گھر ہوں اپنے ساتھ ساتھی لا اور وہ قرأت قرآن ہے اور میں اندھیرا گھر ہوں اپنے ساتھ چراغ لا اور وہ تہجد کی نماز ہے اور میں مٹی کا گھر ہوں اپنے ساتھ بچھونا لا اور وہ نیک عمل ہیں اور میں سانپوں اور بچھوؤں کا گھر ہوں اپنے ساتھ تریاق لا اور وہ صدقہ اور بسم اللہ پڑھنا اور خوف خدا میں اشکبار ہونا ہے اور میں منکر ونکیر کے سوال کی جگہ ہوں تو میری پشت پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھنے کی کثرت کر۔ (دقائق الاخبار)

(106)

طلب کے باوجود شربت کیوں نہ پیا؟

حضرت سیّدنا صالح مری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا عطا سلمی رحمۃ اللہ علیہ بہت زیادہ مجاہدہ کرنے والے بزرگ تھے' کثرت عبادت وروزہ اور مجاہدات کی وجہ سے ان کا جسم کافی کمزور ہوگیا تھا۔ میں نے ان سے کہا: ''آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نفس کو بہت زیادہ تکلیف میں ڈال رکھا ہے' میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے کچھ چیزیں بھجواؤں گا اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظروں میں میری کچھ قدر ومنزلت ہے تو انہیں واپس نہ کرنا۔'' فرمایا: ''ٹھیک ہے۔'' چنانچہ میں نے گھی اور ستو کا بنا ہوا تھوڑا سا شربت اپنے بیٹے کو دیتے ہوئے کہا: ''یہ حضرت سیّدنا عطا سلمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے جاؤ' جب تک وہ یہ شربت پی نہ لیں واپس نہ آنا۔'' میرا بیٹا شربت لے کر گیا اور واپس آ کر بتایا کہ ''حضرت سیّدنا عطا سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے شربت پی لیا ہے۔ دوسرے دن میں نے پھر شربت بھجوایا تو انہوں نے نہ پیا۔''

میں نے ان سے کہا: ''آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شربت کیوں نہیں پیا؟ اس کے استعمال سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسم کو تقویت ملتی' نماز روزہ اور دیگر عبادات پر قدرت حاصل ہوتی۔'' فرمایا: ''اے ابو بشر! اللہ تعالیٰ تمہارا بھلا کرے' جب پہلے دن تم نے شربت بھجوایا تو میں نے پی لیا' دوسرے دن بھی وہی عمدہ وخوشگوار شربت آیا تو میرے نفس نے اس کی طرف رغبت کی' جب میں اسے پینے لگا تو مجھے یہ آیت کریمہ یاد آ گئی۔

يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۝ (پ 13' ابراھیم: 18)

بمشکل اس کا تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے گا اور گلے سے نیچے اتارنے کی امید نہ

ہو گی اور اسے ہر طرف سے موت آئے گی اور مرے گا نہیں اور اس کے پیچھے ایک گاڑھا عذاب ہے۔

اس آیت کے یاد آتے ہی مجھ سے وہ شربت نہ پایا گیا۔'' حضرت سیّدنا صالح مری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا عطا سلمی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات سن کر میں نے روتے ہوئے کہا: ''اے عطا سلمی رحمۃ اللہ علیہ تم کسی اور وادی میں ہو اور میں کسی اور وادی میں۔''

(عیون الحکایات)

(107)

ایک ہی عمل جنت میں لے گیا

كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلَانِ، اَحَدُهُمَا لَا يَكَادُ يُفَارِقُهٗ وَلَا يُعْرَفُ لَهٗ كَثِيْرُ عَمَلٍ وَكَانَ الْاٰخَرُ لَا يَكَادُ يُرٰى وَلَا يُعْرَفُ لَهٗ كَثِيْرُ عَمَلٍ. فَقَالَ الَّذِيْ لَا يُفَارِقُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ الْمُصَلُّوْنَ بِاَجْرِ الصَّلَاةِ وَذَهَبَ الصَّائِمُوْنَ بِاَجْرِ الصَّائِمِيْنَ وَمَاعِنْدِيْ اِلَّاحُبُّ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ قَالَ فَاِنَّ لَكَ مَا احْتَسَبْتَ وَاَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَمَاتَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ اَصْحَابِهٖ: هَلْ عَلِمْتُمْ اِنَّ اللهَ اَدْخَلَ فُلَانًا الْجَنَّةَ؟ فَعَجِبَ الْقَوْمُ فَاِنَّهٗ كَانَ لَا يَكَادُ يُرٰى فَقَامَ بَعْضُهُمْ اِلٰى اِمْرَاَتِهٖ فَسَاَلَ اِمْرَاَتَهٗ عَنْ عَمَلِهٖ فَقَالَتْ: مَاكَانَ فِيْ لَيْلٍ وَّلَا نَهَارٍ وَّلَا عَلٰى اَيِّ حَالٍ مَاكَانَ فَقَالَ الْمُؤَذِّنُ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ. قَالَ مِثْلَ قَوْلِهٖ اُقِرُّ وَاَكْفُرُ مَنْ اَبٰى ذٰلِكَ وَاِذَا قَالَ: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ قَالَ مِثْلَ هٰذَا. فَقَالَ الرَّجُلُ: بِهٰذَا الْحَدِيْثِ دَخَلَ الْجَنَّةَ. (کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر8 صفحہ نمبر169)

ترجمہ:۔حضور ﷺ کے پاس دو آدمی آتے تھے۔ان میں سے ایک تو وہ تھا جو آپ ﷺ سے جدا تو نہ ہوتا لیکن اس کے اچھے اعمال (بظاہر) زیادہ نہ تھے اور دوسرا وہ تھا جو آپ ﷺ کے پاس نہ تو زیادہ آتا اور نہ ہی اس کے اچھے اعمال زیادہ تھے۔

خدا دے یہ نعمت بڑی چیز ہے

وہ شخص جو آپ ﷺ سے جدا نہ ہوتا تھا اس نے ایک دفعہ عرض کیا: حضور ﷺ! نمازی اپنی نمازوں کا اجر لے جائیں گے اور روزہ دار اپنے روزوں کا اجر لے جائیں گے اور میرے پاس سوائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے کچھ بھی نہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے لئے وہی ہے جو تم نے کمایا اور اسی کے ساتھ ہو گے جس کے ساتھ تم محبت کرتے ہو (یعنی میرے ساتھ ہو گے)۔ جہاں تک دوسرے شخص کی بات ہے تو وہ (کچھ عرصہ کے بعد) فوت ہو گیا تو حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو جنت میں داخل فرما دیا ہے۔ صحابہ کرام نے بڑی حیرت ظاہر کی کہ (بظاہر اس کے اعمال کی کمی کی بناء پر) ایسا ممکن نظر نہ آتا تھا' چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص مرحوم کی بیوی کے پاس گیا اور اس سے اس کے معمولات کے بارے میں دریافت کرنے لگا۔ جواباً ان کی بیوی نے بتایا کہ دن یا رات یا کسی بھی وقت جب بھی مؤذن اذان میں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ کہتا تو وہ جواباً اسی طرح کہتا اور ساتھ ہی کہتا کہ میں اس کا اقرار کرتا ہوں اور جو اس کا انکار کرے میں بھی اس کا انکار کرتا ہوں اور جب مؤذن کہتا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ تب بھی وہ ایسے ہی کہتا۔ اس صحابی نے کہا: یہی وہ عمل جس کی بناء پر وہ جنت میں چلا گیا۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

Scanned with CamScanner

(108)

دجلہ کے پل پر جنگ عظیم

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ ایک پست زمین میں اتر پڑیں گے جس کا نام بصرہ ہے اس نہر کے پاس جس کو دجلہ کہا جاتا ہے اس نہر پر ایک پل ہوگا اور اس شہر کی آبادی بہت زیادہ ہوگی اور یہ مسلمانوں کے شہروں میں سے ایک شہر ہوگا جب آخری زمانہ آئے گا تو ''قنطورا'' کی اولاد (تاتاری قوم) چوڑے چوڑے چہروں والے، چھوٹی چھوٹی آنکھوں والے حملے کے لئے آ کر نہر کے کنارے پڑاؤ کریں گے۔ اس وقت بصرہ والوں کے تین گروہ ہو جائیں گے ایک گروہ تو بیلوں کی دم پکڑے ہوئے بیابانوں میں پناہ لے گا اور یہ سب ہلاک ہو جائیں گے اور ایک گروہ اپنی ذات کے لئے امان لے گا یہ بھی ہلاک ہو جائیں گے اور ایک گروہ اپنے بال بچوں کو اپنی پیٹھ کے پیچھے کر کے ان لوگوں سے جنگ کرے گا اور یہ لوگ ''شہداء'' ہوں گے۔ (مشکوٰۃ ج2 باب الملاحم)

اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی نقل فرمایا ہے۔ اس حدیث میں ''قنطورا'' کی اولاد سے مراد ترکی اور تاتاری قومیں ہیں۔ قنطورا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی باندی کا نام ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جو لڑکے قنطورا کے شکم سے پیدا ہوئے تھے ان کی اولاد میں ترکی اور تاتاری اقوام ہیں۔ (مرقاۃ ج5 ص156)

قیامت کی یہ نشانی بھی ظاہر ہو چکی

اس حدیث میں بصرہ سے مراد شہر بغداد ہے چونکہ زمانہ رسالت میں بغداد شہر آباد نہیں ہوا تھا اور بصرہ بغداد ہی کے قرب و جوار میں ہے اس لئے بغداد کی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے بصرہ کا نام لیا ہے۔ اس جنگ کا مختصر تذکرہ یہ ہے کہ صفر 656ھ میں جب چنگیز خان کا پوتا ہلاکو خان تاتاریوں کا ایک عظیم لشکر لے کر بغداد پر حملہ آور ہوا تو اس وقت بغداد کے مسلمانوں کی تین جماعتیں ہو گئیں کچھ مسلمان تو اپنے مال و اسباب کو بیلوں پر لاد کر اپنی جان بچانے کے لئے جنگلوں اور بیابانوں میں پناہ لینے کے لئے نکل بھاگے مگر یہ لوگ نہ بچ سکے بلکہ تاتاریوں کی خونخوار فوجوں نے ان سب کو چن چن کر قتل کر ڈالا اور ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور کچھ مسلمان یعنی خود خلیفہ بغداد مستعصم باللہ اور اس کے ارکان سلطنت اور بغداد کے امراء و شرفاء، علماء نے تاتاریوں سے جان کی امان لے کر قلعہ کا پھاٹک کھول دیا اور باہر نکل آئے مگر قوم تاتار کے بدعہد کفار نے بدعہدی کی اور ان سب مسلمانوں کو قتل کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور خلیفہ بغداد کو بھی نہایت بے رحمی اور بے دردی کے ساتھ طرح طرح کے ایذا دے کر مار ڈالا۔

اور کچھ شیر دل اور جاں باز مسلمان اس عظیم فتنہ کے سیلاب میں بھی ثابت قدم رہے نہ ان لوگوں نے فرار کیا نہ قوم کفار سے امان کے طلب گار ہوئے بلکہ ان کفار کے مقابلہ میں تلوار لے کر ڈٹ گئے اور اپنے بال بچوں کو اپنے پیچھے کر کے ان کافروں سے جنگ کرنے لگے اور خدا کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے سب کے سب شہادت کے شرف سے سرفراز ہو گئے اور شہر بغداد تباہ و برباد ہو گیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص820)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سینکڑوں برس پہلے جو غیب کی خبر دی تھی وہ حرف بحرف صادق ہوئی اور قیامت کی یہ نشانی بھی ظاہر ہو چکی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

Scanned with CamScanner

(109)

صحابہ وہ جن کی ہر صبح، صبح عید ہوتی تھی

حضرت بشیر بن عقربہ جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں غزوۂ احد میں حضور ﷺ سے ملا اور آپ ﷺ سے پوچھا: میرے باپ کا کیا حال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شہید ہو گئے اس پر خدا کی رحمت ہو۔'' یہ سن کر میں پڑا۔ آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور اپنے ساتھ سواری پر بٹھایا اور فرمایا کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ میں تیرا باپ ہو جاؤں؟ اور عائشہ رضی اللہ عنہا تیری ماں ہو جائے؟ (طبرانی کذافی المجمع، ج8، ص160)

☆......حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ تشریف لائے جبکہ ہم یمن میں تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اے اہل ایمان اسلام لاؤ، محفوظ رہو گے میں تمہاری طرف حضور ﷺ کا قاصد بن کر آیا ہوں۔'' راوی کہتے ہیں کہ ان کی محبت میرے دل میں بیٹھ گئی اور میں مرتے دم تک ان کے ساتھ رہا، جب ان کی وفات کا وقت ہوا تو میں رو دیا، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کس چیز نے تجھے رلایا؟ میں نے عرض کیا، میں اس علم پر روتا ہوں، جو آپ کے ساتھ چلا جائے گا تو انہوں نے فرمایا: ایمان اور علم قیامت تک ثابت رہے گا۔ (کنز، ج7، ص487)

☆......عوف بن طفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کسی وجہ سے ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے نہ بولنے کی قسم کھالی۔ حضرت ابن زبیر نے ہر طرح کوشش کی اور سفارش لائے، لیکن انہوں نے نہ مانا پھر ایک عرصہ کے بعد حضرت مسعود اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر گئے۔ ان دونوں حضرات نے جا کر اندر داخل ہونے کی اجازت لی۔ اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''آ جاؤ!'' انہوں نے کہا، سب آ جائیں۔ فرمایا: ''سب آ جاؤ!''

جب یہ دونوں داخل ہوئے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہما پردہ کے اندر چلے گئے اور جا کر چمٹ گئے اور انہیں قسمیں دے رہے تھے اور رو رہے تھے، وہ دونوں بھی منت کر رہے تھے اور فضائل اور وعیدیں سنا رہے تھے تا آنکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی قسم توڑ دی اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے گفتگو فرمائی۔ (الادب المفرد، ص59)

☆......ابن ابی ذباب کہتے ہیں کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ لوہار کی بھٹی کے پاس سے گزرے تو وہاں رک کر اس کو دیکھنے لگے اور رونے لگے۔

(التخويف من النار ص52)

وہ جو گناہ پہ اصرار نہیں کرتے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آیت ''وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً'' کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت نبہان کھجوروں کی تلاش میں نکلے اور ایک حسین و جمیل عورت کے پاس آئے اور اس سے کھجوریں خریدیں (اور شیطانی وسوسہ کی وجہ سے) اس کی سرین پر مارا تو اس عورت نے کہا خدا کی قسم تو نے اپنے بھائی کی غیر موجودگی میں اس کی عزت کی حفاظت نہیں کی۔ یہ سن کر (خوف سے) اس کے ہاتھوں سے کھجوریں گر گئیں، وہ شخص حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور قصہ بتلایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے تو بچ، تو نے مجاہد کی بیوی سے یہ حرکت کی ہے۔'' یہ سن کر وہ شخص روتا ہوا اٹھا اور لگا تار دن کو روزے رکھنا اور رات کو قیام کرنا شروع کر دیا۔ جب چوتھا دن ہوا تو آیت مذکورہ نازل ہوئی کہ ''جو شخص فعل بد کرے یا اپنے اوپر ظلم کرے تو وہ اللہ کا ذکر کرے اور اپنے گناہوں پر استغفار کرے۔'' (اسد الغابۃ، ج5، ص13)

☆......حضرت علقمہ بن وقاص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں: فرمایا ہم حج یا عمرہ سے واپس آئے تو انصار کے بچے ملے، انہوں نے سعد کو ان کی بیوی کی موت کی خبر دی تو وہ رونے لگے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ حضور ﷺ کے ساتھی ہیں، آپ بیوی کی موت پر روتے ہیں؟ فرمایا: آپ نے سچ کہا، میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بعد کسی پر نہ روؤں گا کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا: تھا کہ ان کی موت پر

Scanned with CamScanner

عرش ہل گیا تھا۔(اسد الغابۃ' ج2 ص304)

دین وملت کا درد رکھنے والے لوگ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے پڑوسی کہتے ہیں کہ میں سفر سے واپس آیا تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور سلام کیا' پھر امت میں فتنہ اور پھوٹ کے بارے میں باتیں کرتے رہے' یہاں تک کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ رو دیئے پھر فرمایا میں نے حضور ﷺ سے سنا کہ لوگ جس طرح دین میں فوج درفوج داخل ہو رہے ہیں۔عنقریب لوگ دین سے فوج درفوج نکلیں گے۔(رواہ احمد' ج24 ص7)

☆......احمد بن یار کہتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ نے ایک موقع پر چندہ جمع کیا' ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق لایا' بعض فقراء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو کچھ نہ لا سکے' وہ غم میں روئے اور خوب روئے۔ان رونے والوں میں حضرت ثعلبہ بن زید رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

(اسد الغابۃ' ج1 ص240)

☆......حضرت لیث بن ابی سلیم کہتے ہیں کہ جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت قریب ہوا تو ان کو شدید گھبراہٹ لاحق ہوگئی اور بہت روئے تو ان سے کہا گیا' آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا: میں دنیا کے چھوٹنے پر نہیں روتا' موت تو مجھے محبوب ہے بلکہ میں تو اس پر روتا ہوں کہ نہ معلوم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی پر جا رہا ہوں یا رضامندی پر؟

(اسد الغابۃ' ج1 ص392)

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: احد کی لڑائی میں میرے والد شہید کر دیئے گئے اور ان کا مثلہ کیا گیا تھا' جس کی وجہ سے ان کا سر ڈھانپا ہوا تھا' میں یہ کیفیت دیکھ کر رونے لگا اور ساری قوم مجھے رونے سے منع کر رہی تھی' لیکن حضور ﷺ نے منع نہ فرمایا' تو فاطمہ بنت عمرو بھی رونے لگ گئیں تو حضور ﷺ نے فرمایا: تو رو یا نہ رو جب سے وہ شہید ہوئے ہیں فرشتے اپنے پروں سے ان پر سایہ کئے ہوئے ہیں۔(اسد الغابۃ' ج3 ص232)

☆......ابی عقرب کہتے ہیں کہ حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ مکہ سے جہاد کے لئے نکلے تو سارے اہل مکہ اور تمام لوگ ان کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے' جب بطحاء پہنچے تو رک

گئے اور لوگ بھی ٹھہر گئے اور لوگ رونے لگے' جب حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے ان کو روتے دیکھا تو نرم دل ہو گئے اور رونے لگے پھر فرمایا: اے لوگو! خدا کی قسم! میں نہ تو خواہش نفس سے نکلا ہوں اور نہ ہی میں نے تمہارے شہر پر کسی دوسرے شہر کو فضیلت دی ہے' لیکن خدا کا حکم سمجھ کر نکلا ہوں...... پھر فرمایا اگر مکہ کے سارے پہاڑ سونا بن جائیں اور ہم ان کو اللہ کے راستے میں خرچ کر دیں تو وہ سارا راہِ خدا میں نکلنے کے ایک دن کے برابر نہیں ہو سکتا پھر شام کی طرف تشریف لے گئے اور شہید ہو گئے۔(اسد الغابۃ' ج1 ص352)

☆......حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں لوگوں سے خطاب کیا اور اپنے خطبہ میں جہنم کا ذکر کیا تو رو پڑے یہاں تک کہ ان کے آنسو منبر پر گرتے رہے۔بکر مزنی فرماتے ہیں: اس دن لوگ بھی بہت کثرت سے روئے۔(التخویف من النار' ص63)

کروں کیا کروروں جہاں نہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ ایک لشکر لے کر روم کی طرف تشریف لے گئے ان کو کاغیتہ سے گرفتار کر لیا اور کہا گیا یا تو عیسائی بن جاؤ ورنہ ہم دیگ میں ڈال کر جلا دیں گے؟ حضرت عبداللہ نے انکار کیا تو انہوں نے دیگ منگوا کر تیل سے بھر کر آگ پر گرم کیا تو ان کے ایک ساتھی کو عیسائیت قبول نہ کرنے کے جرم میں ڈال دیا' جس کا گوشت اس کی ہڈیوں سے جدا ہو گیا۔بادشاہ نے کہا عیسائیت قبول کرو ورنہ تجھے بھی ڈال دیں گے۔حضرت عبداللہ نے انکار کر دیا۔بادشاہ نے کہا اس کو لے جاؤ اور اگر یہ ڈر جائے تو واپس لے آنا (راستے میں) حضرت عبداللہ رو پڑے تو انہوں نے کہا اس کو واپس لے چلو کیونکہ یہ ڈر گیا ہے۔حضرت عبداللہ نے فرمایا: میں موت کے خوف کی وجہ سے نہیں بلکہ میں تو اس لئے روتا ہوں کہ جان ایک ہے کاش کہ میرے جسم کے بالوں کے عدد کے برابر جانیں ہوتیں تو میں سب کو باری باری قربان کرتا۔یہ بات بادشاہ کو عجیب لگی اس نے ان کو چھوڑ دیا۔(اسد الغابۃ ج3 ص143)

☆......نقل کیا گیا ہے کہ ایک روز حضور ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ایک جوان روتا ہوا آیا۔حضور ﷺ نے پوچھا اے جوان! کیوں روتے ہو؟ اس نے

Scanned with CamScanner

عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرا والد فوت ہو گیا ہے نہ ہمارے پاس اس کا کفن ہے اور نہ غسل دینے والا۔ حضور ﷺ نے حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو حکم دیا۔ دونوں میت کے پاس گئے جا کر دیکھا تو وہ کالے خنزیر کی طرح تھا' یہ دونوں حضرات لوٹ آئے اور آ کر آپ ﷺ کو اطلاع دی' آپ ﷺ نے جا کر میت کے لئے دعا کی اس کی صورت صحیح ہو گئی پھر جب دفن کا ارادہ کیا تو وہ میت پھر خنزیر کی طرح ہو گئی' یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے پوچھا: اے جوان تیرا والد کیا عمل کرتا تھا؟ اس نے کہا نماز چھوڑ دیتا تھا۔

(مشکوٰۃ الانوار عن درۃ الناصحین ج 1 ص 307)

جو کچھ انہیں پسند ہے وہ ہے مجھے پسند

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ میں اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ میں کچھ بات بڑھ گئی میں نے ان کو سخت الفاظ کہہ دیئے تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے جا کر شکایت کی تو خالد رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور وہ بھی حضور ﷺ سے شکایت کرنے لگے اور وہ کلام میں زیادہ سخت ہوتے جا رہے تھے' حضور ﷺ خاموش ہو کر سن رہے تھے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ دیکھتے ہیں کہ خالد رضی اللہ عنہ سختی سے بات کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا جو شخص عمار سے دشمنی رکھے اللہ تعالیٰ اس سے دشمنی رکھے گا اور جو شخص عمار سے بغض رکھے اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھے گا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس مجلس سے نکلا تو مجھے یہ بات پسند تھی کہ عمار رضی اللہ عنہ کو راضی کر لوں پھر میں ان سے ملا ان سے گفتگو کی یہاں تک وہ راضی ہو گئے۔

(اسد الغابہ ج 4 ص 45)

حضرت دحیہ کلبی کے لئے حضور علیہ السلام کا چادر بچھانا

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کافر بادشاہوں میں سے تھے۔ حضور ﷺ کی خواہش تھی کہ وہ اسلام لے آئیں کیونکہ ان کے ماتحت سات سو خاندان تھے اور ان کے لئے دعا بھی فرمایا کرتے تھے (اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا قبول فرمائی)

جب دحیہ کلبی نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی آپ ﷺ کی طرف کہ ہم نے دحیہ کے دل کو اسلام سے مزین کر دیا وہ ابھی آپ کے پاس آنے والا ہے۔ جب حضرت دحیہ مسجد میں داخل ہوئے تو حضور ﷺ نے اپنے جسم مبارک سے چادر اتار کر بچھائی اور اس پر بیٹھنے کا اشارہ کیا جب دحیہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی تعظیم و تکریم کو دیکھا تو رو دیئے اور چادر اٹھا کر اس کو چوما اور آنکھوں سے لگایا پھر اسلام کے بارے سوالات کیے اور اسلام میں داخل ہو گئے۔ (درۃ الناصحین ج2 ص 14)

☆.....حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے خاوند ایک غلام تھے جس کو مغیث کہا جاتا تھا۔ حضرت مغیث نے طلاق دے دی پھر حسرت وافسوس کرنے لگے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں گویا وہ منظر اب بھی میرے سامنے ہے کہ حضرت مغیث گلی کوچوں میں حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے پیچھے چکر لگاتے اور روتے تھے ان کے آنسو ان کی داڑھی پر بہا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: حضرت مغیث کی محبت دیکھو اور بریرہ رضی اللہ عنہا کی نفرت دیکھو۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: اے بریرہ رضی اللہ عنہا اس سے دوبارہ شادی کر لو؟ حضرت بریرہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اگر آپ کا حکم ہو تو میں حاضر ہوں اور اگر سفارش کریں یا مشورہ دیں تو مجھے مغیث کی کوئی ضرورت نہیں۔ (اسد الغابہ ج4 ص405)

☆.....عوام بن حوشب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ چار باتیں ہیں جو گناہ کرنے کے بعد گناہ سے بھی بدتر ہو جاتی ہیں۔

1۔ گناہ کو حقیر اور چھوٹا جاننا۔
2۔ اس پر خوش ہونا۔
3۔ اس پر اصرار کرنا۔
4۔ اس پر اترانا۔

نبی کا قرب حاصل تھا نبی کی دید ہوتی تھی

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے جب حضور علیہ السلام کے دفن کے

Scanned with CamScanner

بعد بعض صحابہ کرام سے کہا:

☆......حضور ﷺ کو مٹی میں دفن کر کے لوٹ آئے؟ حماد راوی کہتے ہیں کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ جب بھی اس حدیث کو بیان فرماتے تو اس قدر روتے کہ ان کی پسلیاں روتے روتے ایک دوسرے پر چڑھ جاتیں۔ (البدایہ ج5 ص283)

☆......حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کی گود میں سر رکھے ہوئے تھے کہ رو پڑے اور ان کی بیوی بھی رونے لگی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تجھے کس چیز نے رلایا؟ بیوی نے کہا میں نے آپ کو روتا دیکھا میں بھی رو پڑی، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ قول وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا یاد آ گیا تھا۔

ترجمہ: ہر ایک کو تم میں پل صراط پر سے گزرنا ہے اب میں نہیں جانتا کہ اس سے نجات پاؤں گا یا نہیں۔ (عبدالرزاق کذا فی تفسیر ابن کثیر ج3 ص132)

☆......حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے موتہ کے لشکر کا امیر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بنایا اور فرمایا اگر یہ شہید ہو جائیں تو جعفر رضی اللہ عنہ کو امیر بنا لینا اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو حضرت عبداللہ بن رواحہ کو امیر بنا لینا پھر قافلہ نے تیاری کی اور لوگ لشکر کو شہر سے باہر تک رخصت کرنے آئے۔ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو الوداع کہا گیا تو وہ رو پڑے۔ لوگوں نے رونے کی وجہ پوچھی تو فرمایا۔ دنیا کی محبت کی وجہ سے نہیں روتا بلکہ میں حضور ﷺ سے ایک آیت سنی تھی کہ تم میں سے ہر ایک کو جہنم سے گزرنا ہوگا۔ نہ معلوم کامیابی ہوگی یا نہ ہوگی۔ (اسد الغابہ ج3 ص158)

صحابہ وہ جن کی ہر صبح، صبح عید ہوتی تھی
نبی کا قرب حاصل تھا نبی کی دید ہوتی تھی

(110)

روح نکلنے کے بعد آواز دیتی ہے

وَفِي الْخَبَرِ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ قَاعِدَةً مُّرَبَّعَةً فِي الْبَيْتِ اِذْ جَآءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَقُوْدَ لَهُ كَمَا كَانَ عَادَتِيْ عِنْدَ مَجِيْئِهِ .... يَقُوْلُ يَا اِخْوَانِيْ اِنِّيْ كُنْتُ اَعْلَمُ اِنَّ الْمَيِّتَ اَبْرَدُ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ فِيْ قُلُوْبِ الْاَحْيَآءِ وَلٰكِنْ لَّا تَنْسَوْنِيْ بِهٰذِهِ السُّرْعَةِ ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فرمایا میں گھر میں چار زانوں ہو کر بیٹھی ہوئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے پس میں نے چاہا کہ آپ ﷺ کی تعظیم کو کھڑی ہو جاؤں جیسا کہ آپ ﷺ کی آمد پر کھڑا ہونا میری عادت تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے اُمّ المومنین اپنی جگہ بیٹھی رہ، پس میں بیٹھ گئی تو آنحضرت ﷺ میری گود میں اپنا سر رکھ کر پشت کے بل محو خواب ہو گئے تو میں آپ ﷺ کی ریش مبارک کے سفید بال ڈھونڈنے لگی تو میں نے انیس سفید بال دیکھے پس میں اپنے دل میں فکر کرنے لگی اور جی میں کہنے لگی کہ آپ ﷺ تو دنیا سے تشریف لے جائیں گے اور امت نبی سے محروم ہو جائے گی تو میں رونے لگی حتیٰ کہ میرے آنسو میرے رخساروں پر بہنے لگے اور نبی ﷺ کے چہرے پر ٹپکنے لگے تو آپ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے اور فرمایا: اے اُمّ المومنین تمہارے آنسو ٹپکنے کا کیا سبب ہے؟ میں نے آپ ﷺ کو اپنا واقعہ سنا دیا۔

Scanned with CamScanner

میت پہ سب سے مشکل وقت کون سا ہوتا ہے؟

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے اُمّ المؤمنین کون سا حال میت پر زیادہ سخت ہوتا ہے میں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانیں تو فرمایا اری کچھ تو بتاؤ تو میں نے عرض کی سب سے زیادہ اس کا اپنے گھر سے نکلتے وقت کا حال سخت ہوتا ہے جب کہ اس کی اولاد اس کے جنازہ کے پیچھے بھاگتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے باپ' اے ہماری والدہ اور اگر بیٹے کا جنازہ ہو تو باپ روتا ہے کہتا ہے: اے میرے بیٹے پس حضور ﷺ نے فرمایا: واقعی یہ حال اس پر بہت دشوار ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی حال سخت نہیں پھر پوچھا اس کے علاوہ میت پر کون سا دشوار حال ہوتا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا اس وقت حال کا میت پر زیادہ مشکل ہوتا ہے جب اسے قبر میں اتار کر اس پر مٹی ڈالتے ہیں اور اس کے اقارب و اولاد اور دوست اسے اللہ کو سونپ کر اس کے پاس سے واپس لوٹتے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا: اے اُمّ المؤمنین یہ حال اس پر سخت ہوتا ہے مگر اس سے بھی کوئی حال اس پر زیادہ مشکل ہوتا ہے پھر فرمایا وہ کون سا وقت ہے جو اس پر سب سے زیادہ مشکل آتا ہے؟ میں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی خوب جانیں تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جان لے کہ تحقیق سب سے زیادہ مشکل وقت میت پر وہ آتا ہے' جب کہ اس کے گھر میں غسل دینے والا داخل ہوتا ہے اور اس کے جسم سے کپڑے اتارتا ہے اور اس کی جوانی کے وقت کی انگوٹھی اس کی انگلی سے نکالتا ہے اور سہاگ کے کپڑے اس کے جسم سے اتارتا ہے اور شیخ وفقیہ وقاضی کی دستار اس کے سر سے اتار دیتا ہے پس اس وقت اس کی روح ندا دیتی ہے جب کہ وہ اپنے آپ کو برہنہ دیکھتا ہے دردبھری آواز سے اسے تمام مخلوق سنتی ہے سوائے جن وانس کے پس وہ ندا کرتا ہے: اے غسل دینے والے! تجھے اللہ کی قسم میرے کپڑے نرمی کے

ساتھ اتار پس بے شک میں نے ابھی ملک الموت کے چنگل سے آرام پایا پھر جب اس پر پانی ڈالتا ہے تو روح فریاد کرتی ہے: اے غسل دینے والے پانی کو زیادہ گرم اور زیادہ ٹھنڈا نہ کر اور مجھ پر پانی زیادہ گرم اور زیادہ ٹھنڈا نہ ڈال پس بے شک میرا جسم روح نکلنے کی وجہ سے زخمی ہے۔

جب میت کو غسل دیا جاتا ہے

پھر جب اس کو غسل دیتا ہے تو میت کہتی ہے: اے غسل دینے والے تجھے اللہ کی قسم مجھے زور سے مت چھو پس بے شک میرا جسم روح نکلنے کے سبب زخمی ہے پس جب اس کے غسل سے فارغ ہوتا ہے اور اس کو اس کے کفن میں لپیٹتا ہے اور اس کے قدموں کی طرف سے کفن کو باندھتا ہے تو میت اسے پکار کر کہتی ہے تجھے اللہ کی قسم اے غسل دینے والے کفن کو میرے سر کی طرف سے نہ باندھ جب تک کہ میرے چہرے کو میرے اہل وعیال اور اقارب نہ دیکھ لیں' پس بے شک ان کے دیکھنے کا آخری دن اور آخری وقت ہے بے شک آج میں ان سے بچھڑنے والا ہوں اور پھر میں ان کو قیامت تک نہ دیکھ سکوں گا اور جب میت کو لوگ اس کے گھر سے نکالتے ہیں تو وہ پکار کر کہتی ہے کہ اے لوگو مجھے لے جانے میں جلدی نہ کرو جب تک کہ میں اپنے گھر اور اہل خانہ کو اور مال کو الوداع نہ کہہ لوں پھر ندا دیتی ہے کہ اللہ کی قسم میں نے اپنی بیوی کو بیوہ چھوڑا ہے پس تم پر لازم ہے کہ اسے تکلیف نہ پہنچاؤ اور مین نے اپنی اولاد کو یتیم چھوڑا ہے پس تم پر لازم ہے کہ انہیں اذیت نہ دو پس بے شک میں آج اپنے گھر سے نکالا جارہا ہوں پھر ان کی طرف کبھی نہیں لوٹوں گا۔

جب لوگ جنازہ لے کر چلتے ہیں

پھر جب اس کو چارپائی پر اٹھاتے ہیں تو میت کہتی ہے اٹھانے والو تمہیں اللہ

Scanned with CamScanner

تعالیٰ کی قسم مجھے جلدی نہ لے جاؤ یہاں تک کہ میں اپنی آواز اہل وعیال اوراقارب کوسنا نہ لوں پس بے شک میں آج کے دن ان سے قیامت تک جدا ہورہا ہوں پھر جب اس کو جنازے کی چارپائی پرلٹا کر چلتے ہیں تو ان کے تین قدم چلنے کے بعد میت بلند آواز سے ندا کرتی ہے کہ اس کی آواز کو سوائے جن وانس کے ہر چیز سنتی ہے۔ اے میرے دوستو اور اے میرے بھائیو اور اے میری اولاد تم کو دنیا کی زندگی دھوکہ نہ دے جیسے اس نے مجھے دھوکہ دیا اور تم سے دنیا نہ کھیلے جیسے وہ مجھ سے کھیلی پس اے آنکھ والو عبرت حاصل کرو تا کہ تم فلاح پاؤ پس تحقیق میں پیچھے چھوڑ چلا جو کچھ جمع کیا اپنے وارثوں کے لئے تو تم اے وارثو! میرے بعد عیش کرو اور میرے گناہوں سے تم کچھ بوجھ نہ اٹھاؤ قرض خواہ مجھ سے حساب مانگتے ہیں اور تم مجھے بھولتے ہو اب چھوڑ دو مجھے خاک میں پھر مجھے نہ تلاش کر پھر جب وہ اس پر انماز جنازہ پڑھتے ہیں اور نمازیوں میں سے کچھ اس کے گھر والے اور دوست واپس لوٹتے ہیں تو میت کہتی ہے اللہ کی قسم اے میرے بھائیو تحقیق میں جانتا ہوں کہ بے شک میت کو لوگ بھول جاتے ہیں لیکن مجھے نہ بھولنا اس جلدی کے ساتھ کہ لوٹ جاؤ تم مجھے دفن کرنے سے پہلے تو جب وہ اسے لحد میں اتارتے ہیں تو میت کہتی ہے کہ اللہ کی قسم اے میرے وارثو بے شک میں نے دنیا میں مال کثیر جمع کیا اور تمہارے لئے چھوڑ آیا پس مجھے نہ بھولنا تم کھانا کھاتے وقت مجھے یاد رکھنا میں نے تمہیں قرآن اور ادب سکھایا پس مجھے تم اپنی دعا میں نہ بھولنا اور جب وہ اس کے دفن کے بعد واپس لوٹتے ہیں تو میت کہتی ہے: اے میرے بھائیو بے شک میں جانتا ہوں کہ تحقیق میت دوستوں کے دلوں میں زمہریر سے بھی ٹھنڈی ہوتی ہے لیکن تم مجھے اس جلدی سے نہ بھولنا۔ (دقائق الاخبار)

(111)

اڑنے والا تخت اور ایک عبادت گذار

حضرت سیّدنا زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے: بنی اسرائیل کا ایک عابد لوگوں سے الگ تھلگ پہاڑ کی چوٹی پر اپنے خالق ومالک کی عبادت میں مشغول رہتا تھا۔ لوگ قحط سالی میں پریشان ہو کر اس سے مدد طلب کرتے' وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا تو رحمت خداوندی کی برسات ہونے لگتی اور لوگ خوب سیراب ہو جاتے۔

ایک مرتبہ کچھ لوگ انتہائی اہم کام کے سلسلے میں اس عابد کے پاس آئے' وہ ایک چھڑی سے مردوں کی کھوپڑیوں اور ہڈیوں کو الٹ پلٹ کر رہا تھا۔ لوگوں نے اس کے عمل میں دخل اندازی مناسب نہ سمجھی اور ادب سے ایک جانب بیٹھ کر اس کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ اچانک اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور زمین پر گر کر تڑپنے لگا' پھر کچھ دیر بعد ساقط ہو گیا۔ لوگوں نے دیکھا تو اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ سب کو بہت دکھ ہوا' جب اس کے انتقال کی خبر مشہور ہوئی تو لوگ جوق در جوق جمع ہو کر اس کی تجہیز وتکفین کا انتظام کرنے لگے۔ جب اسے کفن پہنا دیا گیا تو آسمان کے کنارے سے ایک تخت اڑتا ہوا آیا اور عابد کی میت کے پاس آ کر رک گیا۔ یہ دیکھ کر ایک شخص کھڑا ہوا اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا: ''اے لوگو! تمام تعریفیں اس خالق کائنات کے لئے ہیں جس نے نیک بندے کو اپنے اس کرم کے لئے خاص کیا جو تم دیکھ رہے ہو۔'' یہ کہہ کر اس نے عابد کی میت اس تخت پر رکھ دی۔ تخت فوراً بلند ہوا اور اڑتا ہوا آسمان کی طرف بڑھتا چلا گیا' لوگ اسے دیکھتے رہے یہاں تک کہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ (عیون الحکایات)

Scanned with CamScanner

(112)

اپنے غلام کے وصال پُر ملال پر

عَنِ الْاَدْرَعِ السُّلَمِيِّ قَالَ: جِئْتُ لَيْلَةً اَحْرُسُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا رَجُلٌ قِرَاتُهُ عَالِيَةٌ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا مُرَاءٍ' قَالَ: فَمَاتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَفَرَغُوْا مِنْ جِهَازِهٖ' فَحَمَلُوْا نَعْشَهٗ' فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اِرْفَقُوْا بِهٖ رَفَقَ اللهُ بِهٖ اِنَّهٗ كَانَ يُحِبُّ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ وَحَضَرَ حَفْرَتَهٗ فَقَالَ: وَسِّعُوْا لَهٗ وَسَّعَ اللهُ عَلَيْهِ ـ فَقَالَ لَهٗ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ: يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ اَحْزَنْتَ بِهٖ؟ قَالَ: اِنَّهٗ يُحِبُّ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ ﷺ.

ترجمہ: حضرت ادرع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات میں حضور ﷺ کی حفاظت کی غرض سے آیا تو ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ بلند آواز سے قرآن پاک پڑھ رہا تھا پس حضور ﷺ تشریف لائے۔ میں نے خیال کیا کہ یہ شخص ریاء کار ہے۔ انہوں نے کہا: پھر (کچھ عرصہ کے بعد) وہ مدینہ شریف میں فوت ہو گیا' پس جب صحابہ کرام ان کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے اور انہوں نے اس کی میت کو اٹھایا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: نرمی کرو اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ نرمی کر دی۔ بے شک یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ محبت کرتا تھا اور آپ ﷺ اس کی قبر پر تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا: اس کی قبر کو وسیع کرو اللہ تعالیٰ اس کو وسیع فرمائے۔ کسی

صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ آپ اس کی فوتیدگی پر غمگین ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ محبت کرتا تھا۔

(مسند ابن ابی شیبہ (احادیث حضرت ادرع) حدیث نمبر 598' الاحاد والمثانی (ابن ابی عاصم) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 22 الادرع اسلمی' معرفۃ الصحابہ (ابونعیم) کتاب الالف باب الارقم' شعب الایمان (بیہقی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 417' تہذیب الکمال (مزی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 297' جامع الاحادیث (سیوطی) حدیث نمبر 36292' کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 13 صفحہ نمبر 208' سبل الھدیٰ والرشاد (محمد بن یوسف صالحی) جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 377' تفسیر قرطبی سورۃ المائدہ آیت نمبر 31)

(113)

حجاز کی آگ اور ریگستان میں باغ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت نہیں قائم ہو گی یہاں تک حجاز کی زمین سے ایک آگ نکلے گی جو مقام بصریٰ میں اونٹوں کی گردنوں کو روشن کر دے گی۔

تشریح:۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی زمینوں کو حجاز کہتے ہیں اور بصریٰ ملک شام کا ایک شہر ہے جو شہر دمشق سے چند منزل کی دوری پر ہے۔ (مشکوٰۃ ج2 ص429)

تبصرہ:۔ اس آگ کا تذکرہ بخاری و مسلم کی حدیثوں میں بھی ہے قیامت کی یہ نشانی ظاہر ہو چکی ہے۔ 654ھ میں یہ آگ قبیلہ قریظہ کے قریب سے ناگہاں خود بخود نمودار ہوئی اور اس کی روشنی میں لوگوں نے رات کے وقت بصریٰ کے اونٹوں کی گردنوں کو دیکھ لیا۔ پچاس دنوں تک یہ آگ روشن رہی پھر خود بخود بجھ گئی۔

(تاریخ الخلفاء ص324)

☆ ..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ مال کی کثرت ہو جائے گی اور اس حد تک دولت بہنے لگے گی کہ ایک ادمی اپنے مال کی زکوٰۃ نکالے گا تو کسی آدمی کو ایسا نہیں پائے گا جو اس کی زکوٰۃ کو قبول کرے اور عرب کی (ریگستانی) زمین میں باغات اور نہریں جاری ہو جائیں گی اور ایک روایت میں ہے کہ (مدینہ) کی آبادی ''اہاب تک یا یہاب'' تک پہنچ جائے گی۔

(مشکوٰۃ ج2 ص469 باب اشراط الساعۃ)

یہ حدیث مسلم میں بھی ہے اور اس حدیث میں اہاب اور یہاب' یہ دونوں مدینہ طیبہ

کے قرب وجوار میں دو گاؤں کے نام ہیں۔

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ قرب قیامت میں مال و دولت کی کثرت و فراوانی اس قدر بڑھ جائے گی کہ ہر آدمی دولت مند ہو جائے گا اور کوئی زکوٰۃ لینے والا نہیں ملے گا اور عرب کے ریگستانی اور بنجر زمین جو پانی کے قطرہ قطرہ کے لئے اور گھاس اور سبزہ کے لئے ترستی ہے اس زمین میں قسم قسم کے باغات اور ہری بھری چراگاہیں اور پانی کی نہریں جاری ہو جائیں گی اور مدینہ طیبہ کی آبادی اس قدر بڑھ جائے گی کہ اس شہر کے مکانات اہاب یا یہاب گاؤں تک پہنچ جائیں گے۔

قیامت کی ان نشانیوں کا ظہور شروع ہو چکا ہے کیونکہ عرب بلکہ ساری دنیا میں دولت کی کثرت و فراوانی ہوتی جا رہی ہے اور عرب کی بنجر زمینوں میں باغ لگائے جا رہے ہیں اور نہروں کے پلان بنائے جا رہے ہیں اور مدینہ طیبہ کی آبادی روز بروز بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ (قیامت کب آئے گی)

مدینہ شریف کی ویرانی

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیت المقدس کا (بربادی کے بعد) آباد ہونا' مدینہ کی ویرانی ہے اور مدینہ کی ویرانی جنگ عظیم کا نکلنا ہے اور جنگ عظیم کا نکلنا قسطنطینیہ کی فتح ہونا ہے اور فتح قسطنطنیہ دجال کا نکلنا ہے۔

(ابوداؤد ج2 ص242 مطبع مجتبائی)

تشریح: حدیث کا خلاصہ و مطلب یہ ہے کہ ان تمام واقعات کا ظہور یکے بعد دیگرے آگے پیچھے ہوگا اور قیامت سے پہلے ایک مرتبہ مدینہ منورہ کی آبادی ویران ہو جائے گی' چنانچہ اس بارے میں طبرانی کی ایک حدیث ہے کہ مدینہ کی آبادی بڑھ کر سلع پہاڑ تک پہنچ جائے گی پھر مدینہ منورہ پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ مسافروں کی جماعت اس شہر کے اطراف سے گزرے گی تو یہ کہے گی کہ کبھی اس جگہ کوئی آبادی تھی کیونکہ عرصہ دراز تک ویران ہوتے ہوتے اس کے نشانات و آثار مٹ چکے ہوں گے۔

یاد رہے! ابھی یہ نشانی عالم وجود میں نہیں آئی۔ (حجۃ الوداع ج2 ص843)

Scanned with CamScanner

(114)

حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

صحی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنی کہ قاری، سخی اور مجاہد فی سبیل اللہ کو بھی حساب کے بعد جہنم میں ڈالا جائے گا جب کہ ان کا یہ عمل اخلاص سے خالی ہوگا تو اس قدر روئے کہ لوگوں نے گمان کر لیا کہ وہ ہلاک ہو گئے۔ (حیاۃ الصحابہ ج3 ص52)

☆..... علاء بن ابی حاکم نے بیان کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے یہ حدیث سنائی کہ قاری، سخی اور شہید سب سے پہلے جہنم میں جائیں گے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب ان لوگوں سے ایسا کیا جائے گا تو باقی لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ اس کے بعد بہت روئے یہاں تک کہ ہمارا گمان ہوا کہ وہ ہلاک ہو جائیں گے اور ہم نے اپنے دل میں کہا یہ آدمی تو شرارت لے کر آیا ہے پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہوش میں آئے تو اپنا چہرہ صاف کیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ (رواہ الترمذی کذا فی الترغیب ج1 ص28)

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر ملی تو بہت روئے ان کی بیوی نے کہا اب کیوں روتے ہو؟ ان کی زندگی میں تو ان سے لڑتے تھے۔ فرمایا: تمہیں پتہ نہیں کہ آج لوگ کتنے علم و فضل اور فقہ سے محروم ہو گئے۔ (البدایہ ج8 ص130)

☆..... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بڑے اصرار سے ضرار صدائی سے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان کرو تو ضرار نے بڑے بلیغ انداز میں اوصاف بیان کیے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سنتے رہے اور آخر میں رو پڑے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ ابو الحسن (علی رضی اللہ عنہ) پر رحم

کرے خدا کی قسم! وہ ایسے ہی تھے۔ (الاستیعاب ج3 ص43)

☆..... فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت زید بن میسرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا (حدیث قدسی میں) ارشاد ہے کہ میں ہر دانا کا کلام قبول نہیں کرتا اس کی اغراض و افکار کو دیکھتا ہوں اگر اسے میری رضا مقصود ہو تو اس کی خاموشی کو فکر اور اس کے کلام کو ذکر بنا دیتا ہوں گو وہ کلام نہ کرے۔

حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں: ایک آدمی کلام کرتا ہے جس میں لوگوں کی ناراضگی ہوتی ہے مگر اس کی نیت خیر ہے تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے قلوب میں اس کی جانب سے عذر ڈال دیتا ہے، جس سے وہ خود ہی کہنے لگتے ہیں کہ اس کا مقصد تو خیر ہی تھا اور کبھی ایک آدمی کلام بہت عمدہ کرتا ہے مگر نیت ٹھیک نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے قلوب میں ڈال دیتا ہے، جس سے وہ کہنے لگتے ہیں کہ اس شخص کو خیر مقصود نہیں ہے۔

اہلِ خیر کے تین کلمات

عون بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اہل خیر حضرات ایک دوسرے کی طرف تین کلمات لکھ کر بھیجا کرتے تھے۔

1- جو آخرت کے لئے عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دنیا کی کفالت فرماتا ہے۔

2- جو اپنے باطن کی اصلاح کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو درست فرما دیتا ہے۔

3- جو اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ درست کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ اس کا معاملہ درست فرما دیتا ہے۔

☆..... حضرت عقبہ بن مسلم رضی اللہ عنہ سے شفیا اصبحی نے بیان کیا کہ یہ شفیا رضی اللہ عنہ مدینہ میں داخل ہوئے انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جس کے ارد گرد بہت سے لوگ جمع ہیں تو انہوں نے پوچھا یہ کون شخص ہیں لوگوں نے بیان کیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ شفیا نے کہا میں ان کے پاس گیا اور یہاں تک کہ ان کے سامنے بیٹھ گیا اور وہ لوگوں سے بات کر رہے تھے جب آپ خاموش ہوئے اور تنہائی ہو گئی تو میں نے ان سے کہا: میں آپ سے

Scanned with CamScanner

حق اور حق کا واسطہ دے کر یہ سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھ سے ضرور ایسی حدیث بیان کیجئے گا جس کو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور سمجھا ہو اور خوب جانا ہو تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ضرور ایسا کروں گا۔ البتہ تجھ سے ضرور ایسی حدیث بیان کروں گا جو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے بیان کی ہے اور میں نے اس کو جانا اور سمجھا ہے پھر ایک ایسی آہ بھری جس سے بے ہوشی ہوگئی' ہم تھوڑی دیر ٹھہرے رہے' پھر انہیں ہوش آیا تو فرمایا البتہ میں تجھ سے ضرور ایسی حدیث بیان کروں گا جو مجھ سے حضور ﷺ نے اسی گھر میں بیان کی تھی' ہمارے ساتھ کوئی بھی سوائے میرے اور آپ ﷺ کے نہ تھا' اس کے بعد پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آہ بھری اور ان پر سخت بے ہوشی آ گئی وہ ایک طرف کو مائل ہوئے اور اپنے چہرہ کے بل گرے پڑ رہے تھے میں نے ان کو بڑی دیر تک سہارا دیا پھر وہ ہوش میں آئے۔

جب ان کا یہ حال ہے تو ہمارا کیا بنے گا

اس کے بعد فرمایا مجھ سے جناب رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا ہے بے شک اللہ پاک جب قیامت کا دن ہوگا (تو اپنی شان کے مطابق) بندوں کی طرف اترے گا تاکہ ان کے درمیان فیصلہ فرمائے اور ہر جماعت گھٹنوں کے بل بیٹھی ہوگی پس سب سے پہلا وہ آدمی ہوگا جو بلایا جائے گا جس نے قرآن یاد کیا اور ایک وہ آدمی ہوگا جس نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا اور ایک وہ آدمی ہوگا جس کا مال بہت تھا۔ اللہ پاک قاری سے کہے گا کیا میں نے تجھے اس چیز کا علم نہیں دیا جس کو میں نے اپنے رسول ﷺ پر اتارا تھا؟ وہ کہے گا یارب! بے شک تو نے مجھے اس چیز کا علم دیا اللہ پاک فرمائے گا: تو نے جس چیز کو جانا اس پر کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا کہ میں اس کی دن اور رات کے اوقات میں تلاوت کیا کرتا تھا' اللہ پاک اس سے فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا اور ملائکہ اس سے کہیں گے تو نے جھوٹ کہا اور اللہ اس سے کہے گا بلکہ تو نے اس بات کا ارادہ کیا تھا کہ تو کہلایا جائے کہ فلاں شخص قاری تھا' چنانچہ یہ بات کہی گئی پھر مال والے کو لایا جائے گا۔ اللہ پاک اس سے فرمائے گا کیا میں نے تجھے یہاں تک وسعت نہیں دی تھی کہ میں نے تجھ کو کسی کی

طرف محتاج نہیں چھوڑا؟ وہ کہے گا بے شک اے میرے رب! اللہ پاک فرمائے گا کہ تو نے اس مال میں کیا عمل کیا جو میں نے تجھ کو دیا تھا؟ وہ کہے گا کہ میں صلہ رحمی کرتا تھا اور صدقہ کرتا تھا۔ اللہ پاک اس سے فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا اور فرشتے کہیں گے تو نے جھوٹ کہا۔ اللہ پاک فرمائے گا بلکہ تو نے اس بات کا ارادہ کیا تھا کہ کہلایا جائے فلاں شخص سخی ہے اور یہ بات کہہ دی گئی پھر اس شخص کو لایا جائے گا جس کو اللہ کے راستے میں قتل کیا گیا تھا' اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا تو کس سلسلہ میں مارا گیا تو وہ کہے گا کہ تیرے راستے میں مجھے جہاد کا حکم دیا گیا تو میں یہاں تک لڑا کہ قتل کیا گیا۔ اللہ پاک اس سے فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا اور فرشتے بھی اس سے کہیں گے تو نے جھوٹ کہا اور اللہ پاک فرمائے گا بلکہ تو نے ارادہ کیا تھا کہ کہا جائے فلاں شخص بہت بہادر ہے چنانچہ ایسا کہا گیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے میرے گھٹنے پر ہاتھ مارا اور کہا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! یہ تینوں اللہ کی مخلوق میں وہ پہلے آدمی ہوں گے جن سے بروز قیامت جہنم کی آگ دہکائی جائے گی۔

حدیث سُن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حالت

ولید یعنی ابو عثمان مدائنی نے کہا: مجھ کو عقبہ نے یہ اطلاع دی کہ شفیا وہ ہیں جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انہیں اس روایت کی خبر دی ابو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اور مجھ سے علاء بن ابو الحکم نے بیان کیا کہ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے صاحب شمشیر (یعنی جلاد) تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سنائی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان لوگوں کے ساتھ (جب) ایسا کیا جائے گا تو باقی لوگوں کا کیا حال ہوگا! اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بہت روئے یہاں تک کہ ہمارا گمان ہوگا کہ وہ ہلاک ہو جائیں گے اور ہم نے اپنے جی میں کہا: یہ آدمی تو شرارت لے کر آیا پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہوش میں آئے اور اپنا چہرہ پونچھا اور کہا اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا سے يَعْمَلُوْنَ تک۔ (سورۃ نمبر 11 رکوع نمبر 2)

Scanned with CamScanner

ترجمہ: جو شخص محض حیات دنیوی اور اس کی محض رونق چاہتا ہے تو ہم ان لوگوں کے اعمال ان کو دنیا ہی میں پورے طور سے بھگتا دیتے ہیں اور ان کے لئے دنیا میں کچھ کمی نہیں ہوتی یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے لئے آخرت میں بجز دوزخ کے اور کچھ نہیں' اور انہوں نے جو کچھ کیا تھا وہ آخرت میں سب ناکارہ رہ گیا اور جو کچھ کر رہے ہیں وہ بے اثر ہے۔

(ماخوذ از صحابہ کرام کے آنسو)۔

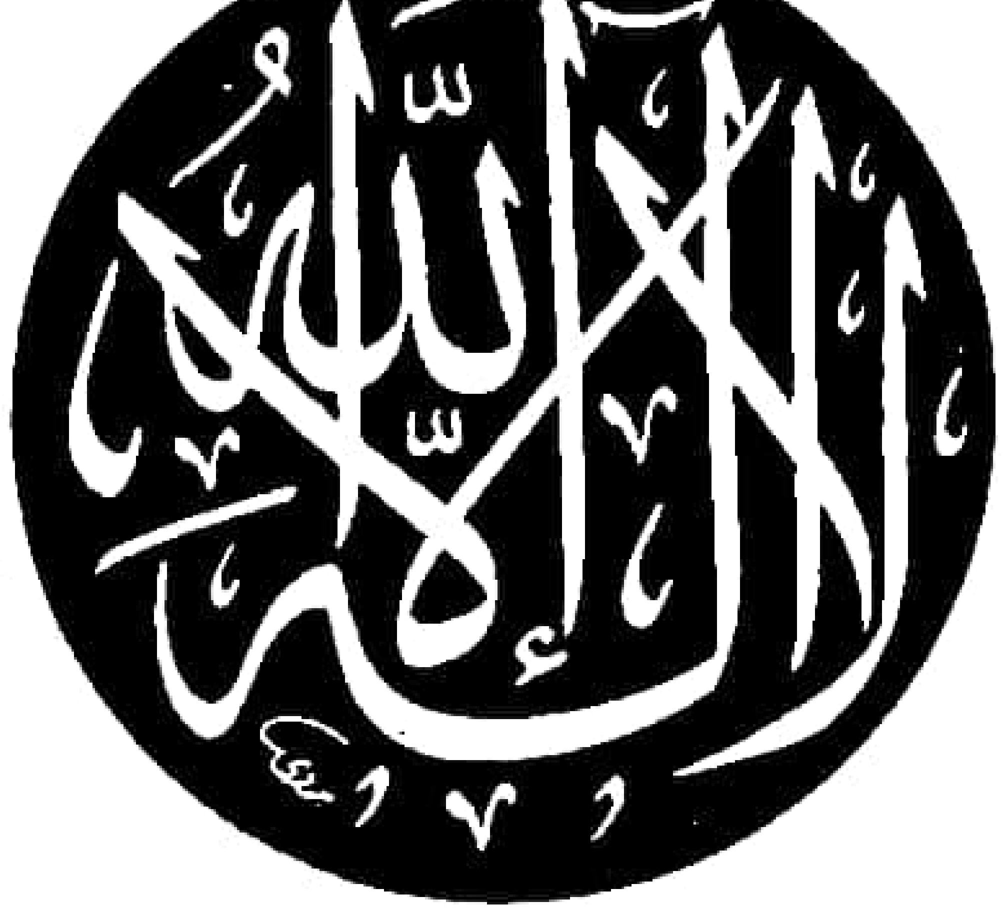

(115)

مرحومین کو ایصال ثواب کرنے کا فائدہ

حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ ایک قبرستان کی تمام قبریں شق ہوئیں:
وَخَرَجَ مِنْهَا اَمْوَاتُهَا وَقَعَدُوْا عَلٰى شَفِيْرَةِ الْقُبُوْرِ وَكَانَ بَيْنَ يَدَىْ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ طَبَقٌ .... فَقَالَ يَا اَبَا قِلَابَةَ جَزَاكَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنِّىْ خَيْرًا بِقَوْلِكَ نَجَوْتُ مِنَ النِّيْرَانِ وَخِجَالَةِ الْجِيْرَانِ ۔

ترجمہ: اور ان سے مردے باہر نکل کر قبروں کے کناروں پہ بیٹھ گئے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے سامنے نور کا طبق تھا تو ابوقلابہ نے ان کے درمیان ان کے ہمسایوں میں سے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کے سامنے نور کا طبق نہیں تو اس نے اسے پوچھا: اے شخص کیا وجہ ہے کہ میں تیرے سامنے نور کا طبق نہیں دیکھتا ہوں پس اس نے کہا بے شک ان لوگوں کی اولاد اور دوست ہیں جو ان کے لئے دعا کرتے ہیں اور ان کے ایصال ثواب کے لئے صدقہ کرتے ہیں اور یہ نور اس سے ہے جو ان کی طرف سے ایصال ثواب کرتے ہیں اور میرا ایک بیٹا غیر صالح ہے جو کہ نہ میرے لئے دعا کرتا ہے اور نہ صدقہ تو اس لئے میرے پاس نور نہیں ہے میں اپنے ہمسایوں کے درمیان شرمندہ ہوں تو جب ابوقلابہ رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو اس کے بیٹے کو بلا کر اپنے خواب کی خبر دی پس اس نے عرض کیا آج سے میں آپ کے ہاتھ پر تائب ہوتا ہوں اور جو میں پہلے کرتا تھا اب ایسا کبھی نہیں کروں گا اور اپنے باپ کو نہ

Scanned with CamScanner

بھولوں گا جب تک میں زندہ ہوں' پس پھر وہ عبادات اور اپنے باپ کے لئے دعا میں مشغول ہو گیا اور اس کے ایصال ثواب کے لئے صدقہ کیا پھر جب کچھ مدت گزری تو ابو قلابہ نے اسی مقبرہ کو خواب میں دیکھا اس کے پہلے حال پر دیکھا اور اس شخص کے سامنے نور دیکھا جو سورج سے بھی زیادہ روشن ہے اور اس کے ساتھ والوں کے نور سے زیادہ روشن ہے پس اس نے کہا: اے ابو قلابہ اللہ تعالیٰ تجھے میری طرف سے جزائے خیر دے کہ میں تیرے کہنے پر آگ سے اور ہمسایوں کی شرمندگی سے نجات پا گیا۔

(دقائق الاخبار)

(116)

مجاہدین کے لئے عظیم انعام

ولی کامل حضرت سیّدنا صلت بن زیاد حلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رمضان المبارک کی ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ''عبادان'' کے چند نیک لوگوں کے ہمراہ ہوں اور ہمارا قافلہ ایک جانب بڑھا چلا جا رہا ہے' چلتے چلتے ہم ایک عظیم الشان محل کے دروازے کے قریب پہنچے۔ محل میں ایک ایسا خوبصورت باغ تھا کہ اتنا حسین وجمیل باغ میری آنکھوں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ دروازے کے قریب لوگوں کا ہجوم تھا۔ ہم بھی محل کے قریب چلے گئے اتنے میں کسی کہنے والے نے کہا: ''اس میں وہی داخل ہوگا جس نے اس میں رہنا ہے' بقیہ سب لوگ دور ہٹ جائیں۔'' پھر وہاں رہنے والے ایک شخص سے کہا گیا: ''جاؤ! دارفضال' سبطین اور فلاں فلاں علاقے کے لوگوں کو بلا لاؤ' ان میں سے کوئی ایک بھی پیچھے نہ رہنے پائے۔''

وہ شخص لوگوں کو بلا لایا جب سب جمع ہو گئے تو انہیں اس عظیم الشان محل میں داخلے کی اجازت مل گئی۔ میں بھی ان کے ساتھ محل میں داخل ہو گیا اس کی خوبصورتی اور اس میں موجود اشیاء کو دیکھ کر میری آنکھیں چندھیانے لگیں' ایسا لگتا تھا کہ میری عقل زائل ہو جائے گی۔ میں نے وہاں عمدہ درخت دیکھے جن پر سونے چاندی کے برتن تھے۔ ان میں طرح طرح کے شربت بھرے ہوئے تھے پھر میں نے چند نوجوان لڑکیاں دیکھیں جنہوں نے چاندی کا باریک اور خوبصورت لباس پہنا ہوا تھا۔ ان کا حسن دیکھ کر مجھے اپنی بینائی ضائع ہونے کا خوف ہونے لگا۔ جن لوگوں کو اس محل میں داخل ہونے سے روک دیا گیا تھا' انہوں نے کہا: ''ہمارا کیا قصور ہے جو ہمیں ان نعمتوں سے روک دیا گیا ہے؟ ہمیں

Scanned with CamScanner

ان چیزوں کے دیکھنے سے کیوں منع کیا گیا ہے؟'' وہ اسی طرح آوازیں بلند کر رہے تھے کہ یکا یک ایک بہت بڑا تخت نمودار ہوا۔ تمام دوشیزائیں اس پر بیٹھ گئیں' ان کے جسم خوشبوؤں سے مہک رہے تھے' ان کے ہاتھوں میں خوشبو کی انگیٹھیاں تھیں۔ جب وہ تخت فضا میں بلند ہوا تو باہر کھڑے لوگوں کی چیخ و پکار مزید بلند ہوگئی۔ ان دوشیزاؤں میں ایک ایسی حسین و جمیل لڑکی بھی تھی جس کا حسن باقی سب پر غالب تھا۔ اچانک اس کے ہونٹوں کو حرکت ہوئی اور اس کی مسحور کن آواز گونجنے لگی۔

حوروں کے ترانے

''اے لوگو! یہ تمام نعمتیں ان کے لئے ہیں جنہوں نے راہِ خدا میں جہاد کی وجہ سے اپنی بیویوں سے دوری اختیار کی' اپنا وطن چھوڑا' اپنے پہلوؤں کو بستروں سے دور رکھا' راہِ خدا میں اپنا خون بہا کر سخاوت کی' مسلسل سفر کی وجہ سے یہ لوگ نہ تو اپنی اولاد سے پیار کر سکے اور نہ ہی اپنی بیویوں سے لطف اندوز ہو سکے' انہوں نے فانی زندگی پر باقی کو ترجیح دی۔ اے نمازیو! مجاہدو! تمہیں مبارک ہو۔ تمہارا رب تمہیں ایسی جگہ بٹھائے گا جہاں تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی' تمہارا خوف جاتا رہے گا' وہاں امن ہی امن ہوگا۔''

پھر اس نے دوسری کو کہا: ''اے قرۃ العین! اب تو بول۔'' اچانک ایک مسحور کن اور دلکش آواز فضا میں بلند ہوئی:

وَحُوْرٌ عِيْنٌ ۝ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ۝ جَزَآءً ۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ۝ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ۝ وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۝ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ۝ (پ 27' الواقعۃ: 22 تا 28)

اور بڑی آنکھ والیاں حوریں جیسے چھپے رکھے ہوئے موتی۔ صلہ ان کے اعمال کا اس میں نہ سنیں گے نہ کوئی بیکار بات نہ گنہگاری ہاں یہ کہنا ہوگا سلام سلام اور داہنی طرف والے کیسے داہنی طرف والے بے کانٹوں کی بیریوں میں۔

مژدۂ جاں فزا

پھر ایک منادی نے کہا: ''خوش آمدید! عرشِ عظیم کے مالک خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ملنے والی نعمتیں تمہیں مبارک ہوں۔ اب ان نعمتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہو۔ وہ جواد و عظیم اور بزرگ و برتر ہے' اس کی پاکی بیان کرو اور تکبیر کہو۔'' وہاں موجود سب لوگوں نے تکبیر کہی' میں نے بھی با آواز بلند تکبیر کہی' پھر میری آنکھ کھل گئی۔ میری زبان پر ابھی تک اللہ اکبر' اللہ اکبر کی صدائیں جاری تھیں' کافی اجالا ہو چکا تھا۔ میں نے جلدی سے وضو کر کے نماز فجر ادا کی' کچھ لوگ مسجد میں بیٹھے بالکل اسی طرح باتیں کر رہے تھے جیسا میں نے خواب میں دیکھا تھا' وہ ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے: ''میں نے تجھے فلاں جگہ دیکھا' میں نے تجھے فلاں جگہ دیکھا۔'' پھر مجھ سے بھی کہنے لگے: ہم نے تمہیں بھی فلاں جگہ دیکھا ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے وہاں کی تمام اشیاء ہم نے سر کی آنکھوں سے دیکھی ہوں''۔

(عیون الحکایات)

(117)

رسول اللہ ﷺ پہ صدقے جان ہماری

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَتِ الْاَنْصَارُ فَعَلْنَا وَفَعَلْنَا وَكَاَنَّهُمْ فَخَرُوْا فَقَالَ الْعَبَّاسُ: لَنَا الْفَضْلُ عَلَيْكُمْ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَاهُمْ مَجَالِسَهُمْ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَلَمْ تَكُوْنُوْا اَذِلَّةً فَاَعَزَّكُمُ اللهُ بِيْ؟ قَالُوْا بَلٰى يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلَمْ تَكُوْنُوْا ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللهُ بِيْ ؟ قَالُوْا بَلٰى يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اَفَلَا تُجِيْبُوْنِيْ ؟ قَالُوْا مَا نَقُوْلُ يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قَالَ اَلَا تَقُوْلُوْنَ: اَلَمْ يُخْرِجْكَ قَوْمُكَ فَآوَيْنَاكَ؟ اَوَلَمْ يُكَذِّبُوْكَ فَصَدَّقْنَاكَ؟ اَوَلَمْ يَخْذُلُوْكَ فَنَصَرْنَاكَ؟ فَمَا زَالَ يَقُوْلُ حَتّٰى جَثَوْا عَلَى الرُّكَبِ وَقَالُوْا: اَمْوَالُنَا وَمَا فِيْ اَيْدِيْنَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ ﷺ ۔

(تفسیر ابن جریرج نمبر 25 صفحہ نمبر 16 ' صفحہ نمبر 30 ' الکشاف (زمخشری) الشوریٰ (23) ' تفسیر ابن ابی حاتم جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 3276 ' ابن کثیر (ایضا) درمنثور (سیوطی) ج نمبر 7 ص 299)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ انصار کہنے لگے ہم نے یہ کیا وہ کیا گویا وہ فخر کر رہے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ہم تم پر فضیلت رکھتے ہیں۔ یہ باتیں حضور ﷺ تک پہنچیں تو آپ ﷺ ان کی مجلس میں تشریف لے گئے اور فرمایا: اے انصار کے گروہ! کیا تم کمزور نہیں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں میری وجہ سے عزت دی؟۔

انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا: کیا تم گمراہ نہیں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں میری وجہ سے ہدایت دی؟ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا: جواب کیوں نہیں دیتے۔ انہوں نے عرض کیا: حضور ﷺ ہم کیا جواب عرض کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم یہ کیوں نہیں کہتے کہ آپ کو آپ کی قوم نے نکالا ہم نے آپ کو ٹھکانہ دیا۔ آپ کی قوم نے آپ کو جھٹلایا ہم نے آپ کی تصدیق کی آپ کی قوم نے آپ کو تنہا کر دیا ہم نے آپ کی مدد کی۔ آپ یہ فرماتے رہے یہاں تک کہ وہ زانوؤں کے بل ہو گئے اور عرض کرنے لگے کہ ہمارے مال اور جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا ہی ہے۔

(118)

جب سونے نے پہاڑ ظاہر ہوں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ نہر فرات سونے کے پہاڑ ظاہر کردے گی اور لوگ اس کو لینے کے لئے ایک دوسرے سے یہاں تک جنگ کریں گے کہ ہر سو میں سے ننانوے قتل ہو جائیں گے اور ان کا ہر شخص یہ کہتا ہوگا کہ شاید میں قتل سے بچ جاؤں گا۔

(مشکوۃ ج2 ص469' اشراط الساعۃ)

تشریح:۔ یہ حدیث مسلم میں بھی ہے اور ایک دوسری حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ عنقریب نہر فرات سونے کے خزانوں کو ظاہر کردے گی اور جو لوگ اس وقت وہاں موجود ہوں گے وہ اس کو نہ لے سکیں گے اسی طرح ایک حدیث میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ قرب قیامت میں زمین اپنے جگر کے ٹکڑوں کو قے کردے گی جو سونے چاندی کے ستونوں کی شکل میں پڑے ہوں گے ایک قاتل جب ان کو دیکھے گا تو کہے گا کہ ہائے افسوس اس لئے میں نے لوگوں کا خون بہایا تھا اور جب رشتہ داری کاٹنے والا اس کے بعد آئے گا تو کہے گا کہ افسوس! اسی لئے میں نے اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق کرلیا تھا اور چور جب وہاں سے گزرے گا تو افسوس کرتا ہوا کہے گا کہ ہائے اسی کے بارے میں میرا ہاتھ کاٹا گیا تھا پھر یہ سب ان خزانوں کو چھوڑ کر وہاں سے چل دیں گے اور کوئی بھی اس میں سے کچھ نہیں لے گا۔ (مشکوۃ ج2 ص469)

نہر فرات سے سونے کا پہاڑ اس طرح نمودار ہوگا کہ اس نہر کا پانی خود بخود خشک ہو جائے گا اور زمین پھٹ جائے گی اور سونے چاندی وغیرہ کی کانیں نظر آنے لگیں گی اسی

طرح جابجا زمین میں بڑے بڑے شگاف ہو جائیں گے اور زمین میں گڑے ہوئے دفینے اور خزانے زمین کے اوپر آجائیں گے۔

جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے ابھی تک اس نشانی کا ظہور نہیں ہوا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعظم۔ (قیامت کب آئے گی از علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی)

جب قیصر و کسریٰ ہلاک ہو جائیں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا اور مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے یقیناً ان دونوں کے خزانے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کئے جائیں گے۔ (ترمذی ج2 ص24)

تبصرہ: قیامت کی یہ نشانیاں ظاہر ہو چکیں۔ کیوں کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایران کا بادشاہ کسریٰ اور روم کا بادشاہ قیصر دونوں ہلاک ہو گئے اور دونوں کی سلطنتیں ختم ہو گئیں اور ان دونوں کے خزانے اونٹوں پر لاد کر مدینہ منورہ لائے گئے اور امیر المؤمنین نے ان خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا اور پھر ان دونوں کے بعد نہ کوئی کسریٰ ہوا نہ قیصر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Scanned with CamScanner

(119)

ایک ہی سوال کے دس الگ الگ جواب

دس آدمیوں کی ایک جماعت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ: ''علم اور دولت دونوں میں سے کس کو برتری حاصل ہے؟'' براہ کرم سب افراد کو الگ الگ جواب عطا فرمایا جائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ دس جواب ارشاد فرمائے:......

1......دولت فرعونوں کا ورثہ ہے اور علم انبیاء کا عطیہ۔

2......دولت کی حفاظت تم کرتے ہو جب کہ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے۔

3......جس کے پاس دولت ہو اس کے بہت سے دشمن ہوتے ہیں اور جس کے پاس علم ہو اس کے بہت سے دوست ہوتے ہیں۔

4......دولت بانٹی جائے تو کم ہوتی ہے......علم بانٹا جائے تو بڑھتا ہے۔

5......دولت مند کنجوسی کی طرف مائل رہتا ہے اور......عالم فیاضی کی طرف۔

6......دولت چرائی جاسکتی ہے جب کہ علم...... چرایا نہیں جاسکتا۔

7......دولت محدود ہے اس کا حساب رکھا جاسکتا ہے......علم لامحدود ہے اس کی کوئی انتہاء نہیں۔

8......دولت وقت کے ساتھ گھٹتی رہتی ہے......علم کبھی نہیں گھٹتا۔

9......دولت سے اکثر دل و دماغ پر سیاہی چھا جاتی ہے......علم سے دل و دماغ روشن ہو جاتے ہیں۔

10......دولت نے فرعون اور نمرود جیسے خدائی دعویٰ کرنے والے پیدا کئے......علم نے انسان کو سچے معبود سے متعارف فرمایا۔ (ماخوذ از دل کی زندگی' مولفہ: مولانا عبداللہ دانش)

(120)

اگر خدا ہے تو نظر کیوں نہیں آ رہا؟

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن کا ایک مشہور واقعہ ہے جس سے آپ کی حاضر جوابی اور اعلیٰ ذہانت کا علم ہوتا ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ عیسائیوں کی جانب سے ایک مناظرہ میں مسلمانوں کو لاجواب کرنے کے لئے علماء سے چند عقلی سوالات پوچھے گئے۔ بعض اصحاب تاریخ بتاتے ہیں کہ شاہ روم کی جانب سے آنے والے قاصد نے مسلمانوں کے مجمع عام میں یہ سوال پوچھے تھے۔

لوگ حیران و متفکر تھے کہ ان سوالات کا کیا جواب دیا جائے' عیسائی خوش ہو رہے تھے کہ آج ہم بہت سے اہل ایمان کو ایمان سے پھسلا دیں گے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت ابھی بچے تھے والد سے اجازت چاہی کہ میں یہ جواب دینا چاہتا ہوں۔ والد صاحب نے ان کے اصرار کے پیش نظر ان کو اجازت دیدی۔ منادی ہوگئی کہ فلاں بچہ ان سوالات کے جواب دے گا' چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آگے بڑھے اور عیسائی مناظر سے کہا: سوال کرنے والا شاگرد کی مثل ہوتا ہے۔ لہٰذا آپ منبر سے نیچے آ کر سوال کریں وہ نیچے آیا تو امام صاحب بحیثیت استاد منبر کے اوپر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا اب سوال کیجئے......عیسائی مناظر: اللہ تعالیٰ سے پہلے کون تھا؟

امام صاحب: ایک' دو' تین گنتی شمار کر کے بتایئے کہ ایک سے پہلے کون سا عدد ہے؟

عیسائی مناظر: اس سے پہلے تو کوئی عدد نہیں آتا۔

امام صاحب: تو یہ سوال حل ہو گیا جب اعداد و شمار میں واحد مجازی سے پہلے کوئی چیز متحقق نہیں ہو سکتی تو واحد حقیقی سے پہلے کوئی شئے کیسے ہو سکتی ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ

Scanned with CamScanner

......اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہ لاشریک ہے ابتدا اور انتہاء سے پاک ہے۔

امام اعظم نے بچپن میں عیسائی مناظر کو شکست فاش دے دی

عیسائی مناظر: آپ بتائیے! کہ اللہ تعالیٰ کا منہ کس طرف ہے؟

امام صاحب: میں آپ سے پوچھتا ہوں دربار میں جب مشعل یا شمع روشن کی جاتی ہے تو اس کا منہ کس طرف ہوتا ہے؟

عیسائی مناظر: مشعل یا شمع کا منہ تو چاروں طرف برابر ہوتا ہے۔

امام صاحب: تو اس بات کا فیصلہ بھی ہو گیا کہ جب نور مجازی کے لئے کوئی رخ متعین نہیں تو اللہ تعالیٰ نور حقیقی کسی جہت کا پابند کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ اپنے علم کے ساتھ ہر جگہ موجود ہے۔

عیسائی مناظر: ہر چیز کی کوئی نہ کوئی جگہ ہوتی ہے جہاں وہ موجود ہوتی ہے بتائیے۔اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟

امام صاحب: نے دودھ منگوا کر پوچھا: بتاؤ۔اس دودھ میں مکھن کہاں ہے؟

عیسائی مناظر: دودھ کے ہر ہر قطرے میں ہے۔

امام صاحب: وہ خالق ارض وسما بھی ہر جگہ اپنی قدرت کے ساتھ موجود ہے۔

عیسائی مناظر: تمہارا اللہ کیا کر رہا ہے؟

امام صاحب: اس کے بہت سے کام ہیں ان میں سے ایک یہ کہ اس نے تجھ کافر کو منبر سے اتارا اور مجھے اس پر بٹھایا۔ تجھے پست کیا اور مجھے بلند کر ڈالا۔

لوگوں کے ہجوم میں وہ شخص لاجواب اور مبہوت ہو گیا۔ نیز ہر خاص و عام نے حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کے علم سے استفادہ کیا اور ان کی قدر پہچانی۔

(الفقہ والفقہاء: ص 49)

(121)

تمہارا عذر قبول ہے

فتح مکہ کے موقع پر حضور ﷺ کی اہل مکہ کے ساتھ عنایات دیکھ کر اہل مدینہ کو فکر لاحق ہو گئی تو انہوں نے حضور ﷺ کے لئے کچھ الفاظ کہہ دیئے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری زندگی اور وصال اہل مدینہ ہی کے ساتھ ہو گا۔ یہ بات سن کر ان لوگوں پر رقت طاری ہو گئی اور وہ حضور ﷺ کی خدمت میں روتے ہوئے حاضر ہوئے:

فَاَقْبَلُوْا اِلَیْهِ یَبْکُوْنَ وَیَقُوْلُوْنَ وَاللّٰهِ مَا قُلْنَا الَّذِیْ قُلْنَا اِلَّا الضِّنَّ بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یُصَدِّقَانِکُمْ وَیَعْذِرَانِکُمْ ۔

ترجمہ: پس وہ صحابہ کرام آپ کی طرف زار وقطار روتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے آئے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم جو ہم نے کہا وہ نہیں کہا مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں، پس آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تمہارا عذر قبول کرتے ہیں۔

(صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب فتح مکہ، مسند احمد بن حنبل جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 538، فضائل الصحابہ (امام احمد بن حنبل) باب فضائل الانصار جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 796، مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 404، صحیح ابن حبان جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 93، دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 56، شرح معانی الآثار (طحاوی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 179، شرح السنۃ (بغوی) جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 644، مسند اسحاق بن راہویہ صفحہ نمبر 141، نصب الرایۃ (زیلعی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 441، کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 14 صفحہ نمبر 28)

Scanned with CamScanner

(122)

غیبت کے اسباب

حضرت سیّدنا بکر بن احمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیّدنا یوسف بن احمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد کو یہ فرماتے سنا: ''ایک مرتبہ میں نے حضرت سیّدنا حارث محاسبی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے غیبت کے متعلق پوچھا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''غیبت سے بچ! بے شک وہ ایسا شر ہے جسے انسان خود حاصل کرتا ہے۔ تیرا اس چیز کے بارے میں کیا خیال ہے جو تجھے احسان بھولنے پر ابھارے، تجھ سے تیری نیکیاں چھین کر تیرے ان مخالفین کو دے دے جن کی تو نے غیبت کی ہے۔ یہاں تک کہ وہ تیری نیکیوں سے راضی ہو جائیں کیونکہ بروز قیامت درہم و دینار کام نہیں آئیں گے۔ بے شک! جتنا تو مسلمانوں کی عزت سے لے گا اتنی مقدار میں تیرا دین تجھ سے لے جائے گا' لہٰذا غیبت سے بچ' غیبت کے منبع (نکلنے کی جگہ) اور سبب کو پہچان کہ تجھ پر غیبت کن جگہوں سے آتی ہے۔

توجہ سے سن! بے شک بے وقوف اور جاہل لوگ غیبت میں ایسے پڑتے ہیں کہ گنہگاروں پر خواہ مخواہ غصہ کرتے اور ان سے حسد اور بدگمانی کرتے ہیں اور اس غصے کو دینی غیرت کا نام دیتے ہیں۔ یہ ایسی برائیاں ہیں جو بالکل ظاہر ہیں پوشیدہ نہیں۔ اہل علم غیبت میں اس طرح مبتلا ہوتے ہیں کہ شیطان ان کو اپنے مکر میں پھنسا لیتا ہے' وہ کسی کی برائی بیان کرتے ہیں تو کہتے ہیں: ''ہم تو اس کی نصیحت کے لئے ایسا کر رہے ہیں۔ ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں۔'' حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ اگر واقعی وہ خیر کے طالب ہوتے تو کبھی غیبت جیسی برائی میں نہ پڑتے اور ان کی نصیحت غیبت پر معاون نہ ہوتی۔ علماء میں سے جب کوئی عالم کسی کی برائی بیان کرتا ہے تو کہتا ہے: کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث مروی نہیں: ''کیا تم برے شخص کا تذکرہ کرنے سے بچتے ہو؟ اس کی برائی بیان کرو تا کہ

لوگ اس سے اجتناب کریں۔''

(الموسوعة لابن ابی الدنیا' کتاب الغیبة والنمیمة) باب الغیبة التی یحل.....الخ' الحدیث 84' ج4 ص 374)

اصلاح اور خیر کی نیت سے کسی کا عیب بیان کرنا

اس حدیث کو دلیل بنا کر لوگوں کی غیبت کی جاتی ہے۔ حالانکہ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نفس کی خاطر کسی مسلمان کی برائی بیان کی جائے نہ ہی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تو مسلمان کی اس برائی کو خواہ مخواہ لوگوں پر ظاہر کرے' جس کا تجھ سے سوال ہی نہیں کیا گیا' ہاں! اگر کوئی تیرے پاس آئے اور کہے: ''میں فلاں شخص سے اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہتا ہوں' آپ اس بارے میں کیا مشورہ دیتے ہیں؟'' تو اب اگر تو اس شخص کی بری اور نامناسب باتیں جانتا ہے یا یہ جانتا ہے کہ یہ مسلمانوں کی حرمت کا خیال نہیں رکھتا تو اب تجھے جائز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کو مشورہ دینے میں خیانت سے کام لے بلکہ اسے احسن طریقے سے اس جگہ شادی کرنے سے روک دے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص تیرے پاس آکر کہے: ''میں فلاں کے پاس کچھ رقم امانت رکھنا چاہتا ہوں۔ آپ کا اس بارے میں کیا مشورہ ہے؟'' اگر تو اس شخص کے بارے میں جانتا ہے کہ وہ امانت رکھنے کے قابل نہیں تو تیرے لئے جائز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کے مال کو ضائع کروائے بلکہ اسے احسن طریقے سے اس کے پاس امانت رکھنے سے روک دے۔ اسی طرح اگر کوئی پوچھے کہ ''فلاں کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتا ہوں یا فلاں کو استاذ بنانا چاہتا ہوں' آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟'' تو اگر اس کو امام یا استاذ بننے کے قابل نہیں سمجھتا تو ضروری ہے کہ سائل کو احسن طریقے سے منع کردے' لیکن ان تمام باتوں میں دل کی بھڑاس نکالنا مقصود نہ ہو بلکہ احسن طریقہ اختیار کیا جائے۔

یہ بھی غیبت ہے؟

توجہ سے سن! قاریوں' عابدوں اور زاہدوں کے غیبت میں پڑنے کا سبب ''تعجب'' ہے۔ وہ تعجب کا اظہار کرتے ہوئے اپنے مسلمان بھائی کی غیبت کر بیٹھتے ہیں پھر کہتے

Scanned with CamScanner

ہیں کہ ہم تو تعجب کر رہے ہیں۔ حالانکہ اس تعجب ہی میں وہ مسلمان کی برائی بیان کر جاتے ہیں اور اس کی غیر موجودگی میں ایسی بات کرتے ہیں جو ایذاء کا سبب ہوتی ہے' پس یہ لوگ اس طرح اپنے مسلمان بھائیوں کا گوشت کھانے لگتے ہیں۔ رہے استاذ' سردار اور حاکم وہ شفقت و رحمدلی کے طریقے سے غیبت کی گہری کھائیوں میں جا گرتے ہیں۔ مثلاً کوئی استاذ یا سردار اپنے شاگرد یا ماتحت کے بارے میں کہتا ہے: ''افسوس! بے چارہ مسکین فلاں فلاں کام میں پڑ گیا' ہائے ہائے! بے چارہ فلاں برائی کا مرتکب ہو گیا۔'' اس طرح کی باتیں کر کے وہ سمجھتا ہے کہ میں اس سے محبت اور شفقت کی وجہ سے ایسا کہہ رہا ہوں حالانکہ وہ غیبت جیسی برائی میں پڑ چکا ہوتا ہے پھر یہ استاذ اپنے شاگرد کی برائی کو دوسروں کے سامنے ظاہر کرتا اور کہتا ہے: ''میں نے تمہارے سامنے اس کی برائی اس لئے بیان کی تاکہ تم اپنے بھائی کے لئے کثرت سے دعا کرو۔'' اپنے گمان میں یہ اسے شفقت و محبت سمجھتا ہے لیکن حقیقت میں یہ غیبت کر رہا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان کے خفیہ واروں سے بچائے۔ ہم اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں: وہ ہمیں مسلمانوں کی غیبت کرنے سے محفوظ رکھے۔ (آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)۔

اے میرے بیٹے! غیبت سے کوسوں دور بھاگ! ہمیشہ اس سے بچتا رہ' بے شک قرآن مجید میں غیبت کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے کی طرح کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا ۔ (پ26' الحجرات:12)

کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔

اسی طرح غیبت کی مذمت پر حضور ﷺ کی بہت سی احادیث مبارکہ مروی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں غیبت کی تباہ کاریوں سے محفوظ رکھے۔ (عیون الحکایات)

پیارے مسلمان بھائیو! غیبت ہمارے معاشرے کا ایک ایسا ناسور ہے جس نے مسلمانوں کی محبت کے بندھن کو توڑنے میں بہت گھناؤنا کردار ادا کیا ہے۔ اسی برائی کے سبب مسلمان اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے درمیان ذلیل و رسوا ہو رہا ہے۔ اس خصلت بد نے ایک دوسرے کی عزت و تکریم کے جذبے کو ملیا میٹ کر کے رکھ دیا ہے۔ نہ تو غیبت

کرنے والا اس برائی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اور نہ ہی سننے والا اس کو روکنے بلکہ خود بھی ہاں میں ہاں ملا کر اپنے آپ کو گندگی کے عمیق گڑھے میں گرا لیتے ہیں۔ غیبت صراحتہً بھی ہوتی ہے اور اشارۃً بھی' الفاظ سے بھی اور انداز سے بھی۔

خوفِ خدا کی اعلیٰ ترین مثال

حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا عطا بن یسار اور حضرت سیّدنا سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہما اپنے چند رفقاء کے ہمراہ حج کے لئے حرمین شریفین زادھما اللہ شرفا و تعظیما کی جانب روانہ ہوئے۔ مقام ''ابواء'' پر قافلے نے ایک جگہ قیام کیا۔ حضرت سلیمان رحمۃ اللہ علیہ اور شرکائے قافلہ کسی کام سے چلے گئے اور حضرت سیّدنا عطا بن یسار رحمۃ اللہ علیہ اکیلے ہی سامان کے قریب نماز پڑھنے لگے۔ کچھ دیر بعد قریبی بستی سے ایک حسین و جمیل عورت وہاں آئی اور قریب آ کر بیٹھ گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سمجھا کہ کوئی مجبور عورت ہے اور کسی حاجت سے آئی ہے۔ اس لئے نماز کو مختصر کیا اور سلام پھیرنے کے بعد پوچھا: ''کیا تمہیں کوئی حاجت ہے؟'' اس نے کہا: ''جی ہاں۔'' پوچھا: ''کیا چاہتی ہے ہو؟'' کہا: ''وہی چاہتی ہوں جو عورتیں مردوں سے چاہتی ہیں' تم میری خواہش پوری کر دو۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''جا! یہاں سے چلی جا! مجھے اور خود کو جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ کا ایندھن نہ بنا۔ عورت پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات کا کچھ اثر نہ ہوا اور وہ منت سماجت کرتے ہوئے مسلسل دعوت گناہ دیتی رہی' لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر بار اس کی بات کو رد کیا۔ جب وہ بہت زیادہ اصرار کرنے لگی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ خوف خداوندی کے باعث رونے لگے اور فرمانے لگے: ''تجھے خدا کا واسطہ! مجھ سے دور چلی جا' جا! مجھ سے دور چلی جا۔'' جب عورت نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گریہ وزاری دیکھی تو وہ بھی رونے لگی۔ اتنے میں حضرت سیّدنا سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ پہنچے۔ جب انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ اور ایک عورت کو روتے دیکھا تو خود بھی رونے لگے حالانکہ وہ جانتے نہ تھے کہ یہ دونوں کیوں رو رہے ہیں۔ پھر شرکائے قافلہ میں سے جو بھی وہاں آتا انہیں روتا دیکھ کر رونا شروع کر دیتا کسی نے بھی رونے کا سبب نہ پوچھا۔ بس ایک دوسرے کو دیکھ کر ہر ایک روئے جا رہا تھا پھر وہ عورت اٹھی اور روتی ہوئی

Scanned with CamScanner

اپنی بستی کی طرف چلی گئی۔ دوسرے لوگ آہستہ آہستہ کھڑے ہوئے اور اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوگئے۔ کسی نے بھی حضرت سیّدنا عطاء رحمۃ اللہ علیہ کے رعب وجلال کی وجہ سے ان سے اس عورت اور رونے کے متعلق نہ پوچھا۔

خواب میں بشارت

حضرت سیّدنا سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بالآخر ایک دن میں نے ہمت کر کے پوچھا: ''اے میرے بھائی! اس عورت کا کیا قصہ تھا؟'' آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میں تمہیں سارا واقعہ بتاتا ہوں لیکن خبردار جب تک میں اس دنیا میں زندہ رہوں یہ واقعہ کسی کو نہ بتانا۔'' میں نے کہا: ''ٹھیک ہے! میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پورا واقعہ بتایا اور کہا: ''اس رات میں نے خواب میں حضرت سیّدنا یوسف علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی' میں شوق سے ان کی زیارت کرتا رہا پھر ان کا حسن وجمال اور نورانیت دیکھ کر مجھ پر رقت طاری ہوگئی میں زاروقطار رونے لگا' یہ دیکھ کر اللہ کے برگزیدہ نبی حضرت سیّدنا یوسف علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے میری جانب نظر کرم فرمائی' لبہائے مبارک کو جنبش ہوئی ارشاد فرمایا: ''اے شخص! تمہیں کس چیز نے رلایا ہے؟'' میں نے دست بستہ عرض کی:

''اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ علیہ السلام پر قربان! مجھے آپ علیہ السلام کے عزیز مصر کی بیوی کے معاملے میں آزمائش میں مبتلا ہونے' قید میں جانے' حضرت سیّدنا یعقوب علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے آپ کی جدائی' آپ کی پاکدامنی اور صبر وشکر پر تعجب ہو رہا ہے۔'' یہ سن کر حسن وجمال کے پیکر حضرت سیّدنا یوسف بن یعقوب علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ''کیا تجھے اس شخص پر تعجب نہیں ہو رہا جسے مقام ''ابواء'' پر ایک دیہاتی عورت کا واقعہ پیش آیا۔ آپ علیہ السلام کی یہ بات سن کر میں سمجھ گیا کہ آپ علیہ السلام نے کسی واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ میں پھر رونے لگا جب بیدار ہوا تو میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور میں بلند آواز سے رو رہا تھا۔ اے سلیمان! خبردار! میرے جیتے جی یہ واقعہ کسی کو نہ بتانا۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت سیّدنا سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیّدنا عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں یہ واقعہ کسی کو نہ سنایا۔ جب ان کا انتقال ہوگیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھر والوں کو یہ واقعہ بتایا پھر حضرت سیّدنا سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد یہ واقعہ پورے شہر میں مشہور ہوگیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی زیارت

حضرت سیّدنا مصعب بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ یہ واقعہ حضرت سیّدنا سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ پیش آیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔ ایک مرتبہ ایک حسین وجمیل نوجوان عورت نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں داخل ہو کر گناہ کی دعوت دی' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انکار کر دیا۔ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بڑھی اور کہا: ''میرے قریب آ۔'' تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انکار کر دیا۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اسے وہیں چھوڑ کر گھر سے بھاگ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''پھر ایک دن خواب میں مجھے حضرت سیّدنا یوسف علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوئی تو میں نے عرض کی: ''حضور! کیا آپ ہی اللہ کے برگزیدہ نبی حضرت سیّدنا یوسف علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''ہاں! میں ہی یوسف علیہ السلام ہوں۔'' پھر فرمایا: ''اور تو وہی ہے کہ جسے گناہ کی دعوت دی گئی لیکن اس نے گناہ کا ارادہ بھی نہ کیا۔''

حضرت سیّدنا عطاء اور حضرت سیّدنا سلیمان رحمۃ اللہ علیہما دونوں بھائی تھے۔ حضرت سیّدنا عطاء بڑے اور حضرت سیّدنا سلیمان رحمۃ اللہ علیہ چھوٹے تھے۔ یہ دونوں اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام تھے۔ حضرت سیّدنا عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیّدنا ابی بن کعب' حضرت سیّدنا ابن مسعود' حضرت سیّدنا ابوایوب' حضرت سیّدنا ابوہریرہ' حضرت سیّدنا ابوسعید' حضرت سیّدنا ابن عباس' حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے احادیث مبارکہ سنیں۔ میں نے اور ان دونوں نے حضرت سیّدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے احادیث مبارکہ روایت کی ہیں۔ ممکن ہے ان دونوں بھائیوں میں سے ہر ایک کے ساتھ عورت والا واقعہ علیحدہ علیحدہ پیش آیا ہو۔ (عیون الحکایات)

Scanned with CamScanner

(123)

مجھے تو ان کے مقدر پہ رشک آتا ہے

1......حضور ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میری امت کے لئے امن وسلامتی کا باعث ہیں۔ (مشکوٰۃ از مسلم)

2......حضور ﷺ نے فرمایا: اس مسلمان کو (دوزخ) کی آگ نہ چھوئے گی جس نے مجھ کو دیکھا ہو۔ (مشکوٰۃ از ترمذی)

3......حضور ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعظیم کرو کیونکہ وہ تمہارے بزرگ ترین لوگ ہیں۔ (مشکوٰۃ از نسائی)

4......حضور ﷺ نے فرمایا: جو میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دوست رکھتا ہے وہ میری وجہ سے ان کو دوست رکھتا ہے اور جو شخص ان سے دشمنی رکھتا ہے وہ مجھ سے دشمنی رکھنے کے سبب ان کو دشمن رکھتا ہے۔ (مشکوٰۃ از ترمذی)

5......حضور ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے تم جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ (مشکوٰۃ از رزین)

چند صحابہ کرام علیہم الرضوان کے واقعات ملاحظہ ہوں کہ وہ کیسے خوف خدا' فکر آخرت اور عجز وانکسار کے پیکر تھے۔

☆......حضرت مصعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے باپ کا سر میری گود میں تھا اور وہ موت وحیات کی کشمکش میں تھے' میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے میرے باپ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: میری وجہ سے روتے ہو میں نے عرض کیا ہاں' فرمایا مجھ پر نہ روؤ' اللہ تعالیٰ مجھ کو سزا نہیں دے گا میں اہل جنت سے ہوں۔ بے شک اللہ تعالیٰ مومنین کو

ان کی نیکیوں کا بدلا ضرور دے گا۔ (اخرجہ ابن سعد ج3 ص147)

یہ لوگ کیا تھے جو حبیب کبریا سے ملے

ابن شماسہ کہتے ہیں کہ ہم موت کے وقت حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے انہوں نے اپنا چہرہ دیوار کی طرف پھیر لیا اور بہت دیر تک روتے رہے' ان کے بیٹے نے کہا: آپ موت کے خوف سے روتے ہیں؟ فرمایا خدا کی قسم! میں موت سے گھبرا کر نہیں روتا بلکہ ان حالات سے روتا ہوں جو موت کے بعد پیش آئیں گے۔ بے شک حضور ﷺ اسلام سے قبل میری ناپسندیدہ شخصیت تھی لیکن اسلام کے بعد آپ ﷺ سے زیادہ کوئی مجھے محبوب نہ تھا' پھر آپ ﷺ کے بعد ہم نے بہت سے ارتکاب کیے میں نہیں جانتا میں ان میں کیسا رہا پس جب میری وفات ہو جائے مجھ پر نہ کوئی روئے اور نہ میری تعریف کرے بلکہ فوراً دفن کر دینا۔ (اخرجہ ابن سعد ج4 ص258)

☆......عبدالرحمٰن بن شماسہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو رونے لگے ان سے عرض کیا گیا کیا آپ موت کے خوف سے روتے ہیں؟ فرمایا نہیں بلکہ موت کے بعد والے حالات سے روتا ہوں تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا اصل بات تو آپ نے بتائی ہی نہیں کہ میں نے کلمہ شہادت پڑھا ہوا ہے پھر فرمایا میری زندگی کے تین دور گزرے ہیں ایک دور اسلام کی دشمنی کا اگر میں اس زمانہ میں مر جاتا تو جہنم میں جاتا دوسرا دور صحبت رسول اللہ ﷺ کا اگر میں اس زمانہ میں فوت ہو جاتا تو جنت میں جاتا' تیسرا دور حکمرانی کا اب پتہ نہیں یہ دور میرے حق میں رہے گا یا میرے خلاف پڑے گا۔ (اسد الغابہ ج4 ص)

☆......حضرت ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں: حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ قرآن شریف کو لے لیتے اور اس کو اپنے چہرہ پر رکھتے اور روتے اور کہتے جاتے یہ میرے رب کا کلام ہے یہ میرے ربّ کی کتاب ہے۔ (مستدرک ج3 ص243)

☆......حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم چند افراد حضور ﷺ سے جدا نہ ہوتے تھے کہ شاید آپ ﷺ کو کوئی ضرورت پیش آئے میں آپ کے پاس آیا۔

Scanned with CamScanner

آپ ﷺ مکان سے باہر ایک باغ کی طرف تشریف لے گئے میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے ہولیا۔ آپ نے اس باغ میں نماز پڑھی سجدہ کیا اور بہت طویل سجدہ کیا میں رونے لگا میں نے اپنے جی میں کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی روح قبض کر لی' پھر آپ نے سرسجدہ سے اٹھایا اور فرمایا تجھے کیا ہو گیا؟ میں نے عرض کیا میں تو یہ سمجھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: میں نے اپنے ربّ کا شکریہ ادا کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ کی امت سے جو ایک مرتبہ آپ ﷺ پر درود پڑھے گا میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں گا۔

(اخرجہ ابو یعلی وابن ابی الدنیا)

ڈھونڈا تھا آسمان نے انہیں خاک چھان کر

حضرت ابراہیم بیان کرتے ہیں: حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے وہ مجھ سے کہیں بہتر اور افضل تھے ان کو کفن میں ایک چادر میسر آئی اگر سر چھپایا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں چھپائے جاتے تو سر کھل جاتا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مجھ سے بہتر تھے وہ بھی شہید ہو گئے اس کے بعد ہمیں دنیا میں وسعت دی گئی اب ہمیں یہ خطرہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ ہماری نیکیوں کا بدلا ہم کو جلدی یہاں دے دیا جائے پھر انہوں نے رونا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ کھانا چھوڑ دیا۔ (رواہ البخاری ص 57' کذافی الحلیۃ ج 1 ص 100)

☆ ......حضرت نوفل کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ ہمارے پاس بیٹھا کرتے تھے اور بہترین جلیس تھے ایک روز وہ تشریف لائے اور ہمارے پاس ایک بڑا پیالہ جس میں روٹی اور گوشت تھا لایا گیا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے رونا شروع کر دیا اور فرمایا میں کیوں نہ روؤں حالانکہ آپ ﷺ وفات پا گئے۔ آپ نے اور آپ کے گھر والوں نے کبھی جو کی روٹی سے بھی پیٹ نہیں بھرا۔

(رواہ الترمذی کذافی الاصابۃ ج 2 ص 417' وکذافی الحلیۃ ج 1 ص 99)

☆ ......ابوالحسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے جب سورۂ شعراء کی یہ آیات اتریں: وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ (الخ) ترجمہ: شاعروں کی راہ میں تو بے راہ

لوگ چلا کرتے ہیں وہ ہر میدان میں حیران پھرتے ہیں وہ باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔ ہاں وہ لوگ جو ایمان لائے وہ اپنے (اشعار میں) کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

(مستدرک للحاکم ج 3 ص 488)

(یاد رہے! یہ دونوں بزرگ بارگاہِ رسالت کے شاعر تھے خوفِ خدا کی وجہ سے ڈر گئے کہ کہیں ہم شعراء کے پہلے طبقے میں سے تو نہیں جبکہ یقیناً دوسرے میں سے تھے)

حُبِّ نبی میں زندگی کیسے گذر گئی

حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت معاویہ' ابوہاشم کی عیادت کے لئے تشریف لائے' وہ رو رہے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اے ماموں کسی تکلیف کی وجہ سے رو رہے ہو یا دنیا کے لالچ کی وجہ سے؟" فرمایا: "یہ دونوں باتیں نہیں بلکہ حضور ﷺ نے ہم سے وعدہ کیا تھا' لیکن میں اس کو پورا نہ کر سکا۔" پوچھا' آپ نے کیا عہد کیا تھا؟ کہا آپ ﷺ نے فرمایا: تھا کہ "تمام مال سے ایک خادم اور ایک سواری جہاد کے لئے کافی ہے۔ آج میں نے بہت کچھ جوڑ رکھا ہے' اس پر روتا ہوں۔" جب ان کی وفات ہوئی تو ان کا ترکہ جمع کیا گیا' تو اس کی کل قیمت تیس درہم تھی اور میرا خیال یہ ہے کہ اس میں بڑا پیالہ بھی تھا جس میں وہ آٹا گوندھتے تھے اور اسی میں کھاتے بھی تھے۔ (رواہ الترمذی والنسائی وابن ماجہ حبان کذافی الترغیب ج 5 ص 184)

☆ ......حضرت اُمّ المومنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ ﷺ کی وفات کی وجہ سے ہم پر رنج و مصیبت کے پہاڑ ٹوٹے ہوئے تھے' اچانک ہم نے کدالوں کی آواز صبح ہی صبح سنی تو ہمارے رنج میں اور اضافہ ہو گیا۔ ادھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فجر کی اذان دی جب "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کہا تو رو پڑے اور پھوٹ پھوٹ کر روئے' جس سے ہمارا غم اور تازہ ہو گیا۔ (البدایہ ج 5 ص 271)

☆ ......حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اے بلال! یہ کیا زیادتی ہے ہم سے ملنے نہیں آتے؟" حضرت بلال رضی اللہ عنہ پریشان ہو کر بیدار ہوئے اور سامان سفر باندھ کر سفر شروع کیا۔ مدینے

Scanned with CamScanner

پہنچ کر قبر مبارک پر حاضر ہوئے اور دیر تک روتے رہے۔ (اسد الغابہ ج1 ص208)

پوچھے کوئی بلال و خبیب و اویس سے
حُب نبی میں زندگی کیسے گذر گئی

☆......حضرت مثنیٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے: کوئی رات ایسی نہیں گزرتی، جس میں میں نے اپنے حبیب ﷺ کی زیارت نہ کرتا ہوں اور پھر رو دیے۔ (ابن سعد ج7 ص20)

(124)

دعاؤں کے قبول نہ ہونے کی وجہ

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ بصرہ کے بازار سے گزرے تو لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے اور پوچھنے لگے: **یا ابا اسحاق مالنا ندعو فلا یستجاب لنا ؟** اے ابو اسحاق! (یہ آپ کی کنیت تھی) ربّ ذو الجلال نے قرآن کریم میں فرمایا ہے "مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا" اور ہم ایک عرصہ سے دعائیں کر رہے ہیں اور ہماری دعائیں تو قبول نہیں ہوتیں۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: **لان قلوبکم ماتت بعشرة اشیاء** ۔اس لئے کہ تمہارے دل (10) دس چیزوں کی وجہ سے مردہ ہو چکے ہیں۔

پھر مندرجہ ذیل دس چیزیں گنوائیں......فرمایا:

(الْاُوْلٰی: عَرَفْتُمُ اللّٰهَ فَلَمْ تُؤَدُّوْا حَقَّهٗ)

1......تم اللہ تعالیٰ کو پہچانتے ہو لیکن اس کا حق ادا نہیں کرتے۔

(الثانية: زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ تُحِبُّوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَتَرَكْتُمْ سُنَّتَهٗ)

2......تم رسول اللہ ﷺ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو لیکن آپ کی سنت چھوڑ دیتے ہو۔

(الثالثة: قَرَأْتُمُ الْقُرْآنَ وَلَمْ تَعْمَلُوْا بِهٖ)

3......تم قرآن کی تلاوت کرتے ہو لیکن عمل نہیں کرتے۔

(الرابعة: اَكَلْتُمْ نِعَمَ اللّٰهِ وَلَمْ تُؤَدُّوْا شُكْرَهٗ)

4......تم اللہ کی نعمتیں کھاتے ہو لیکن اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔

(الخامسة: قُلْتُمْ اَنَّ الشَّيْطٰنَ عَدُوُّكُمْ وَوَافَقْتُمُوْهُ)

5......تم کہتے ہو شیطان تمہارا دشمن ہے لیکن پھر اس کی موافقت بھی کرتے ہو۔

(السادسة: قُلْتُمْ اَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَلَمْ تَعْمَلُوْا لَهَا)

6......تم کہتے ہو کہ جنت حق ہے لیکن اس کے لئے عمل نہیں کرتے۔

(السابعة: قُلْتُمْ اَنَّ النَّارَ حَقٌّ وَلَمْ تَهْرَبُوْا مِنْهَا)

7......تم کہتے ہو کہ دوزخ حق ہے لیکن اس سے بھاگتے نہیں۔

(الثامنة: قُلْتُمْ اَنَّ الْمَوْتَ حَقٌّ وَلَمْ تَسْتَعِدُّوْا لَهٗ)

8......تم کہتے ہو کہ موت حق ہے لیکن اس کے لئے تیاری نہیں کرتے۔

(التاسعة: اِشْتَغَلْتُمْ بِعُيُوْبِ النَّاسِ وَنَسِيْتُمْ عُيُوْبَكُمْ)

9......تم لوگوں کے عیب نکالنے میں مشغول ہو لیکن اپنے عیبوں کو بھول چکے ہو۔

(العاشرة: دَفَنْتُمْ مَوْتَاكُمْ وَلَمْ تَعْتَبِرُوْا بِهِمْ)

10......تم اپنے مردوں کو دفن کرتے ہو لیکن ان سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔

(الدرة الفاخرہ' مخزن اخلاق)

(125)

ملک الموت علیہ السلام کو دیکھ کر کپکپی

فِی الْخَبَرِ اَنَّ مَلَكَ الْمَوْتِ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ بِالْاِسْكَنْدَرِيَّةِ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ مَنْ اَنْتَ فَقَالَ اَنَا مَلَكُ الْمَوْتِ .... وَاِذْ اَقُوْلُ اِنَّ الدُّنْيَا بِلَا مَلَكِ الْمَوْتِ لَا تُسَاوِيْ بِدَانِقٍ لِاَنَّ مَلَكَ الْمَوْتِ يُوْصِلُ الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ.

حدیث میں ہے کہ بے شک ملک الموت سکندریہ میں ایک آدمی کے پاس داخل ہوا پس اس سے اس شخص نے پوچھا تو کون ہے؟ کہا میں ملک الموت ہوں پس جبھی اس کے پٹھے کانپنے لگے۔ (فرائص سے مراد وہ گوشت ہے جو پہلو اور شانے کے درمیان ہوتا ہے) پس اس کو ملک الموت نے کہا یہ کیا حال ہے جو میں تجھ سے دیکھ رہا ہوں اس شخص نے کہا جہنم کے خوف سے پھر ملک الموت نے کہا میں تجھے ایک تحریر لکھ دیتا ہوں یہاں تک تو اس کے سبب جہنم سے نجات پائے گا اس نے کہا: ہاں لکھ دو پس ملک الموت نے کاغذ منگوا کر اس میں لکھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور کہا یہ تیرے لئے جہنم سے نجات ہے اور ایک اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک مرد عارف نے ایک آدمی سے سنا کہ وہ بسم اللہ شریف پڑھتا ہے تو اس نے کہا جب پیارے کا نام اس شان کا ہے تو اسے دیکھنے کا کیا عالم ہوگا؟ پھر بیان کیا: لوگ کہتے ہیں کہ بیشک دنیا مع الملک الموت ایک دانگ کے برابر نہیں میں یوں کہتا ہوں بیشک دنیا ملک الموت کے بغیر درہم کے چھٹے حصے کے برابر بھی نہیں اس لئے کہ بیشک ملک الموت تو دوست سے ملاتا ہے۔ (دقائق الاخبار باب نمبر 11)

(126)

سب سے بڑا احسان

جنگ حنین کے موقع پر جب ایک وقت ایک بات پر حضور ﷺ نے انصار مدینہ کو اپنی عنایات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اَلَمْ اَجِدْکُمْ ضُلَّالًا فَھَدَاکُمُ اللّٰہُ بِیْ، وَعَالَۃً فَاَغْنٰکُمُ اللّٰہُ بِیْ، وَمُتَفَرِّقِیْنَ فَجَمَعَکُمُ اللّٰہُ بِیْ وَیَقُوْلُوْنَ: اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمَنُّ. فَقَالَ: اَلَا تُجِیْبُوْنِیْ. فَقَالُوْا: اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمَنُّ.

ترجمہ: آپ نے فرمایا: کیا میں نے تم کو بھٹکا ہوا نہ پایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں میری وجہ سے ہدایت دی۔ کیا تمہیں تنگ دست نہ پایا اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تمہیں غنی کر دیا۔ کیا تم بکھرے ہوئے نہ تھے پس اللہ تعالیٰ نے تمہیں میری وجہ سے اکٹھا کر دیا اور انصار کہتے جاتے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا ہم پر بڑا احسان ہے۔ آپ نے فرمایا: جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہ کہنے لگے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا بڑا احسان ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب اعطاء المؤلفۃ من یخاف علی ایمانہ الخ، صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف فی شوال، مسند احمد جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 42، مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 419، شرح السنۃ (بغوی) جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 148، مسند رویانی جلد نمبر 2، صفحہ نمبر 118، جامع الاصول (ابن اثیر جزری) جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 389، عمدۃ الاحکام (عبدالغنی مقدسی) کتاب الزکوۃ باب صدقۃ الفطر۔ حدیث نمبر 175، سنن کبریٰ (بیہقی) جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 339، تفسیر بغوی تحت سورۃ التوبۃ آیت نمبر 24، تفسیر ابن کثیر تحت سورۃ آل عمران آیت نمبر 103، تفسیر خازن تحت سورۃ التوبہ آیت نمبر 24)

(127)

حضرت سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی وصیتیں

حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وصال سے قبل حضرت سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو پیٹ کا مرض لاحق ہو گیا۔ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ایک دن میں نے عرض کی: حضور! میں آپ رحمۃ تعالیٰ علیہ کی تیمارداری میں مشغول رہتا ہوں جس کی وجہ سے باجماعت نماز ادا نہیں کر سکتا، آپ رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟'' فرمایا: ''کسی مسلمان کی لمحہ بھر کے لئے خدمت کرنا ساٹھ (60) سال کی باجماعت نمازوں سے افضل ہے۔ میں نے عرض کی: ''حضور! یہ بات آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کس سے سنی؟'' ارشاد فرمایا: ''میں نے حضرت سیّدنا عاصم بن عبید اللہ بن عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے حضرت سیّدنا عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ''کسی بیمار مسلمان بھائی کی ایک دن خدمت کرنا مجھے ان ساٹھ (60) سال کی باجماعت نمازوں سے زیادہ پسند ہے جن میں کبھی تکبیر اولیٰ بھی فوت نہ ہوئی ہو۔''

جب مرض طور پکڑ گیا تو آپ کو گھٹن سی محسوس ہوئی اور ''اے موت! اے موت!'' کہنے لگے پھر فرمایا: ''میں نہ تو موت کی تمنا کر رہا ہوں نہ ہی موت کی دعا مانگ رہا ہوں بلکہ میں تو ''لفظ موت'' کہہ رہا ہوں۔'' جب وصال کا وقت قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ زار و قطار رونے لگے۔ میں نے عرض کی ''اے ابو عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ! یہ رونا کیسا؟'' فرمایا: ''موت کے وقت کی شدید تکلیف کی وجہ سے رو رہا ہوں، اے عبدالرحمٰن! اللہ تعالیٰ زبردست طاقت والا ہے۔'' میں نے دیکھا کہ کثرت بکاء (بہت زیادہ رونے) کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھیں ڈھلک گئی تھیں اور پیشانی پر پسینہ آ رہا تھا۔ فرمایا: ''میری پیشانی سے

پسینہ صاف کر دو۔" میں نے پسینہ صاف کیا تو دوبارہ آ گیا تو آپ نے کہا: الحمد للہ!" (پھر فرمایا) میں نے حضرت سیّدنا منصور سے' انہوں نے حضرت سیّدنا بلال بن یساف سے' انہوں نے حضرت سیّدنا بریدہ اسلمی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے روایت کی آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "میں نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "بے شک مومن کی روح پسینے کے ساتھ نکلتی ہے۔" (جامع الترمذی' ابواب الجنائز' باب ماجاء فی التشدید عند الموت' الحدیث 96' ص 1745 "روح" بدلہ "نفس")

مومن کی موت

(پھر فرمایا) اے ابن مہدی! میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ اس دنیا سے ایمان کے ساتھ جاؤں گا۔ اے ابن مہدی! تیرا بھلا ہو! کیا تجھے معلوم ہے کہ عنقریب میری ملاقات کس سے ہوگی؟ سن! میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں جا رہا ہوں جو اپنے بندوں پر رحم دل اور شفیق ماں سے زیادہ رحم فرمانے والا' سب سے زیادہ کریم و جواد ہے۔ اے عبدالرحمٰن! جب مجھے اپنے کریم پروردگار سے ملاقات کا بہت زیادہ شوق ہے تو پھر میں موت کو کیوں مکروہ جانوں گا؟" آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ایمان افروز باتیں سن کر مجھ پر رقت طاری ہوگئی' روتے روتے میری ہچکیاں بندھ گئیں' آپ رحمۃ اللہ علیہ پر غشی طاری ہونے لگی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔ ہائے موت کا درد! ہائے موت کا درد! لیکن یہ آواز اس وقت آئی جب آپ رحمۃ اللہ علیہ ہوش میں نہ تھے ورنہ بحالت ہوش آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ بھی درد و الم کی شکایت نہ کی۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ہوش آیا تو فرمایا:

میں نے سورہ یٰسین شریف کی تلاوت شروع کی' دوران تلاوت مجھ پر رقت طاری ہوگئی' رونے کی وجہ سے مجھ سے بعض حروف کی صحیح ادائیگی نہ ہو سکی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "جن الفاظ میں غلطی ہوئی ہے انہیں دوبارہ پڑھو۔" آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ غلطی درست کرائی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ پر پھر غشی طاری ہوگئی۔ کچھ دیر بعد آنکھیں کھول کر اوپر کی جانب دیکھنے لگے۔ گھر والے اور بچے رونے لگے' ان کی ہلکی ہلکی چیخیں بلند ہوئیں لیکن یہ آواز گھر تک ہی محدود تھی باہر سنائی نہ دیتی تھی۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ ہوش آیا تو فرمایا: "یہ چیخ و پکار

اور رونا کیسا؟" میں نے عرض کی: "گھر کی عورتوں پر رقت طاری ہوگئی ہے۔" فرمایا: "اللہ تبارک وتعالیٰ تم پر رحم فرمائے' خاموش ہو جاؤ! چیخ و پکار اور رونا بند کرو! اپنے کپڑے ہرگز نہ پھاڑنا کیونکہ نوحہ کرنا اور کپڑے پھاڑنا زمانہ جاہلیت کے کام ہیں' ان چیزوں کو ترک کرو اور اس طرح کہو: "اے سفیان ثوری! اللہ تبارک وتعالیٰ قول ثابت کے ساتھ تجھے ثابت قدم رکھے۔ تیری حجتیں تجھے پہنچ جائیں۔ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت کے فرشتے نازل فرمائے۔" میرے انتقال کے بعد کثرت سے یہ دعائیں کرنا۔ ابھی اس طرح دعا کرو: "اے ہمارے پروردگار! جو ہم دیکھ رہے ہیں ہمیں اس سے نصیحت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما اور اس پر یقین کامل عطا فرما۔" (آمین)

حالت نزع کا بیان

حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا: "حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کو میرے پاس بلا لاؤ' میں پسند کرتا ہوں کہ وقت رخصت وہ میرے پاس موجود ہوں۔" میں حضرت سیّدنا حماد سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور عرض کی: "حضرت سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ حالت نزع میں ہیں۔ یہ سنتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ فوراً ننگے پاؤں صرف ایک چادر پہنے جلدی جلدی وہاں پہنچے۔ اس وقت حضرت سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ پر غشی طاری تھی۔ حضرت سیّدنا حماد رحمۃ اللہ علیہ نے فرط محبت میں ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور روتے ہوئے کہنے لگے: "اے ابوعبداللہ! اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو برکت عطا فرمائے۔ ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بہت زیادہ مشتاق تھے۔ حضرت سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو ہوش آیا تو کہا: "تمام تعریفیں اس پاک پروردگار کے لئے ہیں جس نے اپنی مخلوق کے فنا ہونے کا فیصلہ فرمایا۔" میں نے عرض کی: "حضور! دیکھئے! حضرت سیّدنا حماد رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موجود ہیں۔" فرمایا: "اے میرے بھائی! مرحبا' مرحبا! میرے قریب آ جاؤ! اے حماد! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور حالت نزع کی تکالیف کو دیکھ لو عنقریب تم پر بھی یہ کیفیت طاری ہونے والی ہے۔ تم نہیں جانتے کہ پیغام اجل تمہیں اپنے گھر میں آئے گا یا کہیں اور' صبح آئے گا یا شام کو۔

یہ سن کر میں اور حضرت سیّدنا حماد رحمۃ اللہ علیہ فکر میں مبتلا ہو گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ پر غشی طاری ہو گئی۔ جب افاقہ ہوا تو فرمایا: ''اے حماد! ذرا سوچ اور اس بارے میں غور و فکر کر' جب تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔ اے حماد! اگر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو دیکھ لیتا تو کبھی بھی دنیاوی زندگی کو پسند نہ کرتا' وہ لوگ وصال کے اتنے شوقین تھے کہ موت بھی ان کی اتنی خواہش مند نہ ہوگی۔ وہ گمان کرتے تھے کہ گویا ہم جہنم میں داخل ہوں گے بس یہی سوچ کر وہ تڑپتے اور روتے رہتے اور ان کی آنکھوں سے سیل اشک رواں ہو جاتا حالانکہ جنت ان کے سامنے ہوا کرتی تھی' وہ ساری ساری رات قیام و سجود میں گزار دیتے تھے۔ اللہ ربّ العزت نے اپنی پاکیزہ کتاب قرآن پاک میں ان کی عمدہ صفات اور بہترین اوصاف کا ذکر فرمایا۔

حضرت حماد کو وصیت

اے حماد! غرور و تکبر' ریا کاری اور خود پسندی سے بچتے رہنا' ان صفات مذمومہ (بری صفات) کے ہوتے ہوئے دین سلامت نہیں رہتا۔ اے حماد! چھوٹوں کے لئے سراپا شفقت اور بڑوں کے لئے سراپا عاجزی و محبت بن جاؤ۔ لوگوں کے لئے وہی بات پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ جب تمہیں تنہائی میسر آئے تو سفر آخرت کے بارے میں غور و فکر کر کے اپنے آپ پر خوب رویا کرو اور سوچا کرو کہ تمہاری ابتداء و انتہاء کیا ہے۔ غور و فکر کر کہ تجھے ایک امر عظیم درپیش ہے' وہ امر ایسا سخت ہے کہ اس کی سختی لوہا و پتھر بھی برداشت نہیں کر سکتے اگر تو اس دشوار گزار گھاٹی سے نجات پا گیا تو سمجھ لے کہ تو کامیاب ہو گیا اور اگر خدانخواستہ اس گہری کھائی میں گر گیا تو بدبختوں میں سے ہوگا اور تجھے ایسا غم ملے گا جو کبھی ختم نہ ہوگا اور آگ میں جلنے والے کو سکون نہیں ملتا۔ اے حماد! اغنیاء کی مجالس سے بچتے رہنا! بے شک وہ تیری زندگی تیرے لئے ناپسندیدہ بنا دیں گے۔ مغروروں کی مجالس میں ہرگز نہ بیٹھنا' ان کی صحبت سے بچتے رہنا اگر ان کے ساتھ بیٹھے گا تو وہ تجھے اپنی بری عادتیں سکھائیں گے۔ ہاں! علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضری لازم کر۔ ان کے سامنے نرمی سے گفتگو کر' انہیں گھور گھور کر ہرگز نہ دیکھنا'

نہایت عاجزی و انکساری کے ساتھ ان سے ملنا' اگر تو ایسا کرے گا تو ان کی بھلائیوں سے تجھے بھی حصہ ملے گا اور تو ان کی برکتوں سے فیض یاب ہوگا۔

ہائے! اب ایسے علماء کہاں ہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام کے جانے کے بعد ان کے وارث بنتے ہیں۔ ہائے! وہ اس فانی دنیا کو اس کے چاہنے والوں کے لئے چھوڑ کر دار بقاء کی طرف چلے گئے' انہیں عالم اس لئے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ کا جو حق ان پر ہے اسے پہچانتے ہیں اور ان کا اپنے اوپر جو حق ہے اسے بھی جانتے ہیں' پس یہ لوگ آگ سے دور بھاگتے اور جنت کی امید رکھتے ہیں جو چیزیں اللہ ربّ العزت کو ناپسند ہیں یہ بھی انہیں ناپسند کرتے ہیں اور جسے اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے یہ اس سے محبت کرتے ہیں۔ اے حماد! دنیا کی رنگینیوں میں کھوئے ہوئے علماء سے بچنا! بے شک جو بھی ان کے قریب جائے گا یہ اسے فتنے میں ڈال دیں گے اگر کوئی جاہل ان کے پاس بیٹھے گا تو اس کی جہالت میں مزید اضافہ ہوگا' کوئی جاننے والا ان کے پاس جائے گا تو یہ اس کی فکر آخرت میں کمی کا سبب بنیں گے۔ ایسے ہی لوگوں کے کاموں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈرایا اور ان کے ساتھ بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

بوقت نزع تلاوت آیات کا سلسلہ

اے حماد! تو جہاں بھی رہے ہر حال میں ہر جگہ صدق کو اپنے اوپر لازم رکھنا کیونکہ سچائی کی بدولت اللہ تبارک وتعالیٰ تجھے عزت عطا فرمائے گا۔ صبر کو اپنے اوپر لازم کر لینا! بے شک یہ دین کا بادشاہ ہے' یقین کو مضبوطی سے تھام لینا کیونکہ یہ اسلام کی بلندی کا سرچشمہ ہے۔ اے حماد! علم دین کو مخلوق میں سے کسی کے ہاتھ نہ بیچنا بلکہ اس کے ذریعے اس رحیم و کریم پروردگار کی طرف متوجہ ہونا جو چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی قبول کرتا اور بڑے سے بڑے گناہ کو بھی معاف فرما دیتا ہے۔ یہ میری وصیت ہے' اسے مضبوطی سے تھام لینا۔ اتنا کہہ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ پر غشی طاری ہو گئی ہم نے دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسم سے پسینہ نکل رہا تھا اور قدم ٹھنڈے ہو چکے تھے پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ہوش آیا تو فرمایا: ''الحمد للہ! بے شک مؤمن ہر حال میں بھلائی کو پہنچتا ہے۔ مؤمن کی روح اس کے پہلوؤں سے نکلتی

Scanned with CamScanner

ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہے' تمام تعریفیں اسی خدائے بزرگ و برتر کے لئے ہیں جو اکیلا ہی ہر حمد حقیقی کے لائق ہے۔ حضرت سیّدنا حماد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: ''لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھیے۔'' تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کلمہ طیبہ پڑھ کر یہ آیت کریمہ تلاوت کی:

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ کُنَّا نَعْمَلُ ؕ (پ22' الفاطر 37)

اے ہمارے رب! ہمیں نکال کہ ہم اچھا کام کریں اس کے خلاف جو پہلے کرتے تھے۔ پھر یہ آیت مبارکہ پڑھی:

وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ (پ7' الانعام: 28)

اور اگر واپس بھیجے جائیں تو پھر وہی کریں جس سے منع کئے گئے تھے اور بے شک وہ ضرور جھوٹے ہیں۔ پھر اوپر دیکھا اور یہ آیت کریمہ پڑھی:

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ ○ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ (پ25' الدخان: 39,38)

اور ہم نے نہ بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر۔ ہم نے انہیں نہ بنایا مگر حق کے ساتھ۔

اور روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آواز بند ہو گئی۔ حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیّدنا حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے سنا: ''خدا کی قسم! اس عظیم ولی کے بعد مشرق ومغرب میں اس کی مثل کوئی نہیں۔ یہ بزرگ انبیاء کرام علیہم السلام کی سنتوں کے آئینہ دار تھے۔'' یہ کہہ کر حضرت سیّدنا حماد رحمۃ اللہ علیہ رونے لگے یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آواز بلند ہو گئی۔ میں نے کہا: ''اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر رحم فرمائے۔ اطمینان رکھئے اور رونا موقوف کر دیجئے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّـآ اِلَیْـهِ رٰجِعُوْنَ'' پڑھ کر کہا: ''اے عبدالرحمٰن بن مہدی تیرا بھلا ہو ان کے بعد ایسا کون ہے جس پہ رویا جائے' کچھ دیر بعد حضرت سفیان کلام کرنے لگے اور مجھے پکارا۔ میں نے کہا: ''میں حاضر ہوں۔'' فرمایا: ''دینار کا چوتھا

حصہ دے کر میری قبر کھدوانا' دینار کے چوتھے حصے کی خوشبو وغیرہ خریدنا اور نصف دینار کی کفن کی چادریں خرید لینا مجھے میری اسی چادر میں غسل دینا پھر اسے ہی میرے کفن کی چادر بنا دینا اور جو قمیص میں نے پہنی ہوئی ہے اسے پھاڑ کر دھو کر میرے کفن کی قمیص بنا دینا مجھ پر اس سے زائد بوجھ نہ ڈالنا اور یہ تمام کام اس وقت کرنا جب مجھے اس مکان سے دور لے جاؤ ورنہ اژدہام (لوگوں کا ہجوم) ہو جائے گا اور تجھے میری وجہ سے مشقت ہو گی اور میں نہیں چاہتا کہ تجھے مشقت ہو پھر میری نماز جنازہ پڑھنا' خبردار چیخ و پکار ہرگز نہ کرنا۔'' اتنا کہہ کر ولی کامل حضرت سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ داعیٔ اجل کو لبیک کہتے ہوئے اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ)

حاکمِ وقت اور ولی کامل

میں نے حضرت سیّدنا حماد رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ روتے روتے ان کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ میں نے کہا ''اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ صبر کیجئے۔'' فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہیں بھی اجر عطا فرمائے۔'' پھر میں نے حضرت سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ پر کپڑا ڈال دیا' گھر کی عورتیں شدت غم سے رو رہی تھیں لیکن ان کی آواز پست تھی۔ میں نے حضرت سیّدنا حماد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: ''ان کے غسل وغیرہ کے متعلق آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کیا رائے ہے۔'' فرمایا: ''اس وقت تک انہیں بالکل حرکت نہ دینا جب تک ہم انہیں اس مکان سے دور نہ لے جائیں۔'' چنانچہ ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسم مبارک کو لے چلے' راستے میں کچھ لوگوں نے دیکھا تو جمع ہو گئے اور کہا: ''یہ تو میت ہے۔'' جب انہوں نے چادر ہٹا کر دیکھا تو کہا: ''ہم اسی کوفی کی تلاش میں تھے۔'' کچھ دیر بعد حاکم وقت بھی آ گیا۔ لوگ نے سمجھا شاید آپ رحمۃ اللہ علیہ کی میت کی بے حرمتی کرے گا اور سر کاٹ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بدن کو لٹکا دے گا۔ اسی خطرے کے پیش نظر لوگوں نے اپنے اپنے ہتھیار نکال لئے اور پختہ ارادہ کر لیا کہ اگر حاکم نے ہلکی سی گستاخی بھی کی تو ہم اس سے جنگ کریں گے۔ حاکم مجمع کے قریب آیا' لوگوں کو دور کرتے ہوئے جنازے کے قریب پہنچا اور حضرت سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دے کر بلند آواز سے رونے لگا۔

Scanned with CamScanner

لوگ تو پہلے ہی غمزدہ تھے اب سارا مجمع رونے لگا۔ بچے' بوڑھے' جوان' مرد وعورت الغرض ہر شخص رو رہا تھا ہر آنکھ پرنم تھی۔ حاکم نے فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کو بلوا کر کہا: ''مجھے اس ولی کامل کی تدفین کے بارے میں مشورہ دو۔''

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

حضرت سیّدنا حماد رحمۃ اللہ علیہ وہاں موجود تھے' انہوں نے فرمایا: ''اے امیر! میری رائے یہ ہے کہ انہیں ان کی چادر اور قمیص کا کفن دیا جائے اور ہم خود اپنے ہاتھوں سے انہیں غسل دیں' بیشک انہیں یہی بات پسند تھی۔ حاکم نے کہا: ''ٹھیک ہے' تم لوگ انہیں غسل دے کر انہی کپڑوں کا کفن پہناؤ' لیکن اس کے بعد میں اپنی طرف سے کفن پہناؤں گا۔'' پھر حضرت سیّدنا حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کی جماعت کے ساتھ مل کر غسل دیا' قمیص کو کفنی اور آپ کی چادر کو ازار (کفن کی چادر) بنایا اور خوشبو وغیرہ لگائی پھر حاکم نے سفید قیمتی کپڑا منگوا کر اپنی طرف سے کفن پہنایا۔ جب حاکم کی طرف سے دیئے جانے والے کفن کی قیمت معلوم کی گئی تو وہ دو سو (200) دینار تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ قبرستان لایا گیا اور بعد نماز مغرب اس ولی کامل کو دفنا دیا گیا۔

حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھ سے حضرت سیّدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے حضرت سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کچھ بتاؤ۔'' جب میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے اخلاق وعبادات کے متعلق بتایا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ روتے ہوئے فرمانے لگے: ''کیا تم جانتے ہو کہ حضرت سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کون تھے؟ سنو! ان کے بعد ان جیسا کوئی اور نہیں ملے گا' وہ امام تھے' فاضل تھے' ادب سکھانے والے' نصیحت کرنے والے اور بہترین استاذ تھے۔'' (عیون الحکایات)

(128)

تمام غموں کا علاج

ترمذی شریف اور دیگر کتب حدیث میں سے ایک واقعہ پیش خدمت ہے جو لذت کام ودھن کو بڑھا کر عجیب ولولہ ایمانی عطا کرنے والا ہے:...... حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پوچھتے ہیں: اے اللہ کے نبی ﷺ! میں آپ پر کثرت سے درود بھیجنا چاہتا ہوں بتایئے! اپنے اوقات دعا میں سے کتنا وقت اس کے لئے مقرر کروں؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: جتنا تیرا جی چاہے۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ ایک چوتھائی مقرر کرتا ہوں۔ میرے آقا ﷺ نے فرمایا: تجھے اختیار ہے اور اگر اس سے بھی زیادہ کر دے تو تیرے لئے بہتر ہے تو میں نے عرض کیا: نصف کر دوں؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: تجھے اختیار ہے اور اگر اس سے بھی زیادہ کر دے تو تیرے لئے اور بہتر ہے تو میں نے عرض کیا: دو تہائی کر دوں؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: تجھے اختیار ہے اور اگر اس سے بھی زیادہ کر دے تو تیرے لئے اور بہتر ہے تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! پھر تو میں اپنی دعا کا سارا وقت آپ کے درود کے لئے ہی مقرر کر دیتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: پھر تو تیری ساری پریشانیاں دور کر دی جائیں گی اور تیرے گناہ بھی معاف کر دیئے جائیں گے۔ سبحان اللہ...... آپ بھی اس شوق میں درود شریف پڑھ لیجئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ ''نیز اپنی دعا میں درود شریف کی کثرت کا معمول بنایئے اور اپنے روز وشب میں سے کچھ وقت اس کار خیر کے لئے ضرور مختص کیجئے۔ (ترمذی' احمد' صحیح حاکم)

Scanned with CamScanner

(129)

تم ہمارے نبی کی گستاخی کرو اور ہم معاہدہ پورا کریں؟

اَنَّ غَرْفَةَ بْنَ حَارِثٍ ؓ كَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ وَّقَاتَلَ مَعَ عِكْرِمَةَ ؓ بْنِ اَبِیْ جَهْلٍ بِالْيَمَنِ فِی الرِّدَّةِ . اَنَّهُ مَرَّ نَصْرَانِیٌّ مِنْ اَهْلِ مِصْرَ . يَقُوْلُ لَهُ الْمَنْدَقُوْنَ فَدَعَاهُ اِلَى الْاِسْلَامِ فَذَكَرَ النَّصْرَانِیُّ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَاوَلَهُ فَرَفَعَ ذٰلِكَ اِلٰى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ؓ . فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ اَعْطَيْنَاهُ الْعَهْدَ . فَقَالَ غَرْفَةُ : مَعَاذَ اللهِ اَنْ نَّكُوْنَ اَعْطَيْنَاهُمُ الْعُهُوْدَ وَالْمَوَاثِيْقَ عَلٰى اَنْ يُّؤْذُوْنَا فِی اللهِ وَرَسُوْلِهٖ ...... الی آخرہ

(کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 13 صفحہ نمبر 212' الصارم المسلول (ابن تیمیہ) صفحہ نمبر 228' المطالب العالیہ (عسقلانی) کتاب الجہاد باب حد ردم من سب النبی ﷺ من اہل العہد' سبل الہدیٰ والرشاد (محمد بن یوسف صالحی) الباب الثامن فیما اختص بہ)

ترجمہ: عرفہ بن حارث ؓ جو کہ صحابی رسول ﷺ ہیں' ابوجہل کے بیٹے حضرت عکرمہ ؓ (جو کہ صحابیٔ رسول ہونے کا اعلیٰ مرتبہ پا چکے تھے) کے ساتھ مل کر ردۃ (ایک جگہ کا نام) یمن میں جہاد کر رہے تھے۔ وہاں سے اہل مصر میں سے ایک عیسائی گزرا جس کو مندقون کہا جاتا تھا' پس آپ نے اسے اسلام کی دعوت دی۔ اس نے جواباً حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی۔ آپ نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے حضرت عمرو بن عاص ؓ کی طرف بھیج دیا۔

معاہدہ ختم اور سزا قتل

حضرت عمرو بن عاص ؓ نے کہا: ہم نے ان سے (لڑائی نہ کرنے کا) معاہدہ کیا ہوا ہے۔ حضرت غرفہ بن حارث ؓ نے کہا: ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں ان کے ساتھ ایسے کسی بھی معاہدے اور میثاق سے جو اس شرط پر ہو کہ اس میں ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ذات کے بارے میں اذیت برداشت کرنی پڑے۔

(المعجم الکبیر (طبرانی) جلد نمبر 18 صفحہ نمبر 261' الصارم المسلول (ابن تیمیہ ص 228)' المعجم الاوسط (طبرانی) جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 318 (دار الحرمین قاہرہ)' معرفۃ الصحابہ (ابونعیم اصبہانی) باب غرفہ بن حارث کندی' مجمع الزوائد (ہیثمی) کتاب الجہاد باب ما نقض عہد اہل الذمہ' کتاب الحدود والدیات باب فی من سب النبی' الثقات (ابن حبان) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 318' ابن عساکر جلد نمبر 46' صفحہ نمبر 165' کنز العمال ج 13 ص 212' تہذیب الکمال (مزی) جلد نمبر 23 صفحہ نمبر 96' اتحاف الخیرۃ المھرۃ جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 213' جامع الاحادیث (سیوطی) حدیث نمبر 40858)

(چنانچہ اس گستاخی کی بناء پر ان سے معاہدہ ختم کر دیا گیا نیز مذکورہ حوالہ جات میں سے بعض مثلاً اتحاف الخیرۃ المھرۃ اور ابن عساکر وغیرہ میں ہے کہ حضرت غرفہ بن حارث نے اسے قتل کر دیا)

Scanned with CamScanner

(130)

حضرت یحییٰ علیہ السلام کو پانچ باتوں کا حکم

جامع ترمذی میں ہے کہ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں کا حکم دیا کہ وہ خود بھی کریں اور دوسروں تک بھی پہنچائیں۔ انہوں نے لوگوں کو بیت المقدس میں جمع کیا مسجد بھر گئی اور لوگ اِدھر اُدھر بلند جگہوں پر اور ٹیلوں پر بھی بیٹھ گئے تو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں کا حکم دیا ہے کہ میں خود بھی بجالاؤں اور تمہیں بھی بتاؤں تاکہ تم بھی ان پر عمل کرو۔

سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ تم ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کی مثال ایسی ہے کہ ایک آدمی نے خاص اپنے مال سے ایک غلام خریدا۔ اسے بتایا کہ یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا کام کاج ہے یہ کام کرو اور جو نفع حاصل ہو وہ مجھے لاکر دیتے رہو۔ غلام نے اپنی بے وقوفی سے یہ کیا کہ اس کام میں جو نفع ہوا وہ اپنے مالک کو دینے کی بجائے کسی اور کو دیتا رہا۔ کون ہے جو ایسے غلام کی طلب کرے؟ اس مثال سے یہ سمجھایا گیا کہ انسان کو پیدا تو اللہ تعالیٰ نے کیا اور وہ اس کے حکم نہیں مانتا اور اسے خوش نہیں کرتا بلکہ اوروں کی مرضی کے اعمال کرتا ہے انہیں خوش کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا نہیں چاہتا بلکہ بندوں کی رضا کا طالب بن جاتا ہے اور اپنے حقیقی مالک کو ناراض کر لیتا ہے۔ ایسا غلام کسی کو پسند نہیں۔ لہٰذا شرک کو بھی ناپسند جانو۔

دوسری بات: اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ نماز ادا کیا کرو اور دورانِ نماز اِدھر اُدھر توجہ نہ کیا کرو اور خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ کی توجہ (نظر رحمت) اس وقت تک بندے کی جانب متوجہ رہتی ہے جب تک وہ اپنا دھیان اللہ کی جانب رکھے۔

تیسری بات: اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ روزہ رکھا کرو اور روزہ دار کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص چند لوگوں کے ساتھ چل رہا ہو اور اس کے پاس ایک تھیلی میں عمدہ خوشبو ہو اور سب لوگ اس کی اس خوشبو کو بہت پسند کر رہے ہوں۔ بے شک روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس تھیلی کی خوشبو سے بھی کہیں زیادہ پسندیدہ ہے۔

چوتھی بات: میں تمہیں صدقہ کا حکم کرتا ہوں۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی کو دشمن نے قید کر لیا اور اس کی مشکیں کس دیں اور اس کی گردن مارنے کے لئے اسے آگے لانا چاہ رہے تھے کہ اس نے کہا میری بات سنو! میری ملکیت میں جو تھوڑا بہت مال ہے وہ میری جان کے فدیہ کے طور پر قبول کر لو۔ انہوں نے اس کا سب مال لے لیا اور اس کی جاں بخشی کر دی۔ (ایسے ہی صدقہ مصائب سے چھٹکارا دلانے والا ہے)۔

پانچویں بات: اور میں تمہیں اس بات کا حکم دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر خوب کیا کرو اس کی مثال یوں سمجھو کہ ایک آدمی کے پیچھے اس کے دشمن دوڑ رہے ہیں یہاں تک کہ اس کو ایک قلعہ نظر آیا وہ اس میں داخل ہو گیا اور دشمنوں سے جان بچالی۔ اسی طرح انسان ذکر اللہ کے ذریعے اپنے نفس کو شیطان سے بچا سکتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کا ذکر بندے کے لئے قلعہ کی مانند ہے۔

حضور علیہ السلام کو پانچ چیزوں کا حکم

حضور ﷺ نے فرمایا: میں بھی تمہیں پانچ چیزیں بتاتا ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے۔

1...... اطاعت

2...... جہاد

3...... ہجرت

4...... مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ ہی رہنا۔ اس لئے کہ جو ایک بالشت برابر بھی جماعت سے ہٹا اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ اتار پھینکا سوائے اس کے کہ وہ لوٹ کر جماعت سے آملے۔

Scanned with CamScanner

5......اور جس نے جاہلیت کا آوازہ بلند کیا بے شک وہ بھی جہنم میں گرایا جائے گا۔ ایک آدمی نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ اگر چہ وہ نماز پڑھتا ہو اور روزہ بھی رکھتا ہو؟ فرمایا ہاں اس کے باوجود بھی۔ سو تم اللہ کے دین کا آوازہ بلند کرو وہ اللہ جس نے تمہارا نام مسلم رکھا۔ (ترمذی)

(131)

علاماتِ قیامت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے برسوں میں جس سال ان کی وفات ہوئی۔ ٹڈیاں ناپید ہوئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی وجہ سے غمگین ہو گئے اور انہوں نے ایک سوار یمن کی طرف ایک سوار عراق کی جانب اور ایک سوار شام کی طرف بھیجا اور ٹڈیوں کے بارے میں لوگوں سے پوچھ گچھ کرنے لگے تو پھر یمن کی طرف جانے والا سوار ایک مٹھی ٹڈیاں لے آیا اور ان کو آپ کے سامنے بکھیر دیا جب آپ نے ان ٹڈیوں کو دیکھا تو نعرہ تکبیر بلند کیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دس ہزار جاندار مخلوق کو پیدا فرمایا ہے جن میں چھ ہزار سمندر میں اور چار ہزار خشکی میں ہیں اور سب سے پہلے ان جاندار مخلوقات میں ٹڈیاں ہلاک ہوں گی پھر ان کے بعد دوسری جاندار مخلوقات کی ہلاکت لگا تار اس طرح ہونے لگے گی جس طرح موتیوں کی لڑی کا دھاگہ کٹ جائے تو موتی لگا تار گرنے لگتے ہیں۔ (مشکوٰۃ ج2 ص472 شراط الساعۃ)

ٹڈیوں کی ہلاکت

ابھی تک ٹڈیوں کا وجود دنیا سے ختم نہیں ہوا ہے اس لئے ظاہر ہے کہ ابھی تک قیامت کی نشانی کا وجود نہیں ہوا ہے ہاں اتنی بات ضرور ہو گئی ہے کہ اب ٹڈیوں کی تعداد بہت کم ہو گئی ہے حکومتیں ان کے انڈوں اور بچوں کے ہلاک کرنے میں بڑی جدوجہد کر رہی ہیں جس کا انجام اس کے سوا اور کیا ہو گا کہ ایک نہ ایک دن ٹڈیوں کی نسل دنیا سے فنا ہو جائے گی اور قیامت کی ایک نشانی معرض وجود میں آ جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Scanned with CamScanner

☆......حضرت حذیفہ ﷛ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن پر ایک ایسی رات گزرے گی کہ لوگ صبح کریں گے تو ہر جگہ قرآن کی آیت اور حرف مٹا دیئے گئے ہوں گے! (حجۃ اللہ ج2 ص847 بحوالہ ابن ماجہ ص303)

تشریح: اس حدیث کا مطلب ہے کہ قیامت سے پہلے ایک ایسی رات آئے گی کہ اچانک قرآن پاک کی تمام آیتیں اور حروف آغاز قرآن مجید کی جلدوں سے بھی اور حافظوں کے سینے سے بھی مٹ جائیں گے چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ قرآن مجید جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹ کر چلا جائے گا اور عرش کے گرد شہد کی مکھی کی طرح آواز کرے گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے؟ تو قرآن کہے میری تلاوت تو کرتے ہیں مگر میرے احکام پر عمل نہیں کرتے۔

(حجۃ اللہ ج2 ص847)

ابھی تک قیامت کی نشانی کا ظہور نہیں ہوا ہے یہ بالکل ہی قرب قیامت میں ہوگا۔

قتل کی کثرت

حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ ہرج بہت زیادہ بڑھ جائے گا تو لوگوں نے کہا: ہرج کیا چیز ہے؟ یا رسول اللہ ﷺ! تو آپ نے فرمایا: قتل قتل۔

(مسلم ج2 ص390 کتاب الفتن)

قتل اور خوں ریزی کی کثرت تمام دنیا میں بہت زیادہ بڑھ گئی ہے اور روزانہ اس کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ لہٰذا قیامت کی یہ نشانی ظہور پذیر ہو چکی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضرت حسن ﷛ سے مروی ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کی مسجدوں میں ان کی دنیاوی باتیں ہوں گی لہٰذا تم لوگ ایسے لوگوں کی صحبت میں نہ بیٹھو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کی کوئی پروا نہیں ہے۔ (حجۃ اللہ ج2 ص832 بحوالہ بیہقی)

یاد رہے! قیامت کی یہ نشانی پوری ہو چکی ہے کیونکہ تمام دنیا کے مسلمان اس بلا میں

گرفتار ہیں کہ چند منٹوں کے لئے لوگ مسجدوں میں نماز کے لئے آتے ہیں تو خواہ مخواہ دنیا کی باتیں اور دھندے روزگار کی باتوں کا تذکرہ کرنے لگتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت کو یہ حکم فرمایا ہے: ایسے لوگوں کے پاس نہ بیٹھیں بلکہ ان لوگوں سے دور رہیں۔

جھوٹے مدعین نبوت

حضرت ثوبان ﷛ سے مروی ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہ گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور ہمیشہ میری امت میں سے ایک جماعت حق پر رہے گی جو غالب رہے گی۔ ان کے مخالفین ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت) آ جائے اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

(مشکوۃ ج2 ص465)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت سے پہلے تیس آدمی نبوت کا دعویٰ کریں گے لیکن امام احمد کی ایک روایت میں ہے کہ ستائیس آدمی نبوت کا دعویٰ کریں گے اور طبرانی کی روایت میں یہ ہے کہ ستر کذاب ہوں گے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص824)

ان روایتوں میں تطبیق کی ایک صورت تو یہ ہے کہ ستر کی تعداد میں ستائیس اور تیس دونوں داخل ہیں اس لئے کسی روایت میں ستائیس کا ذکر آ گیا اور کسی میں تیس اور کسی روایت میں پورے ستر کے تعداد مذکور ہوگئی۔ دوسری صورت تطبیق کی یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کل کذابوں کی تعداد تو ستر ہوگی جن میں سے ستائیس یا تیس تو نبوت کا دعویٰ کریں گے باقی امام مہدی وغیرہ ہونے کا دعویٰ کریں گے اور تطبیق کی ایک تیسری صورت یہ بھی کہ ان گنتیوں کو تعداد و تحدید کے لئے نہ مانا جائے بلکہ ان گنتیوں کو تکثیر اور بیان کثرت کے لئے مانا جائے یعنی حضور ﷺ کی ان گنتیوں سے یہ مراد ہے کہ بہت سے لوگ نبوت کا دعویٰ کریں گے جیسے اردو کے محاورہ میں بولا جاتا ہے۔ ''میں نے پچاس مرتبہ تم کو سمجھایا''

Scanned with CamScanner

تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ میں نے گن کر پورے پچاس مرتبہ سمجھایا بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں نے بہت زیادہ مرتبہ تم کو سمجھایا تو اسی طرح حضور ﷺ نے یہ فرمایا: ستائیس آدمی یا تیس آدمی یا ستر آدمی نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ اس کا یہ مطلب ہے نبوت کا دعویٰ کرنے والے کذاب بہت زیادہ ہوئے' چنانچہ زمانہ اقدس کے وقت سے آج تک نبوت کا دعویٰ کرنے والے کذاب بہت زیادہ ہوں گے چنانچہ زمانہ اقدس کے وقت سے آج تک نبوت کا دعویٰ کرنے والے کذابوں کا شمار کیا جائے تو ان بدنصیبوں اور بددینوں کی تعداد تیس سے کہیں زیادہ ہو چکی ہے بہر حال قیامت کی اس نشانی کا ظہور ہو چکا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

خانۂ کعبہ کی بے حرمتی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو پتلی پتلی پنڈلیوں والا حبشہ کا ایک آدمی کعبہ کو برباد کرے گا۔ (مسلم ج2 ص394' کتاب الفتن)

یاد رہے! علامت قیامت کی اس پیش گوئی کا مصداق اب تک ظہور میں نہیں آیا اور اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ انتہائی ہولناک واقعہ کب اور کس زمانہ میں وقوع پذیر ہوگا۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں یہ سانحہ درپیش ہوگا اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس لوگ فریاد لے کر آئیں گے تو آپ آٹھ یا نو آدمیوں کی ایک جماعت تفتیش کے لئے مکہ شریف روانہ فرمائیں گے اور کعبہ کے برباد ہونے سے پہلے یاجوج ماجوج کی ہلاکت کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے لوگ حج و عمرہ ادا کر چکے ہوں گے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج2 ص843)

(132)

علم وہ نہیں جسے لوٹ لیا جائے

جرجان سے طوس جانے والا قافلہ دامن کوہ میں پہنچا ہی تھا کہ...... اچانک پہاڑ کی کمین گاہ سے ڈاکو اس پر ٹوٹ پڑے اور لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا اسی دوران ڈاکوؤں کے سردار نے دیکھا کہ قافلے کا ایک نوعمر لڑکا اپنا تھیلا اِدھر اُدھر چھپانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اسے پکڑ کر سردار کی خدمت میں لایا گیا۔ لڑکے نے تھیلا سینے سے چمٹا لیا تھا...... سردار نے وہ تھیلا اس سے چھین لیا تو وہ لڑکا منت سماجت اور گریہ زاری کرتے ہوئے کہنے لگا ''تھیلے میں جو کچھ نقدی ہے وہ آپ لے لیں مگر جو کاغذات اس میں ہیں وہ براہ کرم مجھے لوٹا دیں'' سردار بڑی حیرت سے بچے کو دیکھنے لگا کہ خلاف معمول اسے نقدی کی فکر تو ہے نہیں مگر ان کاغذات کی بڑی فکر ہے۔ آخر کیوں؟

جب ڈاکو نے اس کی وجہ بچے سے پوچھی...... تو بچے نے اس بتایا: ان اوراق میں میرا وہ علمی سرمایہ ہے...... جو میں نے بڑے مصائب جھیل کر' سفر کی تلخیاں سہہ کر حاصل کیا ہے اگر یہ مجھ سے چھن گیا تو میں اپنے اس عزیز ترین علمی سرمایہ سے محروم ہو جاؤں گا۔ سردار چند لمحوں کے لئے حیرت میں ڈوب گیا پھر اس کی آواز ابھری ''میاں صاحبزادے! وہ علم کس کام کا جس کو میرے جیسے ڈاکو لے اڑیں' ہم تو یہ سنتے آئے ہیں کہ علم وہ دولت ہے جسے کوئی چرا نہیں سکتا'' یہ کہا اور تھیلا بچے کی جانب پھینک دیا۔

یہ ہیں امام غزالی علیہ الرحمۃ

اس کی بات تو ختم ہو گئی مگر ادھر بچے کے دل و دماغ میں ایک ہلچل سی مچ گئی۔ سردار

کے الفاظ بار بار اس کے ذہن میں گونج رہے تھے ''یہ علم کس کام کا جس کو میرے جیسے ڈاکو لے اڑیں۔''

سوچتے سوچتے اس بچے نے اپنی زندگی کا اہم ترین فیصلہ کرلیا' وہ یہ کہ اب لکھے ہوئے علم پر کبھی انحصار نہیں کرے گا جو کچھ سیکھے گا اسے قرطاس وقلم کے حوالہ کرنے کی بجائے دل دماغ میں نقش کرے گا۔ بچے کے اس فیصلہ نے اس کی زندگی کا رنگ ہی بدل ڈالا۔

اس نوعمر لڑکے نے تحصیل علم کے لئے پھر اپنا سب کچھ تج کر ڈالا' اپنے سینے اور اپنے دل ودماغ کو علوم کا مرکز بنالیا...... پھر اس بچے کو زمانے نے امام غزالی کے نام سے پہچانا...... جو کہ علمی دنیا کا درخشندہ ستارہ بن کر آج تک جگمگا رہا ہے۔

(موج دریا حریف از ابوعلی عبدالوکیل)

(133)

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی زندگی کا رقت انگیز پہلو

حضور ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اہل ابنی پر صبح ہی صبح یلغار کرنے اور ان کے گھروں کو جلا دینے کا حکم دے کر ایک لشکر کے ساتھ روزانہ فرمایا: اس کے فوراً بعد آپ ﷺ بیمار ہوگئے۔ یہ لشکر ایک جگہ جمع ہوگیا۔ آپ ﷺ بار بار فرماتے ''اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو روزانہ کرو! اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو روانہ کرو!'' ایک دن حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ آپ کی عیادت کے لئے آئے اور ان کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور آپ ﷺ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ آپ ﷺ گفتگو نہیں فرما سکتے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک آسمان کی طرف اٹھاتے اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ پر پھیر دیتے۔

(اخرج ابن عساکر ج 1 ص 120)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار چیزیں ہیں جو روزہ کو ختم کرتی ہیں' وضو کو توڑتی ہیں' عمل کو ضائع کرتی ہیں۔ غیبت' جھوٹ' چغلی اور ایسی عورت کے مواقع حسن کو دیکھنا جس کی طرف دیکھنا جائز نہیں۔ یہ چیزیں برائی کی جڑوں کو یوں سیراب کرتی ہیں جیسے پانی پودے کی جڑوں کو سیراب کرتا ہے اور شراب پینا ان سب سے بڑھ کر ہے۔

غیبت کا گناہ

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے انبیاء سابقین علیہم السلام کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ جو شخص غیبت سے توبہ کرکے مرتا ہے وہ جنت میں سب سے آخر میں

Scanned with CamScanner

داخل ہوگا اور جو بلا توبہ یونہی مرگیا وہ دوزخ میں سب سے پہلے داخل ہوگا۔

حضرت عروہ ؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید ؓ کو اہل ابنی پر صبح صبح یلغار کردینے اور ان کے گھروں کو جلانے کا حکم دے کر بھیجا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا نام لے کر جاؤ انہوں نے اپنے جھنڈے کو لپیٹ کر حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی ؓ کو دے دیا وہ اس جھنڈے کو لے کر حضرت اسامہ ؓ کے گھر آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسامہ ؓ سے یہ بھی فرمایا: فلاں جگہ پڑاؤ ڈالنا چنانچہ حضرت اسامہ ؓ نے موضع جرف میں آپ ﷺ کے ارشا کے بموجب پڑاؤ ڈالا۔ یہ وہی موضع ہے جس کو آج کل سقایہ سلیمان کہتے ہیں۔ مجاہدین نے یہاں جمع ہونا شروع کیا اپنی ضروریات پوری کیں اور لشکر گاہ میں آگئے اور جن کو کوئی ضرورت نہیں تھی وہ وہاں موجود رہتے۔ مہاجرین اولین میں سے کوئی بھی ایسا نہ رہا جو اس غزوہ میں شریک نہ ہوا ہو۔ حضرت عمر بن خطاب، ابوعبیدہ، سعد بن ابی وقاص، ابوالاعور، سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ؓ ودیگر مہاجرین اور کچھ حضرات انصار مثلاً قتادہ بن نعما، مسلم بن اسلم بن حریش ؓ یہ سبھی حضرات جمع ہوئے۔

غضب سے ان کے خدا بچائے

مہاجرین میں جن کی گفتگو کسی قدر سخت ہوتی تھی عیاش بن ابی ربیعہ ؓ تھے انہوں نے کہا ان مہاجرین اولین پر کیا یہ لڑکا (اسامہ) امیر بنایا جا رہا ہے؟ چنانچہ اس بارے میں اور لوگوں نے بھی کہا حضرت عمر بن خطاب ؓ نے اس میں سے بعض باتیں سنیں اور جن لوگوں نے یہ بات کہی تھی ان کی تردید کی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اس بات کی خبر دی کہ لوگوں نے ایسا ایسا کہا۔ حضور ﷺ کو بہت غصہ آیا، آپ ﷺ نے اپنے سر پر بوجہ بیماری پٹی باندھ رکھی تھی اور جسم اطہر پر ایک چادر پڑی ہوئی تھی دولت کدہ سے باہر تشریف لائے) اور منبر پر تشریف فرما ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا:

اما بعد! اے لوگو! میں نے جو اسامہ کو امیر مقرر کیا ہے اس سلسلہ میں تم میں سے

بعض کا کچھ اعتراض مجھ تک پہنچا ہے یہ کیا بات ہے؟ پس خدا کی قسم! اگر تم لوگ ان کے امیر بنانے میں آج طعنہ زنی کر رہے ہو تو تم لوگوں نے تو اس سے پہلے ان کے باپ (زید) کے بارے میں میں طعنہ زنی کی تھی خدا کی قسم! بیشک وہ ہی امیر ہی بنانے کے قابل تھے اور ان کے بعد ان کا بیٹا امیر بنائے جانے کے قابل ہے جو تمام لوگوں میں سے مجھے زیادہ محبوب ہے جس طرح کہ ان کے باپ تمام لوگوں میں سے مجھے زیادہ محبوب تھے اور بیشک یہ دونوں ہر بھلائی کے خزانے ہیں تم لوگ بھی ان کے ساتھ خیر خواہی کرو یہ تمہارے پسندیدہ اور منتخب لوگوں میں سے ہیں اس کے بعد حضور ﷺ منبر سے اتر کر حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے یہ واقعہ 10 ربیع الاول ہفتہ کے دن کا ہے اس کے بعد مسلمان حضرت اسامہ ؓ کے ساتھ چلنے کے لئے آنے لگے اور حضور ﷺ کی خدمت میں رخصتی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ انہیں لوگوں میں حضرت عمر ؓ بھی تھے۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ سرکار کی محبت

حضور ﷺ فرما رہے تھے کہ اسامہ ؓ کے لشکر کو ضرور روانہ کرنا، اتنے میں اُمّ ایمن ؓ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اگر آپ اسامہ ؓ کو چھاؤنی میں اتنے دن اور ٹھہرنے کی اجازت دے دیں کہ آپ روبصحت ہو جائیں تو بہت مناسب ہے اس لئے کہ حضرت اسامہ ؓ آپ کی اس حالت میں چلے گئے تو وہ اپنی ذات سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکیں گے (دل میں انتشار رہے گا) لیکن آپ ﷺ نے یہی فرمایا: اسامہ کے لشکر کو روانہ کرو لوگ لشکر گاہ پر پہنچے، اتوار کی رات لوگوں نے وہیں گزاری، حضرت اسامہ ؓ اتوار کے دن حضور ﷺ کی خدمت میں مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوئے، حضور ﷺ پر غشی کی کیفیت طاری تھی اور وہی دن ہے جس روز آپ ﷺ کو دوا پلائی گئی تھی، حضرت اسامہ ؓ آپ ﷺ کی خدمت میں اس حال میں حاضر ہوئے کہ ان کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، آپ ﷺ کے پاس حضرت عباس ؓ تشریف فرما تھے اور ان کے گرداگرد ازواج مطہرات تشریف فرما تھیں۔ حضرت اسامہ ؓ آپ ﷺ کی طرف جھکے اور آپ ﷺ کی پیشانی مبارک کا

Scanned with CamScanner

بوسہ لیا۔ حضور ﷺ گفتگو نہیں کر سکتے تھے۔ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ پر پھیر دیتے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں سمجھ گیا کہ آپ ﷺ میرے لئے دعا فرما رہے ہیں اس کے بعد حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اپنی چھاؤنی کی طرف لوٹ گئے پیر کے دن صبح ہی صبح پھر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ کو کسی قدر افاقہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اللہ برکت عطا فرمائے' حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی صحت دیکھ کر آپ ﷺ سے رخصتی ملاقات کی' ازواج مطہرات کے چہرے آپ ﷺ کی یہ صحت دیکھ کر چمک گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! بحمد للہ آج آپ ﷺ کو آفاقہ ہے اور مجھے آج اپنی بیوی بنت خارجہ کے یہاں جانا ہے۔ آپ مجھے اجازت دیجئے' چنانچہ یہ موضع سخ چلے گئے' حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بھی سوار ہو کر چھاؤنی کی طرف روانہ ہوئے اور اپنے ساتھیوں کو لشکر گاہ پر پہنچنے پر لوگوں کو کوچ کا حکم دیا دوپہر ڈھل چکی۔

لشکرِ اسامہ کو حضور علیہ السلام کے وصال کی خبر

حضرت اسامہ موضع جرف سے سوار ہونے کا ارادہ کر رہی رہے تھے کہ اتنے میں ان کی ماں اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کا قاصد ان کے پاس پہنچا جس نے ان کو خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ اس دنیائے فانی سے کوچ کر رہے ہیں۔ فوراً حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ مدینہ کی طرف واپس ہوئے ان کے ساتھ حضرت عمر اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور آپ ﷺ کا آخری سانس تھا' حضور ﷺ کا 12 ربیع الاول بروز دوشنبہ ظہر کے بعد وصال ہو گیا۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) اور وہ سارا لشکر جو جرف کی چھاؤنی میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا مدینہ واپس آ گیا' اور بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے جھنڈے کو اسی طرح بندھا ہوا لائے اور حضور ﷺ کے دروازے پر گاڑ دیا۔ جب لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بریدہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس جھنڈے کو اسی طرح اسامہ رضی اللہ عنہ کے گھر لے جاؤ اور یہ جھنڈا کھولا نہ جائے گا جب تک کہ حضرت اسامہ لوگوں کو لے کر غزوہ میں نہ چلے جائیں

اور پھر غزوہ سے فارغ نہ ہو جائیں' حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اس جھنڈے کو لے کر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچا' اسے اسی طرح بندھا ہوا لے کر ملک شام تک حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ گیا' پھر اسے اسی طرح لے کر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے گھر آیا۔ وہ جھنڈا اسی طرح ان کے گھر بندھا ہوا رہا اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی وفات تک لپٹا رکھا رہا' جب قبائل عرب میں حضور ﷺ کے وصال کی اطلاع پہنچی تو بہت سے لوگ اسلام سے منحرف ہو گئے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (مرتدین کی پرواہ نہ کرتے ہوئے) حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم وہیں جاؤ جس جگہ کے لئے حضور ﷺ نے حکم فرمایا تھا۔ لوگوں نے نکلنا شروع کیا اور اسی پہلی جگہ پر لشکر جمع کیا۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اس جھنڈے کو لے کر لشکر گاہ پر پہنچے یہ بات مہاجرین اولین کے بڑے لوگوں کو گراں گزری۔

لشکر ضرور جائے گا چاہے کچھ بھی ہو جائے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حضرت عمر' حضرت عثمان اور حضرت ابوعبیدہ اور سعد بن ابی وقاص اور سعید بن زید رضی اللہ عنہم نے حاضر ہو کر عرض کیا: اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! ہر طرف سے عرب کے مرتدین آپ کے اوپر ٹوٹے پڑ رہے ہیں۔ آپ مسلمانوں کے اس لشکر کو باہر بھیج کر کوئی دور اندیشی کی بات نہیں کر رہے' پہلے اس لشکر کے ذریعہ مرتدین کے سینوں کو تیروں کا نشانہ بنائیے اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ اتنے بڑے لشکر کے نکل جانے کے بعد یہاں چھوٹے بچے اور عورتیں رہ جائیں گی۔ اہل مدینہ پر لوٹ مار کا قوی اندیشہ ہے۔ روم کی لڑائی کو اس وقت تک موخر کیجئے کہ مسلمانوں کی قوت مستحکم ہو جائے اور مرتدین یا تو اسلام میں لوٹ آئیں یا تلوار ان کو فنا کر دے۔ اس کے بعد حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو بھیج دیجئے گا' فی الحال تو ہم رومیوں سے اس بات سے امن میں ہیں کہ وہ ہم پر چڑھ کر آئیں۔ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان سب حضرات کی ساری باتیں سن چکے تو فرمایا کیا تم میں سے کسی اور کو بھی کچھ کہنا ہے؟ ان حضرات نے کہا نہیں جو ہمیں کہنا تھا سو آپ نے سن لیا' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم اس ذات کی کہ میری جان نفس اس کے ہاتھ میں ہے کہ اگر میں یہ گمان کر لوں کہ درندے مجھ مدینہ میں کھا

Scanned with CamScanner

جائیں گے تب بھی اس لشکر کو بھیج کر رہوں گا اور اسامہ کو اس غزوہ کو پورا کر کے لوٹنا ضروری ہے اور کیوں ضروری نہ ہو؟ حضور ﷺ پر آسمان سے وحی اترتی تھی اور آپ ﷺ فرماتے تھے: اسامہ کے لشکر کو روانہ کرو لیکن ایک بات کے بارے میں اسامہ سے کہوں گا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان سے گفتگو کروں گا کہ انہیں میرے پاس ٹھہرنے دیں کیونکہ میرا بغیر ان کے کام نہ چلے گا میں نہیں جانتا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ اسے منظور بھی کریں گے یا نہیں؟ اگر انہوں نے اس کے ماننے سے انکار کر دیا تو ان پر اس بارے میں جبر نہ کروں گا' ان حضرات نے یہ سمجھ لیا' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے بھیجے جانے کا پختہ ارادہ کر رکھا ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے مکان پر تشریف لے گئے اور ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چھوڑ جانے کے بارے میں گفتگو فرمائی۔ انہوں نے منظور کر لیا' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس منظوری پر ان سے کہا: کیا تم نے بہ طیب خاطر یہ اجازت دی ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور اپنے منادی کو حکم دیا کہ میری طرف سے اس بات کا اعلان کر دے کہ کوئی ان لوگوں میں سے تو یہاں نہیں' جنہوں نے حضور ﷺ کی حیات مبارکہ میں جانے کی تیاری کی تھی اور انہیں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جانے کو کہا گیا تھا ایک بھی پیچھے نہ رہ جائے ورنہ میں اس کو ان لوگوں کے جانے کے بعد پیدل روانہ کروں گا اور مہاجرین کی اس جماعت کو بلایا' جس نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی امارت کے بارے میں گفت وشنید کی تھی ان پر بھی انتہائی سختی کی اور ان کو بھی نکالا' ایک انسان بھی باقی نہیں بچا' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں کو پہنچانے گئے۔

اور لشکر روانہ ہو گیا

جب حضرت اسامہ مقام جرف سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ سوار ہوئے جن کی تعداد تین ہزار تھی ان میں ہزار گھوڑے تھے۔ تھوڑی دیر تک تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت اسامہ کو پہنچانے کے لئے چلتے رہے۔ اس کے بعد فرمایا: استودع اللّٰہ دینک وامانتک وخواتیم عملک۔ "میں نے تمہارے دین اور ایمان اور عمل کے خاتمہ کو

اللہ کے حوالہ کیا۔" حضور ﷺ تم کو وصیت کر گئے ہیں۔ لہٰذا تم حضور ﷺ کے کام کو پورا کرو میں اپنی طرف سے نہ تم کو اس بات کا حکم دیتا ہوں اور نہ تم کو منع کرتا ہوں میں تو صرف اس بات کا نفاذ کر رہا ہوں جس کا سیّد عالم ﷺ حکم فرما گئے تھے۔ یہ ان مقامات سے جہاں سے لوگ مرتد نہیں ہوئے تھے جیسے جہینہ اور قضاعہ وغیرہ نہایت تیزی کے ساتھ گزر گئے اور وادی قریٰ پر جا کر ٹھہرے اپنے ایک جاسوس کو جو قبیلہ بنی عذرہ سے تھا جس کا نام حریث تھا اس کو آگے بھیج دیا وہ اپنی سواری پر بیٹھ کر ان سے پہلے ہی تیزی سے چل دیا اور ابنیٰ تک پہنچ گیا' وہاں کا جائزہ لینے کے بعد دوسرا راستہ اختیار کر کے جلدی سے لوٹ کر آیا اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ ابنیٰ سے دو رات کے فاصلہ پر ملا۔ اس نے خبر دی کہ وہ لوگ غافل ہیں اور ان کے پاس کوئی جمعیت نہیں آپ جلدی سے چلئے اس سے پہلے کہ یہ لوگ جمع ہوں ان پر حملہ کر دیجئے۔ (ماخوذ از صحابہ کرام کے آنسو)

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي كِتَابِهِ الْكَرِيمِ

فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللّٰهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ

Scanned with CamScanner

(134)

سب سے بڑی بدبختی

حضرت سیّدنا اسماعیل بن ابوحکیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ''جب حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ بنے تو انہوں نے مجھے فدیہ دے کر مسلمان جنگی قیدیوں کو چھڑانے کے لئے بھیجا۔ جب میں ''قسطنطنیہ'' پہنچا تو ایک شخص کے گانے کی آواز سنی' میں نے پوچھا: ''تو کون ہے؟'' کہا: ''میں ابوالبصی ہوں' عیسائیوں نے مجھ پر بہت ظلم وستم کیا طرح طرح کی سزائیں دیں بالآخر ان تکالیف سے تنگ آ کر میں نے عیسائی مذہب قبول کرلیا ہے۔'' میں نے کہا: ''امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فدیہ دے کر مسلمان قیدیوں کو چھڑانے کے لئے بھیجا ہے' اگر تو نے مجبور ہو کر صرف زبان سے کلمۂ کفر بکا ہے اور تیرا دل ایمان سے بھرا ہوا ہے تو مجھے سب قیدیوں سے زیادہ تیری رہائی پسند ہے۔ جلدی بتا! کیا تو نے دل سے تو عیسائی مذہب قبول نہیں کیا؟'' ابوالبصی نے کہا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! کفر میرے دل میں داخل ہو چکا ہے' میں دل سے عیسائیت قبول کر چکا ہوں۔'' (معاذ اللہ تعالیٰ)

میں نے کہا: ''اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دے' اسلام قبول کرلے۔'' کہا: ''میرے دو بیٹے ہیں اور اب میں نے ان کی ایک عورت سے شادی کی ہے اس سے بھی دو بیٹے ہوئے ہیں اگر میں اسلام لے بھی آیا تب بھی مجھے نصرانی ہی کہا جائے گا۔ اسی طرح میرے بچوں اور ان کی ماں کو بھی نصرانی کہا جائے گا' مجھے یہ بات گوارا نہیں لہٰذا میں نصرانی رہنا ہی پسند کرتا ہوں' خدا کی قسم! اب میں ہرگز مسلمان نہیں ہوں گا۔'' (معاذ اللہ تعالیٰ)

ہو ایمان پر خاتمہ یا الٰہی

میں نے کہا: ''کیا تجھے اس حالت ایمان میں کچھ قرآن یاد تھا؟'' اس نے کہا: ''بخدا! میں حالت اسلام میں بہترین قاری تھا۔'' میں نے کہا: ''کیا اب بھی تجھے کچھ یاد ہے؟'' اس نے کہا: ''نہیں میں سارا قرآن بھول چکا ہوں' صرف یہ ایک آیت یاد ہے:

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ○ (پ14' الحجر: 2)

بہت آرزو کریں گے کافر کاش! مسلمان ہوتے۔

ہم خدائے بزرگ و برتر سے دعا کرتے ہیں: وہ ہمارا ایمان سلامت رکھے۔ ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہمیں دولت ایمان سے محروم نہ کرے بلکہ ہماری خطاؤں کو اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے اپنی رحمت سے معاف فرمائے۔

مسلماں ہیں ہم سب تیری عطا سے
ہو ایمان پر خاتمہ یا الٰہی

(135)

حسن ظن کا انمول واقعہ

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ دے رکھا تھا لیکن خود وہ زاہدنہ زندگی بسر کرتے تھے زندگی بھر کبھی پر تکلیف کھانا نہ کھایا' نہ قیمتی لباس پہنا' گھوڑے کی سواری بھی نہیں کرتے تھے۔ ان کے ساتھی ایک صحابی حضرت عائذ رضی اللہ عنہ تھے وہ عمدہ کپڑے پہنتے تھے اور گھوڑے کی سواری کے بھی شوقین تھے ایک شخص نے دونوں میں پھوٹ ڈالنے کا پروگرام بنایا' پہلے وہ حضرت عائذ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے کہا: ''ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے تو بس آپ کی مخالفت پر کمر باندھ رکھی ہے نہ قیمتی کپڑا پہنتے ہیں نہ گھوڑے پر سواری کرتے ہیں جب کہ آپ قیمتی کپڑے بھی پہنتے ہیں اور گھوڑے کی سواری بھی کرتے ہیں گویا وہ آپ کے مقابلے میں پرہیزگار بنتے ہیں۔

یہ سن کر حضرت عائذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابو برزہ رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے' آج کون ہے جو ان کی برابری کر سکے۔ ان کے اس جواب سے مایوس ہو کر وہ شخص ابو برزہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے کہا: آپ دیکھتے ہیں' عائذ رضی اللہ عنہ کتنے ٹھاٹھ باٹھ سے زندگی گزار رہے ہیں قیمتی لباس پہنتے ہیں گھوڑے کی سواری کرتے ہیں ہر وقت آپ کو نیچا دکھانے کی فکر میں رہتے ہیں۔

ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے اس کی بات سن کر کہا: اللہ تعالیٰ عائذ رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے! آج ہم میں ان کے مرتبے کا کون ہے بھلا! یوں وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے 65ھ میں وفات پائی۔ (ماخوذ از بچوں کا اسلام 22 دسمبر 2002ء)

(136)

مصیبت کے وقت بے صبری کرنا

رُوِیَ فِی الْخَبَرِ اَنَّ مَنْ اُصِیْبَ بِمُصِیْبَةٍ فَخَرَّقَ ثَوْبًا اَوْ ضَرَبَ صَدْرًا فَکَاَنَّمَآ اَخَذَ الرُّمْحَ .... اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْهِ الْکَرِیْمِ وَفِیْ خَبَرٍ اِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ وَاجْتَمَعَتِ الصَّیَاحُ فِیْ دَارِهٖ .

ترجمہ: حدیث میں ہے بے شک جسے مصیبت پہنچی تو اس نے کپڑے کو پھاڑا یا سینہ پیٹا پس وہ ایسا ہی ہے جیسے کہ اس نے نیزہ اٹھایا اور اپنے رب سے جنگ کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے اپنے دروازے کو سیاہ کیا مصیبت کے وقت یا کپڑوں کو یا اس نے کپڑوں کو پھاڑا' یا مکان کو خراب کیا یا درخت کو توڑا یا بال نوچے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر بال کے بدلے اور ہر پتے کے بدلے جہنم میں گھر بنائے گا اور اس کا گناہ اس پر ایسا ہے جیسا کہ اس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اور ستر نبیوں کا خون بہایا اور نہیں قبول کرے گا' اللہ تعالیٰ اس سے نفل اور نہ فرض اور نہ صدقہ اور دعا جب تک یہ سیاہی اس کے دروازہ پر یا کپڑوں پر موجود رہے اور اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو تنگ کر دیتا ہے اور اس کا حساب اس پر مشکل کر دیتا ہے اور ہر چیز اور سب فرشتے جو درمیان آسمان و زمین کے ہیں اس پر لعنت کرتے ہیں اور اس کے اعمال نامہ میں ایک ہزار برائی لکھی جاتی ہے اور قیامت کے روز وہ اپنی قبر سے برہنہ اٹھے گا اور جس نے مصیبت کے وقت اپنا گریبان پھاڑا تو اللہ تعالیٰ اس کے اعمال ضائع کر دے گا اور جس نے اپنے رخسار کو پیٹا اور چہرہ چھیلا اللہ تعالیٰ روز قیامت اس پر اپنی زیارت حرام فرما دے گا۔ (دقائق الاخبار)

Scanned with CamScanner

(137)

ساری زمین اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ کی ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ بَیْنَهُمَا نَحْنُ فِی الْمَسْجِدِ خَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ انْطَلِقُوْا اِلٰی یَهُوْدَ فَخَرَجْنَا حَتّٰی جِئْنَا بَیْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَالَ اَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اُجْلِیَكُمْ مِنْ هٰذِهِ الْاَرْضِ فَمَنْ یَّجِدْ مِنْكُمْ بِمَالِهٖ شَیْئًا فَلْیَبِعْهُ وَاِلَّا فَاعْلَمُوْا اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ﷺ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم مسجد نبوی میں تھے کہ حضور ﷺ باہر تشریف لائے آپ نے فرمایا: یہود کی طرف چلو۔ جب ہم لوگ بیت المدارس (یہود کے مرکز) میں پہنچے تو آپ ﷺ نے یہودیوں سے فرمایا: تم اسلام لے آؤ تاکہ تم محفوظ ہو جاؤ اور اچھی طرح جان لو کہ زمین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اس زمین سے نکال دوں پس تم میں سے جس کے پاس مال ہے اس کو بیچ لو اور یہ بات اچھی طرح جان لو کہ ساری زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الجہاد باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب' صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب اجلاء الیہود من الحجاز' سنن ابی داؤد کتاب الخراج والفئی والامارۃ باب کیف کان اخراج الیہود من المدینۃ' سنن نسائی کبریٰ جلد نمبر5 صفحہ نمبر210' مسند احمد بن حنبل جلد نمبر2 صفحہ نمبر451' عمدۃ القاری (بدرالدین عینی) جلد نمبر 22 صفحہ نمبر369' جامع الاحادیث (سیوطی) حدیث نمبر3418' کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر1 صفحہ نمبر54)

(138)

قرب قیامت بندے کی بے قراری

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے' یہ دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ آدمی قبر پر یہ کہتے ہوئے لوٹتا ہوگا کہ کاش میں اس قبر والے کی جگہ ہوتا اور اس کے پاس مصیبت کے سوا دین نہیں ہوگا۔ (مشکوۃ ج2 ص1466 اشراط الساعۃ)

یہ حدیث مسلم میں بھی ہے اور اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب قیامت قریب ہو جائے گی تو قسم قسم کے فتنوں کی وجہ سے ایسے ایسے مصائب اور تکالیف کے طوفان مومن پر آئیں گے کہ دین پر قائم رہنا اتنا ہی مشکل ہوگا کہ آگ کا انگارہ ہاتھ میں اٹھائے رہنا اس قسم کی بلاؤں میں بہت سے مومنین کا دین برباد ہو جائے گا اور آدمی رنج و قلق سے بلبلا کر قبرستان جائے گا اور کسی قبر پر سر پٹک پٹک کر لوٹے گا اور یہ کہے گا کہ کاش میں اس برے وقت سے پہلے ہی مر گیا ہوتا اور اس قبر والے کی بجائے میں اس قبر میں دفن ہو گیا ہوتا تو میں ان مصیبتوں اور بلاؤں سے بچ گیا ہوتا اور میرا دین و ایمان بھی سلامت رہ گیا ہوتا۔

ابھی یہ وقت تو نہیں آیا ہے کہ آدمی موت کو اپنی زندگی پر ترجیح دے کہ قبروں پر لوٹتا پھرے مگر یہ منزل تو آ گئی ہے کہ دیندار مسلمان زمانہ حال کے الحاد و بے دینی اور دین و مذہب کی تحقیر و تذلیل اور عوام کے اسلام دشمن معاشرہ سے بیزار ہو کر قبر والوں پر رشک کرنے لگا ہے۔

Scanned with CamScanner

(139)

کاش میں ایسا ہوتا

بعض دیندار مسلمانوں کو یہ کہتے سنا گیا ہے کہ جو لوگ ایمان کے ساتھ اس دنیا سے چلے گئے وہ ہم سے اچھے رہے کیونکہ وہ لوگ اس دور کی ملحدانہ روش اور دین و مذہب کی تذلیل کے جاں سوز مناظر دیکھنے سے بچ گئے گویا یہ کہا جا سکتا ہے کہ قیامت کی اس نشانی کے ظہور کا وقت قریب آن پہنچا ہے اور اس کے آثار نظر آنے لگے ہیں اور اگر دین و مذہب سے عام بیزاری اور مسلم معاشرہ کی ایمان سوز خرابیوں کا یہی حال رہا تو رفتہ رفتہ چند برسوں میں قیامت کی یہ نشانی بھی اس طرح نظر آنے لگے گی جس طرح کھلے آسمان میں رات کے وقت چاند تارے نظر آیا کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(قیامت کب آئے گی)

(140)

حقانیت اسلام پہ مباہلہ

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ایک پادری نے عیسائیت کی تبلیغ کا ایک عجیب انداز اختیار کیا کہ دلی کے ایک چوک میں کھڑے ہو کر لوگوں کے ہجوم میں یہ اعلان کیا' کہ اے مسلمانو! تم یہ کہتے ہو کہ ہمارے مذہب کی کتاب قرآن مجید سچی کتاب ہے جبکہ میرا یہ دعویٰ ہے کہ سچی کتاب تو انجیل ہے جو ہمارے نبی پر نازل ہوئی۔ آؤ آج اس چوک پر بھرے ہجوم میں آگ جلاتے ہیں تم بھی اپنی کتاب اس میں ڈالو اور میں بھی اپنی کتاب اس میں ڈالتا ہوں جو کتاب سچی ہوگی وہ محفوظ رہے گی اور جو کتاب ناحق ہوگی وہ آگ میں جل جائے گی۔ لوگ دوڑے دوڑے آئے حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اور سارا ماجرا کہہ سنایا' آپ ان لوگوں کے ساتھ اس ہجوم میں تشریف لائے۔

اللہ والوں کی فراست کا کیا کہنا' آپ نے فرمایا: میں اپنی اس کتاب ہدایت سے محبت کرتا ہوں اس وجہ سے اسے آگ میں ڈالنے پر رضامند نہیں ہوں' لیکن آؤ! ہم یوں کر لیتے ہیں کہ آگ کے اس الاؤ میں تم بھی اپنی کتاب سینے سے لگا کر کود جاؤ اور میں بھی اپنی کتاب اپنے سینے سے چمٹا کر آگ میں کود جاتا ہوں جو شخص آگ میں زندہ سلامت رہا وہ سچا اور اس کی کتاب بھی سچی۔

عیسائی مسلمان ہو گیا

یہ سنا تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور پریشان و لاجواب ہو گیا اور پھر

Scanned with CamScanner

شرمندہ ہو کر کہنے لگا: شاہ صاحب! آپ سچے ہیں اور آپ کا قرآن بھی سچا ہے۔ میں نے اس کتاب پر کچھ مسالہ وغیرہ لگایا ہوا تھا تاکہ یہ آگ میں جل نہ سکے اور یوں میں عیسائیت کا پرچار کرسکوں لیکن آپ نے میری ساری تدبیر خاک میں ملادی۔

میں آپ کی مومنانہ فراست کو سلام کرتا ہوں اور یہ عہد کرتا ہوں کہ آئندہ اس طرح کے ہتھکنڈے اپنا کر لوگوں کے ایمان کے ساتھ نہیں کھیلوں گا اور آج سے میں یہ اعلان بھی کرتا ہوں کہ میں اس سچے دین اور اس سچی کتاب پر ایمان لاتا ہوں۔ آپ میرے لئے دعا فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دین اسلام کا سچا پیروکار بنائے۔

(علماء ہند کا شاندار ماضی)

(141)

حقانیت اسلام پر ایک ہندو لڑکی کی نظم

جو انسان کو جاننے کا انداز سکھاتا ہے
سانسوں کی آمد کا گہرا راز بتاتا ہے
جو یہ کہتا ہے دنیا کیسے ایجاد ہوئی
ایک غلطی سے خارج آدم کی فریاد ہوئی
جو یہ کہتا ہے دنیا کو ایک سزا سمجھو
اپنے ہونے میں اللہ کی صرف رضا سمجھو
جو یہ کہتا ہے کہ جو کچھ بھی ہے فانی ہے
کہتے ہیں ہم جسے قیامت وہ تو آنی ہے
کیسے ہوتی صبح کیسے شام کون بتاتا ہے
وہ ہے سچا مذہب جو اسلام کہاتا ہے
جہاں برائی ختم، شروع اسلام وہاں سے ہے
اپنے بندوں کو اس کا پیغام وہاں سے ہے
ایک مکمل جس نے یہ قانون بنایا ہے
اس نے اپنے بندوں کو یہ کام سکھایا ہے
کیسے جینا ہے تم کو اور کیسے مرنا ہے
اس دنیا میں رہ کر کیا کرنا نہ کرنا ہے

ہر اچھی باتوں کا حکم ہمیں جو دیتا ہے
اور آخرت بن جائے یہ دین ہی ایسا ہے
جو انسان کو ایک کامل انسان بناتا ہے
وہ ہے سچا مذہب جو اسلام کہاتا ہے
آج جہاں میں دیکھو تو ہر اُور برائی ہے
اور بدی سے نیکی کی گھنگھور لڑائی ہے
انسان نے دولت کو اپنا دھرم بنایا ہے
اور گناہوں کو ہی اپنا کرم بنایا ہے
کس کو ہے پرواہ فرائض اور اصولوں کی
دنیا یاد رہی بھولے ہر بات وہ نبیوں کی
ذات پات میرا تیرا دنگے مارا ماری
ارے فیصلے کے دن کی بھی کر لو تیاری
اک رستہ ہے جو جنت کی راہ دکھاتا ہے
وہ ہے سچا مذہب جو اسلام کہاتا ہے

وہ ہے سچا مذہب جو اسلام کہلاتا ہے

دنیا میں آئے ہو تو انسان بنو پہلے
جس کی امت ہو اس کی راہ چلو پہلے
اس کی فرمانبرداری کا نام محبت ہے
یہی عقیدہ کہلائے اور یہی عبادت ہے
وید ہو یا توریت کہ ہو انجیل ہو یا قرآن
لیکن دین فطرت دین قیم اک ہے ہاں
وہ کہ جو ایمان نہیں لائے پچھتائیں گے
جب دوزخ کی تکلیفوں کو سہہ نہ پائیں گے

جو سچا یقین اور علم بڑھاتا ہے
وہ ہے سچا مذہب جو اسلام کہاتا ہے
جو حضرت نوح پر اترا اسلام وہی تو ہے
آپ محمد ﷺ تک پہنچا اسلام وہی تو ہے
ذکر ہے جس کا ویدوں میں اسلام وہی تو ہے
اور قرآن کی سورتوں میں اسلام وہی تو ہے
جو سمجھایا نبیوں نے اسلام وہی تو ہے
دی اصلاح حدیثوں نے اسلام وہی تو ہے
جو ایمان مجمل ہے اسلام وہی تھے ہے
اور ایمان مفصل ہے اسلام وہی تو ہے
جو کلمۂ طیب پہلے پہل پڑھاتا ہے
وہ ہے سچا مذہب جو اسلام کہاتا ہے

جس کے ذریعے انساں اجر دعائیں پاتا ہے

میں نے سوچا بت کو پوجوں روح نہیں مانی
اس کو پوجوں اس کو پوجوں کیا ہے من مانی
دولت پوجا کرسی پوجا اور لہو پوجا
پتھر پوجا گھر کی پوجا اور پشو پوجا
جو کچھ ہے بس ایک وہی بس ایک وہی ناداں
انسان کو بھگوان سمجھنا ہے اس کا ایماں
اس سے تو بہتر ہے کہ تم خود کو پہچانو
بڑے گناہوں سے بچ جاؤ بات میری مانو
جس کے ذریعے انسان اجر دعائیں پاتا ہے
وہ ہے سچا مذہب جو اسلام کہاتا ہے

Scanned with CamScanner

اسی لیے یہ دھرم حیا کے دل کو بھاتا ہے

اس مذہب میں دنیا کا ہر راز نمایاں ہے
جینے سے مرنے تک کا ہر طور بتایا ہے
ہے پابندی کلموں روزوں اور نمازوں کی
حج لازم ہے اور لکھی فہرست زکوتوں کی
انسان کے ہر ایک عمل کی خاص دعائیں ہیں
اک اک سورہ میں اللہ کی لاکھ شعائیں ہیں
جیسے ماں بچے کو اچھی بات سکھاتی ہے
عقل یونہی توحید، سمجھ، ایمان بناتی ہے
اور ہدایت جس کو دے مالک وہ پاتا ہے
وہ ہے سچا مذہب جو اسلام کہاتا ہے
اس میں تہذیب صداقت اور وفاداری
گھونگھٹ آنچل نے کی لجہ اور پردہ داری
عزت غیرت ایک سلیقہ اور بھلائی ہے
مضبوطی بہبودی ظاہر صرف خدائی ہے
یہ تو بس اعمال ادب اخلاق نفاست ہے
شرک نہیں ہے کفر نہیں ہے صرف اطاعت ہے
بڑے بزرگوں کی عزت ماں والدہ کا سمان
بچوں کو بچپن سے دکھلا تیرا ہے قرآن
اسی لئے یہ دھرم حیا کے دل کو بھاتا ہے
وہ ہے سچا مذہب جو اسلام کہاتا ہے

(ماخوذ ماہنامہ تبیان الاسلام شمارہ 4 ج 6 نومبر 2013ء)

(142)

یہ لوگ کیا تھے جو حبیب کبریا ﷺ سے ملے

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یامین نضری، حضرت ابولیلیٰ اور حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہم سے ملے وہ دونوں رو رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا، تم کیوں رو رہے ہو؟ فرمایا: ہم حضور ﷺ کے پاس اس لئے گئے تھے کہ وہ ہمیں سواری دیں گے اور ہم جہاد کے لئے جائیں گے، لیکن آپ ﷺ کے پاس سواریاں نہیں تھیں اور ہم میں خریدنے کی طاقت نہیں۔

(البدایہ، ج 5 ص 5)

☆.....حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میں اور میرے دو ساتھی غزوہ تبوک سے بلا عذر پیچھے رہ گئے تو حضور ﷺ نے اعلان کروادیا کہ ہم سے کوئی بات نہ کرے اور ہماری بیویوں سے ہمیں علیحدہ کروادیا تو خدا کی قسم زمین باوجود اپنی وسعت کے ہم پر تنگ ہوگئی۔ ہر شخص اجنبی بن گیا، حتیٰ کہ سلام تک کا جواب بھی کوئی نہ دیتا تھا۔ ایک دن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی دیوار پر چڑھ گیا، وہ میرے چچا کے بیٹے تھے اور مجھے سب سے زیادہ محبوب تھے۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ خدا کی قسم! انہوں نے مجھے سلام کا جواب بھی نہ دیا پھر میں نے قسم دے کر سوال کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت نہیں کرتا؟ وہ خاموش رہے، میں نے پھر دوبارہ یہی سوال کیا۔ وہ پھر بھی خاموش رہے، میں پھر سہ بار قسم دے کر سوال کیا، تو انہوں نے کہا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں۔ میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، میں واپس آ گیا۔

(اخرجہ الطبرانی وکذا قال الہیثمی، ج 5 ص 276)

Scanned with CamScanner

یارسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے حضرت ابی سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے سورۃ "لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ" سناؤں تو حضرت ابی ؓ نے عرض کیا' اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر کہا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا'' ہاں!'' تو حضرت ابی بن کعب ؓ خوشی سے رونے لگے۔ (اسد الغابہ' ج1 ص49)

☆......حضرت ابن عمر ؓ فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق ؓ 11ھ کو حضرت عمر ؓ کو نائب بنا کر خود عمرہ کے لئے تشریف لے گئے اور چاشت کے وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے' ان کے والد ابوقحافہ ؓ اپنے گھر کے دروازہ پر چند نوجوانوں کے ساتھ کھڑے ہوگئے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ فرمارہے تھے' ابا جان! آپ کھڑے نہ ہوں اور جلدی سے اونٹنی سے اترے' اپنے والد کو سینے سے چمٹایا اور ان کی پیشانی چوم لی۔ ابوقحافہ ؓ نے ان کی آمد کی خوشی میں رونا شروع کردیا۔ (یعنی خوشی کے آنسو جاری ہوگئے۔) (ابن سعد' ج3 ص13)

☆......حضرت عمیر بن سلمہ ؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمر ؓ دوپہر کو ایک درخت کے سایہ میں قیلولہ فرمارہے تھے۔ اچانک ایک دیہاتی عورت آپ کے پاس آئی اور کہا میں مسکین ہوں میرے کئی بچے ہیں اور امیر المومنین نے حضرت محمد بن مسلمہ ؓ کو زکوٰۃ کی وصولی کے لئے بھیجا تھا' انہوں نے ہم کو کچھ نہیں دیا۔ اللہ آپ پر رحم کرے اگر آپ میرے لئے حضرت عمر ؓ کے پاس سفارش کردیں۔ یہ سن کر حضرت عمر ؓ نے یرفاء ؓ کو آواز دی کہ محمد بن مسلمہ ؓ کو بلاؤ' یہ سن کر عورت نے کہا: میری حاجت کی کامیابی اس میں ہے کہ آپ میرے ساتھ عمر ؓ کے پاس چلو۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا' ان شاء اللہ ایسا بھی ہوجائے گا۔ ادھر محمد بن مسلمہ ؓ پیغام سن کر حاضر ہوئے اور کہا' السلام علیکم یا امیر المومنین! یہ دیکھ کر عورت حضرت عمر ؓ سے کچھ ہٹ گئی۔ حضرت عمر ؓ نے محمد بن مسلمہ ؓ سے فرمایا' میں اس امر میں کوتاہی نہیں کرتا کہ تم سے بھلے سے بھلے کو جانتا ہوں' جب خدا تم سے اس عورت کے بارے میں پوچھے گا تو کیا کہو گے؟

یہ سن کر محمد بن مسلمہ ؓ کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔

(اخرجہ ابوعبید فی الاموال کذا فی الکنز' ج3 ص319)

جس کا جتنا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

☆......حضرت طارق بن شہاب ؓ فرماتے ہیں: چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت خباب کی عیادت کے لئے گئے اور ان سے کہا' تمہارے بھائی تمہیں مبارک ہوں (یعنی کل ان صحابہ کرام ؓ کے پاس جاؤ گے جو دنیا سے جاچکے)۔ یہ سن حضرت خباب ؓ رو پڑے اور کہنے لگے کہ مجھے موت سے کوئی گھبراہٹ نہیں' لیکن تم نے میرے لئے ایک قوم کی یاد تازہ کردی۔ (اخرجہ ابونعیم' ج1 ص145)

☆......عیادت کرنے والوں سے حضرت خباب ؓ نے فرمایا' ایک زمانہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا اور میں ایک روپیہ کا بھی مالک نہیں تھا۔ اب میری کوٹھڑی کے ایک کونہ میں چالیس ہزار درہم پڑے رہتے ہیں۔ اس کے بعد ان کا کفن لایا گیا' جب اسے دیکھا تو روئے اور فرمایا: حضرت حمزہ کو تو کفن بھی پورا میسر نہیں تھا' صرف ایک چادر تھی۔ (اخرج ابونعیم ج1 ص145)

☆......حضرت خباب ؓ نے دین کی خاطر بڑی تکالیف برداشت کیں' انگاروں پر ان کو لٹایا جاتا تھا اور سخت سے سخت مصائب اٹھائے' لیکن جب اسلام کو ترقی ہوئی تو پھر اس پر رویا کرتے تھے کہ کہیں ہماری تکلیف کا بدلہ دنیا ہی میں نہیں مل گیا؟

(فضائل اعمال' ص19 اسد الغابہ)

☆......ابوسفیان کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ حضرت سلمان ؓ کی عیادت کے لئے تشریف لائے تو حضرت سلمان ؓ رو پڑے' حضرت سعد ؓ نے عرض کیا' آپ کیوں روتے ہو؟ آپ اپنے ساتھیوں سے ملو گے اور حضور ﷺ کے حوض کوثر پر اترو گے۔ حضور ﷺ دنیا سے اس حال میں گئے کہ تم پر راضی تھے' حضرت سلمان ؓ نے فرمایا: موت سے گھبرا کر نہیں روتا اور نہ دنیا کے لالچ کی وجہ سے' میں آپ ﷺ نے ہم سے ایک عہد لیا تھا' میں اس کو پورا نہ کرسکا' وہ عہد یہ تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا

Scanned with CamScanner

کہ تم میں سے ہر ایک کی گزراوقات دنیا سے اتنی ہونی چاہئے' جتنی کہ سوار کی زادراہ ہوتی ہے' یہ دیکھئے میرے اردگرد یہ کالے سانپ جمع ہیں (یعنی دنیا کا سازوسامان) ان کی وجہ سے رورہا ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ جن کو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سانپ فرما رہے تھے' ان میں ایک کپڑے دھونے کا برتن تھا' ایک پیالہ اور ایک لوٹا تھا۔

(اخرجہ ابونعیم فی حلیۃ والحاکم کذافی الترغیب' ج5 ص127 وکذافی الکنز ج2 ص147)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روئیداد

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں ہدایت کی تلاش میں شہر در شہر' ملک در ملک پھرا' یہود ونصاریٰ کے احبار اور رہبانوں کے پاس گیا' لیکن مقصود حاصل نہ ہوا' ایک شخص نے مجھ سے کہا: ایک کھجوروں والی زمین ہے' اس جگہ خدائے تعالیٰ کے آخری نبی آئیں گے' آپ وہاں چلے جائیں' کہتے ہیں کہ میں ایک قافلہ والوں کے ساتھ چلا' انہوں نے مجھے غلام بنا کر بیچ دیا۔ میں اپنے آقا کے باغ میں کام کر رہا تھا اور کھجور پر چڑھا ہوا تھا۔ میرے آقا کے چچا کا بیٹا آیا اور اس نے کہا اللہ تعالیٰ فلاں قبیلہ کو ہلاک کرے۔ میں ابھی ان سے گزر کر آ رہا ہوں۔ وہ ایک شخص کے اردگرد جمع ہیں' جو مکہ سے آیا ہے اور گمان کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ فرماتے ہیں' خدا کی قسم! جب میں نے یہ بات سنی تو مجھ پر خوشی چھا گئی اور میں کھجور سمیت حرکت میں آ گیا' قریب تھا کہ میں گر پڑتا اور میں تیزی سے اترا اور میں نے آتے ہی کہا کیا بات ہے؟ اس نے میرے ایک تھپڑ مارا اور کہا جا تو اپنا کام کر۔

فرماتے ہیں: میں اپنے کام پر چلا گیا۔ جب شام ہوئی تو میں نے کھجوریں جمع کیں اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (کیونکہ میں نے سن رکھا تھا کہ وہ نبی اللہ ہدیہ قبول کرتے ہیں' صدقہ نہیں کھاتے اور ان کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے) اور عرض کیا' میں نے سنا ہے کہ آپ نیک سیرت انسان ہیں اور آپ کے ساتھی جو آپ کے ساتھ ہیں وہ حاجت مند ہیں۔ اس لئے یہ صدقہ ہے یہ کہہ کر میں نے پیش کر دیا تو آپ ﷺ نے اس کو ہاتھ تک نہیں لگایا بلکہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا' کھاؤ! انہوں نے کھایا۔ میں

نے اپنے دل میں یہ بات کہی کہ ایک نشانی پوری ہوگئی۔

محمد آدمی کے دل کی باتیں جان جاتے ہیں

پھر میں لوٹ آیا اور کچھ جمع کر کے چند روز بعد حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا' میں آپ لوگوں سے محبت کرتا ہوں اور ہدیہ لے کر حاضر ہوا ہوں یہ صدقہ نہیں ہے تو حضور ﷺ نے اس سے تناول فرمایا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی کھایا۔ میں نے کہا' یہ دو نشانیاں ہو گئیں پھر میں لوٹ آیا اور ایک موقع پر حضور ﷺ ایک جنازہ کے ساتھ قبرستان تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کے اردگرد آپ کے ساتھی تھے۔ میں نے سلام کیا اور دائیں بائیں گھومنے لگا' تاکہ مہر نبوت دیکھوں' پس حضور ﷺ نے میرے ارادے کو جان لیا اور اپنی چادر کو کندھے سے اتار دیا' میں نے مہر نبوت کو دیکھا اور بوسہ دیا اور (خوشی سے) رویا' یہاں تک کہ آنسو بہنے لگے پھر آپ ﷺ نے مجھے اپنے سامنے بٹھایا اور میں نے طلب ہدایت کا سارا قصہ جیسے اے ابن عباس رضی اللہ عنہما تجھے سنا رہا ہوں' کہہ سنایا۔

(اسد الغابہ' ج2 ص330)

Scanned with CamScanner

(143)

موئے مبارک کی برکت

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میرے گھر والوں نے مجھے پانی کا ایک پیالہ دے کر اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا معمول یہ تھا کہ جب کسی کو نظر لگ جاتی یا اور کوئی بیماری لاحق ہو جاتی تو حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پانی کا ایک پیالہ بھیجا جاتا' آپ' رسول دو عالم ﷺ کا موئے مبارک نکالتیں جس کو وہ چاندی کی ایک نلکی میں رکھتی تھیں اور اس موئے مبارک کو پانی میں ڈال کر ہلاتیں اور پھر وہ پانی اس مریض کو پلا دیا جاتا جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کو شفا عطا فرما دیتا۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے چاندی کی اس نلکی میں جھانک کر دیکھا تو مجھ کو آنحضرت ﷺ کے کئی سرخ بال نظر آئے۔ عربی عبارت ملاحظہ فرمائیے.....

وعن عثمان بن عبدالله بن موهب قال ارسلني اهلي الى اُمّ سلمة رضي الله عنها بقدح من ماء و كان اذا اصاب الانسان عين اوشئ بعث اليها مخضبة فاخرجت من شعر رسول الله ﷺ و كانت تمسكه في جلجل من فضة فخضخضته له فشرب منه قال فاطلعت في الجلجل فرأيت شعرات حمراء .

(رواہ البخاری' مظاہر حق جدید جلد چہارم' ص:265' دارالاشاعت)

(144)

ایک بکری کی کلیجی اور ایک سو تیس کھانے والے

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور ہماری تعداد ایک سو تیس تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں کسی کے پاس کوئی چیز کھانے کی ہے؟ ایک شخص کے پاس ایک صاع (تقریباً چار کلو) غلہ نکل آیا اس کو گوندھا جا رہا تھا کہ..... اتنے میں ایک مشرک آدمی' لمبا تڑنگا ادھر سے گزرا جو کہ بکریاں ہانکے لئے جا رہا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: بکریاں بیچتے ہو یا ہبہ کرتے ہو؟ اس نے کہا بیچتا ہوں تو آپ ﷺ نے اس سے ایک بکری خرید لی پھر اس بکری کو ذبح کیا گیا تو آپ ﷺ نے اس کی کلیجی بھوننے کا حکم دیا پھر ایک عجیب نظارہ ہم نے دیکھا..... خدا کی قسم! ہم ایک سو تیس آدمیوں میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جس کو اس میں سے حصہ نہ ملا جو حاضر تھے ان کو تو اسی وقت دے دیا گیا اور جو اس وقت موجود نہ تھے کسی کام کاج میں مصروف تھے ان کا حصہ رکھ دیا گیا۔

پھر اس بکری کے گوشت کو پکا کر دو پیالوں میں لایا گیا جس سے ہم نے پیٹ بھر کر کھایا اور دونوں پیالوں میں گوشت بچ بھی رہا..... بعد میں راوی اس بچے ہوئے گوشت کو اونٹ پر لاد کر مدینہ لے آئے۔

برکات نبوت دیکھئے کہ ایک بکری کی کلیجی ایک سو تیس آدمیوں میں تقسیم ہوگئی اور اس کے گوشت سے اتنے ہی آدمی شکم سیر ہو گئے۔ (کشف الباری کتاب الاطعمہ)

Scanned with CamScanner

(145)

جب دنیا بن رہی تھی حضور ﷺ اسے دیکھ رہے تھے

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُدْعٰی نُوْحٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَیَقُوْلُ لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ فَیَقُوْلُ: ھَلْ بَلَّغْتَ؟ فَیَقُوْلُ: نَعَمْ، فَیُقَالُ لِاُمَّتِہٖ ھَلْ بَلَّغَکُمْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ: مَا اَتَانَا مِنْ نَذِیْرٍ، فَیَقُوْلُ مَنْ یَّشْھَدُ لَکَ فَیَقُوْلُ: مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاُمَّتُہٗ فَتَشْھَدُوْنَ اَنَّہٗ قَدْ بَلَّغَ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا فَذٰلِکَ قَوْلُہٗ جَلَّ ذِکْرُہٗ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا ۔

ترجمہ: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن حضرت نوح علیہ السلام کو پکارا جائے گا پس آپ کہیں گے کہ اے میرے ربّ میں حاضر ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ کیا آپ نے تبلیغ فرما دی تھی؟ حضرت نوح علیہ السلام کہیں گے: جی یا اللہ! ان کی امت سے کہا جائے گا کہ کیا انہوں نے تبلیغ فرما دی تھی؟ وہ کہیں گے کہ ہمارے پاس کوئی ڈر سنانے والا نہیں آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے نوح علیہ السلام آپ کے گواہ کون ہیں وہ کہیں گے کہ حضرت محمد ﷺ اور ان کی امت پھر حضور ﷺ اور آپ کی امت گواہی دے گی (اور وہ گواہی قبول کی جائے گی)

شان وکھرا آمنہ دے لعل دا

کیونکہ (وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا) یعنی حضور ﷺ تم لوگوں پر گواہ ہیں۔ (وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا) ۔

(صحیح البخاری تفسیر القرآن سورۃ البقرہ باب قولہ تعالیٰ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ، جامع ترمذی کتاب تفسیر القرآن سورۃ البقرہ، سنن ابن ماجہ کتاب الزہد باب صفۃ امۃ محمد ﷺ، مسند احمد جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 32، عمدۃ القاری شرح بخاری جلد نمبر 18، صفحہ نمبر 95، تفسیر ابن جریر پارہ نمبر 2 سورۃ البقرۃ آیت نمبر 143، تفسیر ابی حاتم پارہ نمبر 2، سورۃ البقرہ آیت نمبر 143، تفسیر ابن منذر پارہ نمبر 2 سورۃ البقرہ آیت نمبر 143، تفسیر ابن مردویہ پارہ نمبر 2 سورۃ البقرۃ آیت نمبر 143، تفسیر درمنثور (سیوطی) پارہ نمبر 2 سورۃ البقرۃ آیت نمبر 143)

(146)

لٹھ باز بادشاہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ ''قحطان'' سے ایک آدمی نکلے گا جو تمام انسانوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے گا۔

''قحطان'' یا تو یمنی اقوام کے مورث اعلیٰ کا نام ہے یا یمنی قبائل میں سے ایک قبیلہ کا نام ہے۔ بہرحال اس حدیث کا مطلب ہے کہ خاندان قحطان کا ایک بادشاہ ہوگا جو اپنی لاٹھی کے زور سے لوگوں پر حکومت کرے گا جس طرح کوئی آدمی اپنی لاٹھی سے جانوروں کو ہانک کر جہاں اور جدھر چاہتا ہے لے جایا کرتا ہے اور کوئی جانور سرتابی نہیں کرسکتا۔ اسی طرح یہ ظالم بادشاہ امیر و غریب اور شریف و رذیل سب کو اپنی ایک ہی لاٹھی سے ہانکے گا اور اس لاٹھی کے ڈر سے کوئی شخص چون و چرا کرنے کی مجال نہ کرسکے گا جب تک یہ بادشاہ نہ ہوگا قیامت نہیں آئے گی۔

بعض محدثین نے فرمایا: یہ بادشاہ کسی عرب کا آزاد کردہ غلام ہوگا اور اس کا نام ''جہجاہ'' ہوگا۔ (مرقاۃ ج5 ص157)

تاریخ عرب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بہت سے اس قسم کے ظالم بادشاہ عرب میں پیدا ہو چکے ہیں لیکن ''جہجاہ'' نام والا جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے عرب میں اب تک کوئی بادشاہ نہیں ہوا ہے اس لئے میرے علم میں قیامت کی یہ نشانی وجود میں نہیں آئی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(147)

پتّوں پر قرآن مجید

سمرقند کی اس لائبریری کی ڈائریکٹر ایک خاتون تھیں...... اس نے ہمیں کہا: میرے پاس ایک خاص چیز رکھی ہے آیئے آپ کو دکھاؤں! وہ ہمیں ایک کمرے میں لے گئی اور ایک بڑا بکس کھولا...... اس کے اندر ایک دوسرا بکس نکلا...... جب وہ کھولا تو اس کے اندر ایک بریف کیس تھا...... جس کے اندر کی ہر چیز کو کیمیکل وغیرہ لگا کر محفوظ کردیا گیا تھا۔

جب اس نے بریف کیس کھولا تو اس کے اندر قرآن مجید کے چھوٹے چھوٹے نسخے رکھے ہوئے تھے...... لکھائی اتنی باریک تھی کہ پڑھی جانی مشکل تھی لیکن جب اس خاتون نے ہمیں لفظوں کو بڑا دکھانے والا عدسہ لاکر دیا...... تو ہم نے دیکھا کہ ہر صفحے پر ایک رکوع لکھا ہوا تھا اور کتابت بھی انتہائی خوبصورت تھی کہ دیکھ کر حیران رہ جائیں۔ چند ایسے نسخے دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔

جب ڈائریکٹر نے دیکھا کہ ہم نے بڑے شوق سے قرآن مجید کے چھوٹے چھوٹے نسخوں کو دیکھا ہے تو وہ کہنے لگی اب میں آپ کو اصل چیز دکھاتی ہوں...... وہ ہے پتوں پہ لکھا ہوا قرآن مجید کا نسخہ' جو کاغذ کی ایجاد سے پہلے کا لکھا ہوا ہے مگر اس میں لطف اور مزے کی بات یہ ہے کہ پتوں کو اس طرح محفوظ کردیا گیا ہے کہ وہ نہ تو پھٹتے ہیں اور نہ ہی ٹوٹتے ہیں۔ یہ کہہ کر اس نے ایک نسخہ نکالا۔ جب میں نے اسے اپنے ہاتھ سے دیکھا تو واقعتہً محسوس ہوتا تھا کہ یہ کسی درخت کا پتہ ہے...... اس پتے کی رگیں پھیلی ہوئی نظر آرہی تھیں' ان پر ہاتھ سے قرآن مجید لکھا گیا تھا۔

قرون اولیٰ کی ایک چیز کو دیکھ کر ہمیں بہت خوشی ہوئی...... ایک خوشی تو یہ کہ سلف

Scanned with CamScanner

صالحین نے حفاظت دین کے لئے...... کیا کیا کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔ دوسرا یہ کہ ...... ہم نے نبی ﷺ کے قریب زمانہ کی ایک چیز کو...... اپنی نظروں سے دیکھ لیا ہے۔ ہم نے قرآن پاک کے اس نسخے کو...... آنکھوں سے لگایا اور عقیدت سے چوم لیا۔

(لاہور سے تا بخاک، بخارا و سمرقند ص88)

لوہے کی مضبوط چادروں پہ معیاری قرآن مجید

سمرقند ہی کے ایک معلم، مولانا احمد خان صاحب ہمیں لائبریری کے ایک کمرے میں لے گئے جہاں لوہے کی چادروں کا ڈھیر لگا ہوا تھا اور ان کے اوپر حفاظت وصفائی کی خاطر ایک کپڑا ڈال دیا گیا تھا۔ جب وہ کپڑا ہٹایا گیا تو ہم نے دیکھا...... واقعی لوہے کی بڑی بڑی چادروں پر قرآن مجید کندہ کیا ہوا تھا...... مولانا نے بتایا کہ یہ پورا قرآن مجید ہے۔

اور جب ان سے یہ پوچھا گیا کہ اس طرح لوہے کی چادروں پر قرآن مجید لکھنے کا کیا مقصد؟ تو انہوں نے بتایا کہ اس وقت کے مسلمان حکام نے سوچا کہ ایک ایسا نسخہ قرآن مجید کا بنایا جائے جو کہ بوقت ضرورت معیار اور سند کے طور پر کام آئے۔ (اور کسی کاغذی نسخہ میں کسی جگہ غلطی کا اندیشہ ہو تو اس کی تصحیح اس سے دیکھ کر کی جاسکے۔)

جس طرح برطانیہ وغیرہ میں وقت کا معیار مقرر ہے جسے لوگ گرین واچ ٹائم کہتے ہیں اور ساری دنیا کی گھڑیوں کا وقت ان کے حساب سے رکھا جاتا ہے۔ یہ لوہے کی چادروں پر لکھا ہوا قرآن مجید چونکہ سالہا سال تک محفوظ رہے گا اس لئے اسے ایک مستند نسخہ کی حیثیت حاصل رہے گی۔ نیز اگر کسی نے بدنیتی سے قرآن پاک میں تحریف کرنے کی کوشش بھی کی تو بھی اس نسخہ کی وجہ سے تحریف نہ ہو سکے گی۔

نیز یہ لوہے کی ایک ایک چادر اتنی بھاری تھی کہ چار آدمی مل کر اسے اٹھا سکتے تھے اور لوہا بھی ایسا تھا کہ اسے زنگ نہیں لگ سکتا تھا۔ (سبحان اللہ کلام اللہ کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے کس کس انداز میں لی ہے۔ کتنے لوگوں نے اس کے لئے اپنی صلاحیتوں کو صرف کیا ہے۔) (ایضاً)

(148)

عبادت گذار کی دُعا اور ثرید کا پیالہ

حضرت سیّدنا مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم بہت زیادہ متقی وعبادت گزار تھے۔ روزانہ ایک ہزار نوافل پڑھا کرتے تھے اور ہمیشہ روزہ رکھتے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک رات میں مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں تھا۔ جب سب نمازی چلے گئے تو اچانک حضور ﷺ کے حجرہ مبارک کی طرف سے ایک شخص ظاہر ہوا اور مسجد کی دیوار سے ٹیک لگا کر اس طرح مناجات کرنے لگا: ''اے میرے پروردگار! تو خوب جانتا ہے کہ آج میرا روزہ تھا اور ابھی تک میں نے کوئی چیز نہیں کھائی۔ میرے خالق! اب ثرید کھانے کو بہت جی چاہ رہا ہے، مولیٰ! کرم فرمادے۔''

ابھی اس نے دعا مکمل بھی نہ کی تھی کہ منارہ کی جانب سے ایک عجیب وغریب شخص آیا جس میں انسانوں کی کوئی نشانی نہ تھی وہ کوئی اور ہی مخلوق تھی اس نے ایک بڑا سا پیالہ دعا مانگنے والے کے سامنے رکھ دیا اور خود ایک جانب کھڑا ہو گیا۔ وہ پیالے سے کھانے لگا اور مجھے بھی بلایا۔ میں سمجھا کہ شاید! یہ جنت کا بابرکت کھانا ہے، اسی لئے تھوڑا سا کھایا تو وہ ایسا عمدہ اور لذیذ تھا کہ اہل دنیا کے کھانے اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ میں نے صرف چند لقمے کھائے پھر شرم کی وجہ سے واپس اپنی جگہ آ گیا۔ جب وہ شخص کھانا کھا چکا تو پاس کھڑے ہوئے عجیب وغریب شخص نے پیالہ اٹھایا اور جدھر سے آیا تھا اسی سمت چلا گیا۔ جب دعا مانگنے والا جانے لگا تو میں بھی اس کے پیچھے چل دیا تاکہ اس کے بارے میں معلومات حاصل کرسکوں، لیکن اچانک نہ جانے وہ کہاں غائب ہو گیا۔ میرا گمان ہے کہ شاید وہ حضرت سیّدنا خضر علیہ السلام تھے۔ (عیون الحکایات)

Scanned with CamScanner

(149)

محبت ہوتو ایسی ہو

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاتَّبَعْتُہٗ حَتّٰی دَخَلَ نَخْلًا فَسَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ حَتّٰی خِفْتُ اَوْ خَشِیْتُ اَنْ یَّکُوْنَ اللّٰہُ قَدْ تَوَفَّاہُ اَوْ قَبَضَہٗ قَالَ فَجِئْتُ اَنْظُرُ فَرَفَعَ رَأْسَہٗ فَقَالَ: مَالَکَ یَا عَبْدَالرَّحْمٰنِ ۔ قَالَ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ: اِنَّ جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ لِیْ اَلَا اُبَشِّرُکَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ لَکَ: مَنْ صَلّٰی عَلَیْکَ صَلَّیْتُ عَلَیْہِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَیْکَ سَلَّمْتُ عَلَیْہِ ۔

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے روایت کرتے ہوئے فرمایا: حضور ﷺ تشریف لائے تو میں آپ ﷺ کے پیچھے چلا یہاں تک کہ آپ ﷺ ایک کھجور کے درخت کے پاس تشریف لے گئے اور سجدہ فرمایا پس آپ کا سجدہ لمبا ہو گیا۔ (حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ) میں ڈر گیا کہ (خدانخواستہ) سجدہ ہی میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی روح کو قبض فرمالیا ہے چنانچہ میں آپ ﷺ کے قریب گیا تو آپ ﷺ نے سجدہ سے سر اٹھا کر ارشاد فرمایا: اے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کیا بات ہے؟ میں نے اپنا خدشہ پیش کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا: آگاہ ہو جائیں میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں بیشک اللہ تعالیٰ آپ سے ارشاد فرماتا ہے کہ جو کوئی آپ پر درود بھیجے تو میں اس پر رحمت بھیجوں گا اور جو کوئی آپ پر سلام بھیجے میں اس پر سلام بھیجوں گا۔

(مسند احمد جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 191، المستدرک (حاکم) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 222، مجمع الزوائد (ہیثمی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 287، مسند ابی یعلی جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 273، سنن کبریٰ (بیہقی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 371، جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 285، شعب الایمان (ہیثمی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 211، ابن عساکر جلد نمبر 56 صفحہ نمبر 72، المختارۃ ضیاء مقدسی جلد نمبر 3 صفحہ 278، القول البدیع (سخاوی) صفحہ نمبر 111، جلاء الافہام (ابن قیم) صفحہ نمبر 93)

کسی کو کسی سے ہوئی ہے نہ ہو گی
جتنی کسی کو محبت کسی سے

(150)

فتح بیت المقدس

حضرت عوف بن مالک کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس جنگ تبوک میں آیا۔ اس وقت آپ ﷺ ایک چمڑے کے خیمہ میں تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے تم چھ (نشانیوں) کو گن لو (1) میری وفات (2) پھر بیت المقدس کی فتح (3) پھر ایک وبا (طاعون) تم کو پکڑے گی جو بکریوں کی گلٹی کی بیماری کی طرح ہوگی (4) پھر مال کی اس قدر زیادتی ہوگی کہ کسی آدمی کو ایک سو دینار دیئے جائیں گے پھر وہ (اس کو کم سمجھ کر) ناراض ہی رہے گا (5) پھر ایک ایسا فتنہ ہوگا جو عرب کے ہر گھر میں داخل ہو جائے گا۔ (6) پھر تمہارے اور رومیوں کے درمیان ایک صلح ہوگی مگر رومی کفار بدعہدی کریں گے اور اتنا بڑا لشکر لے کر تم پر حملہ آور ہوں گے کہ اس لشکر میں اسی (80) جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار فوجیں ہوں گی۔

(مشکوٰۃ ج2، ص466، باب الملاحم)

یاد رہے! قیامت کی تقریباً یہ تمام نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں۔ مثلاً:

1......حضور ﷺ کا اس عالم دنیا سے عالم آخرت کا سفر فرمانا یہ 11 ہجری میں ہو چکا۔

2......بیت المقدس کا فتح ہونا۔ یہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں واقع ہوا۔

3......طاعون کی وباء یہ علامت بھی امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ایام میں ظہور پذیر ہوئی۔ زمانہ اسلام میں یہ سب سے پہلا طاعون ہے اس وباء میں

تین دن کے اندر ستر ہزار آدمی مر گئے چونکہ اسلامی لشکروں کا پڑاؤ بیت المقدس کے قریب ایک گاؤں عمواس میں تھا اس لئے تاریخوں میں اس وباء کا نام طاعون عمواس پڑ گیا۔

طاعون کیا ہے؟

طاعون: ایک وبائی بیماری ہے جس کو انگریزی میں ''پلیگ'' کہتے ہیں اس بیماری میں شدید بخار آتا ہے اور گردن یا بغلوں یا رانوں کی جڑوں میں کبوتر کے انڈے کے برابر گلٹیاں نکلتی ہیں جس میں ناقابل برداشت درد کے ساتھ سخت جلن ہوتی ہے اس مرض میں بہت جلد آدمی مر جاتا ہے اور بہت کم لوگ اس بیماری سے شفایاب ہوتے ہیں پہلے ملک میں تقریباً ہر سال یہ وبا آتی تھی مگر اب کئی برس سے یہ وبا نہیں آئی۔

4......عرب کا فتنہ اس سے مراد امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت اور اس کے بعد کی لڑائیاں ہیں جن کے اثرات سے عرب کا ہر ہر گھر متاثر ہوا اور اس خانہ جنگی میں مسلمانوں کا بے شمار جانی و مالی نقصان ہوا اور چند دنوں کے لئے اسلامی فتوحات کا دروازہ بند ہو گیا۔ (مرقاۃ ج5 ص158)

5......رومیوں سے صلح اور پھر ان لوگوں کی بدعہدی اس نشانی کا ظہور خلافت راشدہ کے بعد خصوصاً خلافت عباسیہ کے دور میں بار بار ہوا اور بارہا رومیوں نے بڑے عظیم لشکروں کے ساتھ مسلم حکومتوں پر یلغار کی اور آئندہ بھی اس قسم کے حملے مسلمانوں پر ہوتے ہی رہیں گے، یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور حضرت امام مہدی کے ظہور کے بعد کفار ہمیشہ کے لئے مغلوب ہو جائیں گے اور ہر طرف اسلام کا بول بالا رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (قیامت کب آئے گی)

Scanned with CamScanner

(151)

ڈھونڈا ہے آسمان نے انہیں خاک چھان کر

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اصحاب محمد ﷺ کو دیکھا ہے۔ آج کوئی بھی ان کے مشابہ نہیں۔ وہ خالی ہاتھ پراگندہ بال' غبار آلودہ ہو کر صبح کرتے تھے' ان کی پیشانی میں سجدہ کے اتنے بڑے نشان ہوتے تھے جتنا بڑا بکری کے گھٹنے پر نشان ہوتا ہے اور ان کی آنکھوں سے آنسو یہاں تک گرتے تھے کہ کپڑے تر ہو جاتے۔ (البدایہ' ج8 ص4)

☆..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے تمام صحابہ روئے۔

(البدایہ' ج4 ص123' وابن سعد ج3 ص3' کذانی المجمع ج4 ص138)

☆..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ' حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات پر تشریف لائے اور رو دیے اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی رونے لگے۔ (اخرجہ الطبرانی کذانی المجمع' ج9 ص303)

☆..... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب حضور ﷺ کی وفات ہوگئی تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روئے اور کہا' خدا کی قسم! ہمیں یہ بات زیادہ پسندیدہ تھی کہ ہم آپ ﷺ سے پہلے مرتے' اس لئے ہمیں ڈر ہے کہ ہم آپ ﷺ کے بعد کہیں خوف میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ (اخرجہ مالک)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے جب آخری گفتگو شروع فرمائی' تو صحابہ نے غسل وغیرہ کی کیفیت معلوم کی پھر عرض کیا حضرت ہم میں سے جنازہ کون پڑھائے گا؟ یہ کہہ کر ہم رو دیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھہرو! پھر آپ ﷺ

نے ساری ترتیب بیان فرمائی: (اخرجہ البزار کذانی المجمع' ج9 ص25)

ہمارے پیارے نبی کے پیارے جاں نثار

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرا ایک ساتھی عشاء کے وقت میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا' ایک بہت بڑی بات پیش آ گئی اور وہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی ازواج کو چھوڑ دیا۔ میں یہ سن کر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا' وہ رو رہی تھیں۔ میں نے پوچھا' کیا حضور ﷺ نے تم سب کو طلاق دے دی؟ انہوں نے کہا مجھے کوئی علم نہیں' پھر میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن داخلہ کی اجازت نہ ملی پھر میں منبر کے قریب آیا' تو وہاں ایک جماعت بیٹھی رو رہی تھی۔ (رواہ احمد)

☆..... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سورت حج کی پہلی آیت نازل ہوئی' جس میں قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ دن ہوگا' جس روز اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائے گا کہ جہنم میں جانے والوں کو روانہ کرو وہ پوچھیں گے کتنے؟ ارشاد ہوگا نو سو ننانوے (999) جہنم میں اور ایک (1) جنت میں۔ یہ سن کر مسلمانوں نے رونا شروع کر دیا۔ (ترمذی)

☆..... حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کی۔ آپ ﷺ کے ساتھ عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم تھے۔ اس دوران حضور ﷺ رو دیے۔ جب لوگوں نے آپ ﷺ کو روتے دیکھا تو سب رو پڑے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' ''اللہ تعالیٰ میت کو دل کے غم اور آنسوؤں کے جاری ہونے سے عذاب نہیں دیتا' بلکہ زبان سے آہ و فریاد کرنے سے عذاب دیتا ہے۔'' (کتاب الکبائر للذھبی' ص140)

☆..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جبرائیل امین نے تذکرہ کیا ایک عابد و غازی کا جس کا نام شمعون تھا' اس نے کافروں کے ساتھ ہزار مہینے لڑائی کی یعنی 83 سال چار مہینے ایک روز کافروں نے اس کو باندھ کر اس کے کان کاٹے اور اس کی آنکھیں نکالیں اور دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا پر ان سب کفار کو

Scanned with CamScanner

ہلاک کر دیا اور شمعون کو دوبارہ سارے اعضاء لوٹا دیئے پھر اس نے ہزار مہینے تک رات کو قیام کیا اور دن کو روزہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور راہ خدا میں مارا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کی محنت اور مشقت اور اجر و ثواب دیکھ کر رونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ القدر اتاری کہ محمد ﷺ ہم نے آپ ﷺ کی امت کو لیلۃ القدر دی ہے، جو اس میں عبادت کرے گا یا دو رکعت پڑھے گا۔ اس کو حج اور جمعوں کی عبادت سے زیادہ اجر دیں گے۔ (درۃ الناصحین، ج2 ص274)

قابلِ رشک خاتون

روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد جب فوت ہوئیں تو حضور ﷺ نے اپنے کرتہ میں ان کو کفن دیا اور ان کی قبر میں لیٹ گئے، پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو قبر کے دونوں کناروں پر رکھا، پھر باہر تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ ﷺ نے ان کے ساتھ وہ کیا جو کسی کے ساتھ نہ کیا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: انہوں نے میری پرورش کی، میرے کہنے پر ایمان لائیں اور میں نے ان کا بہت مال اللہ کے راستے میں خرچ کیا۔ مجھ پر ان کے حقوق بہت ہیں۔ ان کے ایمان لانے سے ابوطالب مجھ سے ناراض ہوئے۔ میں نے اپنی قمیص اس لئے دی تاکہ عذاب قبر سے محفوظ رہیں اور میں قبر میں اس لئے لیٹا تاکہ وہ ضغطۂ قبر سے محفوظ رہیں۔ جب میں قبر میں لیٹا تو زمین چاہتی تھی کہ مل جائے لیکن میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت فرمائی اور بخش دیا۔ بس میں باہر نکل آیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیا ضغطۂ قبر سب کے لئے ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! تو تمام صحابہ حاضرین رونے لگے۔ اتنے میں جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور پیغام لائے کہ جو شخص چار رکعت اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد اسی بار سورہ اخلاص پڑھے، دوسری رکعت میں ساٹھ بار تیسری رکعت میں چالیس بار چوتھی رکعت میں بیس مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو عذاب قبر سے اور ضغطۂ قبر سے محفوظ رکھے گا۔

(انیس الواعظین، ج1 ص791)

(152)

میت پر رونے والوں سے ملک الموت کا سوال

امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَفِي الْخَبَرِ إِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ وَاجْتَمَعَتِ الصِّيَاحُ فِي دَارِهِ وَيَقُومُ مَلَكُ الْمَوْتِ عَلَى بَابِ دَارِهِ .... فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ دَعْهَا يَا أَبَا حَفْصٍ رضي الله عنه فَإِنَّ الْعَيْنَ بَاكِيَةٌ وَالنَّفْسُ مُصَابَةٌ وَالْعَهْدُ حَدِيثٌ ۔

حدیث میں آیا ہے کہ جب ابن آدم فوت ہو اور رونے والیاں اس کے گھر جمع ہوں تو ملک الموت اس کے گھر کے دروازہ پر کھڑا ہو کر کہتا ہے۔ کیا ہیں یہ رونے والیاں پس اللہ کی قسم نہیں کم کیا میں نے تم سے کسی ایک کی عمر کو اور نہ رزق اور نہیں ظلم کیا میں نے تم میں سے کسی ایک پر اور اگر ہے تمہارا رونا چیخنا میری وجہ سے پس میں تو حکم کا بندہ ہوں اور اگر میت کے سبب سے ہے تو وہ مجبور ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ہے تو تم اللہ کی ناشکری کرتے ہو پس اللہ کی قسم مجھے تو تم میں بار بار آنا ہے یہاں تک کہ تم میں سے کوئی نہ رہے اور فقیہ ابو اللیث سمرقندی نے فرمایا: نوحہ کرنا حرام ہے اور میت پر رونے میں حرج نہیں اور صبر افضل ہے، پس تحقیق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”سوا اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو بغیر حساب اجر دیتا ہے“ اور نبی کریم ﷺ سے منقول ہے کہ فرمایا نوحہ کرنے والی اور جو اس کے گرد جمع ہوں اور جو اس کی مدد کرے اور اس کے نوحہ کو سنے ان سب پر اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی

Scanned with CamScanner

اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

میت پہ رونا جائز اور نہ رونا افضل ہے

اور بیان کیا گیا ہے کہ جب حضرت حسن بن حضرت علی رضی اللہ عنہم کا وصال ہوا تو آپ کی بیوی آپ کی قبر پر (خیمہ لگا کر) اکیلی بیٹھی رہیں' پس جب سال کا آخر ہوا تو خیمہ کو اٹھایا پس قبر کی طرف سے ایک آواز سنی کہ کیا تو نے پالیا جسے تو نے گم کیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ موت پر رونا رحمت ہے اور بین کرنا منع ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراہیم رضی اللہ عنہ کا کم عمری میں وصال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اشکبار ہوئیں تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رونے سے منع نہیں فرمایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمہیں دو گناہ کی آوازوں اور دو حماقت کے کاموں سے منع کیا تھا ایک نوحہ کرنے والی آواز سے اور دوسری گانے کی آواز سے اور چہرہ چھیلنے سے اور گریبان پھاڑنے سے لیکن یہ رونا تو رحمت ہے اللہ نے اس رحمت کو رحمدل والوں کے دلوں میں رکھا ہے پھر فرمایا اے ابراہیم تیری جدائی سے دل غم میں ہے اور آنکھ آنسو برساتی ہے اور حضرت وھب بن کیسان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو میت پر روتے دیکھا تو اسے منع کیا اور فرمایا: مت رو پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر اسے اپنے حال پر چھوڑ دو پس بے شک آنکھ روتی اور جان مصیبت رسیدہ ہے اور وقت پریشانی کا ہے۔ (دقائق الاخبار باب نمبر 11)

(153)

دانش مند اعرابی

حضرت سیّدنا علی بن محمد مدائنی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے: ایک دن حضرت سیّدنا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ سلیمان بن عبدالملک سے کہا: ''باہر ایک اعرابی آیا ہوا ہے جو بڑا فصیح کلام کرتا ہے۔'' خلیفہ سلمان بن عبدالملک نے کہا: ''اسے میرے پاس لے آؤ۔'' اعرابی آیا تو خلیفہ نے کہا: ''تم کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟'' کہا: ''اے امیر المؤمنین! میرا تعلق قبیلہ ''عبدالقیس بن اقصیٰ'' سے ہے' میری باتیں بظاہر تلخ ہوں گی مگر ضبط سے کام لیا جائے تو آپ کے لئے بہت مفید ہوں گی اگر اجازت ہو تو کچھ عرض کروں''؟ خلیفہ نے کہا: ''اے اعرابی! جو کہنا چاہتے ہو کہو۔'' اعرابی کچھ اس طرح گویا ہوا: ''اے امیر المؤمنین! بے شک آپ کے پاس ایسے لوگ بیٹھتے ہیں' جنہوں نے اپنے دین کو دنیا کے بدلے بیچ ڈالا اور اپنے ربّ کی ناراضی مول لے کر آپ کو راضی رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ آپ سے تو ڈرتے ہیں لیکن آپ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا خوف ان کے پیش نظر نہیں ہوتا۔ انہوں نے اپنی آخرت برباد کر کے دنیا کی عیش و عشرت حاصل کر لی ہے' وہ دنیا سے اپنے آپ کو بچاتے ہیں لیکن آخرت سے جنگ کرتے ہیں۔ آپ اس معاملے میں ان پر ہرگز اعتماد نہ کریں جس پر اللہ ربّ العزت نے آپ کو ذمہ دار بنایا ہے اگر ان کو اقتدار مل گیا تو یہ امانتوں کو ہڑپ کریں گے اور امت پر ظلم و جبر کریں گے پھر وہ جو بھی جرم و ظلم کریں گے اس کے بارے میں آپ سے سوال ہوگا اور اگر آپ ظلم و ستم کریں گے تو ان سے آپ کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا۔ اپنی آخرت کو برباد کر کے ان کی دنیا کی اصلاح نہ کیجئے' بے شک! لوگوں میں سب سے زیادہ خسارہ پانے والا وہ ہے جو کسی کی دنیا کے

Scanned with CamScanner

لئے اپنی آخرت برباد کرے۔"

نیت کا سچا دل کا پکا

خلیفہ نے کہا: "اے اعرابی! بے شک تیری زبان کے وار تیری تلوار کے واروں سے کہیں زیادہ تیز ہیں۔" اعرابی نے کہا: "جی ہاں! امیر المؤمنین! معاملہ ایسا ہی ہے لیکن اس میں آپ کا فائدہ ہے نقصان نہیں۔" خلیفہ نے کہا: "کیا تیری کوئی حاجت ہے؟" کہا: "مجھے عام لوگوں سے کوئی حاجت نہیں، میں تو خدائے بزرگ و برتر ہی کا محتاج ہوں۔" یہ کہہ کر وہ اعرابی واپس چلا گیا۔ خلیفہ نے کہا: "تمام خوبیاں اللہ کے لئے ہیں۔ یہ بندہ بہترین نسب والا، مضبوط دل، زبان کا صحیح استعمال کرنے والا، نیت کا سچا اور متقی و پرہیزگار ہے۔ ایسے ہی سمجھدار لوگ شرف و بزرگی پاتے ہیں۔

سی طرح حضرت سیّدنا عامر بن عبداللہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے: ایک اعرابی کو خلیفہ سلمان بن عبدالملک نے بلایا اور کہا: "کچھ کلام کرو۔" اعرابی نے کہا: "میں کلام کروں گا مگر اسے برداشت کیجئے گا، اس میں آپ ہی کا فائدہ ہے۔" خلیفہ نے کہا: "جب ہم ایسے شخص کی باتیں برداشت کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں جس سے خیر خواہی کی امید نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کے فریب سے امن ہوتا ہے تو تمہاری باتیں بھی برداشت کرلیں گے تم بے فکر ہو کر جو کہنا چاہو کہو۔" کہا: "اے امیر المؤمنین! جب آپ کے غضب سے امان مل گئی تو اب میں اس بارے میں اپنی زبان کھولوں گا جس کے متعلق لوگوں کی زبانیں آپ کو اللہ کے حقوق اور آپ کے اپنے حقوق کے متعلق نصیحت کرنے سے گونگی ہیں۔" اس کے بعد اعرابی نے وہی کلام کیا جو سابقہ روایت میں گزرا۔ (عیون الحکایات)

(154)

چند مسلم مصنّفین اور ان کے کارنامے

☆......مشہور محدث ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر حدیث اور دیگر تصانیف کے لکھنے میں صرف روشنائی اس قدر استعمال کی کہ اس کی قیمت سات سو 700 درہم بنتی تھی۔

☆......امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات ایک ہزار 1000 کے قریب ہیں۔

☆......ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی میں 358000 تین لاکھ اٹھاون ہزار اوراق لکھے۔

☆......علامہ باقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف معتزلہ کے رد میں 70000 ستر ہزار اوراق لکھے۔

☆......امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے 78 کتابیں لکھیں جن میں صرف "یاقوت التاویل" 40 جلدوں میں ہے۔

☆......ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے آخری غسل کے واسطے پانی گرم کرنے کے لئے وہ برادہ کافی ہوگیا تھا جو صرف حدیث لکھتے ہوئے ان کے قلم بنانے میں جمع ہوگیا تھا۔

☆......مشہور مسلمان فلسفی اور طبیب ابن سینا کی تصانیف میں سے......

الحاصل والمحصول 20 جلدوں میں۔

الانصاف 20 جلدوں میں،

الشفاء 18 جلدوں میں،

لسان العرب 10 جلدوں میں اور اسی طرح ان کی دیگر تصانیف متعدد جلدوں میں موجود ہیں۔

Scanned with CamScanner

☆ .....نویں صدی کے مشہور محدث حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی......

فتح الباری شرح صحیح بخاری 14 جلدوں میں'

تہذیب التہذیب 9 جلدوں میں'

الاصابہ 5 جلدوں میں'

لسان المیزان 4 جلدوں میں......اور

تغلیق التعلیق 5 جلدوں میں مرقوم ہے۔

مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی

تصنیفی میدان میں مسلمان مصنفین کی ان عظیم تصنیفات کا کچھ حصہ تو بچ گیا اور ایک حصہ وہ ہے جو حوادث زمانہ کی نذر ہو گیا' وہ جو تاریخ میں ہے کہ تاتاریوں کی بربریت نے جب بغداد کا رخ کیا تو انسانوں کی تباہی کے ساتھ ساتھ بغداد کے عظیم اسلامی کتب خانوں کو بھی دجلہ کے حوالے کیا۔ اسی طرح کہا جاتا ہے کہ ایک عرصہ تک دریائے دجلہ کا پانی سیاہ روشنائی کی وجہ سے سیاہ رنگ میں بہتا رہا تاہم زمانے کی اس خرد برد سے بچے ہوئے ذخیروں کی تعداد بھی کچھ کم نہیں' جن کا ایک بڑا حصہ یورپ کے کتب خانوں کی زینت ہے اور جس کو دیکھ کر اقبال نے بڑے درد سے کہا تھا......

مگر وہ علم کے موتی' کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارا

یہ بھی تو نہیں کہا جا سکتا کہ تصنیف کے اس مشغلہ کے ساتھ ان کی زندگی دیگر ضروریات سے فارغ تھی...... جہاں لکھنے والوں نے ان کے عظیم تصنیفی کاموں کا ذکر کیا' وہیں سوانح نگار مؤرخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ شب و روز سینکڑوں نوافل ان کا معمول تھے۔ مختصر مدت میں قرآن شریف کا ختم معمولات زندگی کا حصہ تھا' اقرباء کی ادائیگی حقوق کا اہتمام تھا' طلبہ اور عوام کے لئے علمی مشغلہ کا مستقل انتظام تھا۔

آج کے دور کی سہولتیں اس زمانہ میں ناپید تھیں' وہ زندگی اگرچہ قوت و صلاحیت کی زندگی تھی تاہم مشکلات و مشقت سے خالی نہ تھی' زندگی کی ہر قوت کو ایک مشقت کا سامنا

تھا اور ہر صلاحیت ایک صعوبت کے مقابل تھی۔

لکھنے کے لئے آج کا رواں دواں قلم ایجاد نہ ہوا تھا' وہ نرکل کی لکڑی اور دوات' جہاں سطر در سطر قلم روشنائی میں ڈوبونے کا محتاج تھا۔ یہ نرکل کے اس قلم کی کرامت تھی یا اہل قلم کے کمال و محنت کا نتیجہ' کہ چمڑوں اور ہڈیوں کے ناہموار سطح پر بھی اس کا تیز رفتار سفر جاری رہتا۔

(متاع وقت اور کاروان علم)

Scanned with CamScanner

(155)

اور قیامت سے پہلے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ قبیلہ دوس کی عورتوں کے سرین (طواف کرتے ہوئے) ذوالخلصہ پر ہلیں گےاور ذوالخلصہ قبیلہ دوس کا ایک بت تھا جس کو وہ لوگ زمانہ جاہلیت میں پوجتے تھے۔

(بخاری جلد 2 ص 1054 باب تغیر الزمان)

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ قرب قیامت میں عرب کےایک قبیلہ دوس کے لوگ بتوں کا طواف اور پرستش کرنے لگیں گے۔ابھی یہ نشانی ظاہر نہیں ہوئی اور عرب میں کہیں بھی اب تک بت پرستی نہیں ہورہی ہے۔

☆......حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مسلمان جزیرۃ العرب سے جنگ کروگےتو اللہ تم کو فتح عطا فرمائے گا پھر تم لوگ فارس سے جنگ کروگےتو اللہ تعالیٰ اس کو بھی فتح فرمادے گا پھر تم لوگ روم سےلڑوگےتو اللہ تعالیٰ تمہیں فتحیاب بنادے گا پھر دجال سے تم لوگوں کی جنگ ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس مقابلہ میں بھی تم کو فتح دے گا۔ (مشکوٰۃ ج 2 ص 466 باب الملاحم) قیامت سے پہلے ہونے والی مذکورہ بالا چاروں لڑائیوں میں سے صرف آخری جنگ ابھی نہیں ہوئی باقی تینوں لڑائیاں امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوچکیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بشارت ظاہر ہو چکا ہےان لڑائیوں میں مسلمانوں کو فتح مبین حاصل ہوئی۔

☆......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ قیامت نہیں ہوگی یہاں تک کہ درندے جانور انسانوں سے گفتگو کریں گے اور آدمی سے اس کا کوڑا باتیں کرے

گا اور اس کے جوتے کا تسمہ کلام کرے گا اور آدمی کو اس کی ران ان معاملات کی خبر دے گی جن کو اس کی بیوی نے اس کے پیچھے کیا ہوگا۔(مشکوٰۃ ج 2 ص 471 ' 1 'شراط الساعۃ)

بصرہ میں شکلوں کا مسخ ہو جاتا

قرب قیامت کی یہ ہولناک نشانیاں ابھی تک ظاہر نہیں ہوئیں ہیں لیکن ہر مومن کو اس پر ایمان اور یقین رکھنا ضروری ہے کہ فرمان رسالت کے بموجب یہ نشانیاں عنقریب ظاہر ہو کر رہیں گی جیسا کہ دوسری نشانیاں جن کو کوئی پہلے سوچ بھی نہیں سکتا تھا وہ علی الاعلان کچھ ظہور میں آچکی ہیں اور کچھ ظاہر ہورہی ہیں۔

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انس! لوگ بہت سے شہروں کو بسائیں گے اور ان شہروں میں سےایک شہر کو بصرہ کہا جائے گا اگر تو اس شہر کے پاس سے گزرے گا یا اس میں داخل ہو تو اس شہر کی نمکین زمین اور ندی کے ساحل اور کھجوروں کے باغات اور بازاروں سے اور اس شہر کے امراء کے دروازوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا اور بصرہ کی زمینوں کو لازم پکڑنا جو ''ضواحی'' کہلاتی ہے کیونکہ بصرہ میں زمین کا دھنس جانا اور پتھراؤ زلزلہ ہوگا اور ایک قوم رات کو سوئے گی اور صبح کو اٹھے گی تو بندر اور سور ہوجائے گی۔(مشکوٰۃ ج 2 ص 467)

بصرہ عراق کا بہت ہی مشہور اور تاریخی شہر ہے۔''ضواحی'' وہ ریتیلی زمین ہے جو سورج کی روشنی میں چمکتی اور دور سے صاف نظر آتی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امت میں کچھ لوگوں کی صورتیں مسخ ہوں گی اور یہ جو مشہور ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے لوگ مسخ نہیں کیے جائیں گے اس سے مراد یہ ہے کہ اس امت میں مسخ عام نہیں ہوگا کہ بنی اسرائیل کی طرح پوری پوری بستیاں مسخ کردی جائیں مگر مسخ خاص چند افراد کا مسخ تو امت میں بھی ہوگا جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ فرقہ قدریہ میں سے کچھ لوگ مسخ کیے جائیں گے ممکن ہے کہ بصرہ میں کچھ لوگ فرقہ قدریہ کے آباد ہوجائیں جن کو قہر خداوندی مسخ کر کے بندر اور سور بنادے گا۔(اشعۃ اللمعات ج 4 ص 308)

Scanned with CamScanner

(156)

کلمۂ شہادت اور گناہوں کے ننانوے رجسٹر

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ : اِنَّ اللّٰہَ سَیُخَلِّصُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ عَلٰی رُؤُسِ الْخَلَائِقِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَیَنْشُرُ عَلَیْہِ تِسْعَۃً وَّتِسْعِیْنَ سِجِلًّا کُلُّ سِجِلٍّ مِثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ ثُمَّ یَقُوْلُ : اَتُنْکِرُ مِنْ ھٰذَا شَیْئًا؟ اَظَلَمَکَ کَتَبَتِی الْحٰفِظُوْنَ؟ یَقُوْلُ: لَا یَارَبِّ فَیَقُوْلُ: اَفَلَکَ عُذْرٌ فَیَقُوْلُ: لَا یَارَبِّ فَیَقُوْلُ : بَلٰی اِنَّ لَکَ عِنْدَنَا حَسَنَۃً فَاِنَّہٗ لَا ظُلْمَ عَلَیْکَ الْیَوْمَ فَتُخْرَجُ بِطَاقَۃٌ فِیْھَا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ فَیَقُوْلُ: اُحْضُرْ وَزْنَکَ فَیَقُوْلُ: یَارَبِّ مَا ھٰذِہِ الْبِطَاقَۃُ مَعَ ھٰذِہِ السِّجِلَّاتِ؟ فَقَالَ فَاِنَّکَ لَا تُظْلَمُ، قَالَ فَتُوْضَعُ السِّجِلَّاتُ فِیْ کَفَّۃٍ وَالْبِطَاقَۃُ فِیْ کَفَّۃٍ فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَۃُ وَلَا یَثْقُلُ مَعَ اِسْمِ اللّٰہِ شَیْءٌ ۔

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میری امت میں سے ایک شخص کو قیامت کے دن لوگوں کے سامنے لائے گا اور اس پر اس کے (گناہوں کے) ننانوے رجسٹر کھولے گا جو کہ تاحد نظر پھیلے ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا تو انکار کرتا ہے کسی ایسی چیز کا کہ اس میں میرے فرشتوں نے ظلماً کچھ لکھ دیا ہے؟ وہ کہے گا کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا ان

گناہوں پر تیرے پاس کوئی عذر ہے؟ تو وہ کہے گا کہ نہیں' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: پس بے شک آج کے دن تجھ پر ظلم نہیں ہوگا پس ایک پرچہ نکالا جائے گا جس میں لکھا ہوگا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اپنے نامۂ اعمال کا وزن پیش کر دو تو وہ کہے گا کہ یا اللہ میرے اس پرچے کا ان بڑے رجسٹروں کے مقابلہ میں کیا وزن ہوگا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا پس میزان کے ایک پلڑے میں رجسٹر رکھے جائیں گے اور دوسرے پلڑے میں وہ کاغذ رکھا جائے گا تو پس رجسٹروں والا پلڑا ہلکا ہو کر اٹھ جائے گا اور یہ کاغذ والا پلڑا بھاری ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے نام کے مقابلہ میں کوئی چیز بھی وزنی نہیں ہے۔

(جامع ترمذی کتاب الایمان باب ماجآء فی من یموت وھو یشھد ان لا الٰہ الا اللہ' ابن ماجہ کتاب الزہد باب ما یرجی من رحمۃ اللہ یوم القیمۃ' مسند احمد جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 213' نوادر الاصول (حکیم ترمذی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 250' المستدرک (حاکم) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 6' شعب الایمان (بیہقی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 264' الجامع الکبیر (السیوطی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 252' اتحاف السادۃ المتقین جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 562' الترغیب والترہیب (منذری) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 417' کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 45' جامع العلوم جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 612' تفسیر درمنثور (سیوطی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 70' تفسیر فتح القدیر (شوکانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 193)

جے میں ویکھاں عملاں ولے کجھ نہیں میرے پلّے
جے ویکھاں تیری رحمت ولے بلّے بلّے بلّے

(157)

حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کا انداز محبت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: لوگوں کو جمع کرو' جب سب مہاجر وانصار جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے ان کو دو رکعت نماز پڑھائی اور پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد ایسا فصیح وبلیغ خطبہ پڑھا' جس سے لوگوں کے دل ڈر گئے اور آنسو جاری ہو گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے مسلمانوں کی جماعت! میں تمہارا نبی اور نصیحت کرنے والا اور اللہ کی طرف بلانے والا ہوں اور میں تمہارے لئے شفیق بھائی اور مہربان باپ کی طرح ہوں' اگر کسی شخص پر میں نے ظلم کیا ہے تو اسے کو چاہئے کہ وہ اٹھے اور مجھ سے بدلہ لے۔'' قیامت کے دن سے پہلے پس کوئی نہ اٹھا' یہ آپ ﷺ نے دو تین مرتبہ فرمایا اس کے بعد عکاشہ بن محصن' آپ ﷺ کے سامنے کھڑے ہوئے اور پھر عرض کیا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں' اگر آپ ﷺ بار بار ارشاد نہ فرماتے تو میں کھڑا ہی نہ ہوتا۔ ایک مرتبہ میں سفر جہاد میں آپ ﷺ کے ساتھ تھا' میری سواری آپ کی سواری کے برابر ہو گئی۔ میں اپنی سواری سے اترا.........تو اس وقت آپ ﷺ نے اپنی وہ چھڑی اٹھائی' جس سے اونٹنی کو ہانکتے تھے اور ماری میری کمر پر نہ معلوم کہ آپ ﷺ نے قصداً ماری یا اونٹنی کو مارنے کے لئے چھڑی اٹھائی اور مجھے لگ گئی تو حضور ﷺ نے فرمایا: اے عکاشہ! تعجب ہے کہ رسول اللہ ﷺ تیرے مارنے کا قصد کرے پھر آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ جاؤ فاطمہ کے گھر سے میری چھڑی لاؤ' پس بلال رضی اللہ عنہ مسجد سے اس حال میں نکلے کہ ان کا ہاتھ سر پر تھا (غم و پریشانی

کی وجہ سے) اور کہہ رہے تھے کہ حضرت محمد ﷺ آج اپنی طرف سے بدلہ دیتے ہیں۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میرے والد آج چھڑی کو کیا کریں گے؟ عرض کیا اپنی طرف سے بدلہ دیں گے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا' وہ کون ہے جس کے دل نے حضور ﷺ سے بدلہ لینے کو گوارا کر لیا؟

جس کے کسی جنتی کو دیکھنا ہو......

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے چھڑی آپ ﷺ کو پیش کر دی تو حضور ﷺ نے چھڑی عکاشہ رضی اللہ عنہ کو دے دی۔ جب یہ حالات حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے دیکھے تو کھڑے ہو گئے اور کہا' اے عکاشہ! ہم تیرے سامنے ہیں' حضور ﷺ کی جگہ ہم سے بدلہ لے لے' حضور ﷺ نے فرمایا: تم دونوں بیٹھ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارا مرتبہ پہنچانا ہے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا' میں زندہ ہوں آ تو اپنے ہاتھ سے مجھ سے بدلہ لے تو حضور ﷺ نے فرمایا: اے علی پہچانا اللہ نے تیرا مرتبہ اور نیت تیری پھر کھڑے ہوئے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم اور فرمایا: اے عکاشہ ہم نواسائے رسول ﷺ ہیں' ہم سے بدلہ لینا گویا رسول اللہ ﷺ سے بلکہ لینا ہے' تو آپ ﷺ نے ہر ایک سے فرمایا: اے میرے نور العین تم بیٹھ جاؤ پھر فرمایا' اے اگر بدلہ لینا ہے تو لے لے تو حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ جس وقت آپ ﷺ نے مارا تھا تو میرا بدن ننگا تھا' یہ سن کر حضور ﷺ نے کپڑے بدن سے اتار دیئے یہ دیکھ کر سب مسلمان رونے لگے۔ جب حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد ﷺ کے خوبصورت مبارک جسم اطہر کو دیکھا تو اس پر سر جھکا کر پیٹھ مبارک کا بوسہ لیا اور عرض کیا میری جان آپ ﷺ پر فدا ہو۔ اے اللہ کے رسول ﷺ کون شخص آپ سے بدلا لے کر خوش ہو گا؟ میں نے یہ سارا کام اس لئے کیا کہ میرا جسم آپ کے جسم سے مل جائے اور آپ ﷺ کی برکت وحرمت سے اللہ تعالیٰ مجھ کو نار جہنم سے بچا لے۔

یہ دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے جنتی شخص دیکھنا ہو اس کو دیکھ لے۔ یہ سن کر سب لوگ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی چومنے لگے اور مبارک باد دینے لگے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی)

Scanned with CamScanner

(158)

ولی کو ولی کی نصیحت

حضرت سیّدنا عبداللہ بن ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد محترم کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں: ''جب حضرت سیّدنا مکحول شامی رحمۃ اللہ علیہ بہت زیادہ بیمار ہوئے تو لوگوں میں یہ افواہ پھیل گئی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا ہے' لیکن جلد ہی اطلاع ملی کہ یہ خبر غلط تھی' چنانچہ' حضرت سیّدنا حسن بن ابوحسن رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ خط لکھا:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ! ہمیں پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی افسوسناک خبر پہنچی جس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائیوں کو غم میں مبتلا کر دیا پھر جب معلوم ہوا کہ وہ خبر غیر یقینی اور غلط تھی تو ہم مسرور ہو گئے' اگرچہ یہ خوشی وسرور بھی بہت جلد رخصت ہو جائے گا اور کچھ عرصہ بعد پہلی خبر سچ ہو جائے گی تو کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ اس شخص کے طرح زندگی گزار رہے ہیں جو موت کا ذائقہ چکھ کر اس کے بعد کی ہولناکیوں کا مشاہدہ کر چکا ہے' منکر نکیر اس سے سوال کر چکے ہیں اور اب وہ ایسی جگہ ہے جہاں جو بھیجتا رہا وہی کام آئے گا۔ اب وہ اپنے سامنے صرف انہیں اعمال کو دیکھ رہا ہے جو اس نے آگے بھیجے تھے۔ میرے بھائی! بے شک اس دنیا میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے وہ لوگ ہیں جن کے پاس دنیوی مال تو ہے لیکن آخرت کے لئے کوئی زادراہ نہیں' ذرا توجہ کیجئے! جس دن آپ دنیا میں آئے تھے اس دن سے کہیں زیادہ آج آپ موت کے قریب ہیں۔ دن اور رات کا مسلسل سفر' مدت حیات کی منزلوں کو کم کرتا جا رہا ہے یہاں تک کہ جس پر لیل ونہار (دن رات) گزر رہے ہیں وہ فنا ہو جائے گا۔ اسے موت آ پہنچے گی۔

کیسے کیسے گھر اُجاڑے موت نے

دن اور رات کا سفر جاری رہے گا۔ عاد وثمود' کنوئیں والے اور ان کے درمیان بہت سے بستیوں والے سب فنا ہو گئے' اب ان کے اعمال ان کے سامنے ہیں اور وہ اپنے ربّ کی بارگاہ میں حاضر ہیں۔ وہ سب چلے گئے لیکن دن اور رات کا سفر جاری ہے' یہ نہ جانے کتنوں کو فنا کے گھاٹ اتار چکے مگر پھر بھی نہیں تھکے' یہ جس کے پاس سے بھی گزرے کبھی ٹھہرے نہیں' یہ ہر ایک کے ساتھ وہی کرنے کو تیار ہیں جو پہلوں کے ساتھ کر چکے' جس جس پر یہ گزرے وہ دنیا سے بالآخر کوچ کر گیا اسی طرح اب بھی جس جس پر گزر رہے ہیں اسے بھی اس دار فانی سے کوچ کرنا پڑے گا۔ نیک ہو یا بد سب یہاں سے چلے جائیں گے۔

میرے بھائی! آپ بھی دوسرے لوگوں کی مثل ہیں' جس طرح وہ چلے گئے آپ بھی چلے جائیں گے اور اب تو آپ لوگوں کے درمیان اس شخص کی طرح ہیں جس کے تمام اعضاء کاٹ دیئے گئے ہوں اور باقی ماندہ جسم میں صرف روح باقی ہو' آخری سانسیں چل رہی ہوں اور موت اسے صبح وشام پکار رہی ہو۔ میرے بھائی! میں ایسی نصیحت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں جو میں دوسروں کو کروں لیکن خود اس پر عمل نہ کروں۔ والسلام

(عیون الحکایات)

(159)

دنیا کی سب سے بڑی کتاب

پہلے لوگ وقت کے قدر دان تھے وقت کی قدر دانی ہی کا یہ نتیجہ تھا کہ ابن عقیل نے علامہ ابن الجوزی کے مطابق مختلف فنون میں کئی کتابیں لکھیں۔ان کی سب سے بڑی تصنیف الفنون ہے اس میں وعظ ونصیحت' تفسیر' فقہ' اصول فقہ' اصول دین' نحو' لغت' شعر' تاریخ' حکایات' مناظرے اور......دل کے خیالات واردات' سب کچھ ہے۔

اور یہ کتاب......800 جلدوں پر مشتمل تھی۔کہا جاتا ہے کہ دنیا میں اس سے بڑی کتاب نہیں لکھی گئی۔(المنتظم لابن الجوزی جلد 9' صفحہ 92)

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ نے قیمۃ الزمن میں لکھا ہے کہ اس کتاب کا ایک حصہ دارالمشرق بیروت نے 1970ء کے دوران دو جلدوں میں شائع کیا۔اس کے شروع میں لکھتے ہیں......

اما بعد! اللہ ربّ العزت کا قرب حاصل کرنے کے لئے سب سے بہترین مصروفیت جس میں انسان اپنا نفس مشغول رکھے اور اپنا وقت گزارے وہ علم کی طلب ہے......علم انسان کو جہالت کی تاریکی سے نکال کر شریعت کی روشنی تک پہنچاتا ہے اس لئے میں علم کی طلب میں اپنا وقت گزارتا ہوں اور اپنے آپ کو مشغول رکھتا ہوں کہ کیا بعید اس کے ذریعہ میری وہاں رسائی ہو جائے جہاں مجھ سے پہلے گزرنے والے لوگ پہنچ گئے ہیں۔

اس عظیم تصنیف کے مصنف کا جب انتقال ہوا تو بدن کے کپڑوں اور علم کی کتابوں کے سوا ترکہ میں کچھ اور مال ومتاع نہ تھا۔(قیمۃ الزمن' صفحہ 551)

(160)

مسخ کے تین واقعات

[1]......مصر کے فاطمی دور حکومت میں ہر سال عاشورا (دسویں محرم) کے دن رافضیوں کا ایک گروہ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قبہ مبارک کے اندر جمع ہو کر حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا ناگہاں ایک سائل اس قبہ میں داخل ہوا اور یہ کہا: کون ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت میں مجھے کھانا کھلا دے؟ ایک بوڑھے خبیث رافضی نے اس سائل کو اپنے گھر لے جا کر سائل کی زبان کاٹ ڈالی اور اس کے ہاتھ پر رکھ کر کہا: لے یہ ہے ابوبکر کی محبت کا بدلہ' سائل اپنی زبان کو ہاتھ میں لئے ہوئے مسجد نبوی کے دروازے پر بیٹھ کر رونے لگا اور روتے روتے سو گیا خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کی زیارت سے مشرف ہوا پھر دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس شخص کی زبان اس کے منہ میں رکھ دو' چنانچہ انہوں نے رکھ دی اس کے بعد سائل بیدار ہوا تو اس کی زبان اس کے منہ میں بدستور سابق تھی اور کوئی تکلیف بھی نہیں تھی پھر سائل نے سال بھر کے بعد عاشوراء کے دن اسی قبہ میں جا کر کھانے کا سوال کیا تو ایک نوجوان اس کو اپنے گھر لے گیا سائل کو کھلا پلا کر اس کا بہت زیادہ اعزاز کیا۔سائل نے تعجب کے ساتھ پوچھا: گزشتہ سال جب میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام لے کر کھانے کا سوال کیا تھا میری زبان کاٹی گئی تھی اور امسال میرا اس قدر اعزاز کیا جا رہا ہے آخر اس کا سبب کیا ہے؟

Scanned with CamScanner

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گستاخ کا حال

نوجوان نے کہا: اے شخص جس نے تیری زبان کاٹی تھی وہ میرا باپ تھا تیری زبان کاٹتے ہی اللہ تعالیٰ نے اس کو مسخ کر کے بندر بنا دیا چنانچہ دروازے کا پردہ ہٹا کر اس جوان نے سائل کو دکھایا کہ دیکھ یہی میرا باپ ہے جس نے تیری زبان کاٹی تھی سائل نے دیکھا کہ گھر میں ایک بندر بندھا ہوا بیٹھا ہے اس کے بعد جوان نے سائل سے کہا: تم نے جو دیکھا اس کو لوگوں سے چھپانا اور یہ کہا: اس کا انجام دیکھ کر ہم لوگوں نے رافضی مذہب سے توبہ کر لی ہے اس واقعہ کو علامہ سمہودی نے اپنی کتاب زواجر میں اور علامہ ابن حجر نے اپنی کتاب الصواعق المحرقہ میں ذکر کیا ہے اور ان دونوں کے علاوہ علامہ قسطلانی وغیرہ نے بھی اس واقعہ کو تحریر کیا ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص 827)

2...... اسی طرح زواجر میں لکھا ہے کہ حلب میں ایک آدمی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا جب مر گیا تو شہر کے چند نوجوانوں نے اس کی قبر کھود کر دیکھا تو قبر میں ایک سور پڑا ہوا تھا تو جوانوں نے اس کو گھسیٹ کر قبر سے نکالا اور اس کو آگ میں جلا ڈالا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص 827 جلد ثانی)

3......حلب میں ایک مسلمان نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک آدمی اس سے تمسخر کرنے لگا مگر اس مسلمان نے نماز نہیں توڑی اور خضوع اور خشوع کے ساتھ نماز پر توجہ دیئے رکھی اور جیسے ہی اس نے سلام پھیرا فوراً تمسخر کرنے والے کا چہرہ خنزیر (سور) کی شکل کا ہو گیا اور وہ جنگل کی طرف بھاگتا ہوا چلا گیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج2 ص 847)

فاعتبروا یا اولی الابصار

(161)

مصیبت کے وقت صبر کرنا

رَوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا كَتَبَ الْقَلَمُ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ بِاَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِنِّيْ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَمُحَمَّدٌ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ .... يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تِسْعَ مِائَةِ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ الْعَرْشِ وَالثَّرٰى۔

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے جو قلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے لوح محفوظ پر لکھا وہ یہ تھا کہ بے شک میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ میرا بندۂ خاص اور رسول ہیں اور میری سب مخلوق سے بہتر ہے۔

وہ جس نے میری قضا کو تسلیم کیا اور میری بلاؤں پر صبر کیا اور میری نعمتوں کا شکر کیا میں اسے صدیق لکھوں گا اور قیامت کو اسے صدیقوں کے ساتھ اٹھاؤں گا اور جس نے میری قضاء کو نہ مانا اور میری بلاؤں پر صبر نہ کیا اور میری نعمتوں کا شکر نہ کیا پس اسے چاہئے کہ میرے آسمان کے نیچے سے کہیں اور جگہ چلا جائے اور میرے سوا کوئی اور ربّ ڈھونڈ لے۔ فقیہ ابواللیث سمرقندی نے کہا: بلاؤں پر صبر اور مصیبتوں کے وقت اللہ کا ذکر کرنا انسان پر واجبات سے ہے' اس لئے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی قضا پر اس کی رضا ہے اور شیطان کو ذلیل کرنا ہے۔

Scanned with CamScanner

صبر کی تین قسمیں:

حضرت علی بن ابو طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: صبر تین طرح کا ہے عبادت' پر اور مصیبت پر صبر اور بلاء پر صبر تو جس نے عبادت پر صبر کیا اسے روز قیامت تین سو درجے عطا کرے گا ہر دو درجوں کے درمیان اس قدر وسعت ہو گی جس قدر آسمان وزمین کے درمیان اور جس نے مصیبت پر صبر کیا اللہ اسے روز قیامت سات سو درجے عطا کرے گا ہر دو درجوں کی درمیانی وسعت آسمان وزمین کی درمیانی وسعت کے برابر ہو گی اور جس نے بلا' پر صبر کیا اللہ اسے قیامت کے دن نو سو درجے عطا فرمائے گا جن میں ہر دو درجوں کے درمیان مسافت عرش وتحت الثری کی مسافت کے برابر ہو گی۔

(دقائق الاخبار باب 13)

فتبرك الله احسن الخالقين

(162)

باتیں اللہ والوں کی

ابو بشر تمیمی کا بیان ہے' جب ہشام بن عبدالملک خلیفہ بنا تو اس نے اپنے ماموں ابراہیم بن ہشام کو کئی شہروں پر امیر مقرر کر دیا۔ ایک مرتبہ ابراہیم بن ہشام دورے پر تھا۔ جب مدینہ منورہ **زادھا اللہ شرفا و تکریما** کے قریب پہنچا تو وہاں کے لوگ استقبال اور مبارک باد کے لئے آئے۔ امیر نے پوچھا: ''کیا تمام نیک لوگ اور علماء و فقہاء آ گئے ہیں؟'' لوگوں نے کہا: ''عالی جاہ! حضرت سیّدنا ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کے سوا سب آ گئے ہیں۔'' امیر ابراہیم بن ہشام نے قاصد بھیج کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا: ''اے ابو حازم! اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو مزید عزت ورفعت عطا فرمائے' آپ جانتے ہیں کہ میرا تعلق قبیلہ قریش سے ہے' میں امیر المؤمنین کا ماموں ہوں اور مجھے حرمین شریفین پر والی مقرر کیا گیا ہے۔ اب میں یہاں آیا تو سب لوگ مبارک باد اور استقبال کے لئے آئے مگر آپ تشریف نہ لائے' کیا وجہ ہے؟''

فرمایا: ''اے امیر' مجھے ایسی کوئی حاجت نہیں کہ جس کی وجہ سے مجھے آپ کی طرف محتاجی ہوتی' اسی طرح آپ کو بھی میری محتاجی نہیں۔ اے امیر' میرے اپنے کچھ معاملات ایسے ہیں جن میں مشغولیت کی وجہ سے مجھے کسی اور کی طرف دھیان دینے کی فرصت ہی نہیں ملتی۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات سن کر اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کمزور اور نحیف جسم کو دیکھ کر امیر نے کہا: ''اے ابو حازم! آپ کے پاس کتنا مال ہے؟''

دو قسم کا خزانہ

فرمایا: ''میرے پاس دو قسم کا خزانہ ہے جس کے ہوتے ہوئے مجھے تنگدستی ومفلسی کا

Scanned with CamScanner

خوف نہیں۔'' پوچھا: ''وہ دو خزانے کون سے ہیں؟'' فرمایا: ''روٹی اور زیتون کا تیل۔'' پوچھا: ''کیا مسلسل ایک ہی کھانا کھا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ اکتاتے نہیں؟'' فرمایا: ''جب اکتا جاتا ہوں تو کھانا ترک کر دیتا ہوں' جب دوبارہ خواہش ہوتی ہے تو کھا لیتا ہوں۔'' امیر نے پوچھا: ''اس کی طاقت کون رکھتا ہے؟'' فرمایا: ''جو آگ سے نجات اور جنت کا طالب ہے اس پر یہ کام آسان ہے۔'' اس وقت مجمع میں حضرت سیّدنا ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے انہوں نے کہا: ''اے امیر! یہ تقریباً چالیس سال سے میرے پڑوسی ہیں' جیسی باتیں آج انہوں نے کی ہیں آج تک کبھی میں نے ان سے ایسی باتیں نہیں سنیں۔ ان کی یہ شان آج سے پہلے مجھ پر کبھی ظاہر نہ ہوئی۔'' حضرت سیّدنا ابو حازم مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر آئے اور ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ خط لکھا:

شیخ ابو حازم مکی کا ابن شہاب زہری کو خط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اما بعد! اے زہری! اب تم بہت بوڑھے ہو گئے ہو یہ ایسی عمر ہے کہ جو بھی تمہیں دیکھے گا دعا کرے گا کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ اللہ تعالیٰ میری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔ تم خدائے بزرگ و برتر جل جلالہ کی بے انتہا نعمتوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں درازیٔ عمر سے نوازا' اپنے دین کی سمجھ اور اپنی کتاب کے علم سے مالا مال کیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان نعمتوں کے ذریعے تمہیں آزمائے گا' تم پر اپنی نعمتوں کی برسات فرمائے گا' پھر ان نعمتوں پر تمہارے شکر کو آزمائے گا' اللہ ربّ العزت ارشاد فرماتا ہے:

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ۝

(پ 13' ابراھیم: 7)

اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔

ذرا سوچو تو سہی! جب بروز قیامت تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے اور وہ قادر مطلق تم سے اپنی نعمتوں کے متعلق پوچھے گا کہ تم نے انہیں کیسے استعمال کیا؟ جو دلیل اس نے عطا فرمائی اس کے متعلق پوچھے گا کہ اس میں کس کس طرح فیصلہ کیا؟ ہرگز اس گمان میں نہ رہنا کہ اللہ تعالیٰ اس دن تمہارا عذر قبول کرے گا اور غفلتوں اور کوتاہیوں کے باوجود تم سے راضی ہو جائے گا۔ تمہارا یہ کہنا کافی نہیں کہ میں عالم ہوں' تم نے لوگوں سے علمی جھگڑا کیا تو اپنے زور بیان سے غالب رہے' تمہیں جو سمجھ بوجھ عطا کی گئی' جو فہم و فراست ملی اسے استعمال کرتے ہوئے بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان علماء کے متعلق نہیں؟

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَکْتُمُوْنَہٗ فَنَبَذُوْہُ وَرَآءَ ظُہُوْرِہِمْ وَاشْتَرَوْا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا فَبِئْسَ مَا یَشْتَرُوْنَ۝ (پ4' آل عمران: 187)

اور یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا ان سے جنہیں کتاب عطا ہوئی کہ تم ضرور اسے لوگوں سے بیان کر دینا اور نہ چھپانا تو انہوں نے اسے اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا اور اس کے بدلے ذلیل دام حاصل کئے تو کتنی بری خریداری ہے۔

ذمہ داری کا احساس دلانا

اے ابن شہاب زہری! اللہ تعالیٰ تمہارا بھلا کرے۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ تم ظالموں کے ساتھ بیٹھتے ہو' جب وہ تمہیں بلاتے ہیں تو ان کے پاس چلے جاتے ہو' وہ تحائف دیتے ہیں تو قبول کر لیتے ہو' حالانکہ وہ تحفے کسی صورت میں قبول کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔ ظالموں نے تمہیں ایسی چکی بنا لیا ہے جس کے گرد ان کی باطل خواہشات گھومتی ہیں۔ تمہیں ایسی سیڑھی اور پل بنا لیا ہے جس کے ذریعے وہ ظلم و گمراہی کی منزلوں کی طرف بڑھتے ہیں۔ وہ تمہارے ذریعے علماء کے خلاف شکوک و شبہات کا شکار ہوتے اور جاہلوں کے دلوں کو ہانکتے ہیں۔ تم اب تک نہ تو ان کے خاص وزراء کی صف میں شامل ہو سکے نہ ہی خاص ہم نشین بن سکے۔ بس تم نے تو ان کی دنیا کو

Scanned with CamScanner

سنوارا اور عوام و خواص کو ان ظالموں کے گرد جمع کر دیا ہے' انہوں نے تمہارے لئے جو کچھ تیار کیا وہ اس سے کتنا کم ہے جو انہوں نے برباد کر دیا۔ تم سے کتنا زیادہ چھین کر کتنا کم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے' اپنی فکر کرو' تمہیں تو اس ذات کا شکر ادا کرنا چاہئے جس نے تمہیں علم دین کی دولت سے نوازا' اپنی کتاب کا علم دیا اور ان لوگوں میں سے نہیں بنایا جن کے بارے میں ارشاد فرمایا:

ناخلف اولاد

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ (پ9' الاعراف:169)

پھر ان کی جگہ ان کے بعد وہ ناخلف آئے کہ کتاب کے وارث ہوئے اس دنیا کا مال لیتے ہیں اور کہتے اب ہماری بخشش ہوگی اور اگر ویسا ہی مال ان کے پاس اور آئے تو لے لیں۔ کیا ان پر کتاب میں عہد نہ لیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت نہ کریں مگر حق اور انہوں نے اسے پڑھا اور بے شک پچھلا گھر بہتر ہے پرہیزگاروں کو تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے'! ابھی جو عمر باقی ہے اس میں بیدار ہو جاؤ' تم بری طرح پھنس چکے ہو۔ خدارا! اپنے آپ کو بچاؤ' اپنے دین کی دوا کرو' بے شک اس میں کمزوری آ گئی ہے۔ زادِ راہ تیار کر لو' عنقریب تمہیں بہت طویل سفر طے کرنا ہے۔ تمہارا معاملہ اس کے ساتھ ہے جو حافظ و نگہبان ہے' وہ تم سے غافل نہیں۔ تم اپنی فکر کرو' تمہارے علاوہ کون تمہاری فکر کرے گا۔ تمام تعریفیں اس مالک حقیقی کے لئے ہیں جس سے زمین و آسمان کی کوئی شے پوشیدہ نہیں' وہ غالب و حکمت والا ہے۔ والسلام (عیون الحکایات)

(163)

وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا سقر

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب ابولولوٴ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر خنجر کے وار کئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ گمان ہوا کہ ان کے اس قتل کا گناہ مسلمانوں میں سے کسی پر ہے جس کو یہ نہیں جانتے' پس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بلایا ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت دوست رکھتے تھے اور ان کو اپنے قریب بٹھاتے تھے اور ان کی سن لیا کرتے تھے ان سے کہا میری خواہش ہے کہ میں اس بات کو جان لوں کہ یہ آدمی مسلمانوں کی جماعت میں سے تھا؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نکلے مسلمانوں کے جس مجمع پر سے ان کا گزر ہوا یہی دیکھا کہ وہ سب رو رہے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لوٹ آئے اور کہا: اے امیر المؤمنین! میں مسلمانوں کے جس مجمع پر سے گزرا ان سب کو اس طرح روتے ہوئے پایا جیسے کہ انہوں نے اپنی نوجوان اولادوں کو گم کر دیا ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ کس نے مجھ کو قتل کیا ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے غلام ابولولوٴ مجوسی نے' حضرت ابن عباس رضی عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا یہ سن کر ان کا چہرہ چمک گیا کہا تمام تعریف اس اللہ کے لئے جس نے میرا پالا کسی ایسے سے نہیں ڈالا جو مجھ سے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ کر حجت بازی کر سکے گا' سن لو میں نے تم لوگوں کو منع کر دیا تھا کہ تم ہمارے پاس عجمی کافر غلاموں کو نہ لاؤ تم لوگوں نے میرا کہا نہ مانا' پھر فرمایا میرے لئے میرے بھائیوں کو بلا لاؤ' لوگوں نے پوچھا وہ کون ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ عثمان و علی و طلحہ و زبیر و عبدالرحمٰن بن عوف و سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم ہیں۔ ان لوگوں کو بلانے کے لئے آدمی بھیج دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا سر میری گود میں رکھ دیا جب یہ

Scanned with CamScanner

حضرات آ گئے میں نے کہا یہ لوگ حاضر ہیں کہا ہاں میں نے مسلمانوں کے امر میں غور کیا میں نے آپ میں سے چھ حضرات کو لوگوں کا سردار اور ان کی قیادت کرنے والا پایا اور یہ امر خلافت سوائے تمہارے اور کسی میں نہ ہوگا جب تک کہ تم میں استقامت رہے گی لوگوں کا امر بھی استقامت پر رہے گا اور اگر اختلاف ہوگا تم میں ہوگا۔

اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اختلاف اور پھوٹ کا تذکرہ سنا اور یہ کہ "ہوگا" مجھے فوراً یہ گمان ہوا کہ ایسا ضرور ہو کر رہے گا' اس لئے کہ ایسا بہت کم ہوا تھا کہ کوئی چیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہی اور میں نے وہ نہ دیکھی ہو' اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خون بہہ پڑا۔ ان حضرات نے آپس میں کچھ سرگوشی کی جس سے مجھے یہ خطرہ ہوا کہ یہ آپس ہی میں کسی آدمی سے بیعت ہونا چاہتے ہیں سو میں نے کہا ابھی تک تو امیر المؤمنین زندہ ہیں اور ایسا نہ ہونا چاہئے کہ ایک خلیفہ دوسرے خلیفہ کی طرف دیکھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اٹھاؤ' چنانچہ ہم لوگوں نے انہیں اٹھایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تین دن تک مشورہ کرنا اور لوگوں کو نماز حضرت صہیب رضی اللہ عنہ پڑھائیں۔ ان حضرات نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! کس سے ہم لوگ مشورہ کریں؟ آپ نے فرمایا: مہاجرین اور انصار سے اور لشکروں کے جو سردار اس جگہ ہوں ان سے۔ اس کے بعد تھوڑا سا دودھ منگایا اور اس کو پیا' دودھ کی سفیدی ان کے دونوں زخموں سے بہہ پڑی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جان لیا کہ اب وفات آ گئی ہے' اور فرمایا اس وقت اگر میرے لئے ساری دنیا ہوتی تو آئندہ آنے والی دہشت ناکیوں سے بچنے کے لئے میں اسے فدیہ میں دے دیتا' اور ایسا کہاں؟ اور اللہ کا شکر ہے کہ میں نے سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں دیکھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں اور میں نے کہا آپ کو اللہ جزائے خیر دے کیا یہ بات نہیں کہ حضور ﷺ نے دعا کی تھی کہ اللہ پاک آپ کے ذریعہ دین کو اور مسلمانوں کو قوی کرے؟ جب کہ مسلمان مکہ میں مبتلائے خوف تھے جب آپ اسلام لے آئے تو آپ کا اسلام باعث قوت ہوا اور آپ کی وجہ سے اسلام کا رسول اللہ ﷺ کا

اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا ظہور اور چرچا ہوا' آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی' آپ ﷺ کی یہ ہجرت فتح اور کشادگی بنی' پھر آپ کسی میدان جنگ سے جس میں حضور ﷺ مشرکین کے ساتھ آمادہ جہاد رہے ہوں۔ اتنے اتنے دونوں غائب نہیں رہے' اس کے بعد رسول پاک ﷺ کی وفات ہوئی اور وہ آپ سے راضی تھے پھر آپ نے حضور ﷺ کے بعد خلیفہ اول کے لئے وزارت کے فرائض رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کے مطابق انجام دیے مسلمانوں کو لے کر اسلام سے پیٹھ پھیرنے والوں کا آپ نے یہاں تک مقابلہ کیا کہ لوگ اسلام میں طوعاً و کرہاً داخل ہوئے' پھر خلیفہ اول وفات پا گئے اور وہ بھی آپ سے راضی تھے پھر جب تک آپ لوگوں کے والی رہے بڑی خیر خواہی کے ساتھ آپ نے منصب خلافت کے فرائض انجام دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ شہروں کو آباد کیا اور دولت کی بہتات کر دی اور آپ کے ذریعہ دشمنوں کو دور کر دیا' اور اللہ پاک نے آپ کے ذریعہ ہر گھرانے میں وسعت دین اور وسعت رزق عطا فرمائی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہادت کی مبارک دی

پھر آپ کا خاتمہ شہادت پر لکھ دیا میں آپ کو اس بات پر مبارک باد دیتا ہوں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم دھوکہ اسی آدمی نے کھایا جو تم لوگوں کے دھوکہ میں آ گیا' پھر فرمایا کیا تم میرے لئے اے عبداللہ! اللہ کے نزدیک روز قیامت گواہی دو گے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ! تیرے ہی لئے تعریف ہے اور کہا: اے عبداللہ! میرا رخسار زمین پر رکھ دو میں نے ران سے اٹھا کر اپنی پنڈلی پر رکھ لیا انہوں نے فرمایا: زمین ہی سے میرا رخسار ملا دو' انہوں نے اپنی ڈاڑھی اور اپنا رخسار سب زمین پر ٹیک دیا اور کہا خرابی ہو تیرے لئے اور خرابی ہے تیرے لئے اور خرابی ہے تیری ماں کے لئے اے عمر! اگر اللہ تیری مغفرت نہ کرے' اس کے بعد روح پرواز کر گئی رحمۃ اللہ علیہ' جب آپ کی وفات ہو گئی لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آدمی بھیجا اور بلایا انہوں نے کہا میں تم لوگوں کے پاس نہ آؤں گا اگر تم لوگوں نے وہ نہ کیا' جس کے کرنے کو تم سے کہا گیا ہے' یعنی مہاجرین' انصار اور جو سرداران لشکر اس

Scanned with CamScanner

جگہ ہیں ان سے امر خلافت کے بارے میں' مشورہ کرو حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے وقت کے فعل کا اور ان کے اللہ سے ڈرنے کا تذکرہ کیا گیا حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مومن اسی طرح پر ہوتے ہیں' جو بھلائی اور مہربانی کو جمع کرتے ہیں' اور منافق برائی اور دھوکہ بازی کا جامع ہوتا ہے۔ خدا کی قسم! میں نے زمانہ گزشتہ اور زمانہ موجودہ میں کسی بندے کو ایسا نہیں پایا جو بھلائی میں پیش پیش ہو اور اس میں خوف خدا اور شفقت زیادہ نہ ہو اور میں نے زمانہ گزشتہ اور زمانہ موجودہ میں کسی بندے کو ایسا نہیں پایا جو برائیوں میں پیش پیش ہو اور اس میں رنگ فریب غالب نہ ہوا ہو۔

(ماخوذ از صحابہ کرام کے آنسو)

(164)

شانِ مصطفیٰ بزبان علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ رضی اللہ عنہ : اِنَّ اللهَ تَعَالٰى خَلَقَ نُوْرَ مُحَمَّدٍ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَالْعَرْشَ وَالْكُرْسِيَّ وَالْقَلَمَ وَالْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَقَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَمُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَسُلَيْمَانَ وَ دَاوٗدَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَكُلَّ مَنْ قَالَ اللهُ تَعَالٰى حَيْثُ يَقُوْلُ (وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ) (وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ) وَقَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ الْاَنْبِيَآءَ كُلَّهُمْ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ بِاَرْبَعِ مِائَةِ اَلْفِ سَنَةٍ وَّاَرْبَعَةٍ وَّعِشْرِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ وَّخَلَقَ مَعَهُ اثْنَى عَشَرَ حِجَابًا . حِجَابُ الْقُدْرَةِ ' وَحِجَابُ الْعَظْمَةِ' وَحِجَابُ الْمِنَّةِ' وَحِجَابُ الرَّحْمَةِ' وَحِجَابُ السَّعَادَةِ ' وَحِجَابُ الْكَرَامَةِ' وَحِجَابُ الْمَنْزِلَةِ' وَحِجَابُ الْهِدَايَةِ' وَحِجَابُ النُّبُوَّةِ' وَحِجَابُ الرِّفْعَةِ' وَحِجَابُ الْهَيْبَةِ' وَحِجَابُ الشَّفَاعَةِ' ثُمَّ حَبَسَ نُوْرَ مُحَمَّدٍ فِيْ حِجَابِ الْقُدْرَةِ اثْنٰى عَشَرَ اَلْفَ سَنَةٍ وَهُوَ يَقُوْلُ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى وَفِيْ حِجَابِ الْعَظْمَةِ اِحْدٰى عَشَرَ اَلْفَ سَنَةٍ وَّهُوَ يَقُوْلُ: سُبْحَانَ عَالِمِ السِّرِّ وَاَخْفٰى . وَفِيْ حِجَابِ الْمِنَّةِ عَشَرَةَ اٰلَافِ سَنَةٍ وَهُوَ يَقُوْلُ: سُبْحَانَ الرَّفِيْعِ الْاَعْلٰى . وَفِيْ حِجَابِ الرَّحْمَةِ تِسْعَةَ اٰلَافِ سَنَةٍ وَهُوَ يَقُوْلُ سُبْحَانَ الرَّؤُفِ الْكَبِيْرِ .

وَفِیْ حِجَابِ السَّعَادَةِ ثَمَانِیَةَ اٰلَافِ سَنَةٍ وَهُوَ یَقُوْلُ: سُبْحَانَ مَنْ هُوَ دَائِمٌ لَا یَسْهُوْ ۔ وَفِیْ حِجَابِ الْکَرَامَةِ سَبْعَةَ اٰلَافِ سَنَةٍ وَهُوَ یَقُوْلُ: سُبْحَانَ مَنْ هُوَ غَنِیٌّ لَا یَفْتَقِرْ وَفِیْ حِجَابِ الْمَنْزِلَةِ سِتَّةَ اٰلَافِ سَنَةٍ وَهُوَ یَقُوْلُ: سُبْحَانَ الْعَلِیْمُ الْحَلِیْمُ وَفِیْ حِجَابِ الْهِدَایَةِ خَمْسَةَ اٰلَافِ سَنَةٍ وَهُوَ یَقُوْلُ: سُبْحَانَ ذِی الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۔ وَفِیْ حِجَابِ النُّبُوَّةِ اَرْبَعَةَ اٰلَافِ سَنَةٍ وَهُوَ یَقُوْلُ: سُبْحَانَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۔ وَفِیْ حِجَابِ الرِّفْعَةِ ثَلَاثَةَ اٰلَافِ سَنَةٍ وَهُوَ یَقُوْلُ: سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَکُوْتِ ۔ وَفِیْ حِجَابِ الْهَیْبَةِ اَلْفَیْ سَنَةٍ وَهُوَ یَقُوْلُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَفِیْ حِجَابِ الشَّفَاعَةِ اَلْفَ سَنَةٍ وَهُوَ یَقُوْلُ: سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِهٖ ثُمَّ اَظْهَرَ اِسْمَهٗ عَلَی اللَّوْحِ وَکَانَ اللَّوْحُ مُنَوَّرًا اَرْبَعَةَ اٰلَافِ سَنَةٍ، ثُمَّ اَظْهَرَهٗ عَلَی الْعَرْشِ اَیْ لِیَعْرِفَهُ الْعَرْشُ فَکَانَ عَلٰی سَاقِ الْعَرْشِ مُثْبِتًا سَبْعَةَ اٰلَافِ سَنَةٍ اِلٰی اَنْ وَضَعَهُ اللّٰهُ فِیْ صُلْبِ آدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی نَقَلَهٗ مِنْ صُلْبِ نُوْحٍ، ثُمَّ مِنْ صُلْبٍ اِلٰی صُلْبٍ حَتّٰی اَخْرَجَهُ اللّٰهُ مِنْ صُلْبِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ ۔(شرف المصطفیٰ جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر 307)

نورِ مصطفیٰ ﷺ کا سفر

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ نے آسمانوں، زمینوں، عرش، کرسی، قلم، جنت اور دوزخ سے پہلے حضور ﷺ کا نور پیدا فرمایا اور حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت اسحٰق، حضرت یعقوب، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت سلیمان اور حضرت داؤد علیہم السلام سے قبل نور مصطفیٰ ﷺ پیدا فرمایا اور جو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (ووهبنا له اسحق ويعقوب) (واجتبينهم وهدينهم

الی صراط مستقیم) اور تمام انبیاء کرام نور کی تخلیق سے چار لاکھ چوبیس ہزار سال پہلے نور مصطفیٰ بنایا اور حضور ﷺ کے ساتھ بارہ حجابات بھی پیدا فرمائے۔ حجاب قدرت، حجاب عظمت، حجاب منت، حجاب رحمت، حجاب سعادت، حجاب کرامت، حجاب منزلت، حجاب ہدایت، حجاب نبوت، حجاب رفعت، حجاب ہیبت اور حجاب شفاعت پیدا فرمائے پھر اللہ تعالیٰ نے نور مصطفیٰ ﷺ کو حجاب قدرت میں بارہ ہزار سال تک رکھا آپ کا نور سبحان ربی الاعلی پڑھتا رہا پھر حجاب عظمت میں گیارہ ہزار سال رہا تو وہاں سبحان عالم السر واخفی پڑھتا رہا پھر آپ کا نور حجاب منت میں دس ہزار سال رہا تو وہاں سبحان ربی الرفیع الاعلی پڑھتا رہا پھر آپ کا نور حجاب رحمت میں نو ہزار سال رہا تو سبحان الروف الکبیر پڑھتا رہا پھر آپ کا نور حجاب سعادت میں آٹھ ہزار سال رہا تو وہاں سبحان من هو دائم لا یسهو پڑھتا رہا پھر آپ کا نور حجاب کرامت میں سات ہزار سال رہا تو وہاں پر سبحان من هو غنی لا یفتقر پڑھتا رہا پھر آپ کا نور حجاب منزلت میں چھ ہزار سال رہا اور سبحان العلیم الحلیم پڑھتا رہا پھر حجاب ہدایت میں پانچ ہزار سال رہا تو وہ سبحان ذی العرش العظیم پڑھتا رہا پھر حجاب نبوت میں چار ہزار سال رہا اور سبحان ربّ العزة عما یصفون پڑھتا رہا پھر حجاب رفعت میں تین ہزار سال رہا اور سبحان ذی الملك والملكوت پڑھتا رہا پھر حجاب ہدایت میں دو ہزار سال رہا اور سبحان اللّٰه وبحمده پڑھتا رہا۔ پھر حجاب شفاعت میں ایک ہزار سال رہا تو سبحان ربی العظیم وبحمده پڑھتا رہا۔

نام محمد کے میں قرباں ﷺ

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کا نام مبارک لوح محفوظ پر ظاہر فرمایا تو اس کی

برکت سے لوح محفوظ روشن ومنور ہوگئی پھر اللہ تعالیٰ نے عرش پر ظاہر فرمایا تاکہ عرش اسے اچھی طرح پہچان لے۔ آپ کا نام ساق عرش پر سات ہزار سال تک ثبت رہا پھر وقت آیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں رکھا پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت نوح علیہ السلام کی پشت میں منتقل کیا پھر ایک پشت سے دوسری پشت تک ہوتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کی پشت سے ظاہر فرمادیا۔ (دقائق الاخبار)

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا
کاف گیسو ھا دہن یا ابرو آنکھیں عین جہاد
کاف ہا یا عین صاد ان کا ہے چہرہ نور کا
شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لئے آیا ہے سورہ نور کا

(اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ)

(165)

پتھروں کی بارش

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امت کے پچھلے لوگوں میں زمین میں دھنس جانا اور مسخ ہو جانا اور پتھراؤ ہوگا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ کیا ہم لوگ ہلاک کر دیئے جائیں گے حالانکہ ہم لوگوں میں بہت سے صالحین بھی ہوں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں جب علانیہ بدکاری ہونے لگے گی۔ (ترمذی جلد 2 ص 41)

یاد رہے! مسخ کی طرح اس امت میں گناہوں اور بداعمالیوں کی نحوستوں سے خسف (زمین میں دھنسنا) قذف (پتھر برسنا) بھی ہوگا۔ چنانچہ:

1......علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ 285ھ میں بصرہ کے قریب ایک گاؤں میں کالے سفید رنگ کے پتھروں کی بارش ہوئی۔

2......242ھ میں سویدا گاؤں میں اتنے بڑے بڑے پتھر برسے کہ لوگوں نے ایک پتھر کا وزن کیا تو وہ دس رطل (پانچ سیر) وزن کا تھا۔

3......علامہ برزنجی کا بیان ہے کہ تخمیناً 1060ھ میں کردستان کے اندر بیزان اور کفران دونوں شہروں کے درمیان انڈے کے برابر کالے پتھروں کی بارش ہوئی اور اس پتھر کی آواز ایک دن کی مسافت کی دوری پر رہنے والوں نے سنی۔ (حجۃ اللہ ج 2 ص 828)

زمیں میں دھنسنا

1......308ھ میں مغرب اقصیٰ کے تیرہ گاؤں زمین میں دھنس گئے۔

2......541ھ میں مطیع کے دور خلافت میں اتنا بڑا زلزلہ آیا کہ شہر طالقان زمین

Scanned with CamScanner

میں دھنس گیا اور ہزاروں شہریوں کی تعداد میں کل بمشکل تیس آدمی زندہ بچ سکے اور اس زلزلہ میں ایران کی ایک سو پچاس بستیاں زمین میں دھنس گئیں اور اس کا اثر حلوان تک پہنچا کہ آدھے شہر سے زیادہ حصہ زمین کے نیچے چلا گیا اور زمین اس طرح پھٹ گئی کہ قبروں سے مردے باہر نکل گئے اور پانی کے چشمے پھٹ نکلے اور ایران میں ایک پہاڑ پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور ایک گاؤں آدھا دن زمین و آسمان کے درمیان معلق رہا پھر پورے شہر والوں سمیت زمین میں دھنس کر غائب ہو گیا جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی نے علامہ ابن جوزی سے نقل کیا ہے۔

3......اسی طرح 597ھ میں بصریٰ کا ایک گاؤں زمین کے اندر غائب ہو گیا۔

4......اسی طرح 533ھ میں بحیرہ شہر زمین کے اندر چلا گیا اور شہر کی جگہ سیاہ پانی کا تلاب بن گیا۔

5......اسی طرح آذربائیجان کے اطراف میں چھ گاؤں زمین میں دھنس گئے۔

علامہ برزنجی کا بیان ہے کہ یہ واقعہ ہمارے زمانے میں ہوا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین جلد 2 ص 826,825)

بیت اللہ شریف کے بدخواہوں کا حال

حضرت عبداللہ بن صفوان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایک لشکر جنگ کے لئے بیت اللہ (کعبہ معظمہ) کا قصد کرے گا۔ یہاں تک کہ یہ لشکر مقام بیداء کی زمین میں پہنچے گا تو اس لشکر کے درمیان کا حصہ زمین میں دھنسا دیا جائے گا پھر اگلا حصہ پچھلے حصے کو پورا کرے گا تو ان سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا اور بجز ایک شخص کے جو لشکر سے الگ چلتا ہوگا کوئی بھی باقی نہیں رہے گا اور یہی شخص ان لوگوں کے بارے میں خبر دے گا۔ یہ سن کر ایک شخص نے کہا: میں شہادت دیتا ہوں کہ تو نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پر جھوٹ نہیں بولا ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ پر جھوٹ نہیں بولا ہے۔ (مسلم ج2 ص380 کتاب الفتن) قیامت کی یہ نشانی ابھی تک وجود میں نہیں آئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(166)

اللہ سے ڈرنے والے کی موت

حضرت سیّدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''مجھے بتایا گیا کہ یمن میں ایک عبادت گزار شخص ہے جو خائفین میں اعلیٰ مرتبہ اور مجاہدہ کرنے والوں میں بلند مقام رکھتا ہے۔ اس کی یہ صفات سن کر مجھے زیارت وملاقات کا شوق ہوا' چنانچہ' حج سے فراغت کے بعد میں ''یمن'' گیا اور پوچھتا پوچھتا اس عابد کے گھر پہنچا۔ وہاں دروازے کے پاس بہت سے لوگ جمع تھے وہ سب بھی زیارت وملاقات کرنے آئے تھے۔ ہمارے درمیان انتہائی کمزور ونحیف بدن اور زرد چہرے والا ایک متقی وپرہیزگار جوان بھی تھا' ایسا لگتا تھا جیسے کسی بہت بڑی مصیبت نے اسے موت کے قریب پہنچا دیا ہے۔

کچھ دیر بعد دروازے سے ایک بزرگ آیا اور نماز جمعہ کے لئے مسجد کی طرف چل دیا۔ سبحان اللہ تعالیٰ! یہی وہ پرہیزگار عبادت گزار شخص تھا جس کی ولایت کے ڈنکے دنیا بھر میں بج رہے تھے۔ ہم بھی اس کے پیچھے چل دیئے اور ایک جگہ اس کے گرد جمع ہو گئے تاکہ اس سے گفتگو کریں۔ اتنے میں وہ کمزور نوجوان آیا اور سلام کیا۔ بزرگ نے اسے خوش آمدید کہا اور بڑی گرمجوشی سے ملاقات کی۔ نوجوان نے کہا: ''اے شیخ! اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ جیسے لوگوں کو دلوں کی بیماری کا طبیب اور گناہوں کا درد کا معالج بنایا ہے۔ مجھے بھی ایک بہت گہرا زخم ہے جو بہت پھیل چکا ہے' اب میری بیماری عروج کو پہنچ چکی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! اگر مناسب سمجھیں تو اپنے مرہم سے میری زخموں کا علاج فرما دیجئے اور مجھ پر احسان فرمائیے۔'' یہ سن کر بزرگ نے اپنے عصا سے ٹیک لگائی اور کہا کہ: ''پوچھو! کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ بتاؤ! اصل مسئلہ کیا ہے؟'' کہا: ''حضور! یہ ارشاد فرمائیے کہ خوف کی علامت کیا ہے؟''

Scanned with CamScanner

خوفِ خدا اور محبت الٰہی کیا ہے؟

فرمایا: ''اس کی علامت یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا خوف تجھے ہر خوف سے نجات دے دے' اس کے علاوہ تجھے کسی کا خوف نہ رہے۔'' یہ سن کر نوجوان درد بھری آہیں بھرنے لگا' پھر بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب افاقہ ہوا تو اپنے ہاتھ سے چہرہ صاف کیا اور کہا: ''اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! یہ بتایئے کہ بندہ خوفِ خدا میں کب پختہ ہوتا ہے؟ اسے خوفِ خدا میں درجہ کمال کب نصیب ہوتا ہے؟'' فرمایا: ''جب وہ دنیا میں اپنے آپ کو مریض کی طرح رکھے اور بیماری کے خوف سے ہر قسم کے کھانے سے اپنے آپ کو بچائے' مرض کے طویل ہو جانے کے خوف سے دوا کی کڑواہٹ برداشت کرے۔'' نوجوان نے پھر ایک درد بھری چیخ ماری اور منہ کے بل گر کر بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو کہا: ''حضور! مجھ پر نرمی فرمایئے۔ بزرگ نے کہا: پوچھو جو پوچھنا ہے۔'' عرض کی: ''اللہ ربّ العزت سے محبت کی علامت کیا ہے؟''

یہ سن کر اس بزرگ پر کپکپی طاری ہو گئی پھر روتے ہوئے کہا: ''میرے دوست! بے شک درجہ محبت بہت اعلیٰ درجہ ہے۔'' نوجوان نے کہا: ''حضور! میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اس کے متعلق کچھ بتائیں۔'' فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کے دل محبت کی وجہ سے چاک ہوتے ہیں۔ وہ اپنے دلوں کو نور سے خالق کائنات کی عظمت و جلال کی طرف نظر کرتے ہیں۔ ان کے اجسام تو دنیا میں ہوتے ہیں لیکن روحیں پردوں میں ہوتی ہیں۔ وہ امور کا مشاہدہ علم الیقین کے ساتھ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے شدید محبت کی وجہ سے جتنا ہو سکے ہر لمحے اس کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ جنت کے حصول یا دوزخ سے بچنے کے لئے نہیں بلکہ خالص رضائے الٰہی کے لئے اعمال کرتے ہیں۔'' بس یہ سننا تھا کہ وہ نوجوان تڑپ کر زمین پر گرا اور روتے روتے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ بزرگ نے اس کی پیشانی اور ہاتھوں کو چومتے ہوئے کہا: ''یہی حالت خائفین کا میدان' مجاہدہ کرنیوالوں کی راحت ہے اور انہیں اسی حالت میں سکون ملتا ہے۔'' (عیون الحکایات)

(167)

شیطان کا علاج

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے صدقۂ فطر کی حفاظت پر مقرر فرمایا تو ایک شخص آیا غلے سے لپ بھرنے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلوں گا وہ بولا محتاج ہوں عیال دار ہوں اور مجھے سخت حاجت ہے۔ فرماتے ہیں میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آج رات تمہارے قیدی کا کیا بنا؟ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اس نے سخت حاجت اور بال بچوں کا عذر کیا میں نے اس پر رحم کیا تو اس کو رہا کر دیا۔ فرمایا: وہ تم سے جھوٹ بول گیا وہ پھر آئے گا مجھے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی وجہ سے یقین ہو گیا کہ وہ پھر آئے گا میں اس کی تاک میں رہا وہ پھر آیا اور اناج میں سے لے جانے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ضرور لے جاؤں گا وہ بولا مجھے چھوڑ دیجئے میں محتاج ہوں عیال دار ہوں اور مجھے سخت حاجت ہے پھر نہیں آؤں گا۔ فرماتے ہیں مجھے رحم آ گیا میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اے ابو ہریرہ! تیرے رات کے قیدی کا کیا بنا؟

اے ابو ہریرہ! تمہارے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ اس نے سخت محتاجی اور بال بچوں کا عذر کیا مجھے اس پر رحم آ گیا تو میں نے اسے رہا کر دیا۔ فرمایا وہ تم سے جھوٹ بول گیا وہ پھر آئے گا' پس میں تیسری رات اس کا منتظر رہا' تو وہ آ کر اناج لینے لگا' پس میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: آج میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی

بارگاہ میں ضرور لے جاؤں گا کیونکہ آج آخری اور تیسری رات ہے تو ہر دفعہ کہہ جاتا ہے کہ اب نہیں آؤں گا مگر پھر آ جاتا ہے وہ بولا مجھے چھوڑ دیجئے۔

میں آپ کو چند ایسے کلمات سکھاتا ہوں جن کی برکت سے اللہ آپ کو نفع دے گا میں نے کہا وہ کیا ہیں؟ کہا: جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی آخر تک پڑھ لیا کرو تو ساری رات تم اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہو گے اور صبح تک شیطان تمہارے نزدیک نہیں آ سکے گا پس میں نے اسے چھوڑ دیا صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تمہارے رات کے قیدی کا کیا بنا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ اس نے مجھے ایسے کلمات سکھانے کا وعدہ کیا جن سے اللہ مجھے نفع دے گا تو میں نے اسے چھوڑ دیا فرمایا: وہ کیا ہیں؟

آیۃ الکرسی کی فضیلت تو شیطان بھی مانتا ہے

میں نے عرض کیا: اس نے کہا: جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی اول سے آخر تک پڑھ لیا کرو تو ساری رات تم اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہو گے اور صبح تک شیطان تمہارے نزدیک نہیں آ سکے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ ہے تو جھوٹا مگر تم سے سچ کہہ گیا۔ ابو ہریرہ! جانتے ہو کہ تم نے تین دن کس سے گفتگو کی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا: وہ شیطان تھا۔ (بخاری کتاب الوکالہ حدیث: 2311 'مشکوۃ کتاب فضائل القرآن)

کیا آپ اپنے رزق میں برکت چاہتے ہیں تو آیئے! آج سے ہی یہ نیت کر لیجئے کہ...... اے اللہ! جو مال تو نے ہمیں دیا ہے اور آئندہ دے گا ہم اس میں سے تیرا اور تیرے مسکین بندوں کا حق (زکوٰۃ و خیرات وغیرہ) ضرور ادا کیا کریں گے اور تیری حرام کردہ چیزوں سے اجتناب کی مکمل کوشش کریں گے...... اگر آپ نے اللہ سے یہ عہد باندھ لیا ہے تو...... یقین کر لیجئے کہ آپ کے رزق میں برکت عطا کر دی گئی۔

رزق میں برکت کے لئے

رزق میں جب برکت نہ رہے تو کیا کیا جائے...... ملاحظہ فرمائیے!

عَنْ عَآئِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَشَکَا اِلَیْہِ اَنَّ مَا فِیْ بَیْتِہٖ مَمْحُوْقٌ مِنَ الْبَرَکَةِ فَقَالَ اَیْنَ اَنْتَ مِنْ آیَةِ الْکُرْسِیِّ مَا تُلِیَتْ عَلٰی طَعَامٍ وَلَا اِدَامٍ اِلَّا اَنْمَی اللّٰہُ بَرَکَةَ ذٰلِكَ الطَّعَامِ وَالْاِدَامِ ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ! گھر میں جو کچھ ہے اس میں برکت ختم ہو گئی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم آیت الکرسی کی تلاوت سے کیوں غافل ہو...... یہ جس بھی کھانے یا سالن پر پڑھی جائے تو اللہ تعالیٰ...... اس کھانے اور سالن میں ضرور برکت پیدا کر دیتا ہے۔

(تفسیر درمنثور: از علامہ سیوطی آیت الکرسی کی تفسیر پارہ نمبر 3)

Scanned with CamScanner

(168)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بے قراری

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم سب ازواج ایک جگہ جمع تھیں اور رو رہی تھیں' اس وقت نیند کا ہمارے پاس کام کیا تھا؟ حضور ﷺ ہمارے گھروں میں تھے۔ ہم آپ ﷺ کو چار پائی پر دیکھ کر تسلی پکڑ رہے تھے' اچانک ہم نے کدالوں کی آواز صبح ہی صبح سنی' اس کے ساتھ ہی سب کی چیخ نکلی اور اہل مسجد بھی رونے چلانے لگے اس کے بعد تمام مدینہ میں ایک ہی چیخ و پکار تھی حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فجر کی اذان دی' جب اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ کہا تو رو پڑے اور بہت پھوٹ پھوٹ کر رو دیے اور ہم سب کے حزن و ملال میں اور زیادہ اضافہ کر دیا لوگوں نے آپ ﷺ کی قبر کی طرف داخلہ کا ارادہ کیا تو لوگوں کی آمد سے دروازہ بند کر لیا گیا' پس ہائے رے وہ مصیبت! اس مصیبت کے بعد جو مصیبت ہم کو پہنچی ہے آسانی ہو جاتی ہے جبکہ ہم آپ ﷺ کی رحلت کی مصیبت کو یاد کر لیتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مجھے برابر اس بات کی تمنا اور لالچ رہی کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ازواج نبی اکرم ﷺ میں سے ان دو عورتوں کو دریافت کروں جن کے بارے میں اللہ پاک نے فرمایا ہے: **ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما** کہ وہ دو کون سی بیویاں ہیں؟ یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور میں نے بھی ان کیساتھ حج کیا' جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعض راستے میں تھے' تو آپ راستے سے ہٹے اور میں بھی آپ کے ساتھ پانی کا برتن لے کر راستہ سے ہٹا' قضائے حاجت کی پھر میرے پاس تشریف لائے میں نے ان کے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا' انہوں نے وضو کیا تو میں

نے پوچھا اے امیر المؤمنین! آپ ﷺ کی ازواج میں سے وہ دو عورتیں کون ہیں جن کے بارے میں اللہ پاک نے فرمایا: **ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما؟**

ازواجِ رسول ﷺ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن عباس رضی اللہ عنہ! تم سے بڑا تعجب ہے' حضرت زہری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے اس سوال کرنے کو اچھا نہ سمجھا اور ان سے یہ بات پوشیدہ بھی نہ رکھی اور فرمایا: وہ دو عورتیں حفصہ اور عائشہ تھیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بات کرنی شروع کی اور کہا: ہم قریش کی جماعت ایک ایسی قوم تھی کہ ہم عورتوں پر غالب رہتے تھے' جب ہم مدینہ آئے تو ہم نے ایسی قوم پائی جن پر ان کی عورتیں غالب رہتی تھیں' تو ہماری عورتوں نے بھی ان کی عورتوں سے عادات و خصائل سیکھنے شروع کئے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا مکان بنی امیہ بن زید کے پاس موضع عوالی میں تھا اور فرمایا: ایک دن میں اپنی عورت پر غصہ ہوا تو وہ مجھے جواب دینے لگی' مجھے اس کا جواب دینا بہت اوپرا سا معلوم ہوا تو اس نے کہا: تم اس بات کا کیا انکار کرتے ہو کہ میں تمہاری بات کا جواب دیتی ہوں' خدا کی قسم! ازواج نبی اکرم ﷺ آپ کو جواب دیتی ہیں اور ان میں سے کوئی ایک سارے دن رات تک آپ ﷺ کو چھوڑے رکھتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں چلا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور میں نے کہا کیا تم حضور ﷺ کو جواب دیتی ہو؟ انہوں نے کہا ہاں! میں نے پوچھا کیا تم میں سے کوئی ایک آپ ﷺ سے سارے دن رات تک بات نہیں کرتی؟ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں! تو میں نے کہا وہ رسوا ہو گئی' جو تم میں سے ایسا کرتی ہو اور خسارہ میں پڑی' کیا تم میں سے ہر ایک اس بات سے مامون ہے کہ اللہ اس پر رسول اللہ ﷺ کے غصہ کی وجہ سے غضبناک ہو؟ وہ یقیناً ہلاک ہو جائے گی' تم رسول اللہ ﷺ کی بات کا جواب نہ دینا اور آپ ﷺ سے کسی چیز کا مطالبہ نہ کرنا اور جو تمہارا جی کرے مجھ سے مانگو اور تمہیں یہ بات دھوکہ میں نہ ڈال دے کہ تمہاری پڑوسن زیادہ خوبصورت اور رسول اللہ ﷺ کو تم سے زیادہ محبوب ہے' یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا'

Scanned with CamScanner

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے لئے ایک انصاری پڑوسی تھا اور ہم دونوں یکے بعد دیگرے نمبر وار حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوا کرتے تھے' ایک دن وہ جاتا اور ایک دن میں' وہ میرے پاس وحی وغیرہ کی خبریں لاتا اور میں اس کے پاس ان چیزوں کی خبر لاتا۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا

ہم بات کیا کرتے تھے کہ قبیلہ غسان نے اپنے گھوڑوں کے نعل جڑوا لئے ہیں تاکہ ہم سے جنگ کرے' ہمارا وہ ساتھی ایک روز آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا پھر عشاء کے وقت میرے پاس آیا اور میرا دروازہ کھٹکھٹایا' اس کے بعد مجھے آواز دی میں اس کے پاس آیا تو اس نے کہا: ایک بہت بڑی بات پیش آئی ہے میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ کہیں غسان کے لوگ تو نہیں آ گئے؟ اس نے کہا نہیں اس سے بھی زیادہ بڑی اور لمبی بات ہے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ازواج کو چھوڑ دیا ہے' تو میں نے کہا حفصہ رضی اللہ عنہا رسوا ہو جائے اور خسارہ میں پڑے' میں گمان کیا کرتا تھا کہ ایسا ہو کر رہے گا یہاں تک کہ جب میں نے صبح کی نماز پڑھی' اپنے کپڑے پہنے اور مدینہ گیا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس داخل ہوا' وہ رو رہی تھی میں نے پوچھا کیا تم سب کو حضور ﷺ نے طلاق دے دی ہے؟ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے کچھ علم نہیں' وہ دیکھئے بالا خانہ میں حضور علیحدہ تشریف فرما ہیں۔ میں آپ ﷺ کے حبشی غلام کے پاس آیا اور میں نے اس سے کہا: عمر کے لئے اجازت طلب کر' وہ غلام اندر گیا اور پھر باہر میرے پاس آیا اس نے کہا: میں نے تمہارا تذکرہ حضور ﷺ سے کیا تھا۔ آپ ﷺ چپ ہو گئے' میں وہاں سے چلا اور منبر کے پاس آیا منبر کے پاس ایک چھوٹی سی جماعت بیٹھی ہوئی تھی جس میں سے بعض رو رہے تھے' میں تھوڑی سی دیر بیٹھا' پھر مجھ پر میرا غم غالب آیا اور میں غلام کے پاس آیا اور میں نے اس سے کہا: عمر کے لئے اجازت طلب کر وہ اندر گیا پھر میرے پاس باہر آیا اور اس نے کہا: میں نے تمہارا تذکرہ حضور ﷺ سے کیا' آپ ﷺ چپ ہو گئے' تو میں الٹا وہاں سے واپس ہوا' اتنے میں اس غلام نے مجھے آواز دی اور کہا اندر چلے جاؤ' تمہارے لئے

اجازت مل گئی ہے میں اندر گیا' میں نے حضور ﷺ کو سلام کیا' آپ ﷺ ننگے بوریے پر ٹیک لگائے ہوئے تشریف فرما تھے۔ ایک روایت میں ہے راوی کہتے ہیں کہ چٹائی کے نشانات نے آپ ﷺ کے پہلو پر نشان ڈال رکھے تھے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپ ﷺ نے میری طرف سر مبارک بلند کیا اور فرمایا نہیں! تب میں نے کہا اللہ اکبر! یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ ہم کو دیکھتے اور ہم قریش کی وہ جماعت ہیں کہ ہم عورتوں پر غالب رہتے تھے۔ جب ہم مدینہ میں آئے تو ہم نے ایسی قوم پائی جن میں ان کی عورتیں غالب رہتی ہیں ہماری عورتوں نے ان کی عورتوں سے سیکھنا شروع کیا ہے' چنانچہ میں اپنی بیوی پر ایک دن بگڑا تو وہ مجھے جواب دینے لگی تو مجھے اس کا جواب دینا بہت اوپرا معلوم ہوا' تو اس نے کہا آپ کو کیوں برا لگتا ہے کہ میں آپ کو جواب دیتی ہوں؟ خدا کی قسم! حضور ﷺ کی ازواج آپ ﷺ کو جواب دیتی ہیں اور ان میں سے کوئی ایک سارا دن رات تک آپ ﷺ کو چھوڑے رکھتی ہے تو میں نے کہا جس عورت نے بھی ان سے ایسا کیا رسوا ہوئی اور خسارہ میں پڑی کیا ان میں سے ہر ایک اس بات سے مامون ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے غضب کی وجہ سے اللہ اس سے غضبناک ہو؟ اگر ایسا ہے تو وہ عورت ہلاک ہو گئی' یہ سن کر حضور ﷺ مسکرا دیے تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تھا اور میں نے کہا: تجھے یہ بات دھوکے میں نہ ڈال دے کہ تمہاری سوکن زیادہ خوبصورت ہے اور حضور ﷺ کو زیادہ محبوب ہے تو آپ ﷺ دوسری مرتبہ پھر مسکرائے۔

ان کے لیے دنیا ہمارے لیے آخرت

میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ذرا اور جی بہلاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! سو میں بیٹھ گیا اور میں نے اپنا سر اس بالا خانے میں اٹھایا پس خدا کی قسم! میں نے کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی کہ جس پر دوبارہ نظر ڈالنے کی ضرورت ہو (چونکہ کچھ تھا ہی نہیں) ہاں تین چیزیں تھیں' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! دعا کیجئے کہ اللہ پاک آپ کی امت پر

Scanned with CamScanner

وسعت نازل فرمائے اس نے تو فارس اور روم پر بڑی وسعت نازل کی ہے حالانکہ وہ اللہ پاک کی عبادت نہیں کرتے' یہ سن کر آپ ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھے اور اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن خطاب! کیا تو ابھی تک شک میں ہے؟ یہ وہ قوم ہے ان کے لئے ان کی طیبات دنیوی زندگی میں پہلے دے دی گئی ہیں' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرے لئے مغفرت طلب کیجئے' اور آپ ﷺ نے شدت غصہ کی وجہ سے اس بات کی قسم کھائی تھی کہ آپ ﷺ اپنی ازواج کے پاس ایک ماہ تک نہ جائیں گے' اللہ پاک نے آپ ﷺ پر اس بارے میں آیات اتاریں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے کی آسمانی تائید

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب حضور ﷺ نے اپنی ازواج سے علیحدگی اختیار کی میں مسجد نبوی میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ کنکریوں سے آہستہ آہستہ کرید رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے اور یہ اس وقت کا قصہ ہے کہ پردہ کی آیت نہیں اتری تھی' میں نے کہا میں آج اس بات کو ضرور معلوم کر کے رہوں گا' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس جانے کا قصد اور اپنا ان دونوں کو سمجھانا' بیان کیا یہاں تک کہ فرمایا کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ' اپنے بالا خانے کی چھت پر ہیں میں نے آواز دی اور میں نے کہا: اے رباح! میرے لئے حضور ﷺ سے اجازت طلب کر! اس کے بعد گزری ہوئی روایت جیسا کہ تذکرہ ہے اور اس میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! آپ پر عورتوں کے بارے میں کچھ دشواری نہیں اگر آپ نے انہیں طلاق دے دی ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے اور اس کے ملائکہ اور جبرائیل اور میکائیل علیہ السلام اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور تمام مومنین آپ کے ساتھ ہیں' اور بہت کم ایسا ہوا ہے کہ میں نے کوئی بات کی ہو اور میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں کہ مجھے یہ امید نہ ہوئی ہو کہ اللہ پاک میرے قول کی تصدیق کرے گا' چنانچہ یہ آیت جس کو آیت تخییر کہتے ہیں اتری:

عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ
مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓىِٕبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓىِٕحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا۝

(سورہ تحریم ع ۱)

ترجمہ: اگر پیغمبر تم عورتوں کو طلاق دے دیں تو ان کا پروردگار بہت جلد تمہارے بدلہ ان کو تم سے اچھی بیبیاں دے دے گا جو اسلام والیاں' ایمان والیاں' فرماں برداری کرنے والیاں' توبہ کرنے والیاں' عبادت کرنے والیاں' روزہ رکھنے والیاں ہوں گی' کچھ بیوہ اور کچھ کنواریاں۔''

وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ
وَالْمَلٰٓىِٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ۝(سورہ تحریم ع ۱)

ترجمہ: ''اور اگر (اسی طرح) پیغمبر کے مقابلہ میں تم دونوں کارروائیاں کرتی رہیں تو یاد رکھو پیغمبر کا رفیق اللہ ہے اور جبرائیل علیہ السلام ہے اور نیک مسلمان ہیں اور ان کے علاوہ فرشتے (آپ ﷺ کے) مددگار ہیں۔''

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اعلان

اس کے بعد میں نے دریافت کیا کہ کیا آپ نے ازواج کو طلاق دے دی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں' تو میں مسجد کے دروازے پر کھڑا ہوا اور میں نے بلند آواز سے پکار کر کہا: آپ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق نہیں دی ہے اور یہ آیت اتری: وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ (سورہ نساء ع ۱۱)

ترجمہ: ''اور جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہنچتی ہے خواہ امن ہو یا خوف تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ اس کو رسول کے اور جو ان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں' کے حوالے کرتے تو اس کو وہ حضرات تو پہچان ہی لیتے جو ان میں سے اس کی تحقیق کر لیا کرتے ہیں۔'' سو میں ہی تھا جس نے اس امر کو معلوم کیا۔ (صحابہ کرام کے آنسو)

Scanned with CamScanner

(169)

اور حضور ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجِبْرِيْلَ عِنْدَ مَوْتِهٖ مَنْ لِاُمَّتِیْ بَعْدِیْ فَاَوْحَی اللهُ تَعَالٰی اِلٰی جِبْرِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنْ بَشِّرْ حَبِیْبِیْ اِنِّیْ لَا اَخْذُلُهٗ فِیْ اُمَّتِهٖ وَبَشِّرْهُ بِاَنَّهٗ اَسْرَعُ النَّاسِ خُرُوْجًا مِّنَ الْاَرْضِ اِذَا بُعِثُوْا وَسَیِّدُهُمْ اِذَا جُمِعُوْا وَاِنَّ الْجَنَّةَ مُحَرَّمَةٌ عَلَی الْاُمَمِ حَتّٰی تَدْخُلَهَا اُمَّتُهٗ فَقَالَ الْاٰنَ قَرَّتْ عَیْنِیْ .

(تخریج احادیث احیاء علوم الدین (عراقی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 454 حدیث نمبر 4372)

ترجمہ: حضور ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے اپنے وصال کے وقت فرمایا: میرے بعد میری امت کے لئے کون ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میرے حبیب ﷺ کو خوشخبری دے دو کہ بیشک میں ان کو ان کی امت کے بارے میں رسوا نہ کروں گا' اور ان کو خوشخبری دے دو کہ بے شک جب لوگ دوبارہ زندہ کئے جائیں گے تو وہ دوسرے لوگوں سے جلدی زمین سے نکلیں گے اور جب لوگ جمع ہوں گے تو وہ ان کے سردار ہوں گے اور آپ ﷺ کی امت کے داخل ہونے تک دوسری امتوں پر جنت حرام ہے پس حضور ﷺ نے کہا اب میری آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں۔

(170)

جان کنی کا وقت اور پانچ فرشتے

فِی الْخَبَرِ اِذَا وَقَعَ الْعَبْدُ فِی النَّزْعِ وَحُبِسَ لِسَانُهٗ یَدْخُلُ عَلَیْهِ .... فَاِنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ نُوْدِیَ اِلٰی مَلٰٓئِکَةِ الرَّحْمَةِ وَاِنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ نُوْدِیَ اِلٰی مَلٰٓئِکَةِ الْعَذَابِ ۔ (دقائق الاخبار)

اور حدیث میں ہے کہ جب بندے پر نزع کا وقت آتا ہے تو اس کی زبان بند ہو جاتی ہے اور پانچ فرشتے اس کے پاس آتے ہیں پس پہلا آتا ہے اور کہتا ہے: اے اللہ کے بندے تجھ پر سلام ہو میں تیرے رزق پر مقرر ہوں تو اب میں نے تیرا رزق شرقاً غرباً تلاش کیا ہے اور ایک لقمہ تک نہیں پایا یہاں تک میں تیرے پاس آیا ہوں پھر دوسرا داخل ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اے اللہ کے بندے تجھ پر سلامتی ہو میں تیرے پلانے پر مقرر ہوں تو اب میں نے زمین کو شرقاً غرباً تلاش کیا تو تیرے پینے کو پانی وغیرہ کا ایک گھونٹ بھی نہیں پایا یہاں تک کہ میں تیرے پاس آیا پھر تیسرا آتا ہے تو کہتا ہے کہ اے بندۂ خدا! تجھ پر سلامتی ہو میں تیرے قدموں جو تو چلتا ہے مقرر تھا پس اب میں نے زمین کو شرق تا مغرب تلاش کیا ہے تیرے قدم رکھنے کے لئے ایک قدم کی جگہ بھی نہیں پائی حتیٰ کہ میں تیرے پاس پہنچا پھر چوتھا آتا ہے اور کہتا ہے: اے بندۂ خدا میں تیرے سانسوں پر موکل ہوں اب میں نے زمین کو مشرق تا مغرب دیکھا تو تیرے سانسوں سے ایک سانس بھی نہ پایا

Scanned with CamScanner

یہاں تک کہ میں تیرے پاس آیا پھر پانچواں فرشتہ آتا ہے تو کہتا ہے: اے اللہ کے بندے تجھ پر سلام ہو میں تیری اجل اور زندگی پر معین ہوں، پس اب میں نے زمین کو شرقاً غرباً دیکھا تو تیری عمر کی ایک گھڑی بھی باقی نہ پائی اس کے پاس کراماً کاتبین آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے اللہ کے بندے تجھ پر سلامتی ہو ہم تیری نیکیاں اور بدیاں لکھنے پر مقرر تھے اور ہم نے انہیں زمین کے مشرق و مغرب میں ڈھونڈا پس تیری نیکیوں اور بدیوں سے کچھ نہ پایا پھر وہ ایک سیاہ کاغذ اس کے سامنے رکھتے ہیں اور اسے کہتے ہیں اس میں دیکھو تو اس وقت اس کا پسینہ بہہ نکلتا ہے پھر وہ اعمال نامہ پڑھنے کے خوف سے دائیں بائیں دیکھنے لگتا ہے۔ اس کے بعد کراماً کاتبین چلے جاتے ہیں تو ملک الموت اس کے پاس آ جاتا ہے اور اس کی دائیں طرف رحمت کے فرشتے اور بائیں طرف عذاب کے فرشتے ہوئے ہیں بعض ان میں سے روح کو سختی سے کھینچتے ہیں اور بعض ان میں سے روح کو نرمی سے نکالتے ہیں، پس جب روح حلق تک پہنچتی ہے تو ملک الموت قبض کر لیتا ہے پھر اگر وہ روح اہل سعادت میں سے ہو تو رحمت کے ملائکہ کو بلایا جاتا ہے اور اگر وہ بدبختوں میں سے ہو تو عذاب کے ملائکہ کو بلایا جاتا ہے۔

(دقائق الاخبار)

(171)

مسجد العشار کے شہداء

صالح بن درہم ؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حج کے لئے جا رہے تھے تو ناگہاں ایک آدمی (حضرت ابو ہریرہ ؓ) کھڑے تھے انہوں نے ہم سے فرمایا: تمہارے پہلو میں ایک گاؤں ہے جس کو ابلہ کہتے ہیں ہم لوگوں نے کہا جی ہاں تو انہوں نے فرمایا: تم میں سے کون اس بات کی ذمہ داری لیتا ہے کہ وہ مسجد العشار میں دو رکعت یا چار رکعت نماز پڑھے اور یہ کہہ دے کہ اس کا ثواب ابو ہریرہ ؓ کے لئے ہے میں نے اپنے محبوب آقا ﷺ سے سنا ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مسجد العشار سے ایسے شہیدوں کو اٹھائے گا کہ ان کے سوا کوئی بھی (قیامت کے دن) شہدائے بدر کی صف میں نہیں کھڑا ہوگا۔

(مشکوٰۃ جلد 3 ص 468 باب الملاحم)

اس حدیث سے چند مسائل ثابت ہوتے ہیں۔

1 ..... مقدس مقامات میں عبادت کرنے کا ثواب بہت زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

2 ..... عبادت مالیہ کی طرح نمازوں اور روزوں وغیرہ بدنی عبادتوں کا ثواب بھی بذریعہ فاتحہ زندوں اور مردوں کو پہنچانا صحابہ کرام کا طریقہ ہے۔

3 ..... کسی شخص سے اپنے لئے فاتحہ اور ایصال ثواب کی فرمائش جائز ہے۔

یاد رہے! مسجد العشار کے یہ شہدائے کرام قیامت سے پہلے کب شہادت سے سرفراز ہوں گے یا شہید ہو چکے۔ کچھ معلوم نہیں ہوسکا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Scanned with CamScanner

(172)

قرآنی حفاظت کا ایک بے مثال واقعہ

مفسرین کرام نے کتب تفاسیر میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام دونوں ایک گاؤں میں پہنچے اور ان سے کھانا طلب کیا تو قرآن مجید اس واقعہ کو ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے: فَاَبَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْهُمَا (الکہف: آیت 77) ان گاؤں والوں نے ان کی ضیافت سے انکار کر دیا۔

مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ اس گاؤں کا نام انطاکیہ تھا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو انطاکیہ کے رہنے والوں نے سوچا کہ ہمارے آباؤ اجداد تو قیامت تک کے لئے بدنام ہو جائیں گے کیوں کہ ان کے انکار کا قرآن پاک میں ذکر آ گیا ہے۔ اس خیال سے وہ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے: حضور اکرم ﷺ! اس آیت میں فَـاَبَوْا میں ''ب'' کی جگہ ''ت'' کر دیں تاکہ آیت اس طرح ہو جائے: فَاَتَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْهُمَا یعنی گاؤں والے ان کی ضیافت کرنے کو آگے بڑھے۔ ابوا کی جگہ اتوا ہو جائے تو معنی بالکل بدل جاتا ہے۔ ابوا کے معنی انہوں نے انکار کر دیا اور اتوا کے معنی وہ (ضیافت کرنے) آئے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کی یہ بات سن کر فرمایا: یہ اللہ بزرگ و برتر کا کلام ہے اور ہر قسم کی تحریف و تبدیلی سے پاک ہے۔ لہٰذا تمہارے کہنے پر یا کسی اور وجہ سے ایسا کیا جانا ممکن نہیں۔

☆...... یہ قرآن پاک کا اعجاز ہے کہ وہ کسی قسم کی تبدیلی سے پاک ہے اور ہر تحریف سے محفوظ ہے اور صبح قیامت تک یہ اسی طرح محفوظ رہے گا' جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل امین علیہ السلام کی وساطت سے حضرت محمد ﷺ کے قلب اطہر پر نازل فرمایا تھا۔ (تفسیر روح البیان)

(173)

احسان فراموش

حضرت سیدنا عبید اللہ بن محمد تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے: ''ایک غریب و نادار شخص کسی کریم و نیک شخص کے پاس گیا تو اس نے پریشانیاں دور کر کے اسے خوشحال و غنی کر دیا' لیکن وہ ناشکرا کریم کی کثیر عطاؤں کے باوجود ناشکری کرتا۔ پھر ایک دن شہر کے امیر کے پاس جا کر شکایت کی: ''میں جس کے پاس رہتا ہوں اس میں یہ برائی ہے' وہ تو بہت ہی برا ہے الغرض اس نے بہت سی ایسی ایسی باتیں اس شخص کے بارے میں کہیں جو اس میں بالکل نہ تھیں بلکہ وہ تو ان تمام برائیوں سے بہت زیادہ دور رہتا تھا۔ شکایت کرنے کے بعد جب وہ بے مروت چلا گیا تو حاکم شہر نے اس کریم کو بلا کر کہا: ''فلاں شخص نے تمہارے خلاف یہ یہ شکایتیں کی ہیں۔'' یہ سن کر وہ بہت حیران و پریشان ہو گیا۔ حاکم نے کہا: ''کیا ہوا' تم اتنا پریشان کیوں ہو گئے؟'' اس نے کہا: ''مجھے خوف ہے کہ میں نے اس کے ساتھ اچھائی و بھلائی میں کمی کی ہے جبھی تو وہ میری برائی پر آمادہ ہو گیا۔ افسوس! میں اس کی صحیح خدمت نہ کر سکا۔'' حاکم نے جب یہ سنا تو کہا: ''سبحان اللہ تعالیٰ! تم دونوں کی طبیعتوں اور عادتوں میں کتنا تعجب خیز فرق ہے۔ تم تو اس پر احسان و شفقت کئے جا رہے ہو جبکہ وہ احسان فراموش و لئیم (یعنی کمینہ) ہے''۔ (عیون الحکایات)

ایسا لئیم ذلت و خواری اُٹھاتا ہے

پھر نیک و کریم شخص نے حاکم سے واپسی کی اجازت چاہی جب واپس جانے لگا تو حاکم نے کہا: ''اللہ تبارک و تعالیٰ آپ جیسے نیک سیرت لوگوں کو لمبی عمر عطا فرمائے اور

Scanned with CamScanner

آپ کا فیض تا دیر جاری وساری رہے۔ (احسان فراموش کی مذمت میں شاعر نے کیا خوب کہا ہے:)؎

جو اپنے محسنوں کو عیاری دکھاتا ہے
نار حسد کے شعلوں کو ہر دم بڑھاتا ہے
ایسا لئیم ذلت و خواری اٹھاتا ہے
اپنی لگائی آگ میں خود کو جلاتا ہے
لیکن کریم پھر بھی کریمی دکھاتا ہے
گرچہ بروں کی طرف سے سوغم اٹھاتا ہے

(174)

پاکیزہ رزق کا اثر

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پہنچے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیٹیوں کو بتایا کہ ایک بڑے عالم آئے ہیں' ان کے لئے اچھا سا کھانا تیار کر دیں' چنانچہ بیٹیوں نے کھانا بنا کر کمرے میں رکھ دیا۔ رات کو تہجد کے لئے مصلیٰ بھی رکھ دیا اور وضو کے لئے لوٹا بھی رکھ دیا۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کھانا کھایا اور کچھ دیر بات چیت کرنے کے بعد لیٹ گئے۔ علی الصبح نماز فجر کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے۔

بچیاں کمرے میں صفائی کرنے کے لئے آئیں تو دیکھا کہ برتن میں جو دو تین آدمیوں کا کھانا رکھا تھا وہ سارا ختم' مصلیٰ جیسا رکھا تھا ویسے ہی پڑا تھا' پانی جیسے بھرا تھا جوں کا توں موجود تھا۔ یہ دیکھ کر بڑی حیران ہوئیں...... اور ساتھ ہی ذہن میں کچھ بدگمانی سی بھی پیدا ہوگئی کہ ان کی تعریفیں تو بہت سنی تھیں مگر معاملہ تو ایسا نہیں' تہجد بھی نہیں پڑھی اور صبح بھی بے وضو ہی چلے گئے۔ جب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ گھر آئے تو بیٹیوں نے ساری بات کہہ سنائی۔

اس دور کی کیا بات ہے وہ سچے اور کھرے لوگ تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو بچیوں کی بات سے آگاہ کر دیا' وہ فرمانے لگے...... بات یہ ہے کہ جب میں نے کھانے کا پہلا لقمہ کھایا تو میرے دل و دماغ پر عجیب قسم کے انوارات ظاہر ہونا شروع ہوگئے اور ہر لقمہ پر روحانی کیفیت بڑھتی جا رہی تھی میں نے سوچا کہ یہ اس پاکیزہ رزق کا اثر ہے۔ معلوم نہیں زندگی میں ایسا حلال اور پاک رزق پھر مجھے نصیب ہوگا یا نہیں' اس لئے میں نے خوب پیٹ بھر کر کھایا۔

کھانے کی لذت اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

پھر بستر پر جب میں سونے کے لئے لیٹا تو میرے دل و دماغ میں قرآن پاک کی آیتیں اور احادیث نبویہ مستحضر ہونے لگیں اور بہت سے مسائل کا حل مجھ پر منکشف ہونے لگا اسی کیفیت میں رات گزری معمول کے مطابق نماز تہجد کی جانب میرا دھیان ہوا تو میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ علم کا ایک باب سیکھنا ہزار رکعت نوافل پڑھنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ لہٰذا میں نے ساری توجہ انہی مسائل علمیہ کے استنباط و استخراج کی جانب ہی رکھی...... یہاں تک کہ نماز فجر کا وقت ہوگیا اور میں مسجد چلا گیا۔ رات بھر آنکھ لگی نہ وضو ٹوٹا اور یہی وجہ تھی کہ وہ وضو کے لئے آپ کا رکھا ہوا پانی اور جائے نماز بھی یوں ہی اسی حالت میں رکھا رہا اور استعمال کی نوبت ہی نہ آئی اور میرا گمان ہے کہ یہ آپ کے پاکیزہ رزق کی برکت کا اثر تھا۔

(اسلام کے ایمان افروز واقعات ص 261)

(175)

ہم اپنے خدا سے راضی ہیں

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: غزوہ حنین میں حضور ﷺ نے نومسلموں کی تالیف قلب کے لئے زیادہ مال غنیمت ان کو دے دیا۔ انصار کے جوانوں کو یہ بات ناگوار گزری۔ آپ ﷺ نے سب انصار کو جمع فرمایا اور اپنے احسانات جتلائے اور فرمایا تم فانی دنیا کی وجہ سے ناراض ہوگئے ہو' کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ لوگ مال و دولت لے کر گھر جائیں گے اور تم اپنے مکانوں کی طرف رسول اللہ ﷺ کو لے چلو۔ خدا کی قسم اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا اور فرمایا اگر سارے لوگ ایک راستہ پر چلیں گے اور انصار دوسرے راستے پہ چلیں تو میں انصار کے راستے پہ چلوں گا پھر دعا کی: اے ربّ انصار! اور ان کی اولاد اور ان کی اولاد اور ان کی اولاد اور ان کی بیویوں اور ان کے پڑوسیوں پر رحمت نازل فرما۔ یہ سب سن کر تمام قوم اس قدر روئی۔ یہاں تک کہ ان کی ڈاڑھیاں تر ہوگئیں۔ سب نے کہا ہم راضی ہیں۔

(رواہ احمد کذا فی البدایہ ج 4 ص 358)

☆ ......حضرت عبیداللہ بن عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی جب وفات ہوئی تو مکہ کے گورنر حضرت عتاب بن رسید رضی اللہ عنہ تھے۔ جب اہل مکہ کو آپ ﷺ کی وفات کی خبر پہنچی تو مسجد حرام سے بے اختیار رونے کی آواز نکلی۔ حضرت عتاب شہر چھوڑ کر پہاڑوں میں چلے گئے۔ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے کہ تشریف لائیں اور لوگوں سے گفتگو فرمائیں تو انہوں نے فرمایا: حضور ﷺ کی وفات کے بعد اب بولنے کی طاقت نہیں رہی۔ (اخرج ابن عساکر)

Scanned with CamScanner

☆......حضرت ابوذوہیب کہتے ہیں کہ میں مدینہ آیا اور تمام اہل مدینہ میں اس طرح رونے کی آواز تھی جیسا کہ احرام باندھنے والے حاجی ایک دم تلبیہ کے ساتھ آواز بلند کرتے ہیں' میں نے پوچھا' یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: حضور ﷺ کی وفات ہوگئی۔

(البدایہ' ج 5 ص 271)

خدا کے پیارے بندے

ابو صالح ؓ فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر ؓ کے زمانہ میں اہل یمن آئے اور انہوں نے قرآن سنا تو رونا شروع کر دیا تو حضرت صدیق اکبر ؓ نے فرمایا' اس طرح جب ہم قرآن سنتے تھے تو رویا کرتے تھے۔ (اخرجہ ابونعیم کذا فی الکنز ج 1 ص 224)

☆......حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئیں **افمن ھذا الحدیث تعجبون وتضحکون ولا تبکون** تو اصحاب صفہ ؓ اتنے روئے کہ ان کے آنسو رخساروں پر بہہ گئے' جب حضور ﷺ نے ان کے رونے کی آواز سنی تو آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ روئے' اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا:' وہ آدمی جہنم میں داخل نہ ہوگا جو اللہ کے ڈر سے رویا ہو۔ (اخرجہ بیہقی کذا فی الترغیب' ج 5 ص 190)

☆......حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں: اوس اور خزرج جو انصار کے دو قبیلے تھے' زمانہ جاہلیت میں ان کی آپس میں عداوت تھی۔ جب حضور ﷺ ان کے پاس تشریف لائے' جنگ ان سے جاتی رہی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں الفت ڈال دی۔ ایک موقع پر ان میں باتیں بڑھ گئیں۔ دونوں طرف سے ہتھیار اٹھا لئے۔ آپ ﷺ نے دیکھا تو ان کو آواز دی اور خوب وعظ ونصیحت کی اور آخرت یاد دلائی تو ان حضرات نے اپنے ہتھیار پھینکے اور بعض نے بعض سے معانقہ کیا اور رونے لگے۔

(مجمع الزوائد ج 8 ص 80)

(176)

ہر وقت باوضو رہنے والے لوگ

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی ؒ ایک بڑے پائے کے بزرگ گزرے ہیں جن کی ولادت' بزرگی' دین پر استقامت ہر ایک تسلیم کرتا ہے۔ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ مجھے ان کے خاندان میں سے ایک صاحب کے گھر جانے کا موقع ملا۔ ہم ان کے گھر میں تھے کہ نماز کا وقت ہوگیا۔ وہ نئی آبادی تھی' مسجد قریب نہ تھی اس لئے گھر میں ہی جماعت سے نماز ادا کرنا تھی۔ نماز مغرب کے لئے جب ایک شخص نے اذان کہی تو اس وقت ان کے بچے گھر کے گراؤنڈ میں فٹ بال کھیل رہے تھے۔ ہم نے صفیں بنانا شروع کیں تو دیکھا کہ وہ بچے جو فٹ بال کھیل رہے تھے چھوٹے بڑے سارے ہی آئے اور آ کر صف میں کھڑے ہوگئے اور نماز شروع کر دی۔

میں نے صاحب خانہ سے پوچھا: ان بچوں نے وضو نہیں کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ان کا وضو پہلے سے ہے۔ اس عاجز بزرگ نے سمجھا کہ شاید انہوں نے سوچا ہوگا کہ مہمان آیا ہوا ہے نماز کا وقت ہو رہا ہے ہم پہلے ہی وضو کر لیتے ہیں جب نماز ہونے لگی تو شریک ہو جائیں گے۔ نماز پڑھ لینے کے بعد صاحب خانہ نے بتایا کہ دراصل بات یہ ہے کہ ہمارے خاندان میں اوپر کے مشائخ سے یہ عمل چلتا آ رہا ہے کہ کوئی بچہ بھی جب چار پانچ سال کی عمر سے بڑا ہو جاتا ہے تو ہم اس کو ہر وقت باوضو رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ ہمارے گھر میں آپ کسی کو بھی (جاگتے ہوئے) بے وضو نہیں دیکھیں گے۔

Scanned with CamScanner

تربیت کا ایک حسین انداز

سبحان اللہ! یہ سن کر بہت خوشی ہوئی کہ آج کے دور میں بھی ایسے لوگ ہیں کہ جن کو باوضو زندگی گزارنے کی تڑپ اور تمنا ہوتی ہے۔

کما تعیشون تموتون

فرمایا تم جس حال میں زندگی گزارو گے تمہیں اسی حال میں موت آئے گی تو باوضو زندگی گزارنے والوں کو اللہ تعالیٰ باوضو موت عطا فرمائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے اسلاف نے اپنی اولاد کی عمدہ تربیت کے کیسے پاکیزہ انداز اپنائے۔

(خواتین کے لئے تربیتی بیانات از ذوالفقار احمد نقشبندی)

(177)

یہودیوں کا قتل عام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ مسلمان یہودیوں سے جنگ کریں گے اور ان یہودیوں کو مسلمان قتل کریں گے یہاں تک کہ کوئی یہودی کسی پتھر یا درخت کی آڑ میں چھپے گا تو وہ درخت پکارے گا کہ اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ میرے پیچھے ایک یہودی ہے آ جا! اور اس کو قتل کر ڈال۔ بجز ایک ''غرقد'' کے درخت کے کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔ (مشکوۃ ج2 ص466)

اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اس قتل عام میں یہودیوں کو کہیں بھی پناہ نہیں ملے گی۔ ہاں صرف ایک درخت جس کا نام ''غرقد'' ہے اس کی آڑ میں یہودیوں کو پناہ مل سکے گی۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایک خاردار جنگلی درخت ہے اور اس درخت کو یہودیوں سے کیا مناسبت اور کون سا خاص تعلق ہے اس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (اشعۃ اللمعات ج4 ص157)

تبصرہ: قیامت کی یہ نشانی ابھی تک ظاہر نہیں ہوئی ہے بلکہ روایتوں سے پتا چلتا ہے کہ دجال کے نکلنے کے بعد یہودی دجال کی فوجوں میں شامل ہو کر مسلمانوں سے جنگ کریں گے' ان یہودیوں کا یہ حال ہوگا کہ مسلمان ان کا قتلِ عام کریں گے اور یہودیوں کو درخت غرقد کی آڑ کے سوا کہیں پناہ نہیں ملے گی۔ (مرقاۃ ج۵ ص۱۵۷)

Scanned with CamScanner

(178)

توحید و رسالت

يَقُوْلُ اللّٰهُ شَهِدَتْ نَفْسِيْ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا وَحْدِيْ لَا شَرِيْكَ لِيْ . مُحَمَّدٌ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ' مَنْ لَّمْ يَرْضَ بِقَضَائِيْ وَلَمْ يَصْبِرْ عَلٰى بَلَائِيْ وَلَمْ يَشْكُرْ عَلٰى نِعْمَائِيْ وَلَمْ يَقْنَعْ بِعَطَائِيْ فَلْيَعْبُدْ رَبًّا سَوَائِيْ ۔(المواعظ فی الاحادیث القدسیہ (امام غزالی) صفحہ نمبر 87)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں اپنی ذات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں صرف اکیلا ہی معبود ہوں میرا کوئی شریک نہیں ہے اور محمد ﷺ میرے بندے اور میرے رسول ہیں جو کوئی میرے فیصلہ پر راضی نہ ہوا میری آزمائش پر صابر نہ ہوا' میری نعمتوں پر شکر گزار نہ ہوا' اور میری عطاء پر قناعت پسند نہ ہوا تو وہ میرے سوا کسی اور رب کی عبادت کرلے۔

لِمَنْ يَعْلَمُ اَنَّهُ يَمُوْتُ وَحْدَهُ يَدْخُلُ الْقَبْرَ وَحْدَهُ وَيُحَاسَبُ وَحْدَهُ كَيْفَ يَسْتَأْنِسُ بِالنَّاسِ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا حَقًّا . وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ . (المواعظ فی الاحادیث القدستہ (امام غزالی) صفحہ نمبر 87)

ترجمہ: اس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جو شخص جانتا ہے کہ بے شک وہ تنہا مرے گا' تنہا قبر میں داخل ہوگا' تنہا حساب دے گا' ایسا شخص لوگوں سے کیسے انس حاصل کرسکتا ہے میرے سوا حقیقتاً کوئی معبود نہیں اور بیشک محمد ﷺ میرے بندے اور میرے رسول ہیں۔

(179)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت

یہ اس وقت کی بات ہے جب امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر چھ برس کی تھی وہ مدرسے جایا کرتے تھے آپ کی والدہ ماجدہ اولادِ بنی ہاشم میں سے تھیں وہ بڑی عبادت گزار اور امانت دار تھیں لوگ اپنی امانتیں ان کے پاس رکھوایا کرتے تھے ایک دن دو آدمی ان کے پاس ایک صندوق بطور امانت رکھوا کر گئے۔ چند دن کے بعد ان میں سے ایک شخص آیا اور وہ صندوق مانگا۔ آپ نے اس کو صندوق دے دیا۔ دوسرے دن دوسرا آ گیا اور اسی صندوق کا تقاضا کرنے لگا۔ انہوں نے کہا: وہ صندوق تو تمہارا ساتھی کل لے گیا تھا۔

اس شخص نے کہا: کیا ہم نے تو آپ سے یہ کہا تھا کہ جب تک ہم دونوں نہ آئیں صندوق نہ دیجئے گا۔ وہ بولیں: بے شک یہ تو کہا تھا۔ اس نے کہا: تب پھر آپ نے وہ صندوق اس کو کیوں دیدیا؟ اس کی یہ بات سن کر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ پریشان ہو گئیں اور سوچنے لگیں کہ کیا کیا جائے؟ اسی دوران مدرسہ سے چھٹی کے وقت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے انہوں نے والدہ سے پوچھا: آپ اس قدر پریشان کیوں ہیں؟ اس پر ان کی والدہ نے سارا قصہ کہہ سنایا۔ آپ نے کہا: پریشان نہ ہوں میں اس سے بات کرتا ہوں' پھر اس شخص کی جانب متوجہ ہوکر فرمایا: بس تم اپنے ساتھی کو اپنے ہمراہ لے آؤ تاکہ شرط کے مطابق وہ صندوق تم دونوں کے حوالے کردیا جائے۔ آپ کی یہ بات سن کر اس کے طوطے اڑ گئے وہ دوسرے ساتھی کو کیوں اور کیسے اپنے ہمراہ لاسکتا تھا' وہ تو ملی بھگت سے چاہتے تھے کہ ہمیں شاید کچھ اور مال مل جائے گا لیکن یہ جواب سن کر بس وہ اپنا سامنہ لے کر لوٹ گیا۔ (تذکرۃ الاولیاء ص:255)

Scanned with CamScanner

(180)

جب فرشتے روح لے کر چڑھتے ہیں

فَیَاْخُذُ الْمَلٰٓئِکَۃُ الرُّوْحَ وَتَعْرُجُ بِہٖ ثُمَّ اِنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ السَّعَادَۃِ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَرْجِعُوْہُ اِلٰی بَدْنِہٖ حَتّٰی مَایَکُوْنُ مِنْ جَسَدِہٖ .... وَالصَّحِیْحُ عِنْدَ اَھْلِ الْعِلْمِ اَنْ یُّقِرَّ الْعَبْدُ بِعَذَابِ الْقَبْرِ وَلَا یَشْتَغِلُ بِکَیْفِیَّتِہٖ .

پس وہ فرشتے روح کو لے لیتے ہیں اور اوپر کو چڑھ جاتے ہیں اور اگر روح سعادت مند ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے فرشتو! اسے اس کے بدن کی طرف ہی لوٹا دو تا کہ اپنے متعلقہ جسم کا حال دیکھے پھر فرشتے روح لے کر نیچے اترتے ہیں اور اسے اس کے گھر کے درمیان رکھ دیتے ہیں تو وہ دیکھتی ہے کہ کون اس پر غم کرتا ہے اور کون نہیں کرتا اور وہ کلام نہیں کرسکتا۔ پھر لوگ میت کو اٹھا کر قبرستان کی طرف لے جاتے ہیں پس اللہ تعالیٰ روح کو اس کے جسم کی طرف لوٹا دیتا ہے اور روایات اس میں مختلف ہیں بعض حضرات فرماتے ہیں کہ روح اپنے جسم میں ایسے ہی داخل ہو جاتی ہے جیسے کہ وہ دنیا میں تھی اور اسے قبر میں بیٹھایا جاتا ہے اور سوال کیا جاتا ہے اور کچھ فرماتے ہیں کہ روح جسم میں داخل ہوتی ہے مگر باقی قبر کے احوال معلوم نہیں اور بعض نے کہا کہ سوال روح سے بلا جسم ہوتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ روح میت کے جسم میں سینہ تک داخل ہوتی ہے اور کچھ نے کہا کہ روح میت کے جسم اور کفن کے درمیان رہتی ہے تو ان میں سے ہر ایک میں حضور ﷺ سے حدیثیں منقول ہوئی ہیں اور اہل علم کے نزدیک صحیح ہے کہ گنہگار بندہ قبر کے عذاب وغم میں مبتلاء رہتا ہے اور اپنی کسی کیفیت میں مشغول نہیں ہوتا۔ (دقائق الاخبار)

(181)

قابل رشک خاتون

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی لاڈلی زوجہ تھیں لیکن انہی کی زبانی یہ ایک قابل رشک واقعہ سنیے! فرماتی ہیں......

ایک دفعہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن سیدہ ہالہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس ﷺ سے ملنے کے لئے آئیں اور باہر سے گھر کے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ ان کی آواز...... ان کا لہجہ...... اور بولنے کا انداز وہی تھا جو اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا تھا۔ آپ ﷺ گھر میں تھے جونہی یہ آواز آپ ﷺ کے کانوں میں پڑی تو بے اختیار آپ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا یاد آگئیں اور آپ ﷺ کھل اٹھے اور فرمایا: ہالہ ہوں گی! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مجھے رشک پیدا ہوا میں نے عرض کیا: آپ ﷺ حضرت خدیجہ کو یاد کرتے ہیں اور ان کی بے حد توصیف کرتے ہیں وہ تو بوڑھی عورت تھیں حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کا نعم البدل عطا فرمایا ہے۔

یہ سن کر آپ ﷺ کو جلال آ گیا اور فرمانے لگے:

نہیں، اللہ کی قسم! اللہ نے مجھے اس کا نعم البدل عطا نہیں فرمایا......

☆...... جب لوگوں نے مجھ پر ایمان لانے سے انکار کر دیا تھا تو وہ مجھ پر ایمان لائیں۔

☆...... جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو انہوں نے میری تصدیق کی، مجھے سچا کہا۔

☆...... اور جب لوگوں نے مجھے معاش سے محروم کر دیا تھا تو انہوں نے مال سے میری مدد کی۔

Scanned with CamScanner

☆......اللہ تعالیٰ نے مجھے دوسری بیویوں سے اولاد کی نعمت عطا نہیں کی اور سیدہ خدیجہ سے اولاد عطا فرمائی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں ڈر گئی اور اس روز سے عہد کر لیا کہ آئندہ ایسی بات کبھی نہ کروں گی۔

(لاہور سے تا بخاک بخارا و سمرقند)

(182)

جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے

حضرت سیدنا معدی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ابوبغیل نامی ایک شخص نے اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے بتایا: ''ایک مرتبہ طاعون کے مرض نے لاشوں کے انبار لگا دیئے' ہم مختلف قبیلوں میں جا کر مردوں کو دفن کرتے۔ جب پورے پورے گاؤں ہلاک ہونے لگے اور لاشوں کی تعداد بہت بڑھ گئی تو ہم انہیں دفنانے سے عاجز آ گئے' چنانچہ! اب ہم جس گھر میں داخل ہوتے اور دیکھتے کہ اس کے رہائشی فوت ہو گئے ہیں اور ان کی لاشیں گھر کے اندر ہی ہیں تو تمام لاشیں ایک کمرے میں جمع کر کے دروازہ اور کھڑکیاں وغیرہ بند کر دیتے۔ اس طرح گھر گھر جا کر ہم لاشیں جمع کرتے رہے پھر ایک گھر میں گئے تو دیکھا کہ گھر میں موجود سب لوگ مر چکے ہیں' ان میں کوئی ایک بھی زندہ نہ تھا۔ ہم نے گھر کے تمام دروازے بند کیے اور واپس آ گئے۔

جب طاعون کا مرض چلا گیا تو ہم نے بند گھروں کو کھولنا شروع کیا' پھر ہم ایک گھر میں گئے جس کے تمام رہائشی مر چکے تھے اور ہم نے اس کے دروازے اچھی طرح بند کیے تھے۔ جب دروازہ کھولا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ صحن میں تر و تازہ' فربہ اور صاف ستھرا بچہ موجود تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے ماں کی گود سے ابھی ابھی لیا گیا ہو۔ ہم بڑی حیرانگی کے عالم میں قدرت خداوندی کا نظارہ کر رہے تھے اور متعجب تھے کہ یہ بچہ کہاں سے آیا اور اب تک بغیر خوراک کے کیسے زندہ ہے؟ ہم حیرت کی وادیوں میں گم تھے کہ اچانک ایک مادہ جانور دیوار کے ٹوٹے ہوئے حصہ سے اندر داخل ہوا اور بچے کے قریب آ کر بیٹھ گیا' بچہ محبت سے اس کی طرف لپکا اور اس مادہ کا دودھ پینے لگا۔ خالق کائنات ورزاق مخلوقات

کی اس شان رزاقی کو دیکھ کر ہم بہت حیران ہوئے کہ وہ جس طرح چاہتا ہے اپنے بندوں کو رزق کے اسباب مہیا کرتا ہے۔ اس نے ایک بچے کی خوراک کا انتظام کس طرح کیا۔ طاعون کی بیماری سے اس گھر کے تمام افراد عورتیں اور مرد موت کے گھاٹ اتر چکے تھے' انہیں افراد میں ایک حاملہ عورت بھی تھی جس کا انتقال ہو گیا پھر اس بچے کی ولادت ہوئی اور اس کے رزق کا انتظام ایک درندے کے ذریعے کیا گیا۔ حضرت سیّدنا معدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ''اس بچے نے خوب پرورش پائی اور جوان ہو گیا اور میں نے وہ دن بھی دیکھا کہ وہ بصرہ کی مسجد میں اپنی داڑھی کو اپنے ہاتھوں سے سنوار رہا تھا۔ خالق کائنات سب کچھ کر سکتا ہے وہ اپنے بندوں پر جس طرح چاہتا ہے احسان فرماتا ہے۔''

(عیون الحکایات)

(183)

ایک منفرد قبرستان

لاہور سے تا بخاک سمرقند و بخارا کے مصنف لکھتے ہیں کہ ہم سیاحت کے سلسلہ میں سمرقند پہنچے جہاں پرانے طرز کے پتھروں سے بنے ہوئے مکانات تھے۔ اس پورے علاقے میں انوارات کی بارش عام آدمی بھی محسوس کر سکتا تھا...... ہمارا اسلاف نے یہیں جنم لیا اور انہی فضاؤں میں پرورش پائی اور پھر اپنی تقویٰ بھری زندگیاں گزار کر اپنے رب کے حضور جا پہنچے۔ اسی علاقہ میں ایک گھر میں حضرت امام اہلسنت ابو منصور ماتر دی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار تھا۔ اور یہاں سے قریب ہی وہ مشہور قبرستان ہے جسے محدثین کا قبرستان کہتے ہیں جہاں پر دفن ہونے والوں کے لئے دو شرائط تھیں۔

1 ..... مرحوم اپنے وقت کا مسلمہ محدث و مفسر ہو۔

2 ..... مرحوم محدث کا نام محمد ہو۔

انتظامیہ کے لوگ ان شرائط کی اس قدر پابندی کیا کرتے تھے کہ فقہ کی مشہور و معتبر کتاب الھدایہ کے مصنف قاضی برہان الدین المرغینانی رحمۃ اللہ علیہ جیسی عبقری شخصیت کو لوگوں نے یہاں دفن کرنا چاہا مگر اس وجہ سے انتظامیہ نے انکار کر دیا کہ ان کا نام محمد نہیں تھا۔ اس مبارک قبرستان میں محمد نامی محدثین اور مفسرین کی چار سو قبور تھیں۔

دفن ہو گا نہ کہیں ایسا خزانہ ہرگز

(لاہور سے تا بخاک سمرقند و بخارا)

(184)

ایک سال ایک مہینے کے برابر ہوگا

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ زمانہ ایک دوسرے سے قریب ہو جائے گا۔ (یعنی) ایک سال مثل ایک مہینہ کے گذر جائے گا اور ایک مہینہ مثل ایک ہفتہ کے اور ایک ہفتہ مثل ایک دن کے اور ایک دن مثل ایک گھنٹہ کے اور ایک گھنٹہ مثل آگ کی چمک کے ہو جائے گا۔

یہ حدیث ترمذی میں بھی ہے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب قیامت قریب آ جائے گی تو سال مہینے اور دن جلدی جلدی گزرنے لگیں گے اس کی یا تو یہ صورت ہوگی کہ زمانہ میں اس قدر بے برکتی ہو جائے گی کہ جلدی جلدی زمانہ گزر جائے گا اور لوگوں کو خبر بھی نہ ہوگی کہ کتنے دن گزر گئے یا یہ صورت ہوگی کہ اس زمانہ میں لوگ اس قدر قسم قسم کے شدائد مصائب اور فتنوں کے ہنگاموں میں مشغول اور پریشان و بدحواس ہو جائیں گے کہ انہیں یہ احساس ہی نہیں ہوگا کہ کب سال گزر گیا اور میری عمر کتنی گزر گئی اور کس کام میں گزر گئی اور کون سا مہینہ آیا اور کون سا مہینہ گیا کیونکہ ہر شخص کا یہ تجربہ ہے کہ سخت پریشان مصروفیات کی حالت میں بہت جلد وقت گزر جاتا ہے۔

قیامت کی اس نشانی کا ظہور بھی شروع ہو گیا' چنانچہ ہر شخص اس کو محسوس کرنے لگا ہے کہ دیکھتے ہی دیکھتے سال گزر جاتا ہے اور اب سال بھر میں بھی اتنا کام نہیں ہو پاتا جتنا پہلے چھ مہینے میں ہو جایا کرتا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (قیامت کب آئے گی)

(185)

مصحف عثمانی کی زیارت

تاشقند میں فقیر (مصنف کتاب لاہور سے تا بخاک سمرقند و بخارا) جب طلا شیخ کی ایک عمارت کے اندر داخل ہوا تو ایک نوجوان نے بتایا...... کہ یہاں سینکڑوں مخطوطہ اور مطبوعہ قرآن مجید کے نادر نسخے موجود ہیں۔ سب سے انمول نسخہ مصحف عثمانی ہے۔ یہ چمڑے پر لکھے گئے قرآن مجید کا نسخہ ہے جسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں تیار کروایا تھا اور اسی پر تلاوت کیا کرتے تھے پہلے یہ نسخہ کسی اور ملک میں تھا مگر امیر تیمور نے جب مختلف ممالک کو فتح کیا تو یہ نسخہ وہ اپنے ہمراہ سمرقند لے آیا۔ جب روسی انقلاب آیا تو اس وقت اس نسخہ کو لینن گراڈ کے عجائب گھر میں پہنچا دیا گیا پھر جب وسط ایشیا کی ریاستیں آزاد ہوئیں تو ازبکستان کی حکومت نے پرزور مطالبہ کیا کہ مصحف عثمانی ہمیں واپس کیا جائے' چنانچہ بڑے ادب واحترام سے اس قرآن پاک کو تاشقند لا کر اس عمارت میں رکھا گیا۔

نیز دو ڈاکٹر حضرات کی یہاں مستقل ڈیوٹی ہے کہ وہ کمرے کا درجہ حرارت اور اس میں نمی کی مقدار کو چیک کرتے رہیں...... اور اس نسخہ قرآنی پر مختلف کیمیکل کا سپرے کرتے رہیں تا کہ یہ نسخہ خراب نہ ہو۔ مصحف عثمانی کی عبارت خط کوفی میں لکھی ہوئی تھی جو کہ واضح پڑھی نہیں جا رہی تھی۔ کافی دیر غور وخوض کے بعد دو لفظ جبریل و میکال سمجھ میں آئے پھر فقیر نے زبانی پڑھنا شروع کر دیا تو لفظوں کی بناوٹ خود بخود سمجھ میں آنے لگی۔ جب اس لفظ پر پہنچے فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللهُ تو وہاں پر ایک نشان لگا ہوا دیکھا۔ بتایا گیا کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو آپ کے جسم سے نکلنے والے خون کا یہاں نشان لگ گیا۔ گویا کہ شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا گواہ اللہ کا قرآن بن گیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قرآن پاک سے یہ لازوال پیار تاریخ کا حسین نقش بن کر رہ گیا۔ (لاہور سے تا بخاک بخارا و سمرقند صفحہ 30)

Scanned with CamScanner

(186)

"ان کے" سجدے پہ روز اول سے درود

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنُ الْيَمَانِ يَقُوْلُ غَابَ عَنَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَلَمْ يَخْرُجْ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ لَنْ يَّخْرُجَ فَلَمَّا خَرَجَ سَجَدَ سَجْدَةً فَظَنَنَّا اَنَّ نَفْسَهٗ قَدْ قُبِضَتْ مِنْهَا فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهٗ قَالَ: اِنَّ رَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِسْتَشَارَنِيْ فِيْ اُمَّتِيْ مَاذَا اَفْعَلُ بِهِمْ؟ فَقُلْتُ: مَا شِئْتَ اَيْ رَبِّ هُمْ خَلْقُكَ وَعِبَادُكَ فَاسْتَشَارَنِي الثَّانِيَةَ فَقُلْتُ لَهٗ كَذٰلِكَ فَقَالَ: لَا اُحْزِنُكَ فِيْ اُمَّتِكَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . وَبَشَّرَنِيْ اَنَّ اَوَّلَ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مَعَ كُلِّ اَلْفٍ سَبْعُوْنَ اَلْفًا لَيْسَ عَلَيْهِمْ حِسَابٌ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلَيَّ فَقَالَ: اُدْعُ تُجَبْ وَسَلْ تُعْطَ فَقُلْتُ لِرَسُوْلِهٖ : اَوَ مُعْطِيَّ رَبِّيْ سُؤْلِيْ؟ فَقَالَ: مَا اَرْسَلَنِيْ اِلَيْكَ اِلَّا لِيُعْطِيَكَ وَلَقَدْ اَعْطَانِيْ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ وَلَا فَخْرَ وَغَفَرَلِيْ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِيْ وَمَا تَاَخَّرَ وَاَنَا اَمْشِيْ حَيًّا صَحِيْحًا وَّاَعْطَانِيْ اَنْ لَّا تَجُوْعَ اُمَّتِيْ وَلَا تُغْلَبَ وَاَعْطَانِي الْكَوْثَرَ فَهُوَ نَهْرٌ مِّنَ الْجَنَّةِ يَسِيْلُ فِيْ حَوْضِيْ وَاَعْطَانِي الْعِزَّ وَالنَّصْرَ وَالرُّعْبَ يَسْعٰى بَيْنَ يَدَيْ اُمَّتِيْ شَهْرًا وَاَعْطَانِيْ اَنِّيْ اَوَّلُ الْاَنْبِيَآءِ اَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَطَيَّبَ لِيْ وَلِاُمَّتِي الْغَنِيْمَةَ وَاَحَلَّ لَنَا كَثِيْرًا مِمَّا شَدَّدَ عَلٰى مَنْ قَبْلَنَا وَلَمْ يَجْعَلْ عَلَيْنَا مِنْ حَرَجٍ .

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان ؓ فرماتے ہیں: ایک دفعہ حضور ﷺ ہم سے جدا رہے پس آپ ﷺ (گھر سے) باہر تشریف نہ لائے۔ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو آپ نے اتنا طویل سجدہ فرمایا: ہم نے گمان کیا کہ آپ ﷺ کی روح مبارک قبض ہوگئی' پس جب آپ نے سر مبارک سجدہ سے اٹھایا تو آپ نے ارشاد فرمایا: میرے پروردگار نے مجھ سے میری امت کے بارے میں مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان سے کیا سلوک کروں؟

اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی سے امت کے بارے میں مشورہ

میں نے عرض کیا: یا اللہ! تو جو اُن کے بارے میں پسند فرمائے کیونکہ تو ان کا پروردگار ہے اور وہ تیری مخلوق و بندے ہیں۔ پس مجھ سے دوسری دفعہ مشورہ طلب کیا میں نے ایسا ہی کہا' پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد ﷺ میں آپ کو آپ کی امت کے بارے میں غمزدہ نہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے خوشخبری دی کہ قیامت کے دن میری امت میں سب سے پہلے جنت میں ستر ہزار لوگ داخل ہوں گے اور ان میں سے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار مزید داخل ہوں گے جن پر کوئی حساب نہ ہوگا پھر اللہ تعالیٰ مجھے پیغام بھیجے گا کہ دعا کریں قبول کی جائے گی اور مانگیں دیا جائے گا' پس میں اپنے پاس آنے والے فرشتے سے کہوں گا کہ میں جو مانگوں گا کیا میرا ربّ وہ مجھے دے گا؟ وہ کہے گا مجھے آپ کی طرف صرف اس لئے بھیجا گیا ہے کہ آپ جو کچھ طلب فرمائیں وہ آپ کو پیش کر دیا جائے اور مجھے میرا ربّ دے گا اور میں اس بات پر فخر نہیں کرتا اور میرے سب میرے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف ہوئے ہیں اور میں زندہ جاوید صحیح حالت میں چلوں گا اور مجھے یہ بھی شان دی گئی ہے کہ میری امت پر بھوک کا عذاب نہ ہوگا اور نہ ہی میری امت کسی سے مغلوب ہوگی۔

Scanned with CamScanner

ساری کثرت پاتے یہ ہیں

اور مجھے کوثر دی گئی ہے‘ پس وہ جنت کی نہر ہے جو میرے حوض میں آتی ہے اور مجھے عزت‘ نصرت و رعب عطا کیا گیا ہے اور میرا رعب ایک مہینہ تک میرے آگے ہوتا ہے۔ مجھے یہ بھی عطا کیا گیا ہے کہ میں جنت میں تمام انبیاء کرام سے قبل داخل ہوں گا اور مال غنیمت میری امت کے لئے حلال ہے اور ہم سے پہلے لوگوں پر کئی معاملات میں پابندیاں تھیں جبکہ ہمارے لئے وہ ختم کر دی گئیں ہیں اور ہم پر کوئی بوجھ نہیں ڈالا گیا۔

(مسند احمد جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 393‘ ابن عساکر کما ذکر علی المتقی فی کنز العمال‘ غایۃ المقصد فی زوائد المسند (ہیثمی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 337‘ جلد نمبر 2 کتاب المناقب باب فی فضائل الامۃ ‘کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر 11 صفحہ نمبر 203)

(187)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب لوگ علم حاصل کرنے کے لئے آتے تو ایک خادمہ ان لوگوں سے پہلے دریافت کرتی کہ حدیث مبارکہ کے لئے آئے ہیں یا فقہی مسائل معلوم کرنے کے لئے؟ اگر حدیث کی سماعت کے لئے ان کا آنا ہوتا تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ غسل کر کے خوشبو لگاتے اور نیا لباس زیب تن کر کے باہر تشریف لاتے۔ آپ کے لئے ایک تخت بچھایا جاتا جس پر بیٹھ کر آپ حدیث بیان فرماتے۔ اثنائے درسِ حدیث‘ مجلس میں عود (خوشبو) کی دھونی دی جاتی کسی طالب علم نے اس اہتمام کی وجہ پوچھی تو فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ اس طرح سیدنا رسول اکرم واطہر ﷺ کی حدیث کی تعظیم کروں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ ہم سے احادیث نبوی بیان فرما رہے تھے۔ قرأت حدیث کے دوران آپ کا رنگ زرد ہو رہا تھا مگر آپ نے حدیث مبارکہ کو قطع نہ کیا۔ جب آپ روایت حدیث سے فارغ ہوئے تو مجھے فرمایا: ذرا میری کمر دیکھو؟ میں نے کپڑا اٹھایا تو دیکھا کہ ایک بچھو نے سولہ جگہ ڈسا تھا۔ میں نے پوچھا: آپ نے بتا کیوں نہ دیا؟ فرمایا: میں نے رسول اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کی وجہ سے صبر کیا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اپنے عقل و فہم میں بچپن ہی سے مشہور تھے۔ ان کے ابتدائی استاد امام ربیعۃ الرائے جب ان کو اپنی مجلس میں آتا دیکھتے تو فرماتے: عاقل (دانا آدمی) آ گیا۔ (سیرت ائمہ اربعہ ص 125‘ (2) ایضاً 132)

سمجھانے کا انداز

امام صاحب نے ایک جوان کو دیکھا جو اکڑ کر چل رہا تھا' آپ نے اس کی اصلاح کی تدبیر سوچی اور جلدی سے آگے بڑھ کر اس کے ساتھ ساتھ جا کر اسی انداز میں چلنے لگے اور ساتھ ہی اس سے یوں مخاطب ہوئے: میرا یوں چلنے کا انداز آپ کو کیسا لگا؟ اس نے کہا: اچھا نہیں لگا۔ امام صاحب نے فرمایا: پھر تم بھی اپنے چلنے کا انداز بدل لو۔ یہ بات اس نوجوان کے دل میں اتر گئی اور اس نے اپنے چلنے کا انداز اسی وقت بدل لیا۔

(ترتیب المدارک)

امام صاحب کو پھلوں میں سے کیلا بہت پسند تھا۔ فرماتے تھے: اس پھل پر مکھی نہیں بیٹھتی اور نہ گندا ہاتھ لگتا ہے۔ جنت کے پھلوں کے مشابہ ہے' سردی گرمی ہر موسم میں ملتا ہے۔ یہ جنت کے پھل کی خصوصیت ہے۔ یعنی اُکُلُهَا دَائِم "۔ آپ اپنے اہل وعیال سے بہت خوش خلقی سے پیش آتے۔ فرماتے تھے تم بھی ایسا کیا کرو! اس میں تمہارے ربّ کی رضا اور خوشنودی ہے۔ (ابن خلکان ج2 ص 357)

مدینہ طیبہ میں ایک روز شور ہوا کہ ہاتھی آیا ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد آپ سے اجازت لے کر ہاتھی دیکھنے چلے گئے۔ آپ کے شاگردوں میں سے ایک وہیں بیٹھے رہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں فرمایا: یحییٰ بن یحییٰ! آپ ہاتھی دیکھنے نہیں گئے؟ لائق شاگرد نے کہا: میں اندلس سے تحصیل علم وعمل کے لیے آپ کے پاس آیا ہوں' ہاتھی دیکھنے نہیں آیا۔ امام صاحب اپنے ہونہار شاگرد کا یہ جواب سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا: تم تو اندلس کے سب سے بڑے مرد دانا ہو۔ استاد کی بات شاگرد کے حق میں اکسیر ثابت ہوئی وہ بڑے ہو کر واقعی علم وفضل میں اہل اندلس کے نامور لوگوں میں شمار ہوئے۔

(سیرت ائمہ اربعہ ص 123)

امام صاحب کی رہائش آپ کا مکان وادیٔ عقیق میں تھا' بہت خوبصورت مکان تھا اور اس کی پیشانی پر ماشاءاللہ لکھا ہوا تھا۔ آپ سے کسی شخص نے اس کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا: قرآنِ حکیم میں دو آدمیوں کا ایک

واقعہ مذکور ہے ایک نافرمان اور متکبر تھا قرآنِ پاک نے اس کی مذمت کی دوسرے آدمی کی جو فرماں بردار اور تسلیم ورضا کا خوگر تھا اس کی تحسین یوں فرمائی کہ وہ پہلے شخص کو کہہ رہا ہے: ولو لا اذ دخلت جنتك قلت ما شاء الله ...... جب تو اپنے گھر میں داخل ہوا تو ماشاءاللہ کیوں نہ کہا۔ اور میرا گھر...... میرا باغ ہے اور میں ماشاءاللہ پڑھ کر اس میں داخل ہوتا ہوں یہ اس لیے لکھایا ہے۔ (مواہب الشفاء)

(188)

شمع منیر قصر رسالت ہے فاطمہ رضی اللہ عنہا

☆......حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور ﷺ سفر سے مدینہ طیبہ لوٹے تو مسجد میں دو رکعت نماز ادا فرمائی' اس کے بعد اپنی بیٹی حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملنے چلے گئے' جیسا کہ آپ کی عادت مبارکہ تھی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا دروازہ پر استقبال کے لئے تشریف لائیں اور آپ ﷺ کے چہرہ اور پیشانی کو چوما اور رونے لگیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' کیوں روتی ہو؟ عرض کی: آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ مشقت سے متغیر ہونے اور پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر رونا آ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ! رو نہیں جس دین کو تیرا باپ لے کر آیا ہے' وہ ایک نہ ایک دن ہر کچے اور پکے اور اونی خیمہ میں پہنچ کر رہے گا۔ (طبرانی مستدرک کذانی الکنز' ج ۱ ص 77)

☆......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب سورۃ ''اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ'' نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر فرمایا: مجھے میری موت کی خبر دی گئی ہے۔ یہ سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رو پڑیں' پھر آپ ﷺ نے فرمایا' رو نہیں تم میرے اہل میں سے سب سے پہلے جنت میں مجھ سے ملو گی۔ (یہ سن کر آپ خوشی سے مسکرا پڑیں) (اخرجہ الطبرانی کذانی المجمع' ج9 ص22)

☆......حضرت علی الہلالی کے والد کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی مرض الموت میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا' حضور ﷺ کے سر مبارک کے پاس بیٹھی رو رہی تھیں اور ان کی آواز بلند ہو گئی۔ یہ آواز سن کر حضور ﷺ متوجہ ہوئے اور فرمایا' میری پیاری بیٹی کیوں روتی ہے؟ حضرت بی بی

فاطمہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا' آپ کے بعد ضائع ہونے کے خوف سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' اے میری پیاری بیٹی کیا تجھے علم نہیں ہے کہ اللہ نے تمام اہل زمین میں سے تیرے باپ کو چنا ہے اور پھر اہل زمین میں سے تیرے خاوند کو منتخب فرمایا اور مجھے حکم دیا گیا کہ میں تیرا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کر دوں۔

(اسد الغابہ' ج4 ص42)

☆......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر آئی تو حضور ﷺ جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ اسی اثنا میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی روتی ہوئی داخل ہوئیں اور کہہ رہی تھیں ہائے چچا! حضور ﷺ نے فرمایا: جعفر رضی اللہ عنہ جیسے لوگوں پر رونے والیوں کو رونا چاہئے' یہ کہتے ہوئے آپ کو شدید غم لاحق ہو گیا۔ یہاں تک کہ جبرائیل علیہ السلام نے آ کر خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو جنت میں دو پر عطا فرمائے ہیں' جس کی وجہ سے وہ فرشتوں کے ساتھ اڑتے ہیں۔

(اسد الغابہ' ج1 ص289)

با ایں ہمہ شان و عزت

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک روز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا' حضور ﷺ کے پاس آئیں۔ جب آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور رنگ بدلا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے بیٹی کیا ہوا؟ عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! گزشتہ شب میرے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان مزاح اور خوش طبعی ہو رہی تھی۔ اچانک میرے منہ سے ایسی بات نکلی' جس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ ناراض ہو گئے۔ میں نے ان کی ناراضگی کو دیکھا تو نادم ہوئی اور مغموم ہوئی اور میں نے کہا' اے میرے محبوب! تو مجھ سے راضی ہو جا اور میں نے ان کے گرد سات چکر لگائے' معذرت کرتے ہوئے۔ یہاں تک کہ وہ مجھ سے راضی ہو گئے اور خوشی کی وجہ سے مسکرائے' لیکن میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا! اے میری بیٹی! قسم ہے' اس ذات کی جس نے مجھے

Scanned with CamScanner

نبی بنا کر مبعوث کیا ہے اگر تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو راضی کرنے سے پہلے مرجاتی تو میں تجھ پر نماز جنازہ نہ پڑھتا پھر فرمایا' اے میری بیٹی! اللہ کی رضا مندی خاوند کی رضا مندی ہے اور اللہ کی ناراضگی خاوند کی ناراضگی میں ہے۔ اے بیٹی! اگر کوئی عورت حضرت مریم کی طرح عبادت کرے' لیکن اس کا خاوند اس سے خوش نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی کوئی عبادت قبول نہ کرے گا۔

(درۃ الناصحین' ج 1 ص 146)

(189)

آثار قیامت میں سے

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ پہاڑ اپنی جگہوں سے ٹل جائیں گے۔ (حجۃ اللہ ج 2 ص 825 بحوالہ طبرانی)

تبصرہ: قیامت کی یہ نشانی ظاہر ہو چکی ہے کیونکہ زلزلوں میں پہاڑوں کا اپنی جگہ سے ٹل جانا بارہا واقع ہو چکا ہے چنانچہ مندرجہ ذیل واقعات تاریخوں میں مذکور ہیں جو بہت ہی مستند اور مشہور ہیں جن کو علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے۔

1..... 242ھ میں متوکل عباسی کے دور حکومت میں یمن کا ایک پہاڑ جس پر کچھ لوگوں کی کھیتیاں تھیں وہ اپنی جگہ سے ہٹ کر دوسرے لوگوں کے کھیتوں میں چلا گیا۔

2..... اسی طرح 300ھ میں شہر دنیور کا ایک پہاڑ زمین کے اندر دھنس کر بالکل ہی غائب ہو گیا اور وہاں اس قدر زیادہ پانی نکل پڑا کہ بہت سی بستیاں غرق ہو گئیں۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ج 2 ص 825)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مال غنیمت کو لوگ اپنی دولت اور امانت و مال غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان بنالیں گے اور علم کو دین کے سوا کسی دوسرے مقصد کے لئے پڑھیں گے اور آدمی اپنی بیوی کا فرمان بردار اور اپنی ماں کا نافرمان ہوگا اپنے دوست کو قریب کرے گا اور اپنے باپ کو دور کرے گا اور مسجدوں میں آوازیں بلند ہوں گی اور قبیلہ کا سرداران میں کا فاسق آدمی ہوگا اور قوم کا رہنما ان میں کا سب سے زیادہ کمینہ شخص ہوگا اور آدمی کی تعظیم اس کے شر کے خوف سے کی جائے گی اور گانے والیوں اور باجوں کا ہر طرف چرچا ہوگا اور قسم قسم کی شرابوں کو لوگ پینے لگیں گے اور

Scanned with CamScanner

اس امت کے پچھلے لوگ امت کے اگلے لوگوں پر لعنت کرنے لگیں گے اس وقت تم لوگ سرخ آندھی اور زلزلوں اور زمین کے دھنس جانے اور صورتوں کے بگڑ جانے اور پتھروں کی بارش کا انتظار کرو اور اس وقت (قیامت کی) نشانیاں ایک کے بعد دوسری لگاتار ظاہر ہونے لگیں گی جیسے موتیوں کی لڑی کا دھاگہ کاٹ دیا گیا ہو تو موتیوں کے دانے ایک کے بعد دوسرے لگاتار گرنے لگ جاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ ج2 ص470 'باب اشراط الساعۃ)

تبصرہ: قیامت کی مذکورہ بالا تمام نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں سرخ آندھیاں زلزلے زمین میں دھنسنا صورت کا بگڑ جانا' پتھروں کی بارش یہ سب نشانیاں بارہا ظاہر ہو چکی ہیں اور جس قدر قیامت قریب ہوتی جائے گی یہ نشانیاں اور ان کے سوا دوسری علامات اور نشانیاں لگاتار ظاہر ہوتی رہیں گی۔

آندھیاں اور زلزلے

1 ...... 232ھ میں متوکل عباسی کے ابتدائی دور حکومت میں عراق کی سرزمین میں ایک ایسی گرم و سرخ آندھی آئی کہ کوفہ' بصرہ اور بغداد کی تمام کھیتیاں جل کر راکھ ہو گئیں اور ہزاروں مسافر مر گئے۔ یہ آندھی ہمدان تک پہنچی اور وہاں کے کھیتوں کو بھی جلا ڈالا۔ قافلوں کا چلنا' لوگوں کا بازاروں میں نکلنا بند ہو گیا۔ انسانوں کے سوا بے شمار حیوانات ہلاک و برباد ہو گئے اور یہ آندھی مسلسل پچاس دنوں تک چلتی رہی۔

2...... 208ھ میں معتضد عباسی کی حکومت میں ایک سیاہ رنگ کی آندھی آئی جس کے بعد ایک شدید زلزلہ آیا جس سے بعض شہر برباد ہو گئے۔

3...... 235ھ میں ایک زرد رنگ کی آندھی آئی پھر وہ ہرے رنگ کی ہو گی پھر بالکل کالی ہو گئی۔ (حجۃ اللہ العالمین ج2 ص828)

☆...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم لوگوں نے سنا ہے کہ کوئی ایسا شہر ہے جس کا ایک کنارہ خشکی میں ہے اور ایک کنارہ دریا میں ہے لوگوں نے کہا جی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا: قیامت نہیں قائم ہو گی یہاں تک کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے ستر ہزار مسلمان اس شہر میں جہاد کریں گے

جب یہ لوگ اس شہر کے پاس پڑاؤ ڈالیں گے تو نہ ہتھیاروں سے جنگ کریں گے نہ کوئی تیر چلائیں گے صرف لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَرُ کہیں گے اور شہر کے قلعہ کا ایک کنارہ گر پڑے گا اور پھر دوسری مرتبہ لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَرُ کہیں گے تو قلعہ کا پھاٹک کھل جائے گا اور یہ لوگ مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے کہ اچانک کوئی چیخ کر کہے گا کہ ''یقین مانو دجال نکل پڑا'' یہ لوگ فوراً ہی واپس چلے جائیں گے۔

(مشکوٰۃ ج2 ص467)

یہ پیش گوئی ابھی پوری نہیں ہوئی غالباً امام مہدی کے ظہور کے بعد شام کے مسلمان یہ جہاد کریں گے اور یہ ان لوگوں کی کرامت ہو گی کہ نعرہ تکبیر سے پورا قلعہ مسمار اور مفتوح ہو جائے گا اور یہ لوگ ایسے بہادر اور شیر دل مسلمان ہوں گے کہ دجال کے خروج کی خبر سن کر اس سے جنگ کرنے کے لئے اپنی بستیوں کی طرف لوٹ پڑیں گے نہ فرار کریں گے نہ مرعوب ہوں گے۔ (قیامت کب آئے گی)

Scanned with CamScanner

(190)

یادگارئ امت پہ لاکھوں سلام

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَآءَنِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِھٰذَا الْمَوْضَعِ فَقَالَ: اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی یُقْرِئُکَ السَّلَامُ وَیَقُوْلُ لَکَ مَا تُحِبُّ اَنْ اَصْنَعَ بِاُمَّتِکَ؟ قُلْتُ: اَللّٰہُ اَعْلَمُ فَذَھَبَ ثُمَّ جَآءَ اِلَیَّ اَنَّہُ یَقُوْلُ لَکَ لَا اَسُوْؤُکَ فِیْ اُمَّتِکَ فَسَجَدْتُّ ۔ فَاَفْضَلُ مَا تَقَرَّبَ بِہٖ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ السُّجُوْدُ ۔(المعجم الصغیر (طبرانی) جلدنمبر2 صفحہ نمبر117)

ترجمہ: میرے پاس جبرائیل علیہ السلام اس جگہ پر آئے اور کہا: بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور آپ ﷺ سے کہا ہے کہ آپ اپنی امت کے بارے میں کیا چاہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے، پس جبرائیل علیہ السلام واپس گئے اور پھر آ گئے اور کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ ﷺ کی امت کے بارے میں ہم آپ کو کوئی تکلیف نہ دیں گے پس میں نے سجدہ کیا، پس افضل چیز جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے وہ سجدے ہیں۔

''ایسے'' سجدے پہ روزِ ازل سے درود
یاد گارئ امت پہ لاکھوں سلام

(191)

بلاؤں کو ٹالنے کا طریقہ

حضرت سیّدنا سلام بن مسکین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص ہر سال کبوتری کے گھونسلے سے اس کے بچے اتار لیا کرتا تھا۔ کبوتری نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس شخص کے خلاف شکایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''میں اسے ہلاک کرنے والا ہوں۔'' اس سال جب کبوتری نے انڈے دیئے اور بچے نکلے تو وہ شخص گھر سے دو روٹیاں لے کر نکلا۔ راستے میں ایک مسکین ملا تو دونوں روٹیاں اسے دے دیں، پھر درخت پر چڑھا کبوتری کے بچے اتارے اور واپس چلا آیا۔ کبوتر اور کبوتری نے بارگاہ خداوندی میں شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے عہد کر رکھا ہے کہ ''جو شخص کسی دن کوئی صدقہ کرے گا میں اسے اس دن ہلاک نہ کروں گا۔''

یہ حکایت حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہ رسول کریم رؤف رحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا جو ہر مرتبہ پرندے کے گھونسلے سے بچے نکال لیتا۔ پرندے نے اس کے خلاف اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اگر وہ اسی حال پر باقی رہا تو ہلاک ہو جائے گا۔'' جب اس سال وہ شخص گھر سے سیڑھی لے کر پرندے کے بچوں کو پکڑنے کے لئے چلا تو راستے میں اسے ایک فقیر ملا اس نے اپنے زادِ راہ میں سے ایک روٹی اسے دے دی، پھر درخت کے اوپر چڑھا اور بچوں کو پکڑ لیا۔ پرندہ یہ منظر دیکھ رہا تھا اس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: ''یا اللہ تعالیٰ! تو نے ہم سے وعدہ فرمایا تھا کہ اس مرتبہ وہ ہلاک ہو جائے گا لیکن وہ تو صحیح و سالم جا رہا ہے؟'' اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم نہیں جانتے کہ جو شخص کسی دن

Scanned with CamScanner

کوئی صدقہ کرے میں اسے اس دن ہلاک نہیں کرتا اور نہ ہی اسے اس دن کوئی برائی پہنچتی ہے۔" (کنز العمال، کتاب الزکاۃ، قسم الاقوال، الحدیث 16112، ج6، ص159)

صدقہ وخیرات کی فضیلت

یہی حکایت اس طرح بھی مروی ہے: "حضرت سیّدنا سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے ایک امتی کے گھر میں درخت تھا۔ ایک کبوتری نے اس پر گھونسلا بنالیا، پھر اس کے انڈوں سے بچے نکلے تو اس شخص کی زوجہ نے کہا: "اس درخت پر چڑھ کر پرندے کے بچوں کو پکڑ لو اور پکا کر اپنے بچوں کو کھلا دو۔" چنانچہ، اس نے ایسا ہی کیا۔ پرندے نے حضرت سیّدنا سلیمان بن داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں شکایت کردی۔ آپ علیہ السلام نے اسے بلایا اور سزا کی دھمکی دی، اس نے عرض کی: "یا نبی اللہ علیہ السلام! آئندہ ایسا ہرگز نہ کروں گا۔" آپ علیہ السلام نے اسے چھوڑ دیا اور وہ گھر چلا آیا۔ کبوتری نے جب دوبارہ انڈے دے کر بچے نکالے تو اس شخص کی زوجہ نے کہا: "درخت پر چڑھو اور پرندے کے بچے پکڑ لاؤ۔" اس نے کہا: "مجھے حضرت سلیمان علیہ السلام نے منع فرمایا ہے۔" عورت نے کہا: "تم کیا سمجھتے ہو کہ حضرت سیّدنا سلیمان علیہ السلام تمہارے اور اس کبوتری کے لئے فارغ بیٹھے ہوں گے، پوری دنیا پر ان کی حکومت ہے، وہ اپنی مملکت کے معاملات میں مصروف ہوں گے، جلدی کرو اور کبوتری کے بچوں کو پکڑ لاؤ۔" بیوی کا جواب سن کر وہ بے چارہ درخت پر چڑھا اور کبوتری کے بچوں کو پکڑ لایا۔ کبوتری نے دوبارہ حضرت سیّدنا سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں شکایت کردی۔ آپ علیہ السلام کو بڑا جلال آیا اور مشرق ومغرب کے کناروں سے دو جنوں کو بلا کر فرمایا: "تم دونوں فلاں درخت کے پاس ٹھہرے رہو۔ جب وہ شخص درخت پر چڑھے تو اس کا ایک پاؤں مشرق کی طرف اور دوسرا مغرب کی طرف کھینچنا، اس طرح اس نافرمان کے دو ٹکڑے کر دینا۔" حکم پاتے ہی دونوں جن مطلوبہ درخت کے پاس پہنچ گئے۔ وہ شخص درخت پر چڑھنے کے لئے تیار ہوا ہی تھا کہ کسی فقیر نے روٹی مانگی، اس نے اپنی بیوی سے کہا: "اگر گھر میں کچھ ہے تو اس فقیر کو دے دو۔" عورت نے کہا: "میرے پاس اس فقیر کو

دینے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔" تو وہ خود کمرے میں گیا اور اسے وہاں ایک روٹی کا لقمہ ملا، وہی لقمہ فقیر کو دیا اور درخت پر چڑھ کر بغیر کسی تکلیف کے بآسانی کبوتری کے بچوں کو پکڑ لیا۔ کبوتری نے پھر شکایت کی، تو آپ علیہ السلام نے دونوں جنوں کو بلا کر ارشاد فرمایا: "کیا تم دونوں نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی ہے؟" انہوں نے عرض کی: "یا نبی اللہ علیہ السلام! ہم نے ہرگز آپ علیہ السلام کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کی، بات دراصل یہ ہے کہ ہم تو آپ علیہ السلام کا حکم پاتے ہی اس درخت کے پاس پہنچ گئے تھے مگر جب وہ شخص درخت پر چڑھنے لگا تو کسی سائل نے روٹی مانگی، اس نے روٹی کا ایک لقمہ دیا اور درخت پر چڑھنے لگا، ہم اسے پکڑنے کے لئے بڑھے تو اللہ تعالیٰ نے دو فرشتے ہماری طرف بھیجے۔ انہوں نے ہمیں گردن سے پکڑا اور مغرب اور مشرق کی طرف پھینک دیا۔ اس طرح ایک لقمہ صدقہ کرنے کی برکت سے وہ ہلاکت سے محفوظ رہا۔"

(عیون الحکایات)

صدقہ کی برکت سے تین درہم کی زمین تیس ہزار درہم کی ہوگئی

حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے، حضرت سیّدنا معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ کے پاس جو بھی دنیوی مال آتا سب صدقہ کر دیتے۔ جب ان کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی تو ان کی اہلیہ محترمہ نے اپنے خاندان والوں سے کہا: 'ان حضرت سے کہیں کہ گھر والوں کے لئے بھی کچھ مال جمع کر لیں۔' چنانچہ، عزیز واقارب نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا: "اب آپ رضی اللہ عنہ صاحب اولاد ہو گئے ہیں، اگر اپنی اولاد کے لئے کچھ مال جمع کر رکھیں تو اس میں کیا حرج ہے؟" فرمایا: "میں تو یہی چاہتا ہوں کہ آگ سے بچنے کے لئے اپنی ہر شے خرچ کر دوں، لہٰذا میں صدقہ وخیرات کرنے سے رک نہیں سکتا۔"

راوی کہتے ہیں: "جب آپ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے پڑوس میں زمین کا چھوٹا سا ٹکڑا میراث میں چھوڑا، وہ ایسی زمین تھی کہ میں اپنی تین درہم کی چادر کے عوض بھی خریدنے پر راضی نہ تھا پھر چند دن بعد پڑوسی نے وہی زمین تیس ہزار (30,000) درہم میں خرید لی۔ (ایضاً)

Scanned with CamScanner

(192)

جب پوری کلاس پر سکتہ طاری ہو گیا

احمد نامی ایک بچہ اسکول میں پڑھتا تھا۔ اس کے اسلامیات کے ٹیچر نے اسے خواجہ الطاف حسین حالی کی مشہور نعت یاد کروائی......

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

احمد جب بھی پڑھتا یوں پڑھتا......

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والے
مرادیں غریبوں کی بر لانے والے

استاد نے کئی مرتبہ کہا: شاعر نے والا لکھا ہے تم بھی ایسے ہی پڑھا کرو مگر وہ اسی طرح پڑھتا استاد نے سوچا شاید وہ اس غلطی کو آہستہ آہستہ ٹھیک کر لے گا۔

سکول کی سالانہ تقریب منعقد ہوئی' احمد نے جب وہ نعت وہاں سنائی تو پھر وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والے پڑھا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب آئے ہوئے تھے انہوں نے اپنے صدارتی خطبے میں جہاں دیگر کچھ باتیں کیں' ساتھ ہی یہ بھی کہا: ''آج کل استاد بچوں کا خیال نہیں کرتے' یہ دیکھئے اسلامیات کے ٹیچر نے بچے کو نعت سکھائی اور بچے نے والا کی بجائے والے کہا...... حالانکہ صحیح شعر میں لفظ والا ہے۔ استاد کو پتا ہی نہیں شاعر نے کیا لکھا ہے اور لڑکا کیا پڑھ رہا ہے۔''

اس طرح بھرے مجمع میں استاد کی سبکی ہوئی تو وہ اپنی صفائی پیش کرنے پر مجبور ہوئے' انہوں نے کہا: میں نے غلطی کی نشاندہی کئی بار کی تھی مگر اس بچے نے میری بات

نہیں مانی اور مجھے سب کے سامنے رسوا کر دیا۔

ٹیچر کا بچوں سے سوال

یہ سال کی آخری تقریب تھی۔ طلبہ اگلے سال کی کلاسوں میں چلے گئے۔ احمد کی کلاس کے ابتدائی دن تھے' ایک دن ان کے ریاضی کے ٹیچر نہیں آئے تھے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے دیکھا کہ اسٹاف روم میں اسلامیات کے استاد موجود ہیں' ان کا پیریڈ خالی تھا۔ انہوں نے کہا: ''آپ اس کلاس میں چلے جائیں' آج ان کے ٹیچر نہیں آئے تو داخلے کا پہلا دن ہے۔ ان کے پاس کتابیں بھی نہیں ہیں آپ ان سے پیار محبت کی باتیں کرتے رہیں تو یہ شور نہیں کریں گے' چنانچہ اسلامیات کے ٹیچر آ گئے' کہنے لگے: بھئی میں کچھ باتیں آپ کو سناؤں گا' پھر آپ سے چھوٹے چھوٹے سوال پوچھوں گا۔ آپ جواب دیجئے گا' ہمارا وقت اچھا گزر جائے گا' لڑکے تیار ہو گئے۔

پہلے استاد نے کچھ باتیں سنائیں پھر ان بچوں سے چھوٹے چھوٹے سوالات کرنا شروع کر دیئے۔ کسی سے کچھ پوچھا کسی سے کچھ۔ جب احمد کی باری آئی تو استاد صاحب نے کہا: ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ کا نام کیا ہے؟ احمد تم بتاؤ! احمد اٹھ کر کھڑا ہو گیا لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ استاد نے پھر پوچھا: بتاؤ ہمارے پیغمبر ﷺ کا نام کیا تھا؟ یہ پھر بھی چپ رہا استاد نے دل میں سوچا: اس نے پہلے بھی میری بے عزتی کروائی تھی' اب پھر پوری کلاس کے سامنے پوچھ رہا ہوں' یہ جواب نہیں دیتا۔ لگتا ہے یہ لڑکا بہت ضدی قسم کا ہے۔ استاد نے ڈنڈا ہاتھ میں لہرایا اور قریب آ کر کہا: تمہیں ہمارے نبی ﷺ کا نام آتا ہے؟ احمد نے سر ہلا کر کہا: جی ہاں! بتاتے کیوں نہیں؟ احمد چپ ہو گیا۔

استاد نے پھر کہا: میں تمہاری پٹائی کروں گا تم نام کیوں نہیں بتاتے؟ احمد اب بھی خاموش رہا ساری کلاس کے بچے حیران تھے کہ یہ تو اتنا لائق ہے بتا کیوں نہیں دیتا۔ استاد کو غصہ آ گیا۔ بار بار پوچھنے پر بھی اس نے نہ بتایا' آخر استاد نے اسے دو چار ڈنڈے لگائے' تھپڑ مارے۔ احمد کو اپنی لیاقت کی وجہ سے کبھی سکول میں مار نہیں پڑی تھی یہ اس کی

Scanned with CamScanner

پہلی مرتبہ کلاس میں پٹائی ہوئی تو وہ رونے لگا...... آنسو بہنے لگے...... اتنے میں تفریح کی گھنٹی بجی...... استاد کہنے لگا: اچھا میں اگلے پیریڈ میں آرہا ہوں اور میں دیکھتا ہوں تم کیسے نام نہیں بتاتے' میں تمہاری ضد کو توڑ کر دکھاؤں گا۔

یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا

استاد غصے میں یہ کہہ کر چلے گئے۔ بچے بھی اٹھ گئے لیکن کچھ بچے ایسے تھے جو اس کے دوست تھے وہ اس کے قریب بیٹھ گئے۔ احمد بلک بلک کر رو رہا تھا۔ آنسو پونچھ رہا تھا مگر کسی سے کچھ نہیں کہہ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد احمد باہر نکلا اور منہ ہاتھ دھو کر آ گیا۔ تفریح کے بعد وہ اپنی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا' استاد دوبارہ آ گئے۔ اپنا ڈنڈا لہراتے ہوئے انہوں نے کہا: احمد کھڑے ہو جاؤ! احمد کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے پوچھا: بتاؤ! ہمارے پیغمبر ﷺ کا نام کیا ہے؟ احمد نے کہا: ''حضرت محمد ﷺ'' استاد خوش ہو گئے' کہنے لگے: تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا؟ احمد پھر خاموش رہا۔ اب استاد سمجھ گئے کہ اس کے پیچھے کوئی راز ہے۔ استاد قریب آئے...... احمد کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا پھر بولے: تم میرے اچھے شاگرد ہو' میرے بیٹے کی مانند ہو' میں نے تم سے کہا تھا: وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا پڑھنا' تم نے وہاں بھی والے پڑھا تھا اور اب بھی پہلے بار بار پوچھنے پر بھی تم نے نام نہیں بتایا تھا اور اب بتا دیا' آخر وجہ کیا ہے؟

جب احمد کو پیار ملا تو اس نے پھر بلک بلک کر رونا شروع کر دیا۔ استاد نے تسلی دی: بیٹے روؤ نہیں' بتاؤ! وجہ کیا ہے؟ احمد آنسو خشک کرتے ہوئے کہنے لگا: اصل بات یہ ہے کہ میرے ابو دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں' انہیں نبی ﷺ سے بہت محبت تھی وہ مجھے نصیحت کیا کرتے تھے: بیٹا! تم کبھی بھی حضور ﷺ کا نام بے ادبی سے نہیں لینا' اس لئے والا کی بجائے میں نے والے کہا' یعنی......

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والے
مرادیں غریبوں کی بر لانے والے

بگڑے بھی بنا دیتا ہے یہ نام محمد ﷺ

یہ سن کر ندامت کے مارے استاد صاحب کا پسینہ بہنے لگا' پھر انہوں نے لرزتی ہوئی آواز میں پوچھا: اور تم نے حضور ﷺ کا نام کیوں نہیں بتایا؟ کہا: میرے ابو مجھے کہا کرتے تھے بیٹا نبی ﷺ کا نام کبھی بھی بے وضو نہیں لینا۔ میرا اس وقت وضو نہیں تھا۔ آپ کی مار میں نے کھالی آپ میری ہڈیاں بھی توڑ دیتے تو میں برداشت کر لیتا' میں مار تو کھا لیتا' لیکن اپنے آقا ﷺ کا نام بے وضو نہ لیتا۔ اب میں تفریح کے دوران وضو کر کے آیا ہوں' آپ نے پوچھا' میں نے اپنے محبوب آقا ﷺ کا نام بتا دیا۔ یہ سن کر استاد صاحب کی آنکھیں بھر آئیں۔ پوری کلاس پر بھی سکتہ طاری تھا۔

(ماخوذ از بچوں کا اسلام)

(193)

سو میں سے ننانوے مقتول

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ نہ میراث تقسیم کی جائے گی' نہ مال غنیمت ملنے کی خوشی منائی جائے گی پھر آپ نے فرمایا: اسلام کے بہت بڑے دشمن (کفار روم) اہل شام سے جنگ کرنے کے لئے جمع ہوں گے اور مسلمان بھی ان لوگوں سے لڑنے کے لئے لشکر جمع کریں گے پھر اہل اسلام ایک ایسی فوج کو منتخب کریں گے جو مرتے دم تک جنگ کرتی رہے گی اور اسی وقت لوٹے گی جب غالب ہو جائے گی ورنہ مرمٹے گی' چنانچہ یہ لوگ دشمنوں سے جنگ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ رات دونوں فوجوں کے درمیان حائل ہو جائے گی اس وقت دونوں لشکر بغیر غالب آئے واپس چلے جائیں گے اور مسلمانوں کی منتخب فوج (تقریباً) فنا ہو چکی ہو گی پھر مسلمان ایک دوسری فوج چنیں گے جو مرتے دم تک لڑتی رہے گی اور اسی وقت وہ لوٹے گی جب غالب ہو جائے گی ورنہ قتل ہو جائے گی۔ چنانچہ یہ دوسری فوج بھی لڑتی رہے گی یہاں تک کہ رات حائل ہو جائے گی اور دونوں فوجیں بغیر غلبہ پائے واپس چلی جائیں گی اور مسلمانوں کی یہ چنی ہوئی فوج (تقریباً) کٹ چکی ہو گی پھر مسلمان ایک تیسری فوج کا انتخاب کریں گے جو موت تک جنگ کرتی رہے گی اور اسی وقت لوٹے گی جب غالب ہو جائے گی ورنہ مرمٹے گی چنانچہ یہ فوج بھی رات تک لڑتی رہے گی پھر دونوں فوجیں بغیر غالب ہوئے لوٹ جائیں گی اور مسلمانوں کی یہ فوج بھی (تقریباً) ختم ہو چکی ہو گی یہاں تک کہ جب چوتھا دن آئے گا تو جتنے مسلمان باقی بچے ہوں گے وہ سب ایک ساتھ اٹھ کھڑے ہوں گے اس وقت اللہ تعالیٰ کافروں کو شکست دے دے گا

اور یہ ایسی شدید جنگ ہوگی کہ اس کی مثال کبھی دیکھنے میں نہ آئی ہوگی۔ یہاں تک کہ کوئی پرندہ میدان جنگ پر سے گزرے گا تو وہ بھی آگے نہ بڑھ سکے گا اور مر کر گر پڑے گا اس وقت جب مقتولین کی گنتی کی جائے گی تو سو آدمی جو ایک مورث اعلیٰ کی اولاد میں سے ہوں گے ان میں سے ایک آدمی زندہ باقی رہ گیا ہوگا تو اس صورت میں بھلا مال غنیمت ملنے کی کیا خوشی ہوگی؟ اور کہاں سے میراث تقسیم ہوگی؟

لوگو! دجال حملہ آور ہو گیا

ابھی یہ لوگ اسی حال میں ہوں گے۔ اچانک یہ لوگ اس سے بھی بڑی جنگ کی خبر سنیں گے اور کوئی چیخ کر یہ اعلان کرے گا کہ دجال مسلمانوں کی غیر موجودگی میں ان کے بال بچوں پر حملہ آور ہو گیا ہے' چنانچہ (یہ سن کر) یہ لوگ اپنے سارے مال و اسباب کو چھوڑ کر اس طرف متوجہ ہو جائیں گے اور دس سواروں کو دشمن کی پوزیشن معلوم کرنے کے لئے بھیجیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ان سواروں اور ان کے باپوں کے نام معلوم ہیں اور میں ان لوگوں کے گھوڑوں کے رنگ کو بھی جانتا پہچانتا ہوں یہ لوگ اس دن زمین کی پشت پر تمام دنیا کے سواروں سے زیادہ بہترین اور افضل سوار ہوں گے۔

(مشکوٰۃ ج 2 ص 466 مسلم)

رومی کافروں اور شامی مسلمانوں کی یہ جنگ تاہنوز نہیں ہوئی بلکہ یہ جنگ بالکل ہی قرب قیامت میں ہوگی۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ نبوت اس جنگ کی تمام پوزیشنوں کو سیکڑوں برس پہلے دیکھ رہی تھی یہاں تک کہ سواروں اور گھوڑوں کا رنگ روپ بھی آپ کی نظروں کے سامنے تھا سبحان اللہ! آپ کی چشم نبوت اور آپ کے علوم غیب کی وسعت و کثرت کا کیا کہنا؟ کاش حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کا انکار کرنے والوں کے لئے یہ حدیثیں ہدایت کا سامان بن جائیں اور وہ اپنی گمراہیوں کے جہنم سے نکل کر صراط مستقیم کی جنت میں پہنچ جاتے مگر اس کا کیا علاج؟ کہ

تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

(194)

محبوبہ محبوبِ ربّ العالمین

حضرت عوف بن طفیل دوسی ؓ جو حضرت عائشہ ؓ زوجۂ نبی اکرم ﷺ کی ماں کے رشتہ سے ان کے بھانجے ہیں' بیان کرتے ہیں: حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ نے کسی خرید وفروخت کے سلسلہ میں یا کسی عطیہ کے سلسلہ میں حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کو کچھ دیا تھا اس کے بارے میں انہوں نے کہا خدا کی قسم! حضرت عائشہ ؓ کو چاہئے کہ وہ اس بات سے رکیں ورنہ میں ان پر پابندی لگا دوں گا' حضرت عائشہ ؓ نے کہا: کیا اس نے ایسا کہا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں' حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا تو مجھے خدا کی قسم! میں نے اللہ کی نذر مان لی ہے کہ میں ابن زبیر ؓ سے کبھی بھی کلام نہ کروں گی' جب حضرت عائشہ ؓ نے ان سے بات چیت وغیرہ چھوڑ دی اور اس پر مدت طویل گزر گئی تو حضرت ابن زبیر ؓ حضرت عائشہ ؓ کے پاس سفارش لائے' حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: ہرگز نہیں! خدا کی قسم! میں اس کے بارے میں سفارش کو قبول نہ کروں گی' اور میں اپنی نذر پر قسم نہ توڑوں گی' جب وہ بات حضرت ابن زبیر ؓ پر گراں گزری تو حضرت مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن اسعد بن عبد یغوث ؓ سے جو قبیلہ بنی زہرہ سے ہیں بات چیت کی اور ان دونوں سے عرض کیا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم مجھے ضرور حضرت عائشہ ؓ کے پاس لے چلو۔ ان کے لئے یہ حلال نہیں کہ مجھ سے قطع تعلق کی نذر مانیں۔

ابن زبیر سے کلام نہ کرنے کی قسم

چنانچہ ان کو مسور اور عبدالرحمٰن ؓ اپنی چادر میں لپیٹے ہوئے حضرت عائشہ ؓ

کے پاس پہنچے اور ان دونوں نے حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے اجازت چاہی اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' کیا ہم اندر آ جائیں؟ حضرت عائشہ ؓ نے کہا اندر آ جاؤ۔ انہوں نے کہا کیا ہم سب؟ حضرت عائشہ ؓ نے کہا ہاں تم سب آ جاؤ' اور حضرت حضرت عائشہ ؓ کو یہ علم نہیں تھا کہ ان دونوں کے ساتھ حضرت زبیر ؓ بھی ہیں جب یہ دونوں داخل ہوئے تو ابن زبیر ؓ پردہ کے اندر چلے گئے اور حضرت عائشہ ؓ سے چمٹ گئے اور انہیں قسمیں دے رہے تھے کہ آپ ضرور ان سے کلام کیجئے' اور ان سے راضی ہو جائیے اور یہ دونوں کہہ رہے تھے بے شک نبی اکرم ﷺ نے ترک تعلق سے منع فرما دیا ہے' جیسا کہ آپ کو علم ہے اور بے شک مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ رکھے' پس جب ان لوگوں نے حضرت عائشہ ؓ سے اس قسم کی باتیں کثرت سے کہیں اور ان پر ہر طرف سے تنگی کی تو ان دونوں کو حضرت عائشہ ؓ نصیحت کرنے لگیں اور رونے لگیں اور کہہ رہی تھیں میں نے نذر مان لی ہے اور نذر کا معاملہ بہت سخت ہے مگر یہ بھی حضرت عائشہ ؓ کے پیچھے پڑے رہے' یہاں تک انہوں نے (اپنے بھانجے) ابن زبیر ؓ سے گفتگو کر ہی لی' اور اپنی اس نذر کے کفارے میں چالیس غلام آزاد کئے اور اس کے باوجود جب کبھی اس کے بعد انہیں اپنی نذر یاد آتی تو اس قدر روتیں کہ ان کے آنسوؤں سے ان کی اوڑھنی تر ہو جاتی تھی۔

کفارے میں چالیس غلام آزاد فرمائے

حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ لوگوں میں سے حضرت عائشہ ؓ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے بعد زیادہ محبوب تھے' اور یہ بھی حضرت عائشہ ؓ کے لئے انتہائی بھلے تھے' حضرت عائشہ ؓ کی عادت شریفہ تھی کہ جو کچھ اللہ انہیں رزق دیتا اس میں سے کچھ نہ روکتیں اور سب صدقہ کر دیتیں' حضرت ابن زبیر ؓ نے فرمایا: مناسب ہے کہ حضرت عائشہ ؓ پر پابندی لگائی جائے' حضرت عائشہ ؓ (کو جب اس بات کی اطلاع ملی) تو فرمایا کیا وہ مجھ پر پابندی لگاتا ہے اور میرے دونوں ہاتھ روک لے گا؟ میری اور نذر ہے اگر میں اس سے بات کروں اس کے

Scanned with CamScanner

بعد حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بہت سے قریش کے لوگ اور خاص طور سے حضور ﷺ کے ماموؤں کو سفارش میں لے گئے لیکن انہوں نے ایک نہ سنی اور راضی نہ ہوئیں تو انہوں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بنی زہرہ کے لوگوں نے جو حضور ﷺ کے ماموؤں میں سے تھے' جن میں سے عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بھی تھے کہا جب ہم اندر جانے کی اجازت چاہیں تو تم۔(اے ابن زبیر!) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پردہ کے اندر داخل ہو جانا' چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اس کے بعد ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس دس غلام بھیجے جن کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے قسم کے کفارے میں آزاد کیا' پھر ہمیشہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا غلام آزاد کرتی رہیں یہاں تک کہ اس کفارے میں آزاد کئے جانے والے غلاموں کی تعداد چالیس تک ہوگئی اور فرمایا میں پسند کرتی تھی کہ جب میں نے یہ کام کرلیا ہے تو اسے انتہا تک ہی پہنچاؤں۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا غم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب مجھ پر بہتان لگایا گیا تو ایک روز حضور ﷺ تشریف لائے اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: اے گھر والو! اگر واقعی تم سے غلطی ہوئی ہے تو اللہ کی طرف توبہ کرو۔ فرماتی ہیں' یہ سن کر (میرا غصہ بڑھ گیا' آنسو بند ہو گئے) میں خاموش رہی کہ میرے والدین کیا جواب دیتے ہیں لیکن وہ خاموش رہے' میں نے کہا: آپ حضرات جواب کیوں نہیں دیتے؟ وہ اس پر بھی خاموش رہے' جب میں نے ان کی خاموشی دیکھی تو میں آنسو بھر لائی اور روئی اور عرض کیا: خدا کی قسم! میں جانتی کہ میں بُری ہوں' اس چیز سے جو لوگ کہتے ہیں' بس میں وہی کہتی ہوں' جو یعقوب علیہ السلام نے کہا تھا' فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَّاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' خدا کی قسم ابھی آپ ﷺ اس جگہ سے اٹھے بھی نہ تھے کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہونا شروع ہوئی اور جب وحی کی کیفیت ختم ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ بشارت سن میرے اللہ تعالیٰ نے تیری برات نازل کردی' پھر آپ ﷺ نے مسجد میں جا کر خطبہ دیا اور سورۂ نور کی آیات تلاوت کیں۔ (البدایہ' ج4 ص140)

(195)

ایک بابرکت دعا

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو فرمایا: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ تو آپ ﷺ کے پیچھے ایک شخص نے کہا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ جب فارغ ہوئے تو فرمایا ابھی کس نے یہ کلمات کہے ہیں وہ بولا میں نے۔ فرمایا: میں نے چند اور تیس فرشتوں کو دیکھا ان میں جلدی کر رہے ہیں کہ پہلے کون لکھے۔

یعنی ہر فرشتہ چاہتا تھا کہ...... سب سے پہلے میں یہ الفاظ لکھ کر بارگاہ الٰہی میں پیش کروں...... تاکہ قرب الٰہی مجھے زیادہ ملے......

یہ فرمان ان کلمات کی عظمت وکرامت کے اظہار کے لئے تھا ورنہ فرشتوں کو سب کچھ لکھنے میں ایک سیکنڈ بھی نہیں لگتا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتوں کو بعض نیکیاں لے جانے میں خصوصی انعام ملتے ہیں اور فرائض میں یہ کلمات کہنا اگرچہ جائز ہیں لیکن فرائض کی جماعت میں امام کو چونکہ تخفیف واعتدال کا حکم بھی رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں ہے لہٰذا جماعت میں یہ کلمات اس حدیث کے باعث نہ پڑھے جائیں اور نوافل وسنن میں ان کا اہتمام بلاشبہ بڑے اجر وثواب سے خالی نہیں۔

(بخاری 799' مشکوٰۃ)

Scanned with CamScanner

(196)

جس کو امت کا غم ہی ستا تا رہا

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِنِّيْ صَلَّيْتُ مَا كَتَبَ لِيْ رَبِّيْ فَقَالَ يَامُحَمَّدُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَفْعَلُ بِاُمَّتِكَ ؟ قُلْتُ رَبِّ اَنْتَ اَعْلَمُ فَاَعَادَهَا عَلَيَّ ثَلَاثًا اَوْ اَرْبَعًا . فَقَالَ لِيْ فِيْ آخِرِهَا مَا اَفْعَلُ بِاُمَّتِكَ ؟ قُلْتُ اَنْتَ اَعْلَمُ يَا رَبِّ قَالَ : اِنِّيْ اَنْ لَّا اُخْزِيَكَ فِيْ اُمَّتِكَ فَسَجَدْتُ لِرَبِّيْ وَرَبُّكَ شَاكِرٌ يُّحِبُّ الشَّاكِرِيْنَ .

ترجمہ:۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں: بے شک جو میرے ربّ نے میرے لئے مقرر کی میں نے وہ نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ کی امت کے ساتھ کیا سلوک کروں؟ میں نے کہا میرے ربّ تو بہتر جانتا ہے پس تین یا چار دفعہ ایسا ہی ہوا' پس آخر کار اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ کی امت کے ساتھ کیا سلوک کروں؟ میں نے عرض کیا: اے میرے ربّ تو بہتر جانتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں آپ کو آپ کی امت کے بارے میں رسوا نہ کروں گا پس میں نے اپنے ربّ کو سجدہ کیا اور تیرا ربّ قدر دان ہے اور شکر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

(مسند شامیین (طبرانی) حدیث نمبر 1032 'المعجم الکبیر (طبرانی) جلد نمبر 20 صفحہ نمبر 102' مجمع الزوائد (طبرانی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 288)

آخری نبی اور آخری امت

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اُسْرِيَ بِيْ اِلَى السَّمَآءِ قَرَّبَنِيْ رَبِّيْ تَعَالٰى حَتّٰى كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ كَقَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى لَابَلْ اَدْنٰى قَالَ: يَاحَبِيْبِيْ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَارَبِّ قَالَ: هَلْ غَمَّكَ اَنْ جَعَلْتُكَ آخِرَ النَّبِيِّيْنَ؟ قُلْتُ يَارَبِّ لَا . قَالَ: حَبِيْبِيْ هَلْ غَمَّ اُمَّتَكَ اَنْ جَعَلْتُهُمْ آخِرَ الْاُمَمِ؟ قُلْتُ يَا رَبِّ لَا قَالَ: اَبْلِغْ اُمَّتَكَ عَنِّي السَّلَامَ وَاَخْبِرْهُمْ اَنِّيْ جَعَلْتُهُمْ آخِرَ الْاُمَمِ لِاَفْضَحَ الْاُمَمَ عِنْدَهُمْ وَلَا اَفْضَحَهُمْ عِنْدَ الْاُمَمِ .

ترجمہ: حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: جب مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے قریب کیا یہاں تک کہ میرے اور ربّ کے درمیان قرب قاب قوسین کی طرح ہو گیا یا اس سے بھی زیادہ قریب' نہیں بلکہ اور زیادہ قریب' پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے حبیب' اے محمد ﷺ میں نے عرض کیا: اے میرے ربّ میں حاضر ہوں۔ فرمایا: کیا آپ کو یہ غم ہے کہ آپ کو تمام انبیاء کے آخر میں بھیجا گیا ہے؟ میں نے عرض کیا: اے میرے پروردگار نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کیا آپ کو غم ہے کہ آپ کی امت کو سب امتوں کے آخر میں رکھا گیا ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے محمد ﷺ اپنی امت کو میری طرف سے سلام پہنچا دو اور انہیں خبر دے دو بے شک میں نے ان کو آخری امت بنایا تا کہ دوسری امتوں کے گناہ تو ان کے سامنے ظاہر ہو جائیں لیکن ان کے گناہ دوسری امتوں کے سامنے ظاہر نہ کروں۔

(تاریخ بغداد (خطیب بغدادی) جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 337' مسند الفردوس (دیلمی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 479' ابن عساکر جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 516 'کنز العمال (علی متقی) جلد نمبر

Scanned with CamScanner

11 صفحہ نمبر 203، تفسیر درمنثور (سیوطی) جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 158)

امت کوذلت سے بچالیا گیا

☆.....قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلْتُ اللّٰهَ تَعَالٰى اَنْ يَّجْعَلَ اُمَّتِىْ اِلَىَّ لِئَلَّا تَفْتَضِحَ اُمَّتِىْ عِنْدَ الْاُمَمِ فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَىَّ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اُحَاسِبُهُمْ . وَاِنْ كَانَ شَىْءٌ سَتَرْتُهُ عَلَيْكَ لَايَفْتَضِحُ بِهٖ عَبْدِىْ .

ترجمہ: میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: میری امت کا حساب میرے سپرد فرمادے تاکہ میری امت دوسری امتوں کے سامنے ذلیل ورسوانہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی: اے محمد ﷺ میں ان سے حساب لوں گا اور اگر کوئی معاملہ سخت ہوا تو آپ سے بھی چھپا دوں گا تاکہ میرے بندے رسوا نہ ہوں۔

(مسند الفردوس (دیلمی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 441، حدیث نمبر 3228، تنزیہ الشریعہ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 336، صفحہ نمبر 400، الجامع الصغیر (سیوطی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 951، فیض القدیر (مناوی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 76)

سلام اس پر بُروں کو جس نے فرمایا یہ میرے ہیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِىْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَىْ رَبِّ (اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِىْ فَاِنَّهٗ مِنِّىْ) اَلْاٰيَةَ وَقَالَ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اَىْ (اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ) فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ اُمَّتِىْ اُمَّتِىْ وَبَكٰى . فَقَالَ اللّٰهُ يَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ فَسَلْهُ مَا يُبْكِيْكَ ؟ فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَاَلَهٗ فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ بِمَا قَالَ وَهُوَ اَعْلَمُ . فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْ اِنَّا سَنُرْضِيْكَ فِىْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْئُكَ .

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ حضور ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے متعلق یہ آیت پڑھی: اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِىْ فَاِنَّهٗ مِنِّىْ یا اللہ! انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کردیا ہے جس نے میری پیروی کی وہی مجھ سے ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام والی آیت پڑھی: اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ یا اللہ! اگر تو انہیں عذاب دے تو یہ تیرے ہی بندے ہیں اگر انہیں معاف فرمادے تو بیشک تو ہی غالب ہے حکمت والا ہے۔ حضور ﷺ نے ہاتھ اٹھادیئے اور اَللّٰهُمَّ اُمَّتِىْ اُمَّتِىْ کہہ کر رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ حضور ﷺ کی طرف جاؤ اور تیرا رب خوب جانتا ہے۔ ان سے جاکر پوچھو کہ آپ کیوں روتے ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے۔ استفسار کیا تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے تو پھر اللہ نے جبرائیل علیہ السلام سے کہا: حضور ﷺ کے پاس جاکر کہو کہ آپ کی امت کے بارے میں ہم آپ کو خوش کردیں گے اور آپ کو رنجیدہ نہیں کریں گے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب دعآء النبی ﷺ لامتہ وبکاہ شفقۃ علیہم، شرح السنۃ جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 508، تخریج احادیث احیاء العلوم (عراقی) جلد نمبر 4 حدیث نمبر 4481)

جس دن ابراہیم علیہ السلام بھی میری بارگاہ میں آئیں گے

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے سوالات کی مجھے اجازت دی تو میں نے دو دفعہ کہا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِىْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِىْ وَاَخَّرْتُ الثَّالِثَةَ لِيَوْمٍ

يَرْغَبُ اِلَيَّ فِيهِ الْخَلْقُ حَتّٰى اِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ۔

ترجمہ: اے اللہ میری امت کی مغفرت فرمادے میری امت کی مغفرت فرما دے تیسری دعا میں نے اس دن کے لئے مؤخر کر دی ہے جس دن تمام مخلوق میری طرف رغبت کرے گی یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن باب بیان ان القرآن علی سبعۃ احرف' مسند احمد جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 129,127 ' مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 323 ' نوادر الاصول (حکیم ترمذی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 273)

(197)

علاماتِ قیامت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ رومیوں کا لشکر مقام اعماق یا مقام دابق میں پڑاؤ کرے گا تو ان لوگوں کے مقابلے کے لئے شہر (حلب یا دمشق) سے ایک لشکر نکلے گا جو اس دن اہل زمین کے سب سے بہترین لوگ ہوں گے جب یہ لوگ صف بندی کریں گے تو رومی کہیں گے کہ (اے مسلمانو!) تم ہمارے اور ان مسلمانوں کے درمیان راستہ خالی کر دو جن لوگوں نے (جہاد کر کے) ہمارے آدمیوں کو گرفتار کر لیا ہے ہم ان سے جنگ کریں گے تو مسلمان کہیں گے کہ نہیں خدا کی قسم ہم تمہارے اور اپنے بھائیوں کے درمیان راستہ خالی نہیں کریں گے پھر یہ لوگ رومیوں سے جنگ کریں گے تو ایک تہائی مسلمان شکست کھا کر بھاگ جائیں گے جن کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرمائے گا اور ایک تہائی مسلمان قتل ہو جائیں گے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام شہیدوں سے زیادہ افضل ہوں گے اور ایک تہائی مسلمان فتحیاب ہوں گے یہ لوگ بھی فتنوں میں مبتلا نہیں کیے جائیں گے اور یہی لوگ قسطنطنیہ کو فتح کریں گے پھر اسی دوران یہ لوگ اموالِ غنیمت کو تقسیم کر رہے ہوں گے اور اپنی تلواریں زیتون کے درختوں پر لٹکائے ہوئے ہوں گے تو اچانک شیطان چیخ کر اعلان کرے گا مسیح دجال تمہارے پیچھے تمہارے گھر والوں پر حملہ آور ہو گیا ہے یہ سن کر یہ لوگ اس جگہ سے نکل پڑیں گے حالانکہ خبر بالکل ہی غلط ہوگی لیکن جب یہ لوگ شام (بیت المقدس) میں پہنچیں گے۔

اور جب دجّال نکلے گا

تو اس وقت دجال نکلے گا یہ لوگ دجال سے جنگ کرنے کے لئے صف آرائی کر رہے ہوں گے تو اس وقت نماز کی اقامت کہی جائے گی اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے اور ان لوگوں کی امامت فرمائیں گے جب اللہ کا دشمن (دجال) ان کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلنے لگے گا جس طرح پانی میں نمک پگھل جاتا ہے اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو چھوڑ دیتے تو پگھل کر ہلاک ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل فرمائے گا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نیزہ پر لگا ہوا دجال کا خون لوگوں کو دکھائیں گے۔ (مشکوۃ ج2 ص466 باب الملاحم)

تشریح:۔ اس حدیث میں مسلمان جس شہر سے نکل کر رومیوں سے جنگ کریں گے اس بارے میں اختلاف ہے کہ حدیث کے لفظ من المدینہ سے کون سا شہر مراد ہے تو ابن الملک کا قول ہے کہ اس سے مراد حلب ہے اور بعض شارحین حدیث نے فرمایا کہ اس سے مراد دمشق ہے اور بعض نے کہا: اس سے مراد مدینہ طیبہ ہے لیکن از ہار میں اس قول کو ضعیف بتایا ہے کیونکہ دوسری روایتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ رومیوں سے لڑنے کے لئے نکلنے والا لشکر حضرت امام مہدی کا لشکر ہوگا اور ان دنوں مدینہ منورہ کی آبادی ویران ہو چکی ہوگی۔ (مرقاۃ ج5 ص151)

قسطنطنیہ:۔ سلطنت روم کے شہروں میں سب سے بڑا اور نہایت مضبوط اور اہم قلعہ ہے۔

تبصرہ: رومیوں کا شہر قسطنطنیہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں پہلی مرتبہ فتح ہو چکا تھا اب دوسری مرتبہ بالکل قیامت کے قریب آ جانے کے وقت امام مہدی کا لشکر اس شہر کو فتح کرے گا اور حدیث میں اسی دوسری فتح کا تذکرہ ہے۔

دین پہ قائم رہنا بہت مشکل ہو جائے گا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایسا

زمانہ آئے گا کہ دین پر ثابت رہنے والا (مومن) مٹھی میں انگارہ لینے والے کے مثل ہو گا۔

تشریح: یعنی قرب قیامت میں فسق و فجور کی کثرت اور فتنوں کے طوفان اور ظالم حکومتوں اور بد دینوں کے ظلم و عدوان کے سبب سے مومن اس قدر مصائب میں گرفتار ہو جائے گا کہ اس کے لئے اپنے دین پر قائم رہنا اتنا ہی مشکل ہو جائے گا جتنا کہ مٹھی میں آگ کا انگارہ لینا مشکل ہوتا ہے۔

اس نشانی کا بھی مکمل طور پر ظہور نہیں ہوا ہے مگر اس کے آثار شروع ہو گئے ہیں خداوند کریم مومنین کے دین وایمان کی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

(قیامت کب آئے گی)

Scanned with CamScanner

(198)

دوست کو کھانا کھلانے کی برکت

حضرت سیّدنا سلام بن مسکین رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیّدنا ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: ''ایک مرتبہ چند لڑکے لکڑیاں کاٹنے کے لئے جنگل کی طرف جا رہے تھے۔ جب وہ حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے قریب سے گزرے تو آپ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا: ''واپسی پر ان میں سے ایک لڑکا ہلاک ہو جائے گا۔'' جب ان کی واپسی ہوگئی تو سب کے سب سلامت تھے اور کوئی بھی ہلاک نہ ہوا تھا۔ حواریوں نے عرض کی: ''یا نبی اللہ علیہ السلام! آپ علیہ السلام تو ارشاد فرما رہے تھے کہ ان میں سے ایک لڑکا ہلاک ہو جائے گا لیکن یہ سب بالکل سلامت ہیں؟'' فرمایا: ''ان لڑکوں کو میرے پاس بلاؤ۔'' جب وہ حاضر خدمت ہوئے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اپنے سروں سے لکڑیوں کے گٹھے اتار دو۔'' سب نے لکڑیاں نیچے اتار دیں، فرمایا: ''اب انہیں کھولو۔'' جب گٹھے کھولے گئے تو اس میں سے ایک گٹھے میں ایک بہت خوفناک مردہ سانپ ایک کانٹے کے ساتھ الجھا ہوا تھا۔ آپ علیہ السلام نے اس لڑکے سے پوچھا: ''تم نے کون سی بڑی نیکی کی ہے؟'' اس نے عرض کی: ''میں نے آج کوئی بڑی نیکی تو نہیں کی، ہاں! اتنا ضرور ہے کہ آج ہمارے دوستوں میں سے ایک دوست اپنے ساتھ کھانا نہیں لایا تھا تو میں نے اسے اپنے ساتھ کھانے میں شریک کر لیا۔'' لڑکے کی یہ بات سن کر آپ علیہ السلام زبان حال سے فرما رہے تھے: ''بس اسی نیکی کی وجہ سے آج تو ہلاکت سے محفوظ رہا۔'' (عیون الحکایات)

(199)

عذاب سے نجات

قَالَ الْفَقِيْهُ مَنْ اَرَادَ اَنْ يَّنْجُوَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَعَلَيْهِ اَنْ يُّلَازِمَهٗ بِاَرْبَعَةِ اَشْيَآءَ وَيَجْتَنِبُ عَنْ اَرْبَعَةِ اَشْيَآءَ اَمَّا الْاَرْبَعَةُ الَّتِيْ يُلَازِمُهَا .... فَمِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى قَالَ فَيَرُدُّوْنَ رُوْحَهٗ اِلٰى جَسَدِهٖ .(دقائق الاخبار للغزالی)

ترجمہ: فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو چاہتا ہے کہ عذاب قبر سے نجات پائے اسے چاہئے کہ چار چیزوں کو اپنے پر لازم کرلے اور چار چیزوں سے بچتا رہے اور وہ چار چیزیں جن کو اس نے اپنے اوپر عمر بھر لازم رکھنا ہے نماز کی پابندی اور صدقہ اور تلاوت قرآن اور ذکر ہے پس بے شک یہ چیزیں اس کی قبر میں روشنی اور وسعت دیں گی اور وہ چار چیزیں جن سے بچنا ہے جھوٹ اور غیبت اور چغلی اور پیشاب کے چھینٹے ہیں اور تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پیشاب سے بچو پس بے شک اکثر قبر کا عذاب اسی کے سبب ہوتا ہے پھر قبر میں دو سخت سیاہ نیلی آنکھوں والے فرشتے جن کی آوازیں سخت کڑک کی مانند، آنکھیں اچک لے جانے والی بجلی کی طرح ہوتی ہیں زمین چیرتے آتے ہیں ان میں ایک کا نام منکر اور دوسرے کا نام نکیر ہے وہ مردے کو جنبش سے بٹھا دیتے ہیں اور اسے پوچھتے ہیں تیرا ربّ کون ہے اور تیرا نبی کون ہے اور تیرا دین کون سا ہے؟ اگر مردہ مومن ہو تو کہتا ہے میرا ربّ اللہ تعالیٰ ہے اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور میرا دین اسلام ہے۔

نکیرین کرتے ہیں تعظیم میری

پس وہ اسے کہتے ہیں دلہن کی طرح سو جا جسے نہیں کوئی جگاتا مگر اس کے اہل میں سے زیادہ پیارا پھر اس کے سر کی جانب سے قبر کا ایک روشندان کھول دیتے ہیں تو وہ اس سے اپنے جنت میں گھر کو دیکھ لیتا ہے جو اسے اللہ تعالیٰ اس کی اس قبر سے اٹھانے کے بعد عطا کرے گا پھر دونوں فرشتے اس کی روح لے کر قبر سے نکل جاتے ہیں اور اسے اس قندیل میں رکھ دیتے ہیں جو عرش کے ساتھ معلق ہیں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اپنے بندوں میں سے اس بندے کو دنیا سے نہیں نکالتا ہوں جسے میں بخشنا چاہتا ہوں مگر پہلے اس کی برائیاں دور کر دیتا ہوں اس کے جسم میں مرض کے سبب یا روزی میں تنگی کے سبب یا اس غم کے سبب جو اسے پہنچے تو اگر پھر بھی اس کی برائیوں سے کچھ اس پر رہ جائیں تو نزع کے وقت کو اس پر سخت کر دیتا ہوں یہاں تک کہ جب وہ مجھے ملتا ہے تو اس پر کوئی بدی نہیں ہوتی اور مجھے میری عزت وجلال کی قسم میں اپنے بندوں میں سے کسی بندے کو دنیا سے نہیں نکالتا جسے میں نہ بخشنا چاہوں مگر میں اس کے اچھے عمل ضبط کر لیتا ہوں اس کے بدن کی صحت کے بدلے یا اس خوشی کے بدلے جو اسے میسر ہوئی یا وسعت رزق کے بدلے پس اگر پھر بھی اس کی نیکیوں سے بچ رہیں تو اس پر بوقت موت آسانی کر دیتا ہوں یہاں تک کہ جب وہ مجھے ملتا ہے تو اس کے پاس کوئی نیکی باقی نہیں ہوتی۔

فدا ہو کے تجھ پہ یہ عزت ملی ہے

حضرت اسود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا جب کہ ایک شخص پر خیمہ گرا جس پر لوگ ہنسنے لگے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ نہیں کوئی مومن جسے کانٹا چبھے مگر اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کی نیکیاں بڑھاتا ہے اور بدیاں مٹاتا ہے اور تحقیق کہا گیا ہے کہ اس بدن میں کوئی خیر نہیں جسے بیماری نہ پہنچے اور اس مال میں کوئی بہتری نہیں جس میں حادثات سے نقصان نہ

ہو اور نبی مکرم ﷺ سے حدیث میں آیا ہے کہ بے شک مومن جب دنیا سے انقطاع کے وقت آخرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس پر آسمان سے سفید رو فرشتے اترتے ہیں گو کہ ان کے چہروں پر سورج طلوع ہو رہا ہے اور ان کے پاس جنت کے کفنوں میں سے کفن اور جنت کی خوشبوؤں میں سے خوشبو ہوتی ہے تو اس سے حد نگاہ کے فاصلے پر دور بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت آتا ہے پس اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے نکل آ اے نفس مطمئن اپنے رب کی بخشش اور اس کی رضا کی طرف۔

بالآخر روح کو جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ روح نکل آتی ہے اور بدن سے ایسے باہر آتی ہے جیسے مشک سے پانی کا قطرہ آسانی سے باہر آ جاتا ہے، پس ملائکہ اسے لے کر اپنے ہاتھوں میں رکھ لیتے ہیں اور اسے جنتی کفن میں لپیٹ لیتے ہیں تو اس سے کستوری کی مانند خوشبو آتی ہے اور اوپر چڑھ کر جن فرشتوں کے پاس سے روح لے کر گزرتے ہیں وہ تعجب سے پوچھتے ہیں کہ یہ کس کی خوشبو ہے؟ پس وہ کہتے ہیں یہ فلاں بن فلاں کی روح ہے اور وہ اسے نہیں بلاتے مگر ان ناموں کے ساتھ جن سے اسے دنیا میں بلایا جاتا تھا جب ملائکہ اسے لے کر آسمان اول کے پاس جاتے ہیں تو اس کے لئے آسمان کے سات دروازے کھول دیے جاتے ہیں پس آسمان سے فرشتے اس کے پیچھے چلتے ہیں یہاں تک وہ اسے لے کر ساتویں آسمان پر پہنچتے ہیں تو اللہ کے حکم سے ایک ندا کرنے والا ندا کرتا ہے کہ اس کا نامۂ اعمال علیین میں لکھو اور اسے زمین کی طرف لوٹا دو اس سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اس میں تم کو لوٹائیں گے اور اس سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے فرمایا پس فرشتے روح کو اس کے جسم کی طرف لوٹا دیتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(200)

ظہورِ مہدی اور نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ ایک آدمی میرے اہل بیت میں سے عرب کا بادشاہ ہوگا اور میرا ہمنام ہوگا۔ (مشکوٰۃ ج2 ص470' باب اشراط الساعۃ)

تشریح: یہ حدیث ترمذی وابوداؤد میں بھی ہے اور حضرت امام مہدی کے بارے میں اس کے علاوہ بکثرت روایات وارد ہوئی ہیں آپ کا ظہور قیامت کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے پہلی نشانی ہے۔ حضرت امام مہدی کا نام محمد کنیت ابوعبداللہ اور لقب جابر ہوگا اور یہ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولا میں سے ہوں گے۔ (حجۃ اللہ ج2 ص736)

اس میں اختلاف ہے کہ آپ حسنی سیّد ہوں گے یا حسینی۔ اس بارے میں زیادہ ظاہر قول تو یہ ہے کہ باپ کی طرف سے حسنی اور ماں کی طرف سے حسینی ہوں گے۔

(مرقاۃ ج5 ص179)

چنانچہ اس بارے میں مندرجہ ذیل حدیث دلیل ہے کہ آپ حسنی سیّد ہوں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا: یقیناً میرا یہ بیٹا سردار ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام سیّد (سردار) رکھا ہے اور عنقریب اس کی پشت میں سے ایک مرد پیدا ہوگا جس کا نام تمہارے نبی ﷺ کے نام سے مشابہت رکھے گا لیکن جسمانی بناوٹ میں حضور ﷺ کے مشابہ نہیں ہوگا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ قصہ ذکر فرمایا کہ وہ امام مہدی زمین کو عدل سے بھر دے گا۔

(مشکوٰۃ ج2 ص471 باب اشراط الساعۃ)

حدیث مذکورہ بالا سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ شیعوں کا یہ قول کہ امام محمد عسکری امام منتظر ہی مہدی موعود ہیں۔ بالکل ہی غلط ہے کیونکہ امام محمد عسکری کے بارے میں شیعہ و سنی تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ یہ حضرت امام حسین کی اولاد میں سے ہیں اور حسینی سیّد ہیں۔ (مرقاۃ ج5 ص179)

حضرت امام مہدی کی بیعت

روایات حدیث میں آیا ہے کہ جب تمام دنیا میں کفر پھیلنے لگے گا تو اس وقت تمام اولیاء اللہ بالخصوص ابدال حضرات سب جگہوں سے سمٹ کر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ ہجرت کر جائیں گے کیونکہ صرف انہی دو مقامات پر اسلام رہے گا باقی ساری دنیا کفرستان بن جائے گی رمضان شریف کا مہینہ ہوگا ابدال اور اولیاء خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوں گے اسی مجمع میں حضرت امام مہدی بھی ہوں گے اولیائے کرام ان کو پہچان کر ان سے بیعت کی درخواست کریں گے اور وہ انکار کریں گے۔ اچانک ایک غیبی آواز سب لوگ سنیں گے کہ ''یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے لہٰذا اس کی بات سنو اور اس کا حکم مانو'' اس غیبی صدا کو سن کر سب لوگ آپ کے دست مبارک پر بیعت کریں گے اس طرح آپ بادشاہ بن جائیں گے اور آپ سب مسلمانوں کو اپنے ہمراہ لے کر ملک شام تشریف لے جائیں گے اور کفار سے جہاد فرمائیں گے اور روئے زمین پر ہر طرف خیر و برکت کا ظہور اور خوش حالی کا دور دورہ ہوگا۔

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: یقیناً زمانہ قریب آ گیا ہے کہ تمہارے اندر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نزول فرمائیں گے جو عدل کے ساتھ حکومت فرمانے والے ہوں گے وہ صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کو اٹھا دیں گے اور (ان کے دور) میں اس قدر مال کثیر ہو جائے گا کہ کوئی اس کو قبول نہیں کرے گا۔ (ترمذی ج2 ص46)

عیسیٰ علیہ السلام کے کام

اس حدیث میں قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی کا ذکر ہے یعنی

Scanned with CamScanner

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانی نزول کی خبر ہے۔

روایت ہے کہ دمشق کی جامع مسجد میں حضرت امام مہدی ہوں گے اور نماز فجر کے لئے اقامت ہو چکی ہوگی کہ ناگہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی مسجد کے مشرقی منارہ پر آسمان سے نزول فرمائیں گے اور امام مہدی کے ساتھ دجال کی جنگ میں شریک ہو کر دجال کو قتل فرمائیں گے عیسائی جن صلیبوں کی پرستش کرتے ہیں آپ ان صلیبوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر توڑ ڈالیں گے اور خنزیروں کو قتل کر ڈالیں گے اور کفار سے جزیہ ختم کر کے صاف اعلان فرمادیں گے کہ یا تو اسلام قبول کریں یا جنگ کے لئے تیار ہو جائیں چنانچہ اس کا اثر یہ ہوگا کہ سب کفار مسلمان ہو جائیں گے اور تمام جہان میں صرف ایک ہی دین اسلام ہوگا چالیس برس تک آپ اس دنیا میں رہیں گے، نکاح کریں گے، صاحب اولاد بھی ہوں گے اور وفات کے بعد آپ مدینہ منورہ میں روضہ انور کے اندر دفن ہوں گے۔

(قیامت کب آئے گی)

(201)

نزول عیسیٰ علیہ السلام کی تفصیل

اس تذکرہ میں مندرجہ ذیل امور و واقعات احادیث کی روشنی میں پیش کئے جائیں گے۔ یہ چیزیں اگرچہ عقائد میں سے ہیں لیکن عموماً ان کا تذکرہ کم ہونے کے باعث بہت سے لوگ اس بارے میں یا تو غافل رہتے ہیں یا پھر...... شکوک وشبہات کا شکار:

☆ ...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کب نازل ہوں گے؟

☆ ...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہاں نازل ہوں گے؟

☆ ...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہم کیسے پہچانیں گے؟

☆ ...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد کیا کریں گے؟

1 ...... آپ کا ظہور امام مہدی کے آنے اور دجال کے خروج کے بعد ہوگا۔ دجال خارج ہو کر زمین میں چالیس روز قیام کرے گا۔ ''ایک دن ایک سال کے برابر، دوسرا دن ایک ماہ کے برابر، تیسرا دن ایک ہفتہ کے برابر اور باقی دن تمہارے عام دنوں کی مانند ہوں گے۔'' (یعنی ایک سال دو ماہ چودہ دن کل مدت ہوگی)۔

دجال کے قیام کی مدت ختم ہونے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ نماز پڑھنے کے بعد وہ سب سے پہلے دجال کو قتل کریں گے اور قتل کرتے وقت کہیں گے تجھے ضرب لگانا میرے مقدر میں تھا۔

2 ...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیریا (ملک شام) کے شہر دمشق کے مشرق میں سفید مینار کے پاس جگہ اتریں گے جہاں امام مہدی اور ان کے مسلمان ساتھیوں کا ٹھکانہ ہوگا۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں۔ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرق میں سفید

Scanned with CamScanner

مینار کے پاس نازل ہوں گے۔" (رواہ الطبرانی عن اوس بن اوس)

3.....اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ اور نزول کی کیفیت یوں بیان فرمائی ہے: آپ ﷺ کا ارشاد ہے: میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں، وہ اترنے والے، جب تم انہیں دیکھو گے تو انہیں پہچان لینا۔ وہ میانہ قد کے آدمی ہوں گے، رنگ سرخی اور سفیدی مائل ہوگا، گیروے رنگ ہوئے دو کپڑے پہنے ہوئے نازل ہوں گے۔ پانی نہ پڑنے کے باوجود ان کے سر سے قطرے ٹپک رہے ہوں گے۔ (رواہ ابوداؤد عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

ہمارے آقا علیہ السلام نے سب کچھ بتادیا

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں: جبکہ وہ (دجال) یہ کام کر رہا ہوگا کہ اللہ، مسیح بن مریم علیہما السلام کو مبعوث فرمائے گا، وہ دمشق کے مشرق میں سفید مینار سے گیروے رنگ کے دو زرد کپڑے پہنے ہوئے نازل ہوں گے۔ انہوں نے اپنی ہتھلیاں دو فرشتوں کے پروں پر رکھی ہوں گی، جب سر نیچے کریں گے تو قطرے ٹپکیں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو موتیوں کی مانند دانے گریں گے۔

(حدیث کا کچھ حصہ مسلم نے حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے رویت کیا ہے۔)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تینتیس برس (اسی عمر میں ان کو آسمان پر اٹھایا گیا تھا) کے جوان ہوں گے۔ قد میانہ، رنگ سرخ سفیدی مائل، بال سیدھے (نرم اور کھلے ہوئے)، ایک زلف دو شانوں کے درمیان حرکت کر رہی ہوگی، یوں معلوم ہوگا کہ وہ ابھی حمام سے نکل کر آرہے ہیں، جب سر نیچے کریں گے تو قطرے ٹپکیں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو موتیوں کی مانند دانے گریں گے، گیروے رنگ کے دو زرد کپڑے (چادر اور تہہ بند) پہنے ہوئے نازل ہوں گے۔ انہوں نے اپنی ہتھلیاں دو فرشتوں کے پروں پر رکھی ہوں گی۔

4.....نازل ہونے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام سب سے پہلے نماز پڑھیں گے، جب اتریں گے تو صبح کی نماز کی اقامت ہو چکی ہوگی اور حضرت امام مہدی نماز پڑھانے

کے لئے آگے آچکے ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی وہ پیچھے ہٹ کر کہیں گے "آیئے! اے روح اللہ! آپ نماز پڑھایئے"۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انکار کریں گے اور فرمائیں گے "نہیں! تم میں سے ایک امیر ہوگا دوسروں پر۔"

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "میری امت کا ایک گروہ حق کی خاطر قیامت تک لڑتا رہے گا اور غالب رہے گا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ مسلمانوں کا امیر ان سے کہے گا: آیئے! ہمیں نماز پڑھایئے وہ کہیں گے: نہیں، امیر تم میں سے ہوگا۔ یہ وہ اعزاز ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کو بخشا ہے"۔

(مسلم کتاب الفتن، ورواہ احمد عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ)

یہ سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے

مسند احمد کی ایک روایت میں ہے: "...... وہ اچانک حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو دیکھ لیں گے پھر نماز کے لئے اقامت کہی جائے گی اور ان سے کہا جائے گا: آگے بڑھیے! اے روح اللہ! آپ فرمائیں گے تمہارا امام آگے بڑھ کر تمہیں نماز پڑھائے۔" نماز کے ختم ہونے کے فوراً بعد حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ملعون دجال کے قتل اور باقی ماندہ یہودیوں کے خاتمے کا کام اپنے ذمے لیں گے۔

اس کے بعد وہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں گے۔ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ معاف کریں گے۔ اسلام اور تلوار میں سے صرف ایک کو قبول کریں گے (یعنی لوگ اسلام قبول کرلیں یا جنگ کے لئے تیار ہو جائیں گے) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جلد ہی تمہارے درمیان ابن مریم علیہما السلام ایک عادل منصف کی حیثیت سے نازل ہوں گے پھر وہ صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ معاف کریں گے۔ مال کی اتنی فراوانی ہوگی کہ کوئی اسے قبول کرنے والا نہ ہوگا۔ اسلام کا اس قدر دور دورہ ہوگا کہ ایک سجدہ، دنیا و مافیہا سے بہتر شمار ہوگا۔" (بخاری، مسلم، نسائی)

عیسیٰ علیہ السلام کی وفات

پھر جنگ اپنے ہتھیار ڈال دے گی۔ لوگ اتنے ناز ونعمت سے زندگی گزاریں گے جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ بغض اور کینہ جاتا رہے گا' زہریلے جانوروں کا زہر کھینچ لیا جائے گا حتیٰ کہ بچہ سانپ کے بل میں ہاتھ ڈال دے گا اور سانپ اسے نقصان نہ پہنچا سکے گا' بھیڑیا کتوں کی طرح بھیڑوں کی حفاظت کرے گا۔ زمین سے برکتوں کا خروج ہو گا اور آسمان اپنی خیرات نازل کرے گا۔ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام شادی کریں گے' پھر کعبۃ اللہ کا حج کریں گے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' ابن مریم حج یا عمرہ کی غرض سے تلبیہ کے ساتھ اپنی آواز بلند کریں گے' یا ان دونوں کو دوبارہ سرانجام دیں گے۔ (رواہ مسلم واحمد عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین میں ساٹھ برس تک ٹھہریں گے اور ایک صحیح روایت کے مطابق چالیس برس قیام کریں گے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کیا ہو گا؟ جب اللہ ان کے زمانہ میں یاجوج اور ماجوج کو ہلاک کر دے گا تو وہ اس کے بعد وفات پائیں گے۔

Scanned with CamScanner